भारत सरकार
GOVERNMENT OF INDIA
राष्ट्रीय पुस्तकालय, कलकत्ता
NATIONAL LIBRARY, CALCUTTA

वर्ग संख्या
Clas No. U 954.5
पुस्तक संख्या
Book No. B 177h
रा०पु०/ N.L. 38

MGIPK—11 LNLC/67—29-12-67—1,50,000

حقوق تصنیف بحق مصنف محفوظ ہیں

رجسٹری

مع جملہ اشتہار سیل مجان عدالت عالیہ چیف کورٹ پنجاب ورسم کو (نمبر) ۹ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء

# رواج پنجاب

مع مختصر فیصلہ جات چیف کورٹ پنجاب تا ۱۹۱۱ء

مصنفہ ... بیرسٹر ایٹ لا و ایڈووکیٹ چیف کورٹ پنجاب

جن کو پریوی کونسل اور اسکے مخرج تاریخ اور اسکے جوڈیشل مناصب
کی ترمیمات پر ۵۰۰ صفحات کا مضمون لکھنے کیواسطے گریز ان
کا قانونی قابلیت کی بابت خاص انعام ملا تھا۔ در قانون
میں پریکٹس کی بابت تمغہ عطا ہوا تھا۔ نیز ریاست پٹیالہ کے
پرائز ہولڈر۔ اور ایکٹ حق شفع ۱۹۰۵ء کے مصنف وغیرہ وغیرہ ہیں

حسب فرمایش ایم نور الدین ... والی سٹریٹ لاہور

مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

قیمت مجلد آٹھ روپے

تعداد جلد (۱۲۰۰)

# مفصل فیصلجات دیوانی و فوجداری محکمہ عالیہ چیف کورٹ پنجاب
## و فیصلجات مال جناب صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

(از ۱۸۸۷ء لغایت سنہ ۱۹۱۱ء)

عام اصحاب خصوصاً قانونی پیشہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ وہ حسب خواہش مطبع آفتاب پنجاب لاہور سے گذشتہ سنین کے فیصلجات ہر سہ صیغہ جن کو نہایت خوشخط و صحیح چھپوایا گیا ہے۔ خرید فرماسکتے ہیں

قیمت فی سال تین روپے - - - - - - - - - - (۳)

# ڈائجسٹ پنجاب
## خلاصہ فیصلجات دیوانی و فوجداری محکمہ عالیہ چیفکورٹ پنجاب اور فیصلجات مال صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

(از ۱۸۶۶ء لغایت سنہ ۱۹۱۱ء)

اس ڈائجسٹ کی عمدہ چھپائی اور صحت و عمدگی اور خوبی کاغذ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اس بے نظیر کتاب کو بترتیب وبطرز نمبروار معہ انڈکس مضامین فہرست مقابلہ دفعات ایکٹہائے وغیرہ مرتب کیا گیا ہے اسکی بکری کی کثرت اور اس کا مقبول عام اور ہر دلعزیز ہونا خواہاں تو اس بات کا تھا کہ اسکی قیمت بڑھا دیجاتی۔ مگر بنظر رفاہ عام اسکی قیمت بہت کم کر دیگئی ہے۔ اس موقعہ کو خریدار صاحبان غنیمت جان کر ہاتھ سے نہ دیں۔ قیمت یہ ہے:-

ڈائجسٹ دیوانی معہ انڈکس مضامین وغیرہ (۵ﷲ) ایضاً فوجداری معہ انڈکس مضامین وغیرہ (للعہ) ایضاً مال معہ انڈکس مضامین وغیرہ (ﷲ) تمام درخواستیں پتہ ذیل پر آویں:-

**دیوان عطر سنگھ مالک مطبع آفتاب پنجاب لاہور**


65131 3.8.66

# فہرست مضامین رواج پنجاب

## باب اول

صفحہ


پنجاب کا رواج قانون سے دیرینہ ہے
رواج پنجاب بہ نسبت قانون کے دیرینہ ہے - - - - - - - ۱
پنجاب کے رواجوں کی خصوصیت ۲
پنجاب کے رواج دہرم شاستر یا شرع محمدی سے موثر نہیں ہوتے - - - ۳
بعض فرقے رواج اور قانون ہردو کی پیروی کرتے ہیں - - - - - ۴
دیگر کسی پرانی رسوم کے پابند نہیں - ۵
نتیجہ - - - - - - ۵


## باب دوم

### رواج کی تعریف


تعریف - - - - - ۷
خصوصیات رواج - - - - ۸


## باب سوم

### پنجاب کے رواجوں کی تقسیم

صفحات


رواجات عام - - - - - ۱۱
مقامی رواج - - - - - ۱۳
پنجاب میں رواج اضلاع وار قومی ہے ۱۴
اصلی موضع کا رواج - - - - - ۱۸
شہادت ۱۹
ایک ضلع میں قوم کا رواج بعض قوم کی تمام تجویز حاوی ہوتا ہے
جب قوم کا کوئی رواج نہ ہو اور سوال گوت کے رواج کا ہو تو دیکھو ۲۰
گوت کے رواج متعلقہ ہیں - ۲۱
ایک قوم کا رواج دوسری قوم پر حاوی ہوتا ہے - - - - ۲۲
بلا روک ٹوک شادیاں - - - ۲۲
رواج ملتان ۲۳


## باب چہارم

### فیصلہ کا قاعدہ - رواج یا قانون


قاعدہ کی تاریخ - - - - - ۲۵
دفعہ ۵ - ایکٹ قوانین پنجاب کی پالیسی - - - - ۲۶


NATIONAL LIBRARY CALCUTTA 651 3.8.68
DBA0000006513URD

| | صفحہ |
|---|---|
| عدالت کو رواج کی تحقیقات کرنی لازم ہے — — — — — | ۲۷ |
| مگر رواج کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں ہوتا — — — — — | ۲۸ |
| جہاں رواج ثابت نہ کیا جائے ذاتی قانون کی پیروی کرنی چاہیئے — | ۲۹ |
| بعض مقدمات میں شروع ہی میں رواج کے حق میں قیاس کرنا لازم ہے | ۳۰ |
| غیر زراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں رواج کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں ہو سکتا — — — | ۳۲ |
| مگر غیر زراعت پیشہ اشخاص میں بھی قیاس نہیں ہوتا کہ ذاتی قانون حاوی ہونا چاہیئے بلا روک تحقیقات کرنی چاہیئے — | ۳۳ |
| زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ اشخاص میں جہاں امر متنازعہ کی نسبت رواج کا عام قاعدہ نہ ہو۔ اس کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں کیا جا سکتا — | ۳۴ |
| ہر مقدمہ میں جہاں رواج نفی ہو یا پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے۔ عدالت کو ذاتی قانون کی طرف رجوع کرنا چاہیئے — | ۳۴ |


## باب پنجم

### رواج کس طرح ثابت کرنا چاہیئے


| | صفحہ |
|---|---|
| تنقیحات اور بار ثبوت — — — — | ۳۵ |
| رواج کا ثبوت — — — — — | ۳۷ |
| واجب العرض — — — — — | ۳۷ |
| رواج عام — — — — — — | ۴۰ |
| باوقعت رواج عام کی تاثیر | ۴۹ |
| رواج عام کی مراد — — — — | ۵۱ |
| رواج عام کن اقوام پر حاوی ہونا چاہیئے — — — — — | ۵۲ |
| قانون رواج — — — — | ۵۵ |
| فیصلجات — — — — | ۵۵ |
| اقبال — — — — — — | ۵۵ |
| شجرہ نسب فیصلجات — — | ۵۶ |
| واضح رواج اور نظائر — — — | ۵۷ |
| زبانی نظائر — — — — | ۵۷ |
| زبانی شہادت — — — — | ۶۰ |
| رضامندی — — — — — | ۶۳ |
| منفی امر واقعہ — — — — | ۶۴ |
| جب سوال انتقال کے متعلق ہو تو مالک کا اختیار بشمول انتقال دریافت کرنا لازم ہے — — — — — | ۶۵ |
| تردیدی شہادت — — — — | ۶۵ |


## باب ششم

### غیر زراعت پیشہ اشخاص

| | صفحہ |
|---|---|
| باشندگان پنجاب کی تقسیم - - - | ۶۶ |
| غیر زراعت پیشہ - - - - | ۶۸ |
| زرعی رواج - - - - - | ۶۸ |
| زرعی رواج کی کون پیروی کرنیوالے قیاس ہوسکتے ہیں - - - | ۶۹ |
| زراعت پیشہ اقوام کے جو اشخاص زراعت سے علیحدہ ہو جائیں - زرعی رواج کے پیرو نہیں رہتے - - - - - | ۶۹ |
| بار ثبوت - - - - - - | ۷۲ |
| بادی النظر میں قیاس یہ ہے کہ غیر زراعت پیشہ رواج کی پیروی نہیں کرتے - | ۷۴ |
| ابتدائی بار ثبوت کا نباہ - - - | ۷۹<br>۸۰ |
| محض ملکیت زمین - - - - | ۸۳ |
| جو شہری دیہات میں زمین بہم پہنچا زمین کا مالک ہونا مگر اس کو خود کاشت نہ کرنا - - - - - | ۸۴<br>۸۴ |
| زمین کا مالک ہونا مگر گذارہ زیادہ تر دیگر پیشوں پر منحصر ہونا - - - | ۸۵ |
| زراعت پیشہ اشخاص کے اپنے موضع میں زمین پر قابض ہونا - - - | ۸۸ |
| رواج عام پر تصدیق - - - - - | ۹۰ |
| مسل حقیت کی وجہ سے - - - - | ۹۰ |
| خود کاشت دکھانے سے - - - | ۹۱ |
| زمین یکے انتقال اراضی مشتہر ہونے سے | ۹۱ |

| | صفحہ |
|---|---|
| پشتوں تک سالم موضع کی ملکیت یا غیر مخلوط آبادی موضع قائم کرنا - | ۹۲ |
| موضع کے بانی کے ساتھ بطور کامل مالکان آباد ہونا - - - - - | ۹۶ |
| مستثنیات | ۹۶ |
| محض یہ امر کہ وہ غیر زراعت پیشہ اشخاص جو خالص زراعت پیشہ ہیں گاہے گاہے دیگر کام بھی کرتے ہیں رواج کو خارج نہیں کرتا - - - - - - | ۹۶ |
| میری رائے میں کسی غیر زراعت پیشہ کو زرعی رواج کا پابند خیال کرنا ممکن نہیں - - - - - - | ۹۷ |
| غیر زراعت پیشہ اشخاص زرعی رواج کے علاوہ کسی غیر رواج کے پیرو ہو سکتے ہیں - - - - - | ۹۸ |
| خلاصہ مقدمات متعلقہ غیر زراعت پیشہ اقوام - - - - - | ۹۹ |


## باب ہفتم
## خاندانی تعلقات


| | صفحہ |
|---|---|
| ناطہ - - - - - - - | ۱۱۳ |
| معاہدہ قانونی ہونا چاہئے - | ۱۱۳ |
| عہد متقابلہ - - - - - | ۱۱۴ |
| کون ناطہ کرسکتا ہے - - - - | ۱۱۴ |

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| اس معاہدہ کو عمدہ وجوہ سے توڑ سکتے ہیں | ۱۱۴ |
| خلاف ورزی پر چارہ جوئی - - - | ۱۱۵ |
| ہرجوں کی بابت کون دعوے کرسکتا ہے - - - - - - | ۱۱۵ |
| کون ذمہ وار ہے - - - - - | ۱۱۵ |
| ہرجون کا اندازہ - - - - - - - | ۱۱۶ |
| شادی اور اس کی جزویات اصلی - | ۱۱۶ |
| ۱- عقد - - - - - | ۱۱۷ |
| ۲- رسوم - - - - - - | ۱۱۸ |
| ۳- کریا - - - - - | ۱۱۹ |
| ۴- ناجائز شادیاں - - - | ۱۲۰ |
| ۵- ملی جلی شادیاں - - - - | ۱۲۱ |
| وقوعہ شادی - - - - | ۱۲۲ |
| طلاق - | ۱۲۴ |
| بیوی کی تحویل - - - - | ۱۲۶ |
| گذارہ - - - - - - | ۱۲۶ |
| انفساخ شادی - - - | ۱۲۶ |
| مذہب تبدیل کرنا - - - - - | ۱۲۶ |
| طلاق - - - - - | ۱۲۸ |
| صحیح النسب - - - - - | ۱۲۹ |
| واقعہ شادی - - - - - | ۱۳۰ |


## باب ہشتم

## تبنیت


| مضمون | صفحات |
|---|---|
| تبنیت کی تعریف - اور ہبہ اور وصیت میں تمیز - - - | ۱۳۱ |
| تبنیت پنجاب میں بالعموم تسلیم کی گئی ہے | ۱۳۲ |
| بار ثبوت - - - - - | ۱۳۳ |
| نظائر کی عدم موجودگی ہمیشہ یہ ثابت نہیں کرتی کہ تبنیت نہیں ہے - | ۱۳۳ |
| مقدمات جن میں فریق یہ ثابت نہ کرسکے کہ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی | ۱۳۴ |
| بعض مقدمات میں عدم موجودگی ثابت کرتی ہے کہ تبنیت نہیں - | ۱۳۵ |
| مقدمات جن میں ثابت کیا گیا - کہ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی - - - | ۱۳۵ |
| تبنیت اصلی جزویات - - - | ۱۳۶ |
| تبنیت کا فی الواقع ہونا - - - | ۱۳۶ |
| متبنیٰ کرنے کی نیت - - - | ۱۳۷ |
| کاغذی تبنیتیں - - - - | ۱۴۴ |
| بعض دفعہ پہلے اور پیچھے سلوک تبنیت قائم نہیں کرتا - - - | ۱۴۵ |
| جو دستاویز موت کے خیال سے نہ لکھی جائے - - - - | ۱۴۶ |
| پہلے سلوک نہ کیا گیا ہو - تبنیت بذریعہ دستاویز کی جائے - مگر تبنیت کرنے والا ابھی زندہ ہو - - - - | ۱۴۸ |
| تبنیت کا ثبوت - - - - | ۱۴۹ |
| جواز تبنیت | ۱۵۰ |
| کون متبنیٰ کرسکتے ہیں - - | ۱۵۰ |

| | صفحات |
|---|---|
| عمر — — — — — | ۱۵۰ |
| بیوگان — — — — — | ۱۵۱ |
| تبنیت جو خاوند کی اور بیوہ نے اس کو قائم رکھا — — — | ۱۵۱ |
| بیوہ کی جانب سے بلا اختیار تبنیت — — — — | ۱۵۱ |
| مستثنیات — — — — | ۱۵۲ |
| حقداران بازگشت کی رضامندی | ۱۵۲ |
| نتیجہ — — — — — | ۱۵۳ |
| بیوہ کی جانب سے جائز وصیت کی تاثیر — — — — | ۱۵۴ |
| تبنیت کے واسطے ضروری رسومات | ۱۵۴ |
| ۱۔ عمر — — — — — | ۱۵۵ |
| ۲۔ اکلوتا یا سب سے بڑا پسر — — | ۱۵۵ |
| ۳۔ ایک سے زیادہ متبنے — | ۱۵۶ |
| ۴۔ رسومات — — — — | ۱۵۶ |
| ۵۔ شادی شدہ متبنےٰ — — | ۱۵۷ |
| ۶۔ جدیوں کی رضامندی — — | ۱۵۸ |
| ۷۔ دوسری گوت سے تبنیت — | ۱۵۸ |
| اپنے باپ سے وراثت — — | ۱۵۸ |
| ۹۔ متبنےٰ زیادہ تر آزاد ہیں — | ۱۵۸ |
| ۱۰۔ باپ کے پسر کی موجودگی میں تبنیت کا جواز — — — | ۱۵۹ |
| ۱۱۔ جب پہلی تبنیت ناجائز ہو تو دوسری ہو سکتی ہے — — — | ۱۵۹ |

| | صفحات |
|---|---|
| ۱۲۔ رواج عام یا واجب العرض محض توضیحی ہے — — — | ۱۵۹ |
| نتیجہ — — — — — | ۱۵۹ |
| جو اشخاص متبنےٰ کئے جا سکتے ہیں | ۱۶۱ |
| نواسہ کی تبنیت — — — | ۱۶۱ |
| غیر زراعت پیشہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کے پابند نہیں — — — — — | ۱۶۴ |
| مگر غیر زراعت پیشہ خاص رواج کی پیروی کر سکتے ہیں — — — | ۱۶۶ |
| غیر زراعت پیشہ اشخاص میں ابتدائی بار ثبوت غیر جدی پر ہوتا ہے خواہ یہ نواسہ یا بھانجہ ہو — — — — — | ۱۶۷ |
| زراعت پیشہ ثابت کر سکتا ہے کہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء حاوی نہیں ہوتا | ۱۶۸ |
| ابتدائی ثبوت کا تبادلہ — — — | ۱۶۸ |
| نواسہ کی تبنیت — — — — | ۱۷۰ |
| ہمشیرہ زادہ کی تبنیت — — — | ۱۷۵ |
| ہمشیرہ کا پسر اور پوتا — — — | ۱۷۶ |
| تبنیت اجنبیاں — — — — | ۱۸۰ |
| تبنیت جدیان — — — — | ۱۸۳ |
| مقدمات متعلقہ تبنیت جدیان — | ۱۸۴ |
| رضامندی ناجائز تبنیت کو جائز کرتی ہے — — — — | ۱۸۷ |

| | صفحات |
|---|---|
| تبنیت منسوخ نہیں کی جاسکتی۔ | ۱۸۸ |
| استنخ۔ | ۱۸۹ |
| ۲۔ تیاگنا۔ | ۱۹۰ |
| تبنیت کی نسبت تنازعہ کرنیکا منصب | ۱۹۰ |


## باب نہم

## تبنیت کا وراثت اور انتقال پر اثر


| | صفحات |
|---|---|
| کیا پسر متبنٰے اپنے متبنٰے کرنے والے باپ کا وارث ہو سکتا ہے۔ | ۱۹۲ |
| کیا پسر متبنٰے جدی طور پر وارث ہوتا ہے۔ | ۱۹۴ |
| اس قسم کے مقدمات میں بار ثبوت۔ | ۱۹۵ |
| بار ثبوت کی بنا۔ | ۱۹۶ |
| باضابطہ تبنیت کی مراد۔ | ۱۹۷ |
| جدی وراثت کے متعلق مقدمات کا خلاصہ | ۱۹۹ |
| کیا پسر متبنٰے اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہوتا ہے۔ | ۲۰۱ |
| پسر متبنٰے کی جانشینی۔ | ۲۰۳ |


## باب دہم

## وراثت


| | صفحات |
|---|---|
| جانشینی کا عام قاعدہ۔ | ۲۰۹ |
| پسروں کی جانشینی۔ | ۲۰۹ |
| سوتیلے پسر | ۲۰۹ |
| غیر صحیح النسب پسر | ۲۰۹ |
| صحیح النسب۔ | ۲۱۱ |
| (الف) شریف اور غیر شریف بیویوں کے پسر۔ مستثنیات | ۲۱۱ |
| (ب) سب سے بڑے پسر کے حقوق۔ | ۲۱۲ |
| (ج) پنجاب کا عام رواج مساوی تقسیم کرنے کا ہے۔ | ۲۱۴ |
| (د) چونڈہ ونڈ یا پگ ونڈ۔ | ۲۱۴ |
| یہ دریافت کرنے کی نسبت قواعد کہ آیا چونڈہ ونڈ یا پگونڈ حاوی ہوتا ہے | ۲۱۵ |


## باب یازدہم

## بیوہ کا جانشین ہونا


| | صفحات |
|---|---|
| بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ | ۲۲۲ |
| لیکن بیوہ کو بموجودگی پسر حقیت حیات نہیں ملتی۔ | ۲۲۶ |
| اس صورت میں اس کو گذارہ ملتا ہے۔ | ۲۲۶ |
| شریک بیوگان۔ | ۲۲۷ |
| بیوہ کا جدی طور پر وارث ہونا۔ | ۲۲۸ |
| کیا بیوگان کی صورت میں وراثت کی نسبت کوئی حد ہے۔ | ۲۳۰ |
| کیا وہ بیوہ جو اپنے خاوند کی جائداد پر قابض نہ ہو جدی طور پر وارث ہو سکتی ہے۔ | ۲۳۱ |
| بیوگان کی جدی وراثت کے متعلق خلاصہ | ۲۳۳ |

| | صفحات |
|---|---|
| یہ قاعدہ ماؤں پر حاوی ہوتا ہے ۔ | ۲۳۶ |
| ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۶ء محولہ مذکور کی نسبت اعتراض ۔ | ۲۳۷ |
| مستثنیات ۔ | ۲۳۸ |
| بے عصمتی دو قسم کی ہے ۔ | ۲۴۰ |
| (اول) سابقہ بے عصمتی ۔ | ۲۴۱ |
| (دوم) مابعد بے عصمتی ۔ | ۲۴۲ |


## باب دوازدہم

### دختر۔ اُس کے پسروں اور خاوند کا وارث ہونا


| | صفحات |
|---|---|
| وراثت کا عام قاعدہ ۔ | ۲۴۳ |
| دختر کا بہ ترجیح پسران وارث ہونا ۔ | ۲۴۴ |
| زراعت پیشہ اقوام میں بیٹیوں کا بموجودگی جدیوں کے وارث ہونا ۔ | ۲۴۵ |
| کیا بیٹیاں وارث ہیں ۔ | ۲۴۵ |
| تمام جدیوں کا بیٹیوں کو خارج کرنا صحیح نہیں ۔ | ۲۴۷ |
| بیٹیاں قریبی جدیوں کے بعد اور بعیدی جدیوں سے پہلے آتی ہیں ۔ | ۲۴۹ |
| تشریح ۔ | ۲۵۰ |
| قریبی جدیوں کی مراد کیا ہے ۔ | ۲۵۱ |
| آٹھویں پُشت کا جدی بعید ہے ۔ | ۲۵۱ |
| ساتویں پُشت کے جدی بہت بعید خیال کیے جاتے ہیں ۔ | ۲۵۲ |

| | صفحات |
|---|---|
| چھٹی پُشت کے پدری رشتہ دار کو بعید جدی خیال کرنا چاہئے | ۲۵۲ |
| پانچویں پُشت کا پدری رشتہ دار قریبی جدی ہے ۔ | ۲۵۳ |
| قواعد مندرجہ بالا محض عام اصول ہیں | ۲۵۴ |
| کس قسم کی خاص تحقیقات یا تبدیلی بار ثبوت کو تبدیل کر سکتی ہے ۔ | ۲۵۶ |
| (الف) رواج عام ۔ | ۲۵۶ |
| (ب) قوم کے اندر شادی کرنا ۔ | ۲۵۷ |
| (ج) پدری رشتہ دار کے ساتھ شادی ۔ | ۲۵۸ |
| (د) موضع کی ساخت ۔ | ۲۵۹ |
| شُبہ کے مقدمات میں ۔ | ۲۵۹ |
| اگر یہ ثابت ہو کہ اس کو حیثیت حیات نہیں ملتی تو یہ رہائش کی حقدار ہوتی ہے ۔ | ۲۶۰ |
| غیر زراعت پیشہ میں دختروں کی وراثت ۔ | ۲۶۰ |
| بار ثبوت ہلکا یا سنگین ہو سکتا ہے | ۲۶۱ |
| بار ثبوت کا بار ۔ | ۲۶۲ |
| دختر کی وراثت کے متعلق کے متعلق مقدمات کا اختصار ۔ | ۲۶۲ |
| دختروں کے خاص مقدمات | ۲۷۲ |
| غیر منکوحہ دختر کے حقوق ۔ | ۲۷۳ |

| | صفحات |
|---|---|
| بیوہ شدہ دختر - - - - | ۲۷۳ |
| حق بیوہ مشعر واقی پیدا کردہ جایداد و - | ۲۷۴ |
| دختر اور بعد یان جب زمین اصلی موضع | |
| میں نہ ہو - - - - - - | ۲۷۵ |
| خانہ دامادی - - - - - | ۲۷۶ |
| خانہ دامادی تسلیم نہیں کی گئی تھی - | ۲۷۹ |
| خانہ دامادی سے جو حقوق پیدا ہوتے | |
| ہیں - - - - - | ۲۸۰ |
| اس دختر کی وراثت کے متعلق تفصیلات | |
| جو خانہ داماد کی بیوی ہو - - - | ۲۸۱ |
| خانہ داماد کا حق وراثت - - - | ۲۸۲ |
| خانہ داماد کی وراثت مشعر سسر - | ۲۸۳ |
| خانہ داماد - یا داماد کا اپنی بیوی کا | |
| وارث ہونا - - - - - | ۲۸۴ |
| خانہ داماد کی اپنے قدرتی خاندان میں | |
| وراثت - - - - - - | ۲۸۵ |
| مابین دختر و جماعت مالکان وراثت | |
| پر تنازع - - - - - | ۲۸۵ |
| دختر اور نواسہ کا جدی طور پر وارث | |
| ہونا - - - - - - | ۲۸۵ |
| فرض کرو کہ دختر اس کا پسر یا خاوند وارث | |
| ہوتا ہے - - - - - | ۲۸۶ |
| ان کی وفات پر کون وارث ہونے کا | |
| مستحق ہے - - - - - | ۲۸۶ |

| | صفحات |
|---|---|
| جائداد دختر کی وراثت - - - - | ۲۸۶ |
| (الف) پسر - - - - | ۲۸۶ |
| (ب) دختران - - - - | ۲۸۷ |
| (ج) ہمشیرگان - - - | ۲۸۸ |
| (د) خاوند - - - - - - | ۲۸۹ |
| دختر کے خاوند کی جائداد کا وارث | |
| نہ ہونا - - - - - | ۲۸۹ |


# باب سیزدہم

## مستورات کا وارث ہونا

(بجز بیوہ اور دختر کے)


| | صفحات |
|---|---|
| (اول) ماں - - - - - | ۲۹۱ |
| (دوم) دادی [illegible] - - | ۲۹۲ |
| (سوم) دختر اور اس کی اولاد - - - | ۲۹۴ |
| ہمشیرہ اور دختر کے بابت تنازعہ | ۲۹۷ |
| وراثت سے ہبہ کی صورت مختلف ہے | ۲۹۷ |
| غیر زراعت پیشہ قواعد مذکورہ کی | |
| پیروی کی [illegible] - - - | ۲۹۷ |
| ہمشیرہ کا کون وارث ہوتا ہے | ۲۹۸ |
| مقدمات کا فیصلہ متعلقہ ہمشیرہ | |
| کے پسر [illegible] کے - - | ۲۹۸ |
| پسر کی بیوہ - - - - - | ۳۰۲ |
| (اول) پسر کی بیوی وارث | |
| ہو سکتی ہے - - - - | ۳۰۳ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| (دوم) پسران شسر پسر کی بیوی کو خارج کرتے ہیں - اور بار ثبوت اس عورت پر ہے - - - - - | ۳۰۴ |
| (سوم) دیگر جدیوں اور بیٹے کی بیوی کے مقدمہ میں بار ثبوت - - - - | ۳۰۴ |
| (چہارم) یہ گذارہ لیتی ہے - - - | ۳۰۵ |
| (پنجم) پسر کی بیوہ کی وراثت کے مقدمات - - - - - | ۳۰۵ |
| (ششم) بھائی کی بیٹیاں - - - | ۳۰۷ |
| (ہفتم) دختر کی دختر - - - - | ۳۰۷ |
| بھائی کی بیوہ | ۳۰۷ |
| (نہم) چچا کی دختر اور اس کی اولاد - | ۳۰۸ |
| (دہم) دیگر مستورات اور بعید جدی جو ان کی وساطت سے رشتہ دار ہوں | ۳۰۸ |
| (یازدہم) عورت کی جدی طور پر وراثت | ۳۰۸ |

اگر عورت جوان یابانی سے قوانی کی بدچلنی ۳۰۵

## باب چہار دہم
### جدی وراثت کی تعریف

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| قائمقامی کا قاعدہ - - - | ۳۰۹ |
| قاعدہ قائمقامی نسلی اور جدی وراثت پر حاوی ہوتا ہے - - - - - | ۳۱۱ |
| یہ قاعدہ غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہوتا ہے - - - - | ۳۱۱ |
| یہ رواج اس قدر عام ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے واسطے شہادت مطلوب ہے | ۳۱۱ |
| لیکن اگر پسر اپنے باپ کا وارث نہ ہو - تو اس کو حق قائمقامی حاصل نہیں ہوتا - - - - - | ۳۱۲ |
| قائمقامی کے متعلق مقدمات کا خلاصہ - - - - - | ۳۱۲ |
| حقیقی اور سوتیلے - - - | ۳۱۵ |
| حقیقی اور سوتیلوں کے مقدمات کا اختصار - - - - | ۳۲۰ |
| جو مل کر رہتے ہوں - اور علیحدہ ہوں - - - - - - | ۳۲۴ |
| موضع میں نہ رہنے والا شخص - | ۳۲۶ |
| قریبی پشت کے جدی بعید کو خارج کرتے ہیں - - - - | ۳۲۷ |

## باب پانزدہم
### جماعت مالکان کی وراثت اور نزول سرکار

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| جماعت مالکان کی وراثت - | ۳۲۸ |
| دختر اور جماعت مالکان - - - | ۳۲۸ |
| ہمشیرہ اور دیگر مستورات - | ۳۲۸ |
| جدی رشتہ دار اور جماعت مالکان - | ۳۲۹ |
| نزول کا حق - - - - | ۳۲۹ |
| | ۳۳۱ |

| | صفحات |
|---|---|
| ہم جنس دیہات میں حق نزول کی نسبت قیاس - - - - - | ۳۳۱ |
| جہاں جماعت مالکان وارث ہماں کے آپس میں حقوق - - - - - | ۳۳۲ |
| نزول سرکار - - - - - | ۳۳۲ |
| **باب شانزدہم** | |
| **وراثت کی خاص مقدمات** | |
| مستورات کی خاص جائداد - - - | ۳۳۴ |
| حق دخیلکاری کی وراثت - - - | ۳۳۴ |
| **باب ہفتدہم** | |
| **وراثت سے اخراج** | |
| جو باعث وراثت سے محروم کرتے ہیں - - - - - - | ۳۳۴ |
| (اول) مذہب تبدیل کرنا - - - - | ۳۳۵ |
| (دوم) مصلحت عامہ - - - - | ۳۳۵ |
| (سوم) مذہبی بھیکھ میں داخل ہونا - | ۳۳۵ |
| **باب ہژدہم** | |
| **ضابطہ کے قواعد** | |
| کسی ورثاء میں سے ایک صرف اپنے حصہ کی بابت دعوےٰ کرسکتا ہے - | ۳۳۷ |
| کامیاب وارث کو فریق انصاف چارج اداکرنے لازم ہیں - | ۳۳۸ |
| **باب نوزدہم** | |
| **انتقال جائداد** | |
| **پدری کھیوری** | |
| زراعت پیشہ بلاضرورت جدی جائداد منتقل نہیں کرسکتا - - - - | ۳۳۹ |
| پدری رشتہ داروں کی کھیوری سالم صوبہ پر حاوی ہوتی ہے - | ۳۴۶ |
| پدری جدیوں کی کھیوری سے عمل کرنے سے پہلے جن اصلی جزویات کی موجودگی لازم ہے - | ۳۴۷ |
| صرف جدی اراضی ناقابل انتقال ہے - - - - - - | ۳۴۸ |
| (الف) ذاتی پیدا کردہ جائداد | ۳۴۸ |
| ذاتی پیدا کردہ جائداد میں بار ثبوت اور اس کا بناء - - - | ۳۵۱ |
| ذاتی پیدا کردہ جائداد کے انتقال کی نسبت کون تنازعہ کرسکتا ہے - | ۳۵۲ |
| اگر پدری ورثاء کی کھیوری صحیح ہے تو کیوں ذاتی پیدا کردہ جائداد ناقابل انتقال ہونی چاہیئے - | ۳۵۳ |
| جدی - - - - - - | ۳۵۴ |

| | صفحات |
|---|---|
| (الف) اس پر مورث اعلیٰ کا قبضہ ہونا لازم ہے - - - - - - | ۳۵۴ |
| (ب) جو جائداد مردوں یا عورتوں کے اور صحیح النسب یا غیر صحیح النسب پسروں کے قبضہ میں آئی ہو۔ جدی ہے - - - - - | ۳۵۵ |
| (ج) جائداد موہوبہ | ۳۵۶ |
| (د) ترک کی گئی - - - - | ۳۵۶ |
| (ہ) تبدیل کی ہوئی - - - - | ۳۵۷ |
| (و) واپس دی گئی ہو - - - | ۳۵۷ |
| (ز) اضافہ یا ایزادی - - - | ۳۵۷ |
| (ح) اُن سے منافع اور خریدیں | ۳۵۷ |
| (ط) متفرق - - - - | ۳۵۷ |
| غیر منقولہ جائداد - - - - | ۳۵۸ |
| (الف) منقولہ - - - - | ۳۵۹ |
| (ب) غیر منقولہ جائداد - کیا اس کی مراد صرف زمین ہی ہے یا کہ دیگر منقولہ بھی ہے - - - - | ۳۵۹ |
| (ج) مکانات - - - - | ۳۶۰ |
| (د) دیگر غیر منقولہ جائداد - - - | ۳۶۱ |
| قومی حقیت سے زیر قبضہ یا موضع کی آبادی میں واقعہ ہونی چاہئے | ۳۶۲ |
| موضع کی کمیونیٹی یا غیر مخلوطا موضع کی مراد ایسی اراضیات ہیں جو قومی حقیت سے زیر قبضہ ہوں - - - | ۳۶۵ |
| انتقال - یہ کیا ہے - - - | ۳۶۶ |
| مستقل پٹہ انتقال نہیں بشرطیکہ یہ عمدہ انتظام کا معاملہ ہو - - | ۳۶۶ |
| مقدمات حسن انتظام - - - | ۳۶۹ |
| پدری مداخلت کا حق ارادی اور غیر ارادی انتقالات تک جاتا ہے۔ | ۳۶۹ |
| کیا ۷۰ اپنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء اجلاس کامل صرف بے اولاد مالک پر لاگو ہوتی ہے - - - - - - - | ۳۷۴ |


# باب بست

## سلسلہ انتقال جائداد

### بار ثبوت اور اس کا بناء


| | صفحات |
|---|---|
| جائداد جدی کی صورت میں بار ثبوت کے قواعد - - - - - - | ۳۷۵ |
| مستثنٰی - - - - - - | ۳۷۷ |
| مگر قبل اس کے کہ ابتدائی بار ثبوت منتقل الیہ پر عائد کیا جائے - معترض کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ زمین موضع کی آبادی میں واقعہ ہے - - - - - | ۳۷۹ |
| جب آبادی موضع ثابت کیجائے تو ابتدائی بار ثبوت کا فیصلہ کرنے | |

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| سے پہلے قوم۔ عقیدہ اور مقام کے سوال کا تصفیہ کرنا لازم ہے۔ - | ۳۸۶ |
| اس کا جذبہ جس کو ابتدائی بار ثبوت کہتے ہیں۔ - - - - | ۳۸۷ |
| متفرق مقدمات جن میں قرار پایا تھا کہ بار ثبوت ہلکا یا سنگین تھا۔ | ۳۸۹ |
| ابتدائی بار ثبوت منتقل کرنا پایا جانا | ۳۹۱ |
| (الف) جو موضع قومی حیثیت سے زیر قبضہ نہ ہو۔ - - - - - - | ۳۹۲ |
| (ب) موضع میں کئی ہبوں کا وقوع میں آنا۔ - - - - | ۳۹۳ |
| شرط۔ - - - | ۳۹۴ |
| (ج) وہ معترضین کی جانب سے رضامندی۔ - - - | ۳۹۵ |
| (د) سکوت اور مدید توقف۔ - | ۳۹۶ |
| (ہ) بشرطیکہ پختہ طور پر حق ترک کرنا۔ | ۳۹۸ |
| (و) سازشی نالش میں مدعی کے حق میں کوئی قانونی رعایت نہیں۔ | ۳۹۹ |
| (ز) جائز خاص ہبے۔ - - - | ۴۰۰ |
| (ط) بروئے رواج ثابت کیا گیا۔ | ۴۰۰ |

## باب بست و یکم

### جائز خاص ہبے

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| ہبہ کی جزویات اصلی۔ - - | ۴۰۰ |
| موہوب الیہ کی اولاد ہونے کی تصور سلیم العقل۔ - - - - - | ۴۰۱ |
| داب ناجائز۔ - - - | ۴۰۱ |
| شرطا۔ - - - - | ۴۰۲ |
| ہبوں میں قبضہ۔ - - - - | ۴۰۲ |
| شرطا۔ - - - - | ۴۰۳ |
| حوالگی قبضہ کا ثبوت۔ - - | ۴۰۵ |
| مذہبی ہبے۔ - - - | ۴۰۶ |
| آئندہ وارث کے حق میں ہبہ۔ | ۴۰۷ |
| عدالت کو تحقیقات کرنی چاہئیں۔ | ۴۰۹ |
| ہبہ بالعوض خدمات۔ - - | ۴۰۹ |
| خدمات کے بدل میں پدری رشتہ داروں کے نام ہبوں پر تفصیلات۔ | ۴۱۲ |
| بجز جدیوں کے دیگر اشخاص کے حق میں بعوض خدمات ہبہ۔ | ۴۱۴ |
| خدمات معقول ہونی چاہئیں۔ اور موہوب الیہ کو بنوع دیگر معاوضہ نہ مل سکتا ہو۔ - - - | ۴۱۶ |
| ہبہ بالعوض خدمات کو محکوم کرنیکا صفت | ۴۱۶ |
| دیگر ہبے۔ - - - - | ۴۱۶ |
| ہبوں کی تنسیخ۔ - - - | ۴۱۷ |
| موہوب الیہ کے اختیار۔ - - - | ۴۱۷ |
| موہوب الیہ کی اولاد کو وارث ہونیکا فائق تر حق ہے۔ - - - - | ۴۱۷ |

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| میں جائداد واہب کو بازگشت کرتی ہے۔ | ۴۱۷ |

## باب بست ودوم
### وصیتیں

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| وصیت کی جزویات اصلی ۔ ۔ ۔ | ۴۲۱ |
| حواسوں کا قائم ہونا ۔ ۔ ۔ | ۴۲۱ |
| وصیت اپنی مرضی سے ہونی چاہئے۔ | ۴۲۲ |
| مرکیلوت وثیقہ وصیت یا کوئی دیگر شئے ہے۔ | ۴۲۳ |
| وصیت سے جو حقیت پیدا ہوتی ہے اس کی نوعیت ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۲۴ |
| وصیت کی تکمیل خاص ۔ ۔ ۔ | ۴۲۵ |
| زراعت پیشہ اشخاص میں وصیت کرنے کا اختیار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۲۵ |
| شرط ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۲۵ |
| متفرق مقدمات متعلق وصیت ۔ ۔ | ۴۲۶ |

## باب بست وسوم
### بیوہ کی جانب سے انتقال جائداد

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| کیا بیوہ مالک ہے یا کہ نہیں ۔ ۔ | ۴۲۶ |
| شرط ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۲۸ |
| گو ورثت ولی حقیت میں اختیارات بیوہ محدود ہیں ۔ ۔ ۔ | ۴۲۹ |
| یہ قبضہ مخالفانہ سے کامل مالک نہیں ہو جاتی | ۴۳۱ |
| غیر زراعت پیشہ اشخاص میں بھی جب بیوہ سالم حقیت لے تاہم اس کے اختیارات محدود ہوتے ہیں ۔ | ۴۳۲ |
| لیکن بعض غیر زراعت پیشہ میں قطعی مالک ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ | ۴۳۶ |
| ان مقدمات میں بار ثبوت ۔ | ۴۳۷ |
| بیوہ کے اختیار پر پابندی کی مراد یہ ہے کہ یہ کسی قسم کی جائداد کو منتقل نہیں کرسکتی ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۳۷ |
| بعض مقدمات میں اس عورت پر ڈگریاں حقداران بازگشت کو پابند نہیں کرتیں ۔ ۔ | ۴۳۸ |
| بیوہ جائز ضرورت کے واسطے منتقل کرسکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۳۹ |
| یا اپنی حقیت حیات وارث کے نام منتقل کرسکتی ہے ۔ ۔ ۔ | ۴۴۰ |
| یا بعض خاص حالات میں ہبہ کرسکتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ | ۴۴۱ |
| بیوہ کی جانب سے انتقالات کے مقدمات ۔ ۔ ۔ | ۴۴۱ |

## باب بست وچہارم
### ضرورت

| مضمون | صفحات |
|---|---|
| ضرورت ثابت کرنیکا بار منتقل الیہ پر ہے | ۴۴۵ |

| | صفحات |
|---|---|
| جو قرضے ضرورت پیدا کرتے ہیں تین قسم کے ہیں ۔ | ۴۴۵ |
| جدی قرضے ۔ | ۴۴۵ |
| ذاتی سابق قرضے ۔ | ۴۴۶ |
| گو تمام منتقل الیہم کو عام اس سے کہ یہ از قسم الف یا ب ہوں | ۴۴۹ |
| یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ سابق قرضے جائز تھے ۔ | ۴۵۰ |
| کیا وہ قرضے جو بے احتیاطی سے برداشت کئے جائیں جائز ہیں یا کہ نہیں ۔ | ۴۵۱ |
| چھوٹے قرضے جو وقتاً فوقتاً لئے جائیں روا رکھے جاتے ہیں ۔ | ۴۵۲ |
| بار ثبوت اس شخص پر جو اس بات کا مدعی ہو کہ قرضہ بے احتیاطی سے برداشت کیا گیا تھا ۔ یا کہ خلاف تہذیب تھا ۔ | ۴۵۳ |
| ایک ہی وقت کے قرضے ۔ | ۴۵۴ |
| ضرورت کیا ہے ۔ | ۴۵۵ |
| شرط ۔ | ۴۵۷ |
| شرط | ۴۶۰ |
| جب بیوہ جانشین پر بار لاحق نہ کرے ۔ | |
| حقداران بازگشت ذمہ دار نہیں ۔ | ۴۶۲ |
| ضرورت کے متعلق مقدمات ۔ | ۴۶۴ |
| (۱) سابق قرضے | ۴۶۴ |
| (۲) مصارف شادی ۔ | ۴۶۵ |

| | صفحات |
|---|---|
| (۳) مذہبی غرض ۔ | ۴۶۶ |
| (۴) خیالی نالشات ۔ | ۴۶۷ |
| (۵) دیگر مقدمات ۔ | ۴۶۷ |
| (۶) سرکاری معاملہ ۔ | ۴۶۷ |
| (۷) زائد المیعاد قرضے ۔ | ۴۶۷ |
| (۸) تبادلہ اور رہن ۔ | ۴۶۷ |
| (۹) حسن انتظام ۔ | ۴۶۸ |
| (۱۰) کتابی حساب اور رواں حساب | ۴۶۸ |
| (۱۱) بھینس ۔ | ۴۶۸ |
| (۱۲) تجارت ۔ | ۴۶۸ |
| (۱۳) ذاتی ضرورت ۔ | ۴۶۸ |
| (۱۴) سوتیلے پسر کے اخراجات | ۴۶۹ |
| (۱۵) قرضوں کی بابت ڈگریات | ۴۶۹ |
| (۱۶) ضرورت کی بابت قرضے ہمیشہ پابند کرتے ہیں ۔ | ۴۶۹ |


## باب بست و پنجم

### اولاد اور بیوی کے نام منتقل کرنیکا اختیار


| | صفحات |
|---|---|
| باپ پسر کو محروم الارث نہیں کر سکتا | ۴۶۹ |
| پسروں اور پوتوں کو حقیقی بیع اور متبنّی کرنیکا اختیار | ۴۷۰ |
| بیوی کے نام ہبہ ۔ | ۴۷۲ |


## باب بست و ششم

صفحات

ہمشیرہ اور اس کے پسر و نبیرہ کے نام انتقال
مقدمات متعلقہ ہمشیرگان - - - ۴۷۴

## باب بست و ہفتم
اجنبیوں کے نام انتقال جائداد - ۴۸۰

## باب بست و ہشتم
جدیوں کے نام انتقال
بار ثبوت - - - - ۴۸۹
جدیوں کے حق میں انتقال کے مقدمات
خلاصہ - - - - ۴۹۱

## باب بست و نہم
دختر اور اس کے رشتہ داروں کے نام انتقال جائداد
دختر کے حق میں انتقالات کے مقدمات کا خلاصہ ۴۹۹
خاص مقدمات جنمیں ہبہ بحق دختران
جائز ہوتے ہیں - - - - ۵۰۹
قوم کے اندر شادی کرنے والی اقوام میں
دختروں کے نام ہبہ جن کے خاوند خانہ
داماد ہوں - - - - - ۵۱۲
انتقال کے برخلاف قاعدہ تمام مستورات
پر حاوی ہوتا ہے - - - ۵۲۰
دختر کے پسر کے اختیارات مشعر انتقال ۵۲۱
داماد کے منتقل کرنے کے اختیار ۵۲۱
دختر کا کون وارث ہوتا ہے ۵۲۲
جب دختر (موہوب الیہا) یا اس کے
پسر بے اولاد فوت ہوں تو جائداد
واہب کو بازگشت کرتی ہے ۵۲۲
داماد (موہوب الیہ) کا کون وارث
ہوتا ہے - - - - ۵۲۳

## باب سی ام
حقوق بازگشت دخیلکاری کا انتقال .
حقوق دخیلکاری - - - ۵۲۴
حقوق دخیلکاری - - - ۵۲۵

## باب سی و یکم
حقداران بازگشت کا انتقالات کی بابت تنازعہ کرنیکا حق
کن اشخاص کو اعتراض کرنیکا حق حاصل ہے ۵۲۸
مستثنیٰ - - - - ۵۲۸
صرف پدری رشتہ دار اعتراض کر سکتے ہیں ۵۲۹
مستثنیات - - - - ۵۲۹
جب انتقال عورت کی جانب سے
ہو تو تمام وارث اعتراض کر سکتے ہیں ۵۳۰
ستثنیٰ - - - - - ۵۳۲

| | صفحات |
|---|---|
| کوئی غیر وارث اعتراض نہیں کر سکتا عام اس سے کہ انتقال مرد یا عورت کی جانب سے ہو - - - - - - | ۵۳۳ |
| جب انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا حق حقداران بازگشت کو حاصل ہو - تو کیا ہر بعید حقدار بازگشت اعتراض کر سکتا ہے - | ۵۳۶ |
| رشتہ داری کا واقعہ - - - - | ۵۳۶ |
| پشتیں شمار کرنیکا طریق - - - | ۵۳۷ |
| کیا بعید حقداران بازگشت انتقال کی بابت اعتراض کر سکتے ہیں - - - | ۵۴۰ |
| بیوگان کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازعہ کرنیکا منصب - - - | ۵۵۰ |
| کیا بعید حقدار بازگشت بوجود گی قریبی وارث نالش کر سکتا ہے - - - | ۵۵۱ |
| اس امر کا فیصلہ کرنا لازم ہے کہ آیا معترض آئندہ وارث ہے - - - - | ۵۵۲ |
| مستثنیات - - - - - | ۵۵۳ |
| سازش کرنے کا ثبوت - - - | ۵۵۵ |

## باب سی و دوم

### عام دادرسی

| | صفحات |
|---|---|
| استقراریہ نالش دائر ہو سکتی ہے - - | ۵۶۱ |
| گر انتقال تا حیات منتقل کرنیوالے کے جائز ہو - | ۵۶۱ |
| ڈگری سب کے مفاد کے واسطے ہوتی ہے - - | ۵۶۲ |
| بائع کا فریق ہونا ضروری نہیں - - - - | ۵۶۲ |
| نوعیت انتقال ضروری - - - - | ۵۶۲ |
| بیع کو رہن میں تبدیل نہیں کرنا چاہیئے - | ۵۶۳ |
| جب ایک جز ضرورت کے واسطے قرار پائے تو اس سے چارج قائم ہوتا ہے - - - | ۵۶۳ |
| مشتری ترقیات کا معاوضہ لے سکتا ہے | ۵۶۳ |
| واپ ناجائز کا عذر پیش نہیں کیا جا سکتا | ۵۶۴ |
| ضرورت ثابت ہونے کی صورت میں دعوے خارج ہونا چاہیئے - - | ۵۶۴ |
| کئی بناء دعاوی کا اشتمال - - - - | ۵۶۴ |
| حصہ کی بابت ڈگری جب سالم کی بابت دعوے ہو - ...... | ۵۶۵ |
| دوران مقدمہ میں مدعی اور منتقل الیہ کی موت - - - - - | ۵۶۵ |
| نزاع فیصل شدہ - - - | ۵۶۶ |
| جب استقرار حق کے واسطے دعوے دائر نہ ہو تو مدعی قبضہ کا دعوے دائر کر سکتا ہے - - - | ۵۶۷ |

## باب سی و سوم

### تقسیم

| | صفحات |
|---|---|
| پنجاب میں پسر تقسیم کی بابت دعوے دائر نہیں کر سکتا - - | ۵۶۷ |
| جائداد جدی میں پسر کی حصت فرق نہیں کی جا سکتی - - - - | ۵۶۸ |
| بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کو تقسیم کرانیکا دعوے نہیں کر سکتی - | ۵۶۹ |
| استثنا - - - - | ۵۷۰ |
| تشریح - - - - - | ۵۷۰ |
| تقسیم کی اجازت نہ دینے کی نسبت اعتراض - | ۵۷۱ |

## باب سی و چہارم

### مذہبی سررشتہ

| | صفحات |
|---|---|
| ہر مذہبی سررشتہ اپنے قواعد کے تابع ہوتا ہے - - - - - | ۵۷۲ |
| جائداد متعلقہ مذہبی سررشتہ مذہبی اغراض کیواسطے وقف - - - | ۵۷۳ |
| انتظام متولی کے سپرد ہوتا ہے - | ۵۷۳ |

# رواج پنجاب

## باب اوّل

### پنجاب کا رواج قانون سے دیرینہ ہے

اوّل - رواج پنجاب بہ نسبت قانون کے دیرینہ ہے - صوبہ پنجاب کو جو ہند و مذہب کی مقدّس سرزمین کہلاتا ہے - باوصف قسمت کے بڑے بڑے انقلابات کے جو دُنیا کے دیگر مہذّب ممالک کی طرح یہاں بھی ظہور میں آئے ہیں - زمانہ قدیم سے اپنے رسم و رواج پر قائم و برقرار رہنے کا دعوےٰ ہے - چنانچہ موجودہ رواج پنجاب جو در اصل خالص پنجابیوں کا مقدّس قانون ہے ضبط تحریر میں نہیں آیا - گذشتہ زمانوں کے متلاطم طوفانوں کے تھپیڑوں سے بچ کر نکل آیا ہے - اور خاندانوں کے متواتر زوال میں اس کو تا حال آنچ نہیں لگی - حتیٰ کہ اسکو ان ایّام میں بھی صحیح و سالم رہنے کا فخر ہے - جب کہ تحریری قوانین اور زبردست سندات ملیا میٹ ہوگئی تھیں - اور سب زبردستوں کی حکومت نے تمام پولیٹکل حقوق خاک میں ملا دئے تھے - اس عجیب و غریب حالت کی وجہ (جس کا ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء (صفحہ ۱۴۸) میں تذکرہ کیا گیا ہے - یہ ہے کہ پنجابیؔ اس عجیب مذاق کی وجہ کہ مشرقی اقوام اپنے آبائی رسوم کو فراموش نہیں کرتیں - اپنی ابتدائی رسوم کے پابند رہے ہیں" اس کا بھاری ثبوت یہ ہے کہ کسی خاص فرقہ کے جو افراد صوبہ کے مختلف حصّوں میں اکثر نظر آتے ہیں - ان کے رسم و رواج بعینہ ایک وضع کے ہیں -

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ دھرم شاستر رواج سے پہلے تھا - اور کسی زمانہ میں تمام پنجابی اس کے پیرو تھے - اور محض اس قانون کے بگڑنے سے رواج پیدا ہوگیا ہے - متاخرین مصنفوں نے

بدلائل قاطع و براہین ساطع اس خیال کو باطل کر دیا ہے۔ مثلاً ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں یہ سوال عدالت عالیہ چیف کورٹ کے پیش ہوا تھا۔ کہ آیا بنئیے جو گذشتہ صدی سے موضع میں آباد ہیں۔ رواج یا کہ دھرم شاستر کے پیراؤ ہیں۔ اور پلول صاحب جج نے رواج کے دیرینہ ہونے پر فیصلہ مذکور میں اسطرح ریمارک کیا تھا کہ "ایک دو سابق سندات میں خواہ کچھ ہی ہو اب اس خیال کے غلط ہونے میں کوئی کلام نہیں کہ دھرم شاستر بالعموم ہندوؤں میں مروج ہے اور کہ بعض زراعت پیشہ اقوام نے اس کو مقامی طور پر ترمیم کر لیا ہے۔ اگرچہ یہ خیال کبھی بلا شبہ لوگوں کے دلوں میں مزین بھی ہو (جس کی نسبت شبہ ہو سکتا ہے) تاہم یہ قابل پذیرائی نہیں"۔

**دوم - پنجاب کے رواجوں کی خصوصیت** - تمام دیگر ابتدائی سوسائیٹیوں کے قدیم دستوروں کی طرح پنجاب کے رواجوں کی بھی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ نہایت ہی سادے اور مختصر ہیں۔ اور بعینہ ویسے ہیں۔ جیسے کہ کونسل آف ٹرنٹ تک (۱۵۶۳ء تک) ابتدائی یوروپین اقوام کے تھے۔ مثلاً اس صوبہ کے جاٹوں میں شادیوں کی تکمیل کے واسطے جو کسی رسم کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ یہ بالکل سکاٹلنڈ میں شادیوں کے دستور کے منطبق ہے۔ جہاں اب بھی شادی کو جائز کرنے کے واسطے میاں بیوی کا صرف مدت مدید تک ملکر رہنا ضروری و لابدی ہے۔ اس کی دوسری نظیر بیٹیوں کو وراثت سے محروم کرنے کی ہے۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ پُرانے پنجابی دستور دھرم شاستر یا شرع محمدی سے ماخوذ نہیں کئے گئے اور ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء میں اس تفاوت کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بڑی بڑی زراعت پیشہ اقوام میں مستورات کو ورثاء کی فہرست سے خارج کرنے کا جو دستور بالعموم مروج ہے۔ اس کی دلیل محض یہ ہے کہ جائداد کی نسبت حق شخصی نہیں۔ بلکہ خاندانی خیال کیا جاتا ہے۔ لہذا چونکہ مستورات جنگ میں شریک نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ قابل حفاظت اور دوسروں پر حصر کرنے والی ہیں۔ لہذا نرینہ رشتہ دار کو جو کسی خاص پشت میں قریب تر ہو ترجیح دیجاتی ہے۔ پھر جائداد منتقل کرنے کے معاملہ میں بھی ابتدائی ہی ملکیت کے پُرانے خیالات کی روشنی پڑتی ہے۔ اور جائداد اس شخص سے بڑھ کر جو اس پر قابض ہو خاندان بلکہ بعض صورتوں میں سالم موضع کا ملک ملحوظ ہوتی ہے۔ حالانکہ ہندو اور محمڈن قوانین بجز مشترکہ ہندو خاندان کے شخص مذکور کو قطعی مالک خیال کرتے ہیں۔

## سوم ۔ پنجاب کے رواج دھرم شاستر یا شرع محمدی سے موثر نہیں ہوتے

یہ بیشک صحیح ہے کہ بڑی آریہ قوم نے پنجاب کے رواجوں کو کسی حد تک تمام قسم کا مذہبی جامہ پہنا یا تھا۔ مگر رواجوں پر یہ اثر دیر پا ثابت نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اب بھی پرانی رسوم کی بڑی تعداد آمیزشوں سے بالکل خالص اور پاک و صاف نظر آتی ہے۔ مثلاً رواجی تبنیتوں کا دستور جو تمام مذہبی مسائل سے مبرا ہے۔ اس وقت زیر نظر ہے۔ اور ہندو جاٹوں میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ شادیوں میں کوئی مذہبی رسوم ادا نہیں کیجاتیں۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ اس قوم کے آگے بڑھتے ہی تمام پابندیوں سے آزاد ہو گئے یا یہ کہ مقدس برہمنوں کی بڑی تعداد نے پنجاب کے دیہات میں آباد ہو کر ان پر کوئی مستقل اثر پیدا نہ کیا۔ اس نتیجہ کے اسباب خواہ کچھ ہی ہوں سچی بات یہ ہے کہ اب بھی ایسی ایسی پرانی پرانی رسوم موجود ہیں۔ جن کو برہمنی مذہب کے ساتھ قریباً کوئی مس نہیں۔

زاں بعد مسلمان آئے اور اپنی تہذیب اور قوانین اپنے ساتھ لائے۔ لیکن باوصف انکی ایک ہزار برس کی امن و آسایش اور خوشحال حکومت کے جس کے دوران میں لوگوں کی تعداد کثیر نے دین اسلام کو قبول کیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پنجابی پھر بھی اپنے پرانے رسم ورواج پر قائم رہے۔ مثلاً ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں جو لاہور کے سمشی نوجوں کا مشہور مقدمہ ہے۔ جو اپنی قوم کے اندر شادی کرنے والے ملک کے باشندے ہیں۔ اور جن کے بزرگوں نے دین اسلام خواجہ شمس تبریزی کی بیعت سے قبول کیا تھا۔ قرار پایا تھا۔ کہ ان لوگوں نے تاحال اپنے آبائی خالص پنجابی رواجوں کو خیر باد نہیں کہا۔ اور وراثت میں قایمقامی یا نیابت کے اصول کے پابند ہیں۔ اور گو کئی صدیوں سے دین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ تاہم زراعت پیشہ اشخاص کے قریباً تمام مروجہ رواجوں کے پابند ہیں۔

پھر ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں ہمیں وٹو قوم کے زراعت پیشہ مسلمانوں کا مقدمہ ملتا ہے۔ جو باوجود دین اسلام قبول کرنے کے اپنے قدیمی رواجوں پر قائم رہے ہیں۔ اور انہیں بیوگان باوجود شرع محمدی کی برعکس ہدایات کے اپنے متوفی خاوندوں کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہیں۔ حالانکہ شرع محمدی سے ان کو صرف قانونی حصہ ملتا ہے۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس مقدمہ میں اضلاع سرسہ۔ منٹگمری اور ریاست بہاولپور میں تحقیقات

کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ وٹو ایک بڑی قوم ہے جو دور دراز مقامات میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ لوگ ابتداء میں ہندو[1] تھے۔ مگر ۷۰۰ سو سال سے زیادہ عرصہ گذرا ہے کہ مسلمانوں کے مشہور اولیا بابا فرید ساکن پاک پٹن نے ان کو مسلمان کیا تھا۔ اور اس مقدمہ میں یہ حجت قائم رہی تھی کہ دیگر اقوام کی طرح جنہوں نے اسیطرح دین تبدیل کیا ہے۔ ان لوگوں نے بھی زمین کی وراثت کے متعلق باوصف تبادلہ مذہب اپنے رواجوں میں کوئی تغیر واقعہ ہونے نہیں دیا۔ اور اپنے پُرانے رواجوں پر بدستور قائم رہے ہیں۔ پھر ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں فریقین ضلع لاہور کے مُسلمان جاٹ تھے۔ اور اس میں سوال یہ تھا کہ آیا حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ گو ان لوگوں نے کئی صدیوں سے دین تبدیل کیا ہوا تھا تاہم قرار پایا تھا کہ بھائی کی جدی وراثت سے سوتیلوں کو خارج کرنے کے متعلق قوانین شرع کا ان پر مطلق اثر نہیں ہوا۔ اور صاحب فاضل جج نے (صفحہ ۲۸۷ پر) ریمارک کیا تھا کہ ”یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ فرقہ کے ایک حصہ کے ”دین اسلام قبول کرنے سے ان کے رواجوں پر بہت کچھ اثر ہوا ہے“۔

بقول مسٹر جسٹس براندرتھ صاحب جج (۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء) جب بیوی حقیت حیات پر اپنے خاوند کی سالم جائداد لیتی ہے۔ اور فرقہ زمین کی وراثت کے متعلق تمام دیگر طرح پُرانے رواج کی پیروی کرتا ہے۔ مثلاً بیٹیوں کو حصہ نہیں دیتا۔ تو یہ ”اس بات کا معیار ہوتا ہے کہ آیا قوم یا خاندان اپنے پُرانے رواجوں پر قائم ہے یا کہ شرع محمدیؐ کے عجیب قواعد اختیار کرنے میں“ اسیطرح جو کچھ کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے صوبہ میں زراعت پیشہ لوگ جن رواجوں کی پیروی کرتے ہیں یا ان کا پیروی کرنا خیال کیا جاتا ہے یہ نہ تو موبمو دھرم شاستر کے اور نہ ہی کسی دیگر تحریری قوانین کے منطبق ہیں۔ بلکہ یہ دیہاتی رسم و رواج ہیں جو اس ملک میں برہمنی تعلیم کے پھیلنے سے پہلے موجود تھے۔ لہذا یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد جس نے مقامی طور پر اجتماع کیا ہوا ہے۔ بلحاظ مذہب جس کی یہ پیروی کرتے ہیں عموماً دیہاتی رسم و رواج اختیار کئے ہوئے ہیں۔

**چھارم۔ بعض فرقے رواج اور قانون ہر دو کی پیروی کرتے ہیں** — یہہ امر قابل نوٹ ہے کہ تمام پنجابی مسلمان ان اجنبی اقوام سے متعلق ہیں۔ جو گذشتہ بعید زمانہ میں

[1] یہاں لفظ ہندو کی۔ مراد آریہ لوگ نہیں بلکہ ہندوستان کے قدیمی باشندے ہیں۔

اس ملک میں آکر آباد ہوئی ہیں۔ بلکہ ان کی بڑی تعداد نے درحمل مذہب تبدیل کیا ہوا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض اقوام پرانے اور اسلامی رسم و رواج دونوں پر قائم ہیں۔ مثلاً جس رواج سے بیوہ اس سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے جو اس کا خاوند چھوڑ مرے۔ دھرم شاستر کے مطابق ہندوانہ رواج ہے۔ صاحب فاضل جج نے ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء صفحہ ۳۰ پر بیان کیا ہے کہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ پنجاب میں کئی جاٹوں نے جنہوں نے دین اسلام قبول کیا ہے قدیم رسم و رواج پر قائم رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے موضع کی جماعت مالکان کے ہزاروں باشندوں میں قانون رواج متعلقہ وراثت مروج ہے۔ جسکو دیہاتی آبادیوں میں بالعموم مروج ہونا کہہ سکتے ہیں۔ زمین کا یہ رواج قدیم اس قدر زبردست تھا کہ شرع کا زیادہ تر متاخرین قانون اس پر غالب ہو سکا۔

**پنجم۔ دیگر کسی پرانی رسوم کے پابند نہیں۔** چند نظائر کے بیان کرنے سے مجھ دکھانا منظور ہے کہ جن پنجابیوں نے ہندو یا مسلمانی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ یہ نہائت ہی ایمانداری سے اپنے دیرینہ رسم و رواجات پر قائم رہے تھے۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ چونکہ ہندو یا مسلمان خاندان یا اقوام زمانہ قدیم میں خالص پنجابی رہی ہیں۔ لہذا ان کو اپنی رسوم قدیم پر ہی قائم رہنا لازم ہے اس بارہ میں کرنال کے منڈل خاندان کا مقابلہ کرو۔ جس کا مخرج حسب منشائے رپورٹ بندوبست جاٹ ہے جنہوں نے دین اسلام قبول کیا ہوا ہے۔ اور یہ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء میں خالص ہندوستانی مسلمانوں کا فرقہ بیان کئے گئے ہیں۔ جو امور وراثت میں کسی پرانے رواجوں پر قائم نہیں رہے۔ چنانچہ صاحب فاضل جج نے (۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء میں) بیان کیا ہے کہ اس قدر کہنا ہی کافی ہے کہ کوئی رسمی قابل اعتبار شہادت پیش نہیں ہوئی۔ جس سے اس خاندان کو ان عجیب اقوام کے منطبق کر سکیں۔ جو صریحاً اور مسلمہ طور پر پہلو بہ پہلو ہندو اور اسلامی رسوم کے پابند رہی ہیں اور ایسے دستور پر چلتا ہے جس کا پتہ مسلمانوں کا اعتقاد اختیار کرنے سے لگتا ہے"۔

**ششم۔ نتیجہ۔** ہم نے اوپر رواجات پنجاب اور ہندو اسلامی قوانین کے مابین فرق کے متعلق چند امور بیان کئے ہیں۔ مگر صرف اسی پر بس نہیں۔ اور بھی کئی باتیں ہیں جن سے متقدمین اور متاخرین رواجات کے مابین تفاوت کا اظہار ہوتا ہے۔ مثلاً شرع محمدی کے مطابق جس بیوہ کو اپنا قانونی حصہ ملتا ہے یہ اس کی کامل مالک ہو جاتی ہے۔ (یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ شرع محمدی مستورات کے حق میں بہت ہی فیاض ہے) اور جائداد کو جسطرح چاہے منتقل کر سکتی ہے۔ قطع نظر اس کے دیہاتی

رواج بیوہ کو حقیت حیات سے بڑھ کر کچھ نہیں دیتے - اور یہ اس کو جائز ضرورت کے بغیر منتقل نہیں کر سکتی - اور دوسری بات یہ ہو کہ شرع محمدی کے مطابق بیٹی اپنے بھائی کی موجودگی میں قانونی حصہ کی مستحق ہوتی ہے - حالانکہ رواج پنجاب موخرالذکر کی موجودگی میں اسکو اپنے باپ کی جائداد سے کچھ لینے سے خارج کرتا ہے - اور تیسری بات یہ ہے کہ گو شرع محمدی میں تبنیت کا تذکرہ نہیں کیا گیا - تاہم یہاں اُن لوگوں میں جنہوں نے دین اسلام قبول کیا ہوا ہے ایسے اشخاص موجود ہیں جو تبنیت کے رواج کی پیروی کرتے ہیں -

اس سے ظاہر ہے کہ آریہ لوگوں یا مسلمانوں کا اُن پُرانے رواجوں کو بہت کچھ تبدیل کرنا عیاں نہیں جن کے یہ دیہاتی لوگ پیراؤ ہیں - اس کے کئی بواعث ہو سکتے ہیں - جن میں سے ایک یہ ہے کہ ہندو اور اسلامی قوانین وسط میں اس قدر دور تک نہیں گئے کہ ان سے دیہاتی طریق زندگی و معاشرت میں قطعی انقلاب پیدا ہو سکتا - یہ بات رائیٹگن صاحب جج کے ریمارکس سے ظاہر ہوتی ہے جو انہوں نے ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں کئے ہیں - جس میں یہ لکھتے ہیں کہ "کانگڑہ باقی پنجاب سے خاندان کی ان ابتدائی ساختوں کو محفوظ رکھنے میں علیحدہ ہے جن کو فتوحات کی متواتر لہروں اور پڑوسیوں کے ساتھ راہ و رسم نے خاص پنجاب کے میدانوں میں بدرجہ غایت صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے" لہذا ایسا ہوا ہے کہ دیہات میں تو زراعت پیشہ لوگ بدستور اپنے آبائی رواجوں کے پابند رہے ہیں - مگر قصبات کے باشندوں نے اپنے رواجوں کو ترمیم کرکے اپنے نئے مذہب کے قوانین اختیار کر لئے ہیں - لہذا اس سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ قصباتی لوگ زرعی رواج کے پابند نہیں بلکہ ذاتی قوانین کے ہیں - اور یہ ثابت کرنیکا بار کہ یہ اپنے ذاتی قوانین کے پابند ہیں - اس شخص پر ہے جو اس امر کا مصر ہو -

پس ہم جو نتیجہ نکالتے ہیں وہ یہ ہے کہ :-

**اوّل** - رواج پنجاب دھرم شاستر اور شرع محمدی سے دیرینہ ہے -

**دوم** - بعض حالتوں میں موخرالذکر قوانین سے اس میں مطلق فرق نہیں آیا -

**سوم** - بعض صورتوں میں اس پر اثر ہوا ہے - اور دیگر میں بجائے اس کے دھرم شاستر اور شرع محمدی مروج ہو گئے ہیں - مگر

**چہارم** - قصبہ کے لوگ پنجاب کے رواج کی پیروی نہیں کرتے - اور صرف ذاتی قوانین

کے پیرا ؤ ہیں۔

# باب دوم

## رواج کی تعریف

تعریف۔ رواج ایک قاعدہ ہے جو کمیونیٹی کے سوشیل تعلقات پر حاوی ہوتا ہے۔ جو خود بخود پیدا ہو گیا ہو۔ رواج دیگر قوانین کیطرح سوشیالوجی کی شاخ ہے۔ اور ان پیچیدہ تعلقات پر حاوی ہونے کے لئے قواعد بہم پہنچاتا ہے جو سوسائیٹی میں موجود ہوں۔ ان تعلقات کی تعداد اور مرکبات ہمیشہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ یہ بعض دیگر قوانین سے اس امر میں قابل تمیز ہے کہ یہ دراصل پرائیویٹ حقوق کے دائرہ سے متعلق ہوتا ہے۔ اور رواج کی صورت میں جس دو اہم امور کا ہونا لازم ہے یہ ہیں (اوّل) خود زاد گی (دوم) مدید عملدرآمد۔ چنانچہ آسٹن صاحب لکھتے ہیں کہ رواج برتاؤ کا قاعدہ ہے۔ جس پر محکوم خود بخود عمل کرتے ہیں۔ اور یہ اس قانون کے منطبق نہیں ہوتا۔ جو پولیٹکل حکام نے نافذ کیا ہو۔ (جورسپروڈنس جلد اوّل صفحہ ۲۳)۔ یہ ایک قاعدہ ہے جو کسی خاص خاندان یا کسی خاص ضلع میں مدید عملدرآمد سے قانونی معراج کو پہنچ گیا ہو۔ (۳۔ انڈین اپیلز ۲۵۹)

رواج اور حقیقی قانون میں فرق یہ ہے کہ موخرالذکر قاعدہ شاہی اختیار سے قائم کیا جاتا ہے حالانکہ اوّل الذکر کا کوئی بلا واسطہ مصنف نہیں ہوتا یہ کسی پولیٹکل حاکم کا فرمان نہیں ہوتا۔

لیکن یہ جن لوگوں میں مروّج ہوتا ہے انکی رضامندی عامہ سے بوجہ سوشیل ضرورت کے پیدا ہوتا ہے۔ رواج کو ترمیم یا تبدیل کرنے کے واسطے کسی اختیار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حالانکہ قانون کو صرف اس کا بانی یعنے شہنشاہ ہی منسوخ کر سکتا ہے پھر رواج کے اقرار سے اسطرح تمیز ہوتی ہے کہ بعض اشخاص میں یہ پرائیویٹ اقرار کہ آئندہ یہ اپنے برتاؤ میں کسی قاعدہ کے پابند رہیں گی۔ رواج نہیں ہے۔ کیونکہ رواج کا عالم جبری میں پیدا ہونا لازم ہے۔ چنانچہ بلنوز صاحب جج ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء کے صفحہ ۳۰ پر لکھتے ہیں کہ کسی امر کو رواج نہیں کہہ سکتے جو ایسے قاعدہ کی قسم کا نہ ہو جس کو ان

لوگوں نے عادتاً حاوی کر لیا ہو جس میں رواج کا مروج ہونا کہا جاتا ہے۔ اور موضع کی آبادی کی اس قرار داد میں کہ کوئی نیا قاعدہ اختیار کر لیا جائیگا۔ رواج کا جذبہ نہیں ہو سکتا" مناسب بول چال میں رواج عرصہ دراز کا مروجہ مقامی عملدرآمد ہوتا ہے۔ (سٹیفن صاحب کی شرح جلد اوّل صفحہ ۱۲۴)۔ مگر بسا اوقات مقامی عمل رواج نہیں ہوتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ دستور عرصہ قلیل سے مروج ہوا ہو۔ حالانکہ رواج کا مدت مدید سے قائم ہونا ضروری ہے مثلاً مقامی عمل بعض امور میں ایک ہی شکل کا دستور ہوتا ہے۔

**خصوصیات رواج** ۔ یہ یاد رکھنا ازبس مفید ہے کہ رواج پنجاب دراصل قلم بند کیا ہوا قانون نہیں۔ اور چیف کورٹ کے جوڈیشل فیصلجات یا رواج عام یا رواج کے دیگر ریکارڈ محض شہادت ہیں۔ جن کی وقعت میں بہت بھاری فرق ہوتا ہے۔ جس کی تفصیل آگے چل کر مناسب موقع پر بیان کیجائے گی۔ سردست صرف اس پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ رواج کے جواز کے واسطے امور ذیل ضروری ولابدی ہیں۔ (اوّل) قدیمی (دوم) یقینی (سوم) معقول (چہارم) مسلسل (پنجم) خلاف مصلحت عامہ۔ عدل وانصاف ونیک نیتی نہو۔ اور (ششم) کالعدم یا باطل نہ ہو۔

اوّل۔ قدیمی۔ ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء میں بیشک یہ قرار پایا ہے کہ جب کوئی شخص کسی خاص رواج خاندان کا مصر ہو۔ مثلاً یہ کہے کہ سب سے بڑا پسر باخراج دیگر بیٹوں کے سالم جائداد کا وارث ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو صرف گذارہ ملتا ہے۔ اسکو یہ رواج مدید ثابت کرنا لازم ہے۔ لیکن پنجاب میں کوئی شخص اس قاعدہ کی پرواکرنیوالا نظر نہیں آتا۔ شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ صاف عیاں نہیں کہ لفظ "قدیمی" کے کیا معنے ہیں۔ بیشک ایک دفعہ ولکنس صاحب جج نے ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۳ پر بیان کیا تھا کہ "رواج کے قانونی جذبہ رکھنے کیواسطے لابدی ہے کہ یہ اس قدر عرصہ دراز سے مروج ہو۔ جہاں تک کہ قوم کے اشخاص کی یادداشت کام کر سکتی ہو۔ یعنی کم سے کم اس کے سب سے بوڑھے شخص کی یادداشت کو وسعت ہو"۔ مگر اس کے بعد جس قدر فیصلے صادر ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاعدہ مذکور پر عمل نہیں کیا گیا تھا مثلاً ۴۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵۱ پنجاب ریکارڈ میں حجت پیش کیگئی تھی کہ رواج اس وجہ سے جائز نہیں کہ یہ قدیمی نہیں۔ لیکن عدالت نے اس حجت کو اسطرح نامنظور کیا تھا۔

"اس صوبہ میں قانون کا کوئی ایسا قاعدہ نہیں جس سے اُس مدت کو قائم کر سکیں جس میں رواج مذکور کو جائز اور قابل نفاذ ہونے کے لئے اس پر عمل ہوتا رہا ہو۔ یہ ثابت کرنا کافی ہے کہ رواج فی الواقعہ مروج ہے۔ اور اُس قوم میں اس پر بالعموم عمل ہوتا رہا ہے جس سے فریقین متعلق ہیں اور آگے بڑھ کر ناممکن ثابت کرنا ضروری نہیں یعنے کہ یہ قوم میں اُس وقت سے محفوظ کیا گیا ہے جہاں تک انسان کی یادداشت کام کر سکتی ہے۔ مگر اس کے برعکس نہیں اور اس کا معیار یہ ہے کہ عملدرآمد ایک ہی قسم کا ہوتا رہا ہے۔

دوم۔ یقینی۔ رواج یقینی ہونا چاہئے۔ جس کی نسبت سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ رواج جس سے کسی شخص کو دوسرے شخص کے پرائیویٹ مکان میں عبادت کرنے کا دعوے ہو بے یقینی ہے۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ رواج معین ہونا چاہئے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳۔ یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ رواج تبنیت بے یقینی کی وجہ سے جائز نہیں۔ قرار پایا کہ رواج میں کوئی بے یقینی بات نہیں۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵۱۔

سوم۔ معقول۔ رواج معقول ہونا چاہئے۔ لیکن لفظ "غیر معقول" جن معنوں میں رواج پر حاوی کیا جاتا ہے (براون صاحب کی کتاب سوم صفحات ۱۹-۲۰) اس سے یہ مفہوم نہیں کہ ہر ناخواندہ شخص کی عقل کے مطابق اس کا اندازہ لگانا چاہئے۔ بلکہ قانونی عقل کے لحاظ سے ایسا کرنا چاہئے جس کی بابت قانون سے سند ملتی ہو"۔

۱۔ رواج معقول ہونا چاہئے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء

۲۔ رواج جس سے دیہاتی پانی کی نالی تعمیر کرنے کے واسطے پڑوس کے موضع سے لکڑی کاٹنے کے مستحق ہوں غیر معقول نہیں۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۳۔ رواج جس سے مہتر تمام مُردہ حیوانات کا دیگر مہتروں کے مقابلہ پر نصف چمڑہ لینے کا دعویٰ کریں جو لاش کو رفع دفع کریں غیر معقول ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۴۔ رواج جس سے مدعی دوسرے شخص کے پرائیویٹ مکان میں پرستش کرنا چاہئے۔ غیر معقول ہے۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۵۔ رواج جس سے دوسرا ملازم رکھنے والا شخص پہلے ملازم رکھنے والے شخص کے نزدیک

اُن تنخواہوں کی بابت ذمہ وار ہو جو پیشگی وصول ہو چکی ہوں غیر معقول ہے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۶۔ رواج جس سے دوکاندار بازار میں اپنی دوکان کی محاذ میں اناج کا انبار کر سکتا ہے۔ غیر معقول نہیں ہے۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

۷۔ رواج جس سے کوئی شخص معاوضہ ادا کر کے دوسرے شخص کی اراضیات کے بیچ سے پانی کی نالی لیجا سکتا ہو معقول ہے۔ ۷۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۸۔ رواج جس سے چمار خدمات کے صلہ میں کھالیں لینے کے مستحق ہوں معقول ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء۔

چہارم مسلسل۔ رواج مسلسل ہونا چاہیئے۔ اگر یہ مسدود ہو گیا ہو تو پھر قائم نہیں رہتا۔ سندات یہ ہیں:۔

۱۔ جب رواج ۱۶ سال رُک گیا ہو تو پھر یہ قائم نہیں رہتا۔ ۲۰ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۲۔ رواج جس سے سب سے زیادہ لائق یا سب سے بڑا پسر اپنے چھوٹے بھائیوں کے اخراج سے وارث ہو منسوخ قرار پایا تھا۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

لیکن یہ قاعدہ اس شرط سے تابع ہے کہ جب قوم اپنے حالات کو تبدیل کرتی ہے تو رواج جس سے عام سوسائٹی کا اظہار ہوتا ہے۔ رواج کے خاصہ کی نرمی کے مطابق بتدریج اپنے آپ کو تبدیل شدہ حالت کے منطبق کرتا جاتا ہے۔ مثلاً ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں قرار پایا تھا کہ مسلمان ارائیں جو ابتداء میں ہندو تھے۔ اور اپنی قوم سے باہر شادی کرتے تھے۔ دین اسلام قبول کرنے کے بعد قوم کے اندر شادی کرنے لگے۔ اور وراثت میں دختروں پر بدیں وجہ زیادہ تر مہربانی کرنے لگے کہ بیٹیاں شادی کرنے کے بعد موضع ہی میں رہتی ہیں۔

پنجم۔ مصلحت عامہ۔ عدل۔ انصاف۔ اور نیک نیتی۔ مقدمات:۔

۱۔ قاتل مقتول کی جائداد کا وارث نہیں ہوتا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۲۔ رواج جس سے کسبی خانہ کا محافظ اپنی نوچی کا وارث ہوتا ہے۔ خلاف تہذیب ہے۔ ۹ م پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۳۔ منکوحہ عورت اپنے پہلے خاوند کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کر سکتی۔ (۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء)۔

ششم۔ کالعدم۔ مقدمات حسب ذیل ہے :۔

ا۔ رواج جس سے مذہب تبدیل کرنے سے کسی شخص کا حق وراثت کی نسبت زائل ہو کالعدم ہے۔ کیونکہ یہ ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۰ء کے متضاد ہے۔ ۷۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۶ء

# باب سوم

## پنجاب کے رواجوں کی تقسیم

برٹش کلان کے جورسٹ یعنی اصول قانون کے شارح انگریزی رواجوں کی دو اقسام یعنی عام اور خاص بتاتے ہیں۔ اوّل الذکر جو ملک کا عام قانون ہے۔ بالعموم حاوی ہونے والا قاعدہ ہے۔ اور موخرالذکر اس قاعدہ کی استثناء ہے۔ مگر پنجاب میں یہ تقسیم موجود نہیں۔ اور رواجات پنجاب کی حسب ذیل تقسیم ہو سکتی ہے :۔

**رواجات پنجاب**

- خاص
  - لوکل مقامی
  - قوم کے متعلق
  - قوم کے متعلق رواجات ضلع وار
  - خاندان
- عام

جنرل رواج

ا۔ **رواجات عام**۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے رواج عام اور مقامی یا فرقہ کے متعلق یا رواج خاندان ہو سکتا ہے۔ مگر جہاں تک پنجاب سے متعلق ہے یہ کہنا ناممکن ہے کہ یہاں کس قسم کا رواج مروج ہے۔ کم سے کم اس قدر تو یقینی بات ہے کہ تمام پنجاب میں کوئی عام رواج مروج نہیں۔ عام رواج سے ہماری مراد ایسا عالمگیر رواج ہے جو صوبہ کے ہر حصہ میں تمام اشخاص پر یکساں حاوی ہو۔ اگر اس امر کے متعلق کسی سند کی ضرورت ہو تو میں نظیر ذیل کا حوالہ دیتا ہوں۔

۵۰ پنجاب ریکارڈ ۹۳ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل میں بلوڈن صاحب سینیر جج صفحہ ۲۲۳ پر اسطرح لکھتے ہیں کہ یہ بیان کرنا قرین مصلحت ہے کہ موجودہ تذکرہ کرنے سے انگلستان کے کامن لا کے مفہوم جیسی کوئی بات پنجاب میں بطور جنرل لا کے مروج نہیں۔ یعنی کوئی ایسا عام رواج نہیں جو صوبہ بھر میں تمام اشخاص پر حاوی ہو سکے۔ اور (انگریزی کامن لا کیطرح) حاوی ہونے میں جمہور کے کسی خاص رواج یا مقامی رواج سے ترمیم کے تابع نہیں۔ صوبہ کے دیہاتی حصوں میں اشخاص کے بیشمار گروہ زمین کے ساتھ وابستہ ہیں جو زیادہ تر امور میں رواجی قواعد کی پیروی کرتے ہیں۔ اور ان قواعد کو دھرم شاستر یا شرع محمدی کے منشا کی بہت کوئی مطابقت نہیں ہوتی۔ اسطرح پنجاب میں قابضان زمین کی مختلف سوسائیٹیوں یا کمیونیٹیوں میں قانون رواج کے بیشمار طومار موجود ہیں جو کئی خصوصیتوں میں یکسانیت کا نمایاں درجہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس مقابلہ کے بعد کسی خاص مجموعہ یا مقام کے تعلق کے بغیر کسی قاعدہ کا واضع کرنا اور یہ کہنا ممکن ہے کہ جہاں تک فیصلہ کیا گیا ہے۔ پنجاب میں رواج نے اس بات کو بالعموم قبول کر لیا ہے“۔

پھر ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل بیان کیا گیا ہے :۔ ”یاد رکھنا چاہیئے کہ پنجاب میں کوئی رواج بالعموم مروج نہیں۔ ہر فرقہ کے اپنے اپنے رواجی قواعد ہیں۔ اور قانون مروجہ کے رو سے عدالتوں کو اُن تمام قواعد کی پابندی لازم ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ مصلحت عامہ یا تہذیب کے برخلاف نہ ہوں“۔ ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء میں عدالت نے ریمارک کیا تھا کہ ”جہاں تک ہمیں معلوم ہے عام رواجی قانون کے مجموعہ جیسی کوئی بات موجود نہیں۔ اور نہ ہی بلاشبہ ہونی ممکن ہے۔ مختلف مقامات میں اقوام مختلف رواجی قواعد کی پیروی کرتی ہیں۔ اور بعض اقوام میں رواج کے بعض قواعد کی پیروی ہونے سے صوبہ کے دیگر حصوں میں یہ بے کھٹکے تجویز نہیں کر سکتے کہ بالکل مختلف قوم بالضرور اُسی قاعدہ کی پابند ہے“۔

مقدمات مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صوبہ میں پنجاب کے عام رواج جیسی کوئی بات نہیں ہے۔ مگر اس کی مراد رواج کے تمام امور پر عام رواج ہے تاہم جوڈیشل تحقیقات سے بعض عام قواعد دریافت ہو گئے ہیں۔ جن کو اس قاعدہ کی استثنا ء

خیال کرنا چاہئے - بعد میں ان تمام رواجوں کا ان کے مناسب عنوانوں کے زیر تذکرہ کیا جائیگا - اور یہاں صرف چند تشریحات کے درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے -

## تشریحات

۱- پنجاب میں عام رواج ہے کہ زراعت پیشہ لوگوں میں نرینہ مالک اپنی جدی غیر منقولہ جائداد بلا ضرورت منتقل نہیں کر سکتا - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء اجلاس کامل -

۲- پنجاب کے عام رواج کے مطابق زراعت پیشہ اشخاص میں دختر کا پسر جائز طور پر وارث مقرر نہیں ہو سکتا - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۳- صوبہ کے عام رواج کے مطابق زراعت پیشہ لوگوں میں بیوہ اپنے خاوند کے بے اولاد مرنے پر اپنی خاوند کی جائداد میں حقیت حیات لیتی ہے -

دوم - **مقامی رواج** - اگر پنجاب میں کوئی عام رواج نہیں تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہاں مقامی رواج جیسی کوئی شے ہے - میری ذاتی رائے یہ ہے کہ پنجاب میں مقامی رواج جیسی مطلق کوئی شے نہیں - وجہ یہ ہے کہ مقامی رواج کے معنے ایسا رواج ہے جو کسی خاص مقام میں مروج ہو - عام اس سے کہ یہ ضلع - تحصیل یا کہ موضع ہو - اور یہ سب اشخاص پر بلا لحاظ مذہب جس کے یہ پیراؤ ہوں حاوی ہوتا ہو - مثلاً اگر کوئی خاص رواج ضلع جالندھر کے کسی موضع میں مروج ہو تو یہ ہندوؤں اور مسلمانوں پر یکساں حاوی ہونا چاہئے - مگر ہم سب جانتے ہیں کہ کوئی ایسا رواج یہاں مروج نہیں - میں اپنے اس دعوے کی تائید میں ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء کا حوالہ دیتا ہوں - جہاں انڈرسن صاحب بہادر جج لکھتے ہیں کہ "پنجاب میں رواج قوم یا کہ خاندان کا رواج ہوتا ہے - اور مقامی رواج نہیں - موضع میں کوئی رواج عام نہیں ہوتا - ایک ہی موضع میں رہنے والی اقوام مختلف رواجوں کی پابند ہو سکتی ہیں" - پھر مقابلہ کرو صفحہ ۲۵۸ کا آخری حصہ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ضلع جہلم میں رواج مقامی نہیں بلکہ قومی ہے -"

یہ سوال کہ آیا اس صوبہ میں رواج مقامی ہیں یا کہ نہیں ہیں - اس وقت ضروری اور اہم ہوتا ہے جب کہ ہم رواج کے ثبوت کے قواعد پر غور کرتے ہیں - لہذا ان کو خوب سمجھنا ضروری ہوتا

ہے۔ مثلاً جہاں مقدمہ میں یہ اصرار کیا جائے کہ کسی خاص امر کے متعلق رواج۔ موضع کا مقامی رواج ہے۔ تو موضع سے باہر کی نظائر بالکل غیر متعلق اور بے وقعت ہونگی۔ اور اگر رواج قومی ہو تو صورت بنوع دیگر ہوگی۔ چنانچہ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ایک خاص موضع کے اور داسی ساداتہ کسی خاص رواج کی پیروی کرتے ہیں یا کہ نہیں کرتے اور یہ حجت پیش کی گئی تھی۔ کہ چونکہ رواج موضع کا مقامی رواج ہے۔ لہذا رواج کے ثبوت کے واسطے موضع کی نظائر نہیں لیجا سکتیں۔ اس پر قرار پایا تھا کہ " جو رواج پیش کیا گیا ہے۔ یہ موضع کا نہیں بلکہ قومی رواج ہے۔ اور اس لئے یہ حالت کہ نظائر زیر بحث اس موضع کی نہیں۔ جس میں فریقین رہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ انکو ہمارے کافی قبول کرنے میں کوئی اہم روک نہیں۔

دلیل کے واسطے فرض کرنے سے کہ پنجاب کے رواج مقامی ہیں۔ ان رواجوں کو دریافت کرنے کے واسطے تحقیقات صرف فریقین کے موضع ہی پر محدود نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس کو معقول حدود میں پڑوس تک وسعت ہونی چاہیئے۔ کیونکہ حسب ریمارک بارکلی صاحب جج مندرجہ مقدمہ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۱ " یہ ہرگز قرین قیاس نہیں کہ وراثت جیسا خاص رواج دیہات کے چھوٹے مجموعہ پر محدود ملیگا" دیگر الفاظ میں یہ خیال کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں کہ فریقین جس موضع سے متعلق ہیں وہاں ان کے اپنے پرانے رواج مروج ہیں۔ لہذا رواج مروجہ معلوم کرنے کے واسطے تحقیقات پڑوس کی اقوام کی بھی ہونی لازم ہے۔ چیف کورٹ نے اس قاعدہ پر عمل کرکے ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں جہاں سوال یہ تھا کہ آیا گجروں کا رواج ہمشیرہ کے پسر کو وارث ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ اس امر کے متعلق پڑوس میں گجروں کا عام رواج معلوم کرنے کے لئے مقدمہ کو واپس بھیجا تھا۔ (دیکھو آخری حصہ صفحہ ۱۸)۔

**سوم۔ پنجاب میں رواج اضلاع وار قومی ہے** ۔ یہ بات غلط ہے کہ پنجاب میں رواج "قومی" ہے۔ رواج قوم کی مراد ایسا رواج ہے جو ملک کی اس سالم قوم میں مروج ہو۔ جس سے فریقین کا تعلق ہو۔ مثلاً جاٹوں کا قومی رواج بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ کسی صوبہ سے آئے ہیں سب جاٹوں پر حاوی ہوتا ہے۔ بیشک نمبر ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

اور بعض دیگر فیصلجات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "ہر قوم یا فرقہ کے اپنے رواجی قواعد ہیں"۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ اس قسم کے رواجوں کی یہ صحیح کیفیت نہیں جو پنجاب میں مروج ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اندنوں چیف کورٹ عملی طور پر قومی رواج ضلع وار لینے کی جانب مائل ہے۔ چنانچہ بیشمار فیصلجات کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جن میں وہ اشخاص جو ایک ہی قوم سے متعلق ہوں اور ایک ہی ضلع میں رہتے ہوں ایک ہی رواج کے تابع خیال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ اُسی قوم کے اشخاص جو دوسرے ضلع میں رہتے ہیں مختلف رواج کے پیرو قرار پائے ہیں۔ اس قسم کا نرالا رواج کہیں نہیں سناگیا۔ مگر یہ فی الواقعہ مروج ہے۔ چیف کورٹ فوراً ایک ہی ضلع کی قوم کے متعلق جہاں فریقین رہتے ہوں فوراً فیصلہ کو قبول کرنے کو تیار ہوتی ہے۔ حالانکہ اُسی قوم کے متعلق جو دوسرے ضلع میں ہو دوسرے کی پیروی کرنے سے انکار کرتی ہے۔

مثلاً ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں یہ سوال تھا کہ آیا ضلع ہوشیارپور کے لودھی پٹھانوں میں دختر قریبی جدیوں کی موجودگی میں اپنے باپ کی جائداد جدی کی وارث ہوسکتی ہے۔ اور یہ بوجہ غایت ثابت کیا گیا تھا کہ ضلع جالندھر میں دختروں کے فائق تر حقوق تسلیم کئے گئے ہیں سائل دختر کے وکیل نے اسبارہ میں بزور بحث کی تھی کہ مقامی رواج نہیں بلکہ قومی رواج تحقیق کرنا چاہئے۔ اور چونکہ ضلع جالندھر میں دختر جدیوں کو محروم کرتی ہے۔ لہذا قیاس یہ ہے کہ ضلع ہوشیارپور میں بھی محروم کرتی ہے۔ مگر یہ حجت اس ریمارک کے ساتھ نامنظور کی گئی تھی کہ "ممکن ہے کہ لودھی پٹھانوں میں ایک ہی قسم کا رواج نہ ہو"۔

مگر چیف کورٹ نے اس قاعدہ پر شرط بڑھائی ہے کہ مختلف ضلع کی ایک ہی قوم کا رواج اُس وقت لے سکتے ہیں جب کہ دستور ایک ہی قسم کے ہوں۔ اس قسم کے مقدمہ میں فاضل جج خیال کرتے ہیں کہ مختلف ضلع کی قوم کے رواج پر بے کھٹکے استدلال نہیں کرسکتے۔ اس کی تائید میں پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۵ پر ہم حسب ذیل دیکھتے ہیں۔ "ارائیوں کی قوم کے رواج مختلف مقامات میں تبدیل ہوتے ہیں۔ اور ایک ضلع میں ارائیوں کے رواج کا دوسرے ضلع میں ارائیوں کے رواج کے حوالہ سے فیصلہ کرنا ناممکن ہوتا ہے . . . . . علیٰہذا جب کہ ایک خاص ضلع کے ارائیوں کے رواجوں کا دوسرے ضلع کی اُسی قوم کے رواجوں پر استدلال کرکے فیصلہ کرنا خطرہ سے

خالی نہیں۔ تو عدالت کے فیصلجات اس امر کو عیاں کرتے ہیں کہ تمام مقاصد اور اغراض کے واسطے ہوشیارپور کے ارائیوں کے رواجوں اور ضلع جالندھر کے ارائیوں کے رواجوں میں کچھ بھی مادی فرق نہیں۔ اس امر کی تائید کے واسطے ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء - ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء سندات ہیں۔

اس صورت میں دستور العمل کی مساوات اقوام کے اشخاص کی آپس میں آمیزش سے قیاس کی جاسکتی ہے۔ مثلاً ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع فیروزپور کے جاٹوں میں بیوہ بکر شادی کرنے سے اپنے خاوند کی جائداد کی نسبت حق سے محروم ہو جاتی ہے ضلع سرسہ کے جاٹوں کے رواج پر اس وجہ سے غور کیا گیا تھا کہ (اوّل) موخر الذکر ضلع کے جاٹ اوّل الذکر ضلع سے وطن ترک کرنے والے قرار پائے تھے (دوم) آپس میں شادیاں کرتے تھے۔ اور (۳) انہیں تعلقات برادری بہت عام تھے۔ اور اخیر میں (چہارم) مقامات مذکور ایک دوسرے کے پڑوس میں تھے۔

دستور کی مساوات باہمی شادیوں سے ثابت کی جاتی ہے

**اعتراض** مگر قومی رواج ضلع وار قائم کرنے میں کونسی خوبی ہے؟۔ اس امر سے میں بہت مضطرب ہوں۔ کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ نے اضلاع انتظامیہ اغراض کے واسطے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جب یہ صورت ہے تو کس طرح قومی رواج خاص ضلع کی حدود میں محیط رہ سکتا ہے۔ اور کیوں یہ اُن فرضی لکیروں سے جو دو اضلاع کے مابین کھینچی گئی ہیں چند انچ اِدھر یا اُدھر نہ ہوتا۔ اس تجویز سے کہ رواج اضلاع کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں یہ مفہوم ہوگا کہ اگر لوکل گورنمنٹ کسی موضع یا تحصیل کو ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں تبدیل کرے تو اس تبادلہ کا اعلان ہوتے ہی نئے ضلع کا رواج اس موضع یا تحصیل پر حاوی ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ گو یہ بات غیر معمولی ہے۔ تاہم ایک مقدمہ میں فی الواقعہ ایسا ہی قرار پایا ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء فریقین تحصیل رعیہ ضلع امرتسر کے پوریرال جاٹ تھے۔ اور بعد میں یہ تحصیل ضلع سیالکوٹ میں تبدیل کی گئی تھی۔ اور قرار پایا تھا کہ فریقین موخر الذکر ضلع کے باشندے خیال کئے جائیں۔

اس قاعدہ کی نسبت اعتراض کہ رواج اضلاع وار ہے

فاضل ججان چیف کورٹ کی واجب تعظیم و تکریم کے ساتھ میری رائے یہ ہے کہ رواجوں کو ضلع وار لینا صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر خاص قوم کے اشخاص فی الواقعہ دو اضلاع میں آباد ہوں

تو قدرتی طور پر یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی قسم کے رواجوں کی پیروی کرتے ہیں۔ میں اپنے اس خیال کی تائید میں سندات ذیل کا حوالہ دیتا ہوں :۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مسٹر جسٹس پوئل صاحب جج ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء کے صفحہ ۳۰۹ پر ریمارک کر گئے ہیں کہ " جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں پنجاب کی حدود مصنوعی ہیں۔ اور یہ ہرگز امید نہیں ہو سکتی کہ رواج ٹھیک جغرافی حدود کی پیروی کرتے ہیں۔ حالانکہ جوڈیشل اور ایڈمنسٹریٹو حدود کے پیچھے اس سے بھی کم چلتے ہیں۔" ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع جالندھر کے منجھ راجپوت کو منتقل کرنے کا اختیار ہے۔ اور فریقین میں سے ایک نے ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء کا بطور متعلقہ فیصلہ کے حوالہ دیا تھا۔ کیونکہ یہ ضلع گورداسپور کے منجھ راجپوتوں ... فریق ثانی نے یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ اس وجہ سے غیر متعلقہ ہے۔ کہ مقدمہ مذکور مختلف ضلع کے متعلق ہے۔ مگر بہ ڈی صاحب جج نے اس حجت کو بدیں وجہ نامنظور کیا تھا کہ " یہ قیاس سے بعید ہے کہ منجھ راجپوتوں کا رواج دو اضلاع میں مختلف ہوگا۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ہبہ بنجانب نواسہ ضلع ہوشیارپور کے ارائیوں میں جائز ہے۔ لنڈزے صاحب جج نے جنہوں نے ہبہ کو قائم رکھا تھا اسطرح ریمارک کیا تھا کہ " یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ضلع جالندھر کے ارائیاں میں (جو ضلع ہوشیارپور کے ساتھ ملحق ضلع ہے) کوئی ایسا رواج موجود نہیں جس سے بے اولاد شخص اپنی سالم جائداد ہبہ کرنے کے قابل نہ ہو۔ جالندھر کے ارائیوں میں جو رواج مروج ہے۔ یہ ان کے پڑوس یعنے ہوشیارپور کے ضلع میں بھی مروج ہونا تجویز کر سکتے ہیں۔"

یہ خیال کہ مختلف اضلاع کی ایک ہی قوم ایک ہی رواج کی پیروی کرتی ہے محض بے بنیاد ہی نہیں بلکہ عقل و دانش پر مبنی کیا گیا ہے جس کا پتہ مقدمہ ذیل سے لگیگا۔

۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء (صفحہ ۱۶۸) میں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ " جب قوم کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے تو پھر اسمیں ملک پر پھیلنے کا میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے مختلف مقداروں کے گروہ اور مجموعی ہو جاتے ہیں۔ اور ایک ہی نام کی شہادت سے مختلف مقامات میں ملتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے کم و بیش بعید یا ملحق رہتے ہیں۔ اور گو تمام منتشر مجموعوں میں جو ایک ہی خاندانی نام یعنے جاٹوں۔ راجپوتوں وغیرہ سے سوسائیٹی قائم کرتے ہیں تبدیل شدہ حالات کے انقلابات سے رواج کے قواعد میں تبدیلی

واقعہ ہو رہی ہے - تاہم قوم کے مختلف حصے قدرتی طور پر اپنے مشہور مشرقی مذاق کے مطابق اپنی ابتدائی رواجوں پر قائم ہیں - اور اپنے آبائی پُرانے رواجوں کو نہیں چھوڑتے اس کا بھاری ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ صوبہ کے مختلف حصوں میں ایک ہی قوم کے جو افراد اکثر ملتے ہیں ان کے دستور العمل ایک ہی نوعیت کے ہیں"۔

یہ فرض کرنے سے کہ رواج پر صرف اضلاع کے مطابق غور کیا جا سکتا ہے - کیوں رواج کا سالم ضلع میں مروّج ہونا ضروری ہے - اور کیوں ہم اُسی اصول پر خیال نہ کریں کہ رواج موضع یا تحصیل سے باہر جانے قیاس نہیں کئے جا سکتے - قطع نظر اس کے ہمارے پاس پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۰۶ - اور ۵۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء موجود ہیں جن میں قرار پایا ہے کہ آوان جو تحصیل تلہ گنگ اور تحصیل خوشاب میں بکثرت ملتے ہیں ایک ہی رواج کے پیرا ہیں اور میانوالی کے آوانوں کا وہی رواج ہے -

در اصل چیف کورٹ کے اضلاع وار رواج مجوز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ رواج عام تحصیلات یا اضلاع کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں - لہذا یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ رواج تحصیل یا ضلع کی حدود کے اندر محیط ہوتا ہے - لیکن فرض کرو کہ لوکل گورنمنٹ قواعد کو تبدیل کرتی ہے اور حکم دیتی ہے کہ آئندہ رواج عام میں اقوام کے رواج قسمت وار ہوا کریں - تو بنظر اس امر کے جو کچھ اس سے پہلے ظہور میں آیا ہے - چیف کورٹ بہمہ وجوہ اُسی قاعدہ کی پابند ہوگی -

اونریبل ججان کی مناسب تعظیم و تکریم کے ساتھ میں یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہوں کہ اسطرح رواجوں کو دبانا غلطی ہے - کیونکہ بالضرور یہ نتیجہ نہیں نکلتا - کہ چونکہ رواج عام اقوام کے رواجوں کا ضلع وار تذکرہ کرتے ہیں - لہذا رواجوں کی حالت فی الواقعہ ویسی ہی ہوگی جو قواعد - قومی رواجوں کے مطابق جس طرح ان کو اضلاع وار ترتیب دی گئی ہے قواعد ذیل ملحوظ رکھنے لازم ہیں -

**الف - اصلی موضع کا رواج** - فرض کرو ایک خاندان ملک کے ایک حصہ سے دوسرے میں منتقل ہوتا ہے کیا یہ اپنے اصلی موضع کے رواج کا یا کہ اُس مقام کے رواج کا پابند خیال کیا جائیگا جہاں یہ بود و باش اختیار کرتا ہے ؟ میری رائے میں بادی النظر میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ خاندان اپنے رواج بھی اپنے ساتھ لیجاتا ہے - اس خیال کی تائید میں

اصلی موضع کا رواج

سندات ذیل :-

۱- گکھڑان ضلع جہلم - یہ ثابت کیا گیا تھا کہ یہ گکھڑ ابتداء میں راولپنڈی میں آئے تھے۔ قرار پایا تھا کہ " جہلم سے گکھڑوں کا بلحاظ اپنے رواجوں کے راولپنڈی کے گکھڑوں سے مختلف ہونا قرین قیاس نہیں۔ جس ضلع میں انکے ہیڈ کوارٹروں کا ہونا بیان کیا جا سکتا ہے"۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

۲- لوہاران قصبہ کنجاہ ضلع گجرات - یہ لوہار اپنے اصلی موضع موسومہ لورائی سے آئے ہوئے ثابت کئے گئے تھے۔ اور قرار پایا تھا کہ قدرتی طور پر قیاس کر سکتے ہیں کہ یہ اپنے رواج اپنے ساتھ لائے ہیں"۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۳- فریقین ضلع ملتان کے متعلق تھے۔ مگر چونکہ یہ ابتداء میں جھنگ سے آئے تھے۔ لہذا موخرالذکر ضلع کا رواج خیال کیا گیا تھا۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

مگر یہ قاعدہ اس شرط کے تابع ہے کہ جہاں خاندان نے بودوباش اختیار کی اس نے وہاں کا رواج مدیدرہائش سے اختیار کر لیا ہوگا۔ اس صورت میں اس کے اصلی مقام کا رواج اس پر حاوی ہونے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ سند حسب ذیل ہے :-

" گو اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ لوگ اپنے رواج اپنے ساتھ لیجاتے ہیں مگر اس کا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ دیگر اقوام میں جن کے رواج مختلف ہوں۔ مدید رہائش اختیار کرنے سے اپنے رواجوں کو تبدیل نہیں کرتے"۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱۱۔

**شہادت** - مگر کس شہادت سے یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ اپنے کون سے اصلی وطن سے آئے ہیں؟ - یہ شہادت کا معاملہ ہے۔ تاہم مقدمہ ذیل کو پڑھنا لازم ہے :-

۱- لوہاران قصبہ کنجاہ ضلع گجرات - سوال یہ تھا کہ آیا یہ خاندان زراعت پیشہ لوگوں کے رواج کی پیروی کرتے ہیں یا کہ نہیں کرتے۔ قرار پایا تھا کہ " یہ رواج کے تابع ہیں۔ کیونکہ ان کا اصلی موضع لورائی ہے جہاں محض لوہاروں کی آبادی ہے۔ اور یہ قصبہ کنجاہ سے ۹ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ قصبہ اور موضع کے لوہاروں کے مابین کوئی رشتہ داری ثابت نہیں کی گئی تھی۔ لیکن چونکہ ان کی ذات ایک ہی تھی۔ لہذا یہ قیاس کیا گیا تھا کہ یہ موضع سے آئے ہیں۔ کیونکہ دیرینہ معاملات کی نسبت اس سے بڑھ کر شہادت کا متوقع ہونا تحقیص لاحاصل تھا"۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

جب کوئی خاندان ایک موضع سے دوسرے میں نقل مکان کرے تو ان کے موضع کا رواج دریافت کرنا لازم ہوتا ہے - چنانچہ اس قاعدہ کی فروگذاشت کی وجہ سے چیف کورٹ کو مقدمہ اس کی مزید تحقیقات کیواسطے واپس بھیجنا پڑا تھا - (۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء) کہ لاہور میں اس قوم کا رواج کیا ہے - جو اس خاندان کا اصل وطن تھا - حالانکہ یہ اُس وقت ضلع گورداسپور میں آباد تھے -

ب - ایک ضلع میں قوم کا رواج قوم کی تمام گوتوں پر حاوی ہوتا ہے - اُن اشخاص میں جو ضلع وار قومی رواج کی پیروی کرتے ہوں - یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا رواج ضلع مذکور میں قوم کی تمام گوتوں پر حاوی ہوتا ہے - یا کہ اس کے ہر ایک حصہ کے اپنے اپنے خاص رواج ہیں - اس کا جواب ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں یہ دیا گیا ہے کہ جب ایک ضلع میں قوم ایک رواج کے تابع ہو تو بارِ ثبوت اُن اشخاص پر ہوتا ہے جو اس بات پر مصر ہوں کہ اس قوم کی خاص گوت مختلف رواج کی تابع ہے - اس مقدمہ میں رواج عام سے ظاہر ہوا تھا کہ ضلع ہوشیارپور کے تمام ہندو جاٹ نواسوں کو متبنٰی کرنے کے رواج کی پیروی کرتے ہیں - اور صفحہ ۴۰۶ پر قرار پایا تھا کہ ضلع کی نندن گوت کے جاٹ مدعیوں پر یہ ثابت کرنیکا بار تھا کہ ان کی خاص گوت میں تبنیت مذکور نا جائز ہے "

اس طرح قیاس رواج کے قاعدہ مذکور سے ضلع بھر میں قوم کے تمام حصوں پر حاوی ہونے کی تائید میں تھا - اور بارِ ثبوت اس شخص پر تھا جو اس کے برعکس کسی خاص رواج کا مصر ہو - اس شخص کو برعکس خاص رواج ثابت کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے - مگر اس بارہ میں سب شہادت عدالت ملئے ماتحت میں پیش ہونی چاہیئے - اور چیف کورٹ مقدمہ واپس کرنے سے خاص رواج ثابت کرنے کے واسطے مزید موقعہ نہیں دے گی تاوقتیکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ قوم زیر بحث کا حصہ بہت وسیع اور اہم ہے - مثلاً ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں سوال یہ تھا کہ آیا زراعت پیشہ جاٹوں کا عام رواج جس سے نواسہ متبنٰی ہو سکتا ہے - ضلع لودھیانہ میں رائے "گوتوں" پر بھی حاوی ہوتا ہے - یا کہ ان کے اپنے خاص رواج ہیں - اس پر عدالت نے یہ بیان کیا تھا کہ لودھیانہ کی رپورٹ بندوبست میں جاٹوں کی گوتوں کی جو کیفیت درج ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص گوت کے واسطے خاص رواج کا قرار دینا مشکل ہے مگر مدعیوں کا وکیل بیان کرتا ہے کہ یہ حصہ یا گوت بہت بڑی اور اہم ہے "

اس قسم کے سوال میں تنقیحات ذیل کا فیصلہ کرنا چاہیئے :- کیا گوت بہت بڑی ہے -

National Library, Calcutta
954.5 R 1772 Acc. 6513 d. 3/8/64

اور اس کے رواج اور عادات جداگانہ ہیں۔ اس تنقیح کا فیصلہ اُن دیہات کی تعداد دریافت کرنے سے ہو سکتا ہے جہاں یہ لوگ رہتے ہوں۔ اگر یہ ثابت ہو کہ گوت فی الواقعہ بڑی اور اہم ہے تو اس کے اپنے جداگانہ رواج ہونے ممکن ہیں۔

ج۔ جب قوم کا کوئی رواج نہ ہو۔ اور سوال گوت کے رواج کا ہو تو دوسری گوت کے رواج متعلقہ ہیں۔ لیکن اگر یہ ظاہر ہو کہ قوم کا کسی خاص امر کے متعلق کوئی رواج نہیں اور سوال یہ ہو کہ آیا ایک خاص گوت رواج کی پیرو ہے یا کہ نہیں ہے۔ تو اُسی قوم کی دوسری گوت کا رواج مقدمہ پر بہت کچھ موثر ہوتا ہے اس قاعدہ کی تائید میں سندات ذیل ہیں:

۱۔ ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع ہوشیارپور کے نارو راجپوت جائیداد جائز ضرورت کے بغیر منتقل کر سکتے ہیں۔ عدالت نے اس امر پر نارو راجپوتوں کا رواج حاوی کیا تھا۔

۲۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء (صفحہ ۴۱) میں عدالت نے تحریر کیا تھا کہ "جن مقدمات کا حوالہ دیا گیا ہے یہ زیادہ تر جاٹوں کی اس گوت (ڈہلن) یا اس پڑوس کے نہیں۔ یہ گوت بہت بڑی نہیں۔ اور اس گوت کی نظائر زیادہ تر اُن مقدمات کی ہیں جو کچھ فاصلہ پر دیہات میں ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ اس قسم کے مقدمات میں اُسی قوم کی دیگر گوتوں کے رواج جو پڑوس میں رہتی ہیں زیادہ تر اہم ہوتی ہیں۔ جاٹوں کا رواج فی الواقعہ تمام مختلف گوتوں میں بالخصوص ملک کے اس حصہ (ضلع فیروزپور) میں ایک ہی قسم کا ہے۔ اور سندھو۔ برار۔ گل اور ڈھلن فی الواقعہ جاٹوں کے ایک ہی رواج کی پیروی کرتی ہیں۔

۳۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء (صفحہ ۱۲۱) میں سوال یہ تھا کہ۔ آیا ایک خاص رواج اودا سی سادہوؤں میں مروج ہے۔ جو ایک بہت ہی چھوٹا فرقہ ہے۔ جاٹوں کی بڑی جماعت کے نظائر جن کا یہ حصہ تھے۔ ان ریمارکوں کے ساتھ لی گئی تھیں کہ: "جو رواج پیش کیا گیا ہے۔ یہ قومی ہے۔ اور دیہاتی رواج نہیں۔ لہٰذا یہ واقعہ کہ رواج زیر بحث اُس گوت کے نہیں جس سے یہ تعلق رکھتے ہیں ہمارے کافی قبول کرنے میں حائل نہیں ہوتا۔

د۔ ایک قوم کا رواج دوسری قوم پر حاوی ہوتا ہے۔ بعض ایسے مقدمات ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک قوم کا رواج دوسری قوموں پر حاوی کیا گیا تھا۔ لیکن میری رائے میں اس طرح کے رواج صرف اُس وقت حاوی کئے جاتے ہیں جب کہ دستور

میں مساوات یا کوئی دیگر واقعہ متعلقہ ہو۔ اگر اس طرح کی کوئی وابستگی نہ ہو تو دیگر اقوام کے رواج غیر متعلقہ ہوتے ہیں۔ جس کی سند حسب ذیل ہے :۔

۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ جھنگ کے مسلمان و ب جاٹوں کے رواج کو اس رواج سے لینا چاہیئے جو پڑوس کی دیگر اقوام یعنی ضلع جھنگ کے شیخوں۔ بلوچوں اور سیدوں پر حاوی ہوتا ہے۔ مگر یہ حجت اس وجہ سے نامنظور کی گئی تھی کہ " مسلمان جاٹوں کی موخرالذکر کے ساتھ کوئی وابستگی نہیں۔ کیونکہ موخرالذکر جماعت کے لوگ کچھ نہ کچھ باہر سے آکر آباد ہوئے ہیں حالانکہ جاٹ نہیں "۔

وابستگی محولہ مذکور یا تو یہ ہو سکتی ہے (اوّل) کہ ہر دو اقوام کا ایک ہی مخرج ہے ۔ یا (دوم) یہ کہ بلا روک ٹوک آپس میں شادیاں کرتے ہیں :۔ اس کے واسطے سندات حسب ذیل ہیں :۔

(اوّل) ایک ہی مخرج ۔ ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء (۶۵ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۶۹) میں ایک ہی مخرج نفی قرار پایا تھا۔ اس میں سوال یہ تھا کہ آیا امور انتقال میں ضلع جہلم کے میر مناسوں کا وہی رواج ہے جو اسی ضلع کے آوانوں کا ہے۔ قرار پایا تھا کہ موخرالذکر قوم کے رواج کی نظائر اس وجہ سے متعلقہ نہیں کہ میر مناس راجپوتوں کا وہی مخرج نہیں جو آوانوں کا ہے ۔

دوم ۔ بلا روک ٹوک شادیاں ۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع سیالکوٹ کے گھوری پٹھانوں میں رواج تبنیت تسلیم کیا گیا ہے ۔ ان میں پہلے تبنیت ثابت نہیں کی گئی تھی ۔ لیکن چونکہ یہ دیگر اقوام کے ساتھ بلا مزاحمت شادیاں کرتے تھے ۔ لہٰذا پٹھانوں کے رواج بالعموم اور پڑوس کی اقوام کا بالخصوص رواج ثابت کرنے والا خیال کیا گیا تھا ۔

مگر میری رائے یہ ہے کہ گو پڑوس کی اقوام کے رواج قطعی نہیں تاہم یہ رواج کے سوال سے اہم تعلق رکھتا ہے۔ جس کی نسبت سند حسب ذیل ہے :۔

پڑوس کی اقوام کا رواج اہم متعلقہ ہے

۱۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔ " صریحاً ہماری رائے یہ ہے کہ یہ امر کہ گرد و نواح کے اقطاع کی بڑی بڑی زراعت پیشہ اقوام میں اس قسم کے رواج کا نہ ہونا۔ جن سے یہ قوم بالتخصیص ناقابل تمیز نہیں ہرگز غیر اہم امر نہیں۔

**چہارم۔ رواج خاندان۔** رواج خاندان کے معنے ایسا رواج ہے جو صرف بعض خاندانوں میں مروّج ہے۔ یہ بالکل ضروری نہیں کہ خاندان کہاں رہتا ہے۔ کیونکہ یہ جہاں کہیں رہتا ہو۔ یہی خاص خاندانی رواج اس پر حاوی ہوتا ہے۔ لہذا اس کو ذاتی رواج کہتے ہیں۔ اس قسم کے رواج عموماً حکمران روساء یا بڑے بڑے اشخاص میں مروّج ہوتے ہیں۔ چنانچہ رواج پریما جینیچر ایک خاص خاندانی رواج کی نظیر ہے جس سے سب سے بڑا پسر باخراج اپنے بھائیوں کے سالم کا وارث ہوتا ہے۔

رواج خاندان کو قومی رواج کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ موخرالذکر صورت میں جب ایک دفعہ ثابت کیا جائے کہ قوم کے اشخاص کی ایک تعداد قومی رواج کی پیروی کرتی ہے۔ تو یہ ثابت کرنیکا بار کہ رواج مذکور ایک خاص خاندان میں مروّج نہیں اس شخص پر ہوتا ہے جو اس امر کا مصر ہو۔ لیکن رواج خاندان کی صورت میں اس کے مخالف یا موافق کوئی قیاس پیدا نہیں ہوتا۔ اور یہاں جو فریق کہتا ہے کہ خاندان پر کوئی خاص رواج حاوی ہوتا ہے اس کو یہ بالیقین ثابت کرنا لازم ہے۔ مثلاً ۲۳ پنجاب ریکارڈ بابت ۱۸۹۶ء میں دہلی کے شیخوں نے یہ خاص رواج پیش کیا تھا کہ انہیں بہنیں بھائیوں کے ساتھ اس قانونی حصہ کی وارث نہیں ہوتیں جس کی دختر بروئے شرع محمدی مستحق ہے۔ قرار پایا تھا کہ یہ ثابت کرنیکا بار مدعا علیہ بھائی پر تھا کہ اس قسم کا خاص رواج خاندان میں موجود ہے۔

خاندان کا کوئی خاص رواج موجود ہونا قیاس نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ اس کی تائید میں ثبوت صاف۔ بکثرت اور یقینی نہ ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ انڈین لارپورٹ ۲۴۔ الہ آباد ۲۳۔۳ میں دیر لارڈشپ جحان پریوی کونسل نے یہ ریمارک کیا تھا کہ "نتیجہ یہ ہے کہ رواج معینہ کی تائید میں زیادہ سے زیادہ ۴ نظائر پیش ہوسکتی ہیں جو نسبتاً جدید تاریخ کی بھی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ معمولی قانون کی بے وقعتی سے اس قدر خفیف بنیاد پر رواج خاندان کی تائید نہیں کیجا سکتی"۔

۲۔ ۱۲ بنگال لارپورٹ میں پریوی کونسل نے قرار دیا ہے کہ رواج خاندان قدیم۔ اور غیر متغیر ہونا چاہیئے۔ اور اسکو صاف اور غیر مشکوک شہادت سے ثابت کرنا لازم ہے۔

۳۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء۔ یہ مقدمہ نواب احمد علیخان رئیس کرنال کی جائیداد کی وراثت کا تھا۔ اور عدالت نے ۱۲ بنگال لارپورٹ ۸ و ۳۳ کا حوالہ دے کر لکھا تھا کہ "اب

تجویز مذکور کے مطابق یہ کہنا ناممکن ہے کہ کوئی خاص رواج ثابت کیا گیا ہے۔

۴۔ ویکلی رپورٹ ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۰۔ رواج خاندان صاف و صریح شہادت سے ثابت کرنا لازم ہے۔

خاندان کا مشہور و معروف ہونا ضروری ہے

جب کوئی رواج خاندان کا بیان کیا جائے تو یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ خاندان مشہور و معروف ہے۔ دیگر الفاظ میں یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ خاص اشخاص کی اولادیں اس کی پابند ہیں۔ اور اس صورت میں بزرگوں کے نام معلوم ہونے چاہئیں۔ سند ذیل ملاحظہ ہو:۔

۵۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۰۶۔ اس مقدمہ میں تنازعہ یہ تھا کہ برادری میں ایک خاص رواج کی پیروی کی جاتی ہے۔ مگر یہ حجت نامنظور کی گئی تھی۔ کیونکہ کسی امر سے ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ برادری کس طرح قائم کی گئی تھی۔ یعنی مورث اعلیٰ کی اولاد ہونے یا کہ رشتہ داری اور شادی سے ایسا ہوا تھا۔

# باب چہارم

## فیصلہ کا قاعدہ۔ رواج یا قانون

سول حقوق کے معاملہ میں فیصلہ کا قاعدہ جس طرح کہ ایکٹ قوانین پنجاب میں قرار دیا گیا ہے حسب ذیل ہے:۔

دفعہ ۵۔ جو معاملات متعلق وراثت۔ استری دھن۔ ناطہ نسبت۔ شادی۔ جہیز مہر۔ تبنیت۔ ولائت۔ نابالغی۔ غیر صحیح النسبی۔ قرابت خاندان۔ وصیت ناجات۔ ترکہ وصیتی۔ ہبہ۔ تقسیم سے ہوں یا جو معاملات متعلق کسی رواج مذہبی یا قانون مذہبی ہوں انہیں فیصلہ کرنے کا قاعدہ اس طرح ہوگا:۔

(الف) مطابق رواج جو فریقین متعلقہ پر حاوی ہو۔ اور یہ انصاف۔ عدل۔ اور نیک نیتی کے مخالف نہ ہو۔ اور قانون ہذا یا کسی دیگر انکمٹمنٹ سے تبدیل یا منسوخ نہ کیا گیا ہو۔ اور کسی افسر مجاز نے اسکو کالعدم قرار نہ دیا ہو۔

(ب) مطابق قانون شرع محمدی کے اُن مقدمات میں جن میں فریقین اہل اسلام ہوں۔ اور مطابق قانون دھرم شاستر اُن مقدمات میں جن میں فریقین اہل ہنود ہوں الا یہ قاعدہ ایسی حالتوں میں مرعی نہیں ہوگا جہاں قانون مذبور کسی قانون مجریہ سرکار کے روسے تبدیل یا منسوخ ہوگیا ہو۔ یا اسی ایکٹ کے احکام کے مخالف یا کسی ایسے رواج سے اس کی ترمیم ہوگئی ہو جس کا اس دفعہ کے ضمن ماسبق میں ذکر ہے۔

۱۔ قاعدہ کی تاریخ۔ افسوس ہے کہ مجھے وہ دستور تحقیق کرنے کا موقع نہیں ملا۔ جو مسلمان بادشاہان اور مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب کے عہد میں سول حقوق کا فیصلہ کرنے میں رواج یا ذاتی قوانین حاوی کرنے کے متعلق تھا۔ اس وقت جو ریکارڈ مجھے مل سکے ہیں وہی ہیں جن کا آغاز ۱۸۴۹ء سے ہوتا ہے۔ اور یہ وہ سال ہے جس میں پنجاب کی آخری لڑائی ہوئی تھی سال ۱۸۴۵ء سے لیکر ۱۸۶۲ء تک اس صوبہ میں فی الواقعہ اصول مندرجہ سول کوڈ پنجاب کی پیروی ہوتی رہی تھی۔ اور گو مجموعہ میں رواج کا جذبہ کما حقہ تسلیم کیا گیا تھا تاہم سال ۱۸۶۸ء میں۔ مسٹر (جو بعد میں سر ولیم ہوئے) راٹیگن نے جو ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء میں وکیل تھے۔ اور مقدمہ تبنیت کا تھا۔ یہ حجت پیش کی تھی کہ مقدمہ کا موجودہ دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اور رواج سے ایسا نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ رواج ابھی جوڈیشل طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا مگر عدالت نے اس حجت کو اسطرح نامنظور کیا تھا:۔

" سول حق کے تمام مراتب میں رواج کا یہ قانونی جذبہ کہ یہ بمقابلہ دھرم شاستر وہاں مرجح ہے جہاں اس نے موخرالذکر کو منسوخ کر دیا ہو۔ سول کوڈ پنجاب کی دفعہ ۴ میں کامل طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ . . . . . علاوہ اس کے عدالت نے حسب منشائے فقرہ ۴ دفعہ ۴ سول کوڈ پنجاب دیگر مقدمات میں تجویز کیا ہے کہ تبنیت کی نسبت دھرم شاستر کے سخت قواعد غیر محفوظ ہوگئے ہیں۔ اور اس صوبہ کے مقامی رواج ان پر غالب آگئے ہیں"۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء میں یہی خیال قائم کیا گیا تھا۔ جس میں وراثت کے مقدمہ کا دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کیا گیا تھا۔ مگر چیف کورٹ نے یہ تجویز کیا تھا کہ اس قسم کا مقدمہ دفعہ ۴ حصہ ا سول کوڈ پنجاب کے زیر آتا ہے۔ اور اس مقام کا رواج جس سے فریقین تعلق رکھتے ہیں (بشرطیکہ اس کی موجودگی ثابت کی جائے) مقدمہ پر حاوی کرنا

لازم ہے۔

باوجود ان فیصلجات کے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اُندنوں یہ قطعی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ آیا بادی النظر میں رواج یا کہ ذاتی قانون فریقین پر حاوی ہونا لازم تھا سکیونکہ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء میں چیف کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سول کوڈ پنجاب قانون کا مستند ہادی ہے۔ اور اس نے قانون کی طاقت حاصل نہیں کی۔ اس فیصلہ کے بعد وقت زیادہ تر بڑھ گئی تھی۔ اور اسبارہ میں اکثر مناقشہ ہوتا رہا کہ آیا بادی النظر میں فریقین پر رواج پنجاب یا کہ دھرم شاستر یا شرع محمدی حاوی کرنی لازم ہے۔

مگر ۱۸۷۲ء میں مشہور و معروف ایکٹ موسومہ ایکٹ قوانین پنجاب نافذ ہوا جسکی دفعہ ۵ اوپر درج کی گئی ہے۔ جس کا مدعا آئندہ اس سوال کا فیصل کرنا تھا جسکی نسبت بہت کچھ بحث ہو چکی تھی۔ اور یہ قرار دیا گیا تھا کہ سب سے پہلے رواج فیصلہ کا قاعدہ ہوگا۔

دوم۔ دفعہ ۵۔ ایکٹ قوانین پنجاب کی پالیسی۔ یہ دفعہ برٹش گورنمنٹ کی جانب سے اس یقین پر مبنی ہے جو ۲۱ جارج سوم باب ۷۰ میں دلایا گیا تھا۔ اور اس کا مدعا قانون مذکور کی تمہید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "باشندگان ہند کو اپنے پُرانے قوانین رواج حقوق اور استحقاق سے مستفید اور متمتع ہونے دینا چاہیئے۔ اور اس غرض کے واسطے انکو امن و مصئون رکھنا چاہیئے"۔ جس پالیسی سے قانون مذکور کی جانب رہنمائی ہوئی تھی۔ اس کی یہ وسیع بناء تھی کہ ہندوستانیوں کو جو مشرقی نژاد کی نسل ہیں اپنی خانگی رسم و رواج پر قائم رہنے کا موقع مل سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ مشرق میں زمانہ قدیم سے مختلف رسم و رواج پیدا ہو گئے ہیں۔ اور یہ ایسے رسم و رواج ہیں جن کو کامن لاء مروجہ برٹن کلاں کے ساتھ قریباً کوئی مس نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انگریزی قانون کے قواعد اس صوبہ کے لوگوں پر حاوی نہیں کئے گئے۔ یہ تفاوت ممالک کی نوعیت اور عادت سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ امر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ انگریزی واضعان قانون نے جو طریق اختیار کیا ہوا ہے اس کی نظیر دنیا کے بعض دیگر طبقات میں بھی ملتی ہے۔ مثلاً یورپ میں یہودیوں کی حالت ایسی قوم پر عیسائی کامن لاء کی وسعت تک اس کے مساوی نظیر ہے جو ان

عیسوی کی معتقد نہیں۔ اس قوم میں یوروپ بھر میں ہمیشہ ہر مقدمہ میں ان کے اپنے ہی قانون پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ اسیطرح جب یوروپ کی شمالی اقوام متنزل ہونے والی رومن سلطنت کو تہ و بالا کرنے لگیں۔ اور ہر روز جدید فاتح نسلوں کے قوانین اُن اقوام پر عمل درآمد میں صد پیدا کرنے لگے تو گوتھک لوگوں نے جو پولیٹیکل دانشمندی سے کافی طور پر بہرہ ور تھے۔ یہی اصول اختیار کیا تھا جو ریکٹ قوانین پنجاب کی دفعہ ۵ میں ملتا ہے۔ اسیطرح جب مسلمانوں نے ہسپانیہ اور دیگر ممالک کو قریباً مغربی فرانس تک فتح کیا تھا تو اسی قسم کے قوانین منضبط کئے گئے تھے۔

لہذا اقوام کی بوقلمونی میں جو مختلف عقائد کے لوگوں کے مابین موجود رہتی ہے۔ خالص انگریزی قانون بتابیوں پر حاوی نہیں ہوتا۔

سوم۔ عدالت کو رواج کی تحقیقات کرنی لازم ہے۔ عدالت کو اس امر کا فیصلہ کرنا لازم ہے کہ آیا رواج یا کہ ذاتی قانون حاوی ہوتا ہے اور اسی پر عمل کرنا واجب ہے جب عدالت یہ تجویز کرے کہ ذاتی قانون حاوی نہیں ہوتا تو دعوے کو بوجہ خارج نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ عرضی دعوے میں فریقین کا ذاتی قانون کے تابع ہونا درج ہے۔ ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ مدعی کو اس مشتبہ بیان کا پابند نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ یہ وراثت کے معاملہ میں دھرم شاستر کے تابع ہے۔ کیونکہ اس کا رواج کے تابع ہونا ممکن ہے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

۱۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ اور ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء میں قرار پایا تھا کہ دفعہ یہ قاعدہ قرار دیتی ہے کہ پہلے یہ معلوم کرنے کے لئے تحقیقات ہونی چاہیئے کہ آیا اُن امور میں جن کے ساتھ اس میں برتاؤ کیا گیا ہے۔ فریقین پر کوئی رواج حاوی ہوتا ہے۔ اور جب یہ پایہ ثبوت کو پہونچے تو بہ ترجیح ذاتی قانون اس سے فیصلہ کا قاعدہ لینا چاہیئے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ عدالت کا یہ معلوم کرنا فرض ہے کہ قانون کا کونسا قاعدہ حاوی ہوتا ہے۔

اجلاس کامل نے اس امر کا ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء میں ناطق طور پر فیصلہ کردیا ہے اس مقدمہ میں عدالت نے دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کیا تھا۔ لیکن ایک فریق نے ججمنٹ میں یہ حجت پیش کی تھی کہ گو رواج کا عذر پیش نہیں کیا گیا۔ تاہم اس پر غور

کرنا لازم تھا ۔ بہذا امر ذیل کی نسبت اجلاس کامل سے استصواب کیا گیا تھا کہ آیا حسب احکام دفعہ ۵ ۔ ایکٹ قوانین پنجاب ۱۸۷۲ء عدالتوں کو اس امر کا فیصلہ کرنا لازم ہے کہ آیا شرع محمدی یا دھرم شاستر کے عام قاعدہ کے برخلاف کوئی رواج موجود ہے ۔ عام اس سے کہ یہ سوال کسی فریق نے پیش کیا ہو ۔ یا کہ نہ کیا ہو ۔ لنڈزے صاحب جج نے (صفحہ ۵۴۲) تجویز کیا تھا کہ عدالتوں کو عذر نہ ہونے کی صورت میں بھی تحقیقات کرنی لازم ہے کہ آیا رواج موجود ہے ۔ ہماری رائے میں جب فریقین بالتخصیص یہ ظاہر کریں کہ یہ دھرم شاستر یا کہ شرع محمدی کے پابند ہونا چاہتے ہیں ۔ عدالتیں تب ہی رواج کے سوال سے درگذر کر سکتی ہیں ۔ ایکٹ قوانین پنجاب میں رواج کو جو تفوق دیا گیا ہے اس سے ہماری رائے کی تائید ہوتی ہے ۔

**چہارم ۔ مگر رواج کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں ہوتا ۔** دفعہ ۵ ایکٹ قوانین پنجاب کے یہ معنے نہیں کہ جب کسی امر کے متعلق رواج موجود ہو تاہم یہ عدالت کو حاوی یا کہ قیاس کرنا لازم ہوتا ہے ۔ کیونکہ عدالت یہ خیال نہیں کر سکتی کہ کوئی رواج موجود ہے ۔ دفعہ صرف اس امر کی متقاضی ہے کہ رواج سب سے پہلے صرف اس وقت فیصلہ کا قاعدہ ہوتا ہے جب کہ اس کی موجودگی ثابت کی گئی ہو اور جب کوئی رواج ثابت نہ کیا جائے تو مقدمہ پر فریقین کا ذاتی قانون حاوی کرنا لازم ہوتا ہے ۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ اس بارہ میں کوئی ضروری قانونی قیاس نہیں ہوتا کہ امر زیر تنقیح کے متعلق کوئی خاص رواج موجود ہے ۔ اس امر کی نسبت سندات حسب ذیل ہیں :-

۱ ۔ ۱۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء صفحہ ۴۹۰ ۔ راٹیگن صاحب جج ۔ "دفعہ ۵ بالیقین یہ قیاس نہیں کرتی کہ رواج باخراج معمولی ذاتی قانون کے حاوی ہوتا ہے ۔ بلکہ تجویز کرتی ہے کہ یہ بعض امور میں سب سے پہلے حاوی ہوتا ہے" ۔

۲ ۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء "گو حسب منشائے دفعہ ۵ ایکٹ قوانین پنجاب رواج سب سے پہلے فیصلہ کا قاعدہ ہے یعنی فریقین کے حقوق کا تصفیہ کرنے میں سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم کرنے کے لئے کوشش کرنی لازم ہے کہ آیا سوال زیر بحث کے متعلق کوئی رواج فریقین پر حاوی ہونے والا موجود ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیں اس کی موجودگی کی نسبت قیاس قائم نہیں کرنا چاہئے ۔ بلکہ اس کا پایہ ثبوت کو پہنچانا فریقین کی شہادت

پر موقوف رکھنا چاہیئے۔

۳ - ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۵ ہماری رائے میں دفعہ ۵ سے جو کچھ قرار دیا گیا ہے۔ وہ اس سے بڑھ کر نہیں کہ سب سے پہلے یہ دریافت کرنے کے لئے تحقیقات ہونی لازم ہے کہ آیا ان امور کے متعلق فریقین پر حاوی ہونے والا کوئی رواج موجود ہے اور اگر یہ پایہ ثبوت کو پہونچے تو یہ بہ ترجیح ان کے ذاتی قانون کے فیصلہ کا قاعدہ بہم پہونچائے گا۔"

۴ - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۳۳۳ - فیصلہ کا سب سے مقدم قاعدہ بلاشبہ رواج ہے۔ مگر ....... یہ قانونی قیاس ضروری نہیں ہوتا کہ امر زیر تنقیح کے متعلق کوئی خاص رواج موجود ہے۔ دفعہ ۵ (الف) عدالت پر صرف یہ دریافت کرنے کا فرض عائد کرتی ہے کہ کوئی ایسا رواج ہے جس کے فریقین پابند ہیں۔ اور اگر ایسا ہو۔ تو اس کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا لازم ہے۔

۵ - نیز اس کے متعلق دیکھو ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء - ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل - ۱۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل - اور ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

**پنجم** - اس کی مراد یہ ہے کہ بار ثبوت اس شخص پر ہے جو رواج کا مصر ہو - جب رواج کے مخالف یا موافق کوئی قیاس نہ ہو تو اس کے یہ معنے ہیں کہ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو اس کی بابت اصرار کرے کہ ذاتی قانون کے برعکس رواج موجود ہے -

اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱ - بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اُس قاعدہ کے برعکس رواج پیش کرے - جو انصاف اور عالمگیر قانون پر مبنی ہے - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۲ - عام قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص رواج کا عذر پیش کرے اسکو یہ ثابت کرنا لازم ہے ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء -

۳ - جب کوئی فریق اپنے ذاتی قانون کے برعکس رواج پیش کرے - اس کو ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہوتا ہے - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

**ششم - جہاں رواج ثابت نہ کیا جائے ذاتی قانون کی پیروی کرنی چاہیے**

جن مقدمات میں بارِ ثبوت اس شخص پر ہو جو رواج کی موجودگی بیان کرے۔ اور مدعی اپنے ذاتی قانون کے برعکس رواج ثابت کرنے میں ناکامی ہو تو فیصلہ کا قاعدہ ذاتی قانون سے ملتا ہے۔ اس کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ رواج کی عدم موجودگی میں ذاتی قانون کی پیروی کرنی چاہئے۔ ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲۔ اگر رواج کا موجود ہونا ثابت نہ کیا جائے۔ تو فیصلہ کا قاعدہ فریقین کے ذاتی قانون سے لینا چاہئے۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۷۔

**ہفتم**۔ بعض مقدمات میں شروع ہی میں رواج کے حق میں قیاس کرنا لازم ہے لیکن کہ پنجاب میں معمولی طور پر رواج کے مخالف یا موافق کوئی قیاس قائم نہیں ہو سکتا اور بارِ ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو کسی رواج کی نسبت اصرار کرے۔ تاہم بعض اقوام میں جو زیادہ تر زراعت پیشہ زمیندار ہیں (اوّل) وراثت (دوم) انتقال (سوم) تبنیت کے متعلق معینہ رواج جوڈیشل تحقیقات سے قرار دئے گئے ہیں۔ اور ان کی موجودگی چیف کورٹ کی تجاویز سے قرار پائی ہے۔ (نوٹ۔ بعد میں یہ معینہ رواج اس کتاب میں زیرِ عنوان رواجات زراعت پیشہ درج کئے جائیں گے) جو مقدمات ان فیصلجات کے زیر آئیں گی جن سے بعض عام رواج قرار دئے گئے ہیں یا جن میں اجلاس کامل نے بارِ ثبوت کے متعلق خاص قاعدہ قرار دیا ہے۔ اُن میں مدعی کو اُس بارِ ثبوت سے مخلصی ہوگی جو بادی النظر میں اس پر لاحق ہوتا تھا۔ اور پھر یہ مدعا علیہم پر منتقل کیا جائے گا۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ یہاں اس صوبہ میں جوڈیشل تجربے نے بعض عام رواج دریافت کر لئے ہیں۔ یا بعض امور کے متعلق رواج کی نسبت جوڈیشل قواعد قرار دئے ہیں۔ وہاں شروع ہی میں یہ قیاس کر لیا جائے گا کہ رواج فریقین کے ذاتی قانون کے برعکس موجود ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کا بار کہ اس خاندان میں جس سے فریقین تعلق رکھتے ہیں۔ عام رواج کے برعکس کوئی خاص رواج موجود ہے۔ اس شخص پر ہوگا جو اس امر کا مصر ہو۔

مثلاً ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل میں تجویز کیا گیا ہے کہ پنجاب کے وسطی اضلاع کے دیہات میں جن کی آبادی بغرض یعنی خالص و بلا آمیزش ہے۔ زراعت پیشہ شخص کو موروثی اراضی فروخت کے بغیر منتقل کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ جو مدعی

کے انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کے واسطے نالش کرے اس کو یہ ثابت کرنا لازم نہیں کہ کوئی خاص رواج ہے جس کی وجہ سے انتقالات مذکور ناجائز ہیں۔ اسطرح کے رواج کی موجودگی کی نسبت اس کے حق میں قیاس موجود ہوتا ہے اور اس کے برعکس رواج خاندان ثابت کرنے سے اس قیاس کو باطل کرنے کا بار منتقل الیہ پر ہوتا ہے۔ اسیطرح ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل میں ہمارے پاس یہ فیصلہ موجود ہے کہ پنجاب کے عام رواج کے مطابق زراعت پیشہ اشخاص میں دختر یا بہین کا پسر جائز طور پر متبنٰے نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کے مقدمہ میں بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس بات کا مصر ہو کہ ان کے خاندان میں ایک خاص رواج موجود ہے جس سے نواسہ یا بھانجا کو متبنٰے کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر زراعت پیشہ لوگوں میں یہ عام رواج ہے کہ جب مالک نرینہ اولاد چھوڑنے کے بغیر فوت ہو تو بیوہ اپنے خاوند کی جائداد میں حیثیت حیات لیتی ہے۔ اگر فریق مقدمہ یہ تنازع کرے کہ یہ جس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں رواج مذکور موجود نہیں لیکن بیوہ کو صرف گذارہ ملتا ہے تو یہ خاص رواج ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہے۔ اس تجویز کی نسبت سندات ذیل ہیں :-

۱- ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء - جہاں قاعدہ رواج بالعموم معلوم ہو- اور یہ دور تک مروج ہو- یا یہ اس عدالت کے جوڈیشل فیصلہ جات کے سلسلہ میں کسی خاص مقام میں مروج قرار پایا ہو یا خاص رواج کی نسبت بار ثبوت اجلاس کامل نے عائد کیا ہو تو اس کی موجودگی کے حق میں قیاس سے کارروائی شروع کرنی چاہیئے۔

۲- ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - زراعت پیشہ اقوام میں اُن امور کے متعلق جس میں رواجی قواعد حاوی کرنے کا ہر روز تجربہ ہو رہا ہے - اس قسم کا قیاس جائز طور پر ہوسکتا ہے۔

۳- ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء صفحہ ۵ - "جہاں عام رواج خوب فہمیدہ اور معقولہ ہو- اور اس سے دھرم شاستر اور شرع محمدی کی ترمیم ہو یا یہ قوانین مذکور کو بالکل نظرانداز کرتا ہو تو عدالتوں کو شہادت لینے کے بغیر منظور و قبول کرنا چاہیئے"۔

۴- ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۹۰ - "بیشک بعض متفقہ صورتوں میں بجز بعض مقدمات کے جن میں رواج زیر بحث اس قدر عام ہو کہ اس کی موجودگی قیاس ہو سکتی ہو- مثلاً وراثت کا معمولی تقرر . . . . . "۔

**ہشتم۔ غیرزراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں رواج کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں ہوسکتا۔** مگر یہ آخری قاعدہ صرف زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہوتا ہے اور یہ قیاس نہیں کرسکتے کہ زراعت پیشہ اشخاص کا رواج غیرزراعت پیشہ اشخاص میں موجود ہے یعنی ایسے اشخاص میں جو زمین کی پیداوار پر گذارہ نہیں کرتے۔ اگر بعض عام رواج پنجاب میں موجود بھی ہوں تاہم یہ قصبات کے باشندوں یا دیگر غیرزراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں ہوتے۔ ایسے اشخاص کی صورت میں اس عام رواج کے جاری کرنے کے موافق یا مخالف کوئی قیاس پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا قاعدہ یہ ہے کہ جو غیرزراعت پیشہ شخص یہ اصرار کرے کہ ان کے قوم یا خاندان میں زراعت پیشہ اشخاص کے رواج مروج ہیں تو بادی النظر میں اسکو اپنے بیانات ثابت کرنے لازم ہیں۔ اس کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب فریقین قصبہ کے رہنے والے زراعت پیشہ ہوں تو یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کی پیروی کرتے ہیں۔

۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶۔

۲۔ زراعت پیشہ اقوام میں اُن امور میں جن کی نسبت رواجی قواعد کا ہر روز تجربہ ہو۔ یہ قیاس جائز طور پر ہوسکتا ہے۔ مگر یہ قاعدہ غیرزراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں ہوتا۔ جو قصبہ میں رہتے ہوں۔ اور انہیں رواج کے مخالف یا موافق کوئی قیاس پیدا نہیں ہوتا لہذا جو شخص اپنے ذاتی قانون کے برخلاف رواج کی موجودگی بیان کرے اس کو ثابت کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۳۔ فریقین اعلیٰ ذات کے ہندو ہیں۔ جو بڑے شہر میں رہتے ہیں۔ اس کو ثابت کرنیکا بار صریحاً اس شخص پر بخود لاحق ہوتا ہے۔ جو ایسے رواج کی موجودگی کا مصر ہو جو ان کے ذاتی قانون کے برعکس ہو۔

۴۔ بجز بعض صورتوں کے جن میں رواج متنازعہ اس قدر عام ہو اور صوبہ کی بالاترین عدالت کے جوڈیشل فیصلجات نے اس کی ہستی کو اسطرح قرار دیدیا ہو کہ اس کا موجود اور فاص مقدمہ پر حاوی ہونا قیاس ہوسکتا ہو۔ تو وہ شخص جو اپنے ذاتی قانون کی بعض ہدایات کے برعکس رواج بیان کرے۔ بادی النظر میں رواج مذکور ثابت کرنے کا پابند ہوتا ہے

۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۷۔

**نہم** - مگر غیر زراعت پیشہ اشخاص میں بھی قیاس نہیں ہوتا کہ ذاتی قانون حاوی ہونا چاہیئے - بلا روک تحقیقات کرنی چاہیئے - یہ اس قاعدہ کے کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص میں رواج کی موجودگی کی نسبت کوئی قیاس نہیں ہوتا - یہ معنے نہیں - کہ عدالت کو شروع ہی سے یہ زبردست رائے قائم کرلینی چاہیئے کہ فریقین کے مابین خارج ذاتی قانون کے کوئی رواج موجود نہیں - زیادہ سے زیادہ اس کی یہ مراد ہے کہ انہیں رواج کے مخالف یا موافق کوئی قیاس نہیں ہوتا - لہذا عدالت کو صاف دلی سے اس مضمون تک پہنچنا چاہیئے - اس کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں :-

ا- دفعہ ۵ - ایکٹ قوانین پنجاب زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ میں کوئی تمیز نہیں کرتی - یہ تمام جماعات کے واسطے فیصلہ کا قاعدہ قرار دیتی ہے - جس میں ذات عقیدہ یا پیشہ کی کوئی تمیز نہیں کی گئی - ایکٹ قوانین پنجاب کے احکام کے زیر ذاتی قانون کے حاوی ہونے کی تائید میں کوئی ابتدائی قیاس نہیں ہے - یہ زیر ایکٹ غیر منفصل سوال رہنے دیا گیا ہے - اور جیساکہ ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء میں قرار پایا تھا تجویز کرنے والی عدالت کا فرض ہے کہ رواج مبینہ کی نسبت تحقیقات کرکے رواج مبینہ کا فیصلہ کرے - اور جب اس رواج کا ثبوت نہ گذرے تو پھر ذاتی قانون کے احکام حاوی کرے مگر اس سوال پر ذاتی قانون کے حاوی ہونے کی تائید میں صاف دلی سے بلا کسی تعصب کے آنا لازم ہے - کیونکہ فریقین قصبہ کے رہنے والے غیر زراعت پیشہ ہوتے ہیں - ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۴۱ -

**دہم** - زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ اشخاص میں جہاں امر متنازعہ کی نسبت رواج کا عام قاعدہ نہ ہو - اس کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں کیا جاسکتا زراعت پیشہ اشخاص اور دوسروں میں ان امور کے متعلق جن کی نسبت کوئی عام رواج موجود ہونا قرار نہیں پایا - یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ رواج موجود ہونا چاہیئے یا کہ نہیں چاہیئے محض یہ واقعہ کہ فریقین ایک امر کے متعلق ذاتی قانون کی پیروی نہیں کرتے ہرگز یہ ثابت نہیں کرتا کہ تمام معاملات پر قانون مذکور خارج از بحث رکھا گیا ہے - لہذا میری رائے میں اس قسم کے مقدمات پر جو عام قاعدہ حاوی ہوتا ہے - وہ یہ ہے کہ بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو امر مذکور کے متعلق رواج کی موجودگی کا اصرار کرے - بہر حال سوال

مذکور بروئے شہادت فیصلہ ہونے کے واسطے چھوڑ دینا چاہیئے ۔ اس کی تصدیق نظائر ذیل سے ہوتی ہے :-

۱۔ حسب منشاء دفعہ ۵ ۔ اس صوبہ میں امور وراثت میں اہل ہنود کی بابت دھرم شاستر اور اہل اسلام کی بابت شرع محمدی پر عمل درآمد ہونا چاہیئے ۔ تاوقتیکہ اس کے برعکس رواج نہ ہو ۔ اور جہاں بخوبی مسلمہ رواج موجود ہو عدالتوں کو اس کی سماعت کرنی چاہیئے ۔ لیکن دیگر صورتوں میں جیسا کہ خاندانی یا قومی رواج ہے ۔ اور یہ اس حیثیت میں معلوم یا مقبول ہیں شہادت کا پایا جانا ضروری ہے ۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء صفحہ ۵ ۔

۲۔ جب قاعدہ رواج بالعموم مروّج ہونا معلوم ہو تو اس کی موجودگی کی تائید میں ابتدائی قیاس کے ساتھ کاربند ہونا صحیح ہوسکتا ہے ۔ اور تمام دیگر صورتوں میں سب سے زیادہ مناسب قاعدہ یہ ہے کہ اس کو بروئے شہادت ثابت ہونے کے واسطے چھوڑ دیں ۔ کیونکہ اس قسم کی تحقیقاتوں میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بار ثبوت کے فیصلہ کے ساتھ اس سوال کا بھی تصفیہ ہوجاتا ہے ۔

**یازدھم** ۔ ہر مقدمہ میں جہاں رواج نفی ہو یا پایہ ثبوت کو نہ پہونچے ۔ عدالت کو ذاتی قانون کی طرف رجوع کرنا چاہیئے ۔ سب سے آخری قاعدہ جو اہمیت میں کم تر نہیں حسب ذیل ہے کہ :-

(۱) جہاں عام رواج خاندان یا قوم پر حاوی نہ ہونا ثابت کیا جائے ۔ یا (۲) جہاں کوئی رواج فریقین پر بالعموم یا کسی خاص امر کے لحاظ سے حاوی ہونا ثابت نہ کیا جائے ۔ یا (۳) جہاں یہ ثابت کیا جائے کہ گو فریقین تمام دیگر امور میں بالعموم رواج کی پیروی کرتے ہیں تاہم امر متنازعہ کی نسبت کوئی رواج ثابت نہیں کیا گیا ۔ عدالت کو فریقین کے ذاتی قانون کی طرف رجوع کرنا چاہیئے :-

۱۔ بارکلی صاحب ج صفحہ ۵۰۲ ۔ "یہ ثابت کرنا کہ فریقین بعض امور میں ایسے رواج کے پابند ہیں جو شرع محمدی کے منطبق نہیں ۔ اس قانون کو بجز اُن خاص امور کے جن کی بابت رواج مذکور ہو حاوی ہونے کے ناقابل ظاہر نہیں کرتا ۔

۲۔ اُن اشخاص میں جو بالعموم رواج کی پیروی کرتے ہوں اُس امر زیر بحث کے فیصلہ کے واسطے جس کی بابت قانون رواج کا معینہ قاعدہ مقدمہ پر حاوی نہ ہوسکے ذاتی قانون کی جانب

بطور آخری چارہ کے رجوع ہونے کی اجازت ہے۔

# باب پنجم

## رواج کس طرح ثابت کرنا چاہیئے

**تنقیحات اور بار ثبوت** - وراثت - انتقال - تبنیت - اور رواجوں کی دیگر صورتوں میں امور تنقیح طلب نہائیت ہی سادے ہونے چاہیئں - تاکہ ان سے کسی فریق کو دہوکھا نہ ہو یا نقصان نہ پہونچے۔

بار ثبوت کا فیصلہ کرنے میں عدالت کو سب سے پہلے جو کچھ دیکھنا لازم ہے - وہ یہ ہے کہ آیا فریقین زراعت پیشہ ہیں یا کہ نہیں ہیں - غیر زراعت پیشہ ہونے کی صورت میں معمولی طور پر یہ ابتدائی قیاس پیدا نہیں ہوتا کہ فریقین کے ذاتی قانون کے بر خلاف کوئی رواج ہے - لہذا بار ثبوت اس شخص پر ہوگا جو اپنے ذاتی قانون کے بر خلاف کسی رواج کا مصر ہو - مگر زراعت پیشہ شخص کی صورت اس کے برعکس ہوتی ہے - جیسا کہ کسی دوسرے موقعہ پر بیان کیا گیا ہے - ۱۸۶۹ء سے لیکر رواج کے بعض امور کے متعلق جوڈیشل محققان نے بعض عام رواج دریافت کرلئے ہیں - جو زراعت پیشہ اشخاص میں مروج ہیں - ان تمام صورتوں میں یہ ابتدائی قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اس قسم کا رواج ذاتی قانون کے برخلاف موجود ہے - لہذا یہ ثابت کرنے کا بار کہ اس خاندان یا قوم میں جس سے فریقین تعلق رکھتے ہیں ایسا رواج مروج نہیں اس فریق پر ہوتا ہے جو اس امر کا مصر ہو۔

مگر دیگر صورتوں میں جن میں چیف کورٹ نے تاحال کوئی عام رواج دریافت نہیں کئے - امور تنقیح طلب اس طرح قائم کرنے چاہئیں کہ بار ثبوت قواعد ذیل کے مطابق لاحق ہو۔

**نمبر ۱** - وراثت وغیرہ میں رواج کی نسبت کوئی ابتدائی قیاس پیدا نہیں ہوتا بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس کا مصر ہو - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

**نمبر ۲** - بار ثبوت کا فیصلہ کرنے میں عدالت کو رواج عام اور دیگر میسر ہونے والی شہادت پر غور کرنا چاہیئے جیسے چیف کورٹ کے فیصلجات وغیرہ ہیں - اور اسبارہ میں نظائر یہ ہیں :-

۱- آوانوں میں بادی النظر میں قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس صوبہ کے جاٹوں کی اقوام کے مساوی رواجوں کی پیروی کرتے ہیں - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۷۶۔

۲- ضلع مُلتان میں لوگوں کے رواج اس قدر مستورات کے حقوق کے مخالف نہیں جس قدر کہ مشرقی پنجاب میں ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مسلمانوں کا غلبہ ہے اور کسی حد تک شرع محمدی نے اپنا رسوخ قایم کیا ہوا ہے - پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۰ء صفحہ ۴۸۴۔

یہ قاعدہ رپواز صاحب جج کے خیال مندرجہ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء پر مبنی ہے۔ اور یہ اس طرح ظاہر کیا گیا ہے :- "جن مقدمات میں رواج کے اہم تنقیح پیدا ہوں - ان میں بہترین مصلحت ہے کہ عدالت مرافعہ اولیٰ بارِ ثبوت کا فیصلہ کرنے سے پہلے جانبین سے شہادت طلب کرے - اور اُس وقت تک بارِ ثبوت کے سوال کا تصفیہ ملتوی رکھے - جب تک کہ ہردو جانب سے ممکن معلومات حاصل نہ ہولیں" - یہ بھی نوٹ کر سکتے ہیں کہ بارِ ثبوت کا تصفیہ کرنے میں صرف اُس ضلع کی اقوام کے رواج عام کو ہی نہیں دیکھنا چاہیئے - جس میں فریقین رہتے ہوں بلکہ پڑوس کے ضلع کو بھی دیکھنا لازم ہے - جیسا کہ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں کیا گیا تھا۔

نمبر ۳ - رواج کے مشتبہ مقدمات میں بار کسی فریق پر عائد نہیں کرنا چاہیئے - اس کی تائید کے واسطے ہمارے پاس ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء ہے - ہمارے خیال میں تحقیقات بُری طرح کی گئی ہے - یہ اس صورت میں بہت ہی بہتر ہوتی جب کہ تنقیح اسطرح لگائے جاتے کہ فریقین حتی الوسع تمام شہادت پیش کرنے کو مجبور ہوتے اور اس سے بارِ ثبوت کو کوئی لگاؤ نہ ہوتا - چنانچہ رواج کے بعض مقدمات کی تحقیقات کرنے میں بارہا یہی طریق اختیار کیا گیا ہے"۔

نمبر ۴ - جب مسل میں کافی سامان موجود ہو تو بارِ ثبوت کے سوال کا فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہوتا - (۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۸۱۱) - غلط طور پہ بار کا لاحق کرنا وہاں اس سوال کے منافی نہیں ہوتا جب کہ عدالت اس فریق کی شہادت پر فیصلہ کرد جس پر بارِ ثبوت عائد کرنا ضروری تھا - ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء - جب بار غلط طور پر لاحق کیا جائے تو فریق کو عموماً نقصان پہنچتا ہے - لیکن اُس وقت بارِ ثبوت کا عائد کرنا کچھ مضائقہ نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۹ میں قرار

پایا تھا۔) جب کہ فریقین اپنے اپنے مقدمات کی تائید میں حتی الوسع شہادت پیش کریں۔ تجب کسی فریق کو بہت بھاری نقصان پہونچنے کا احتمال ہو۔ یا کہ مقدمہ اہم ہو یا کہ عدالت ہائے ماتحت میں مناسب طور پر پیروی نہ ہوئی۔ یا کہ مقامی بار (وکلاء) کی حالت پست ہو۔ تو چیف کورٹ کو مقدمہ واپس بھیجنا پڑے گا۔

**نمبر ۵**۔ لیکن بار ثبوت غلطی سے عائد کیا گیا ہو اور اس سے فریق کو نقصان پہنچا ہو۔ تو چیف کورٹ مقدمہ کو واپس بھیج گی۔

**دوم۔ رواج کا ثبوت**۔ یہ کہنا ناممکن ہے کہ رواج کو ثابت کرنے کے واسطے شہادت کی کس قدر مقدار مطلوب ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں فیصلجات کی آپس میں مطابقت نہیں۔ بعض مقدمات میں رواج کو ثابت کرنے کے واسطے بہت تھوڑی شہادت کافی خیال کی گئی تھی۔ حالانکہ دیگر مقدمات میں واجب العرض جیسی اہم دستاویزات مسترد کی گئی تھیں جیسا کہ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں وقوع میں آیا۔ لہٰذا ہر مقدمہ کو اپنی اپنی روئداد پر موقوف رہنا چاہیئے۔ تاہم رواج حسب ذیل ثابت کیا جانا چاہیئے (۱) بذریعہ واجب العرض (۲) رواج عام (۳) قانون رواج (۴) فیصلجات (۵) اقبال (۶) شجرہ نسب (۷) داخلخارج اور نظائر (۸) زبانی شہادت (۹) رضامندی (۱۰) منفی واقعہ (۱۱)۔ اور عام اختیارات۔ اور یہ بذریعہ تردیدی شہادت باطل کیا جاتا ہے۔

**(۱) واجب العرض**۔ گزشتہ زمانہ میں وراثت اور انتقال کی نسبت رواج واجب العرض میں درج کئے جاتے تھے۔ یہ دستاویز مسل بندوبست کا حصہ ہوتی ہے۔ اور زیر [illegible] ۴۴۔ ایکٹ جمع اراضی اس کے صحیح ہونیکا قیاس اس کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ لہٰذا عدالت کو یہ قیاس کرنا لازم ہوتا ہے کہ اس قسم کے اندراج صحیح ہیں۔ مگر اس کے بعد رواج واجب العرض سے بالکل نکالے گئے تھے۔ اور اب اُس دستاویز میں درج کئے جاتے ہیں جن کو رواج عام کہتے ہیں۔ اور یہ مسل بندوبست کا حصہ نہیں ہوتا۔ اور اس کی وقعت مختلف حالات سے تبدیل ہوتی ہے۔ تاہم واجب العرض کی وقعت پر حسب ذیل غور کرنا چاہیئے:۔

**قاعدہ اوّل**۔ جب رواج واجب العرض میں درج ہو تو اس سے صحیح رواج قائم ہوتا ہے۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء۔ واجب العرض موضع کے مسلمہ رواجات

کی مسل ہے جس کے صحیح ہونے کی نسبت زیر دفعہ ۴۴ - ایکٹ جمع اراضی قیاس پیدا ہوتا ہے اور بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس کے برعکس بیان کرے - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء بطور قاعدہ بندوبست کی مسل حقیقت اسطرح قبول کی گئی ہے کہ گویا اس سے موضع کے اس رواج کی قیاسی شہادت ملتی ہے جو اس میں درج ہو - اور بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس کے برعکس بیان کرے - ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء صفحہ ۳۰ دیگر الفاظ میں بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ اصرار کرے کہ واجب العرض میں رواج کے متعلق اندراج غلط ہے (۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء) اس کے معنے یہ ہیں کہ واجب العرض میں رواج کے متعلق اندراج صحیح ہو سکتے ہیں یا کہ نہیں ہو سکتے - مگر بار ثبوت اُن اشخاص پر ہوتا ہے جو اس کے برعکس اصرار کریں - (۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء) جب یہ کم سے کم اُن اصولوں کے برخلاف نہ ہو جو جامع قانون اور انصاف پر مبنی ہوں - بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو بیان کرے کہ رواج کی نسبت اندراج غلط ہے - ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۳ء

قاعدہ دوم - جب واجب العرض میں کوئی رواج بیان کیا گیا ہے تو اس کی صحت کی نسبت قیاس پیدا ہوتا ہے خواہ اس اندراج کی نظائر سے تائید نہ ہو - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء - اس کی ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں پیروی کی گئی تھی -

قاعدہ سوم - لیکن فیصلجات مندرجہ مذکور صرف واجب العرض پر حاوی ہوتے ہیں جو مسل بندوبست کی جزو ہے اور اُس دستاویز پر نہیں ہوتی جس کو صرف یہ نام دیا گیا ہو مگر یہ مسل مذکور کی جزو نہ ہو - مثلاً اُس چک وار واجب العرض کی صحت کی نسبت قیاس نہیں ہوتا - جو مسل بندوبست کا حصہ نہ ہو - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء یہی قاعدہ - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۳۹ پر چک وار واجب العرض کی نسبت قرار پایا تھا - اور چک وار واجب العرض کی یہ وقعت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی وقعت اُس وقت بہت کم ہو جاتی ہے جب یہ قرار دیتی ہے کہ جدیوں کے حصص باخراج دختر شریعت سے طے کئے جائیں گے - ۱۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳۴ -

[illegible] واجب العرض پر نہیں

قاعدہ چہارم - واجب العرض جیسی دستاویز عموماً لائق وفائق مسودہ پرداز تیار نہیں کرتے - اور اس کی زبان کے تحت لفظی معنے نہیں لینے چاہئیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۱۴ - اس کے معنے یہ ہیں کہ واجب العرض کے فقرہ کی مراد سٹیٹیوٹ ل

کی دفعہ کیطرح نہیں لینی چاہئے۔ اور مبصر کی تھوڑی سی بے احتیاطی یا سہو سے مغالطہ ہو سکتا ہے۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

**قاعدہ پنجم**۔ رواج کے متعلق واجب العرض کے احکام صرف محدود عرصہ کے واسطے قائم رہنے خیال نہیں کئے جاتے۔ یہ اس قسم کے بیانات ہیں کہ فلاں رواج موجود ہے۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء رول کہ واجب العرض کے اندراجات کا بندوبست کی میعاد تک مروج ہونا مفہوم نہیں۔ یہ معنے رکھتا ہے کہ اگر سابق واجب العرض کے احکام پچھلی واجب العرض میں نہیں دہرائے گئے۔ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رواج مذکور ساقط ہوگیا ہے۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ پچھلی واجب العرض میں اندراجات جو سابق اندراجات کے برخلاف ہوں رواج کے تبادلہ کا کچھ ثبوت ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ بات قطعی نہیں ہوتی کہ موخر الذکر نے اول الذکر کو منسوخ کر دیا ہے۔

**قاعدہ ششم**۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء (صفحہ ۲۵۴) میں رو صاحب چیف جج کہتے ہیں کہ واجب العرض کے بارہ میں ہمیں صاحب ڈویژنل جج کی اس رائے کے واسطے کوئی عمدہ وجہ نظر نہیں آتی کہ جب اندراج مذکور کیا گیا تھا۔ اُس وقت موجودہ رواج کا قرار دینا مدنظر نہ تھا۔ بلکہ محض لوگوں کی خواہشات کا اسبارہ میں اظہار مدنظر تھا کہ آئندہ رول کیا ہوگا۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عام اس سے کہ اندراج صحیح یا کہ غلط تھا۔ اس سے یقیناً موجودہ رواج کا استقرار مدنظر تھا۔ اور اس کی صحت کا سوال اُن نظائر پر موقوف رہنا چاہئے۔ جو اس کی تائید میں یا اس کے برخلاف پیش کیجائیں۔ اور یہ خاص واجب العرض میں نہ ہوں۔ کیونکہ اس دستاویز میں نظائر کا بیان کرنا معمول نہیں۔ بلکہ اُس وقت عدالت میں پیش کیجائیں جب کہ رواج کا سوال زیر غور ہو۔"

**قاعدہ ہفتم**۔ مگر میری رائے میں واجب العرض الہامی کتاب نہیں لہذا اسکی اندھا دھند پیروی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ اسکو اُن لوگوں کی خواہشات کا اظہار کرنا لازم ہوتا ہے۔ جنہوں نے اس کو تیار کیا تھا یا کہ یہ معمولی مقررہ اندراج ہو۔ دیگر الفاظ میں جب یہ عالمگیر قانون اور انصاف کے برخلاف ہو۔ یہ رواج کے متعلق قطعی نہیں ہوتا۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔ یا جب یہ عام الفاظ میں معنوی ہو۔ مثلاً جہاں یہ کہے

یہ رواج کا استقرار ہے۔ اور یہ نہیں کہ رواج کیا ہونا چاہئے۔

کہ بیٹیاں خارج کیجاتی ہیں - اور اُن جدیوں کا درجہ بیان نہ کرے جن کی موجودگی میں بیٹی وارث نہ ہوسکے - ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء - ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں واجب العرض اس وجہ سے مسترد کی گئی تھی کہ "یہ باور کرنا ممکن ہے کہ اس کے اندراج میں اس مضمون کے متعلق مالکوں کے خیالات کا صحیح اظہار ہے"۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ واجب العرض میں اس مضمون کا اندراج کہ اس شخص کے جدی جو مختلف موضع میں رہتا ہو اس جائداد کے وارث نہیں ہوتے جو متوفی چھوڑ گیا ہو - نہایت ہی غیر معمولی ہے - اور بہت معقول نہیں - اور دوسرے موضع پر حاوی نہیں کیا جا سکتا - جس کی بُنیاد اوّل الذکر سے قائم کی گئی ہو - ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء - ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں واجب العرض میں وہ شامل ہونا خیال نہیں کیا گیا تھا - جس کو زمیندار فی الواقعہ رواج کی موجودگی جانتے ہیں بلکہ وہ تھا جس کو یہ خیال کرتے ہیں کہ آئندہ مجوز کرنا عُمدہ اور آرام دہ قاعدہ ہوگا۔ قاعدہ ہشتم - کم از کم جب یہ ثابت کیا جائے کہ واجب العرض کے اندراج پر اس حق سے جو اس کے مطابق عمل میں لایا گیا ہو - کبھی عملدرآمد نہیں ہوا - یہ رواج قائم کرنے کے واسطے کافی خیال نہیں کیا جا سکتا -

(۲) رواج عام - رواج عام ضلع یا ضلع کے حصّہ میں عام رواج کا ریکارڈ ہے - جس کو افسر بندوبست نے بندوبست کے دوران میں تیار کیا ہو - اور رواج کے سوال پر متعلقہ شہادت ہے - ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - صفحہ ۳۹۴ - اور گو اس کی نسبت لوکل گورنمنٹ کی منظوری حاصل نہ کی گئی ہو - تاہم شہادت میں قابل پذیرائی ہے - ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء صفحہ ۴۹۰ - یہ دستاویز ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء اور کئی دیگر فیصلجات میں استعمال کیگئی ہے جیسا کہ ابھی ہم بیان کریں گے - مگر اس کی وقعت کا قواعد ذیل سے فیصلہ کرنا لازم ہے :-

رواج عام کی صحت کی نسبت قیاس نہیں ہوتا

الف - چونکہ رواج عام بندوبست کی مسل کا حصّہ نہیں ہوتا - لہٰذا اس کے ساتھ صحت کی نسبت قیاس وابستہ نہیں ہوتا - یعنے بطور مسل حقیت موضع اس کی صحت کے حق میں وہی قیاس نہیں ہوتا جو واجب العرض کا حصّہ ہے - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء ان ہردو میں بڑا فرق یہ ہے کہ واجب العرض ایک دستاویز ہے جو ہر موضع کے واسطے تیار کیجاتی ہے - حالانکہ رواج عام سلم ضلع تک وسیع ہوتا ہے -

ب - رواج عام کو الہامی کتاب نہیں سمجھنا چاہیئے۔ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳۰۱ - کیونکہ یہ دستاویز محض رواج کا ریکارڈ ہوتی ہے - اور توضیح آئین و قوانین نہیں ہوتی جب اس میں اندراج بذریعہ عمدہ شہادت رواج کے برخلاف ثابت کیا جائے۔ تو موخرالذکر کو غالب آنا چاہیئے۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ رواج عام پر عمل کرنے سے پہلے یہ ثابت کرنا لازم ہے - کہ یہ رواج کی صحیح وضاحت ہے - ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۸ ۱۴ - ورنہ یہ صرف بعض اشخاص کی رائے کا ریکارڈ ہوتا ہے - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۴۴ -

ج - رواج عام کے بالعموم بے وقعت ہونے کی یہ وجہ ہے کہ بعض ایسے رواج عام چیف کورٹ تک پہونچے ہیں جو رواج کے ریکارڈ نہیں تھے - بلکہ اس بات کے تھے - جس نے آئیندہ رواج ہونا تھا۔ لہذا اس قسم کا رواج عام بالکل بے وقعت ہوتا ہے - اس قسم کا رواج عام ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں پیش کیا گیا تھا۔ اور اس کو برنی صاحب جج نے ریمارکس ذیل کے ساتھ مسترد کیا تھا (صفحہ ۳۰۰)

"ہم یہ مزید تجویز کرتے ہیں کہ رواج عام اس امر کے متعلق اسطرح تیار کیا گیا ہے کہ گویا یہ زیادہ تر اس ضابطہ کا اظہار ہے جو بعد ازیں مقدمات میں اختیار کرنا ہو گا۔ بہ نسبت اس کے کہ یہ رواج کا ریکارڈ ہو جو پہلے مروّج ہے"۔ اسیطرح ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں جو رواج عام پیش کیا گیا تھا یہ مسترد کیا گیا تھا - کیونکہ" اس کے رواج کا سچّا ریکارڈ ہونے کی وقعت پر اس وجہ سے بہت بُرا اثر پڑا تھا - کہ اس کے مولفوں کو یہ وضع کرنا مدنظر تھا۔ کہ آئیندہ رواج کیا ہونا چاہیئے - اور نہ کہ یہ تحقیق کرنا مدنظر تھا کہ یہ پہلے کیا تھا"۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء (صفحہ ۱۵۳) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر رواج مندرجہ رواج عام کو صحیح طور پر ظاہر کیا جائے - تو یہ موضع کے رواج سے بہت آگے جاتا ہے - اور اس پیشتر رواج کی نظائر سے تائید نہیں کی گئی"۔

کمبل صاحب جج نے ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء (صفحہ ۱۳۹) میں اسی مضمون کے ریمارک کئے ہیں - "بہت بھاری غور کرنے کے بعد ہم خیال کرتے ہیں کہ رواج کی عام کتاب کو بے کھٹکے مسترد کر سکتے ہیں - سکھوں کے زمانہ میں جب زمین کی قیمت کم اور نوجوانوں کی

قدر زیادہ تھی ۔ غالباً نئی جماعت کا کمیونیٹی میں اوخال بنظر اطمینان دیکھا جاتا تھا۔ مگر ہمارے
باقاعدہ بندولبستوں کے وقت زمین کی قیمت دریافت کی گئی تھی ۔ اور اہل برادری نے
قدرتی طور پر بے وارث حصہ داروں کی زمین کو تقسیم کرنے کے موقعوں کو غنیمت سمجھا ۔ اور
غیروں کے اُن منافعوں سے حصہ لینے کو بنظر استکراہ دیکھنے لگے۔ جو اُس وقت بہت
بڑھ گئے تھے ۔ اس لئے قوم کی بڑی جماعت نے اس بات کو بطور رواج کے داخل کرنا شروع
کیا ۔ جس کو اُنہوں نے رواج قرار دینا چاہا ۔ اور جہاں کہیں غرضمند اشخاص مخالفت کرنے
کے واسطے موجود نہیں تھے ۔ آئیندہ کے انتظام کے واسطے عام خواہش بلامزاحمت داخل
کی گئی تھی"۔

پھر ہمارے پاس ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں اسی قسم کے بیانات موجود ہیں ۔ رواج
عام قرار دیتا ہے کہ بیٹیاں وارث نہیں ۔ اور جدیوں کو خواہ یہ دسویں پُشت کے ہوں ۔
ان پر تفوق ہوتا ہے ہمیں یہ اندراج بالکل قابل وقعت معلوم نہیں ہوتا ۔ اور یہ تسلیم کرسکتے
ہیں کہ چونکہ زمین کی قیمت روز افزوں ترقی کرتی جاتی ہے ۔ لہٰذا مالکان زمین مستورات کو
خارج کرنے کے واسطے زیادہ تر مستعد ہوتے جاتے ہیں ۔ یہ دختروں کے برخلاف حتی الامکان
زبردست قاعدہ قائم کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ لیکن اگر رواج بخوبی مسلمہ ہو تو تعجب ہے کہ یہ رواج
عام کی تالیف جیسے موقعہ پر جب کہ بالتفصیل تحقیقات کیجاتی ہے ۔ اور سربرآوردہ اشخاص صحیح
سمجھ کر احتیاط سے جواب دیتے ہیں اس کی ایک بھی نظیر پیش نہ ہو"۔

(د) چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ جب رواج عام میں مستورات کا تذکرہ کیا گیا ہو تو اس کے
اندراجات کی نسبت سخت معیار سے کام لینا چاہیئے کیونکہ یہ دستاویز ہمیشہ صرف
مردوں کے کہنے سے تیار کیجاتی ہے ۔ اور قطع نظر اس کے جب اس میں مستورات کے حق
میں تذکرہ کیا گیا ہو تو اس کی اسی وجہ سے بہت بھاری وقعت ہوتی ہے ۔ اس امر کی تائید
کے واسطے سندات ذیل کا حوالہ دے سکتے ہیں ۔

۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۳ء میں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں :۔

" اس میں کوئی شک نہیں کہ زبردستوں میں کمزوروں پر غالب آنیکا عام میلان ہے
اور کئی نظائر وقوع میں آسکتی ہیں جن میں خاندان کے مردوں نے مستورات کو انکے حقوق

بالخصوص جب ایسی مستورات کے خلاف [illegible]

سے محروم کیا ہو۔ جن کی موخرالذکر قانونی طور پر مستحق ہوتی ہوں۔ اس قسم کی نظائر کی بالعموم اس قدر پیروی ہو سکتی ہے کہ اس طرح رواج قائم ہو جائے۔ خواہ اس رواج کا مخرج غضب ہی کیوں نہ ہو مگر عدالتوں کا فرض ہے کہ کمزور فریقوں کے حقوق کی احتیاط سے نگہبانی کریں۔ اور یہ تجویز کرنے سے انکار کریں کہ اب ان کے حقوق ملیامیٹ ہو گئے ہیں"۔ یہ ریمارک ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں اس تجویز سے پسند کئے گئے تھے کہ "ہم ان ریمارکس سے بالکل اتفاق کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس صوبہ کی تمام عدالتیں ان کا وزن اور پیروی کریں"۔

۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء (پنجاب لاء رپورٹر ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۶۵) میں صاحب فاضل جج نے ویسے ہی ریمارک کئے ہیں:۔ ملتان کے رواج عام میں سیدوں کا یہ جواب قلم بند کیا گیا ہے کہ بیوہ کو صرف "تاحیات گذارہ ملتا ہے (اور حقیت حیات نہیں) یہ اظہار بظاہر اُن مردوں کے لئے مفید ہے جنہوں نے اُس وقت تحریر کرایا تھا۔ (صفحہ ۴۶۶ - رپورٹر) یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان مقدمات میں مستورات کے حقوق زیر غور تھے۔ اور جو ریکارڈ ہمارے پیش ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد رشتہ داروں کو بیوگان اور دیگر رشتہ داران اُناث کے حقوق کی حفاظت کرنے سے بڑھ کر اپنے مفاد مدنظر رہے ہیں۔ اور ان امور میں مرد رشتہ داروں کے بیانات وہاں مستند سمجھے گئے ہیں جہاں یہ دوسروں کے حقوق کو کم اور ان کے اپنے حقوق کو وسیع کرتے ہیں"۔

۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں کلارک صاحب چیف جج نے ریمارک کیا تھا۔ کہ عدالتوں کا صریح فرض ہے کہ بہت ہی خاص احتیاط سے زبردستوں کے مقابلہ پر کمزوروں کے حقوق اور اغراض کی حفاظت کریں۔ اور خصوصیت سے دیکھیں کہ کمزور جنس کے حقوق پدری رشتہ دار کے فائدہ اُٹھانے کی خواہش پر قربان تو نہیں کئے جاتے یعنی جو کچھ کہ اس کے اور نیز اس کی جنس کے واسطے زیادہ تر مفید ہو"۔

یہ خیال ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء (صفحہ ۹۹) میں پسند کیا گیا تھا۔ "وہ (یعنے واجب العرضیں) انکی خواہشات ظاہر کر سکتی ہیں جنہوں نے ان کو تیار کیا ہو۔ یا ان سے محض معمولی اندراج ظاہر ہو سکتا ہے جو دیہات کی واجب العرض میں کیا گیا ہو۔ لیکن یہ اُن اشخاص کے حقوق زائل کرنے سے جو اظہار میں شریک نہیں تھے۔ رواج کی تائید کرتی

ہیں اور یہ بالکل عیاں ہے کہ اشخاص کی کوئی جماعت دوسرے مجموعہ کو اس حق سے جس پر یہ بروئے ذاتی قانون قابض ہو۔ محض یہ کہنے سے محروم نہیں کرسکتی کہ ان کا رواج ذاتی قانون کے برعکس ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو غصب عرصہ درازتک کامیابی سے کیا گیا ہو اس کا اخیر میں رواج قائم کرنا ممکن ہوسکتا ہے۔ اور مقدمہ میں محض ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ کہ بعض اشخاص دوسروں کی حق تلفی سے ایسا اور ایسا رواج قائم کرانا چاہتے ہیں۔ بلکہ یہ دکھانا لازم ہے کہ ایسا اور ایسا رواج فی الواقعہ پابند کرنے والا ہوگیا ہے۔ اور بخوبی قائم ہوگیا ہے۔ اور اس کی پیروی کیجاتی ہے۔

دختروں کے برخلاف مردوں کی زبانی شہادت کی نسبت (جب کہ وراثت کے متعلق جدیوں اور دختر کے مابین تنازعہ ہو) ہمارے پاس ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء (صفحہ ۷۹) میں درج ہے :۔ بیشک مردوں کی زبانی شہادت کی بڑی مقدار موجود ہے۔ مگر جب اس شہادت سے مستورات کے حقوق زائل ہوتے ہیں۔ تو فسانہ میں اس شیر کے ریمارک یاد آتے ہیں جو اس نے ایسے شیر کی شبیہ دیکھ کر کئے تھے۔ جو بوڑھی عورت کے ڈر سے بھاگ رہا تھا۔ اور وہ یہ تھے کہ "اگر شیر تصویر کھینچتا تو یہ بوڑھی عورت کو کھاتا ہوا نظر آتا"۔ مستورات اپنے حقوق کی حفاظت کے واسطے پیش نہیں ہوتیں۔ جس سے لازم آتا ہے کہ ہم زیادہ تر احتیاط سے دیکھیں کہ یہ بضابطہ طور پر قربانی کا بکرہ تو نہیں بنائی جاتیں"۔

تاہم یہ ریمارک کرسکتے ہیں کہ جہاں کہیں رواج عام یا واجب العرض میں مستورات کے حق میں کلمہ خیر آیا ہو۔ تو دستاویز بہت وزن کے قابل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یہ ہرگز قرین قیاس نہیں ہوتا کہ مرد جن کی رائے کا یہ نتیجہ ہے وہ بیچے واقعات کے برخلاف مستورات کے حق میں کلمات زبان سے نکالیں گے"۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۴۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں رواج عام سے ظاہر ہوا تھا کہ بیوگان اپنے خاوندوں کی جانب سے کوئی اختیار ملنے کے بغیر زمین بذریعہ ہبہ اپنی دختروں کے نام منتقل کرسکتی ہیں۔ قرار پایا تھا کہ (صفحہ ۳۶) "بیشک اس اختیار کا ہونا بہت ہی غیر معمولی ہے ۔۔۔۔۔ ہمارے خیال میں اس کو قانون کی سچی توضیح سمجھنا چاہئے"۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اور ۱۹ ... میں

مردوں کی زبانی شہادت پر حاوی ہونا چاہیے

کا مقدمہ تھا۔ اور رواج عام سے ظاہر ہوا تھا کہ نرینہ مالک کو مستورات کے حق میں ہبہ کرنے کا اختیار ہے۔ اور قرار پایا تھا کہ دستاویز قابل وزن ہے (صفحہ ۱۰) ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں بیان کیا گیا ہے کہ " یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں رواج عام مستورات کے حق میں ہو۔ تو اس کی خاص وقعت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ صرف مردوں کے خیالات مبینہ کے مطابق ہوتا ہے۔

نوٹ ۔ رواج عام کی اُس وقت بہت ہی وقعت ہوتی ہے جب کہ (۱) اس کی نظائر سے تائید کیجائے۔ یا (۲) بہت احتیاط سے تیار کیا گیا ہو۔ یا (۳) جب اس کے اندراجات جوڈیشل تجربہ کے منطبق ہوں۔

(ھ) ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں پلوڈن صاحب جج تجویز کرگئے ہیں کہ رواج عام میں اندراج فی نفسہ ابتدائی بار ثبوت تبدیل کرنے کے واسطے کافی ہوسکتا ہے۔ اور "ہم خیال کرتے ہیں کہ اس قسم کے اندراجات کی اپنی وقعت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اُس وقت عام رائے کا اظہار ہوتا ہے۔ جب کہ پرائیویٹ اغراض جوابوں کو متعصب کرنے کے واسطے زیر بحث نہیں تھیں۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء (۰ ۴ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۴۸) میں پھر صاحب فاضل جج کہتے ہیں کہ "ہم اس خیال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ تمام مقدمات میں رواج عام کی بجز اس کے کوئی وقعت نہیں ہوتی جو نظائر محولہ سے اس کو دیگئی ہو"۔ مگر بہتر خیال یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت رواج عام کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ جب اس کی نظائر سے تائید نہ ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ رواج عام جس کی نظائر سے تائید نہ ہو کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۹۔

۲۔ رواج عام میں اندراج جس کی نظائر سے تائید نہ کی گئی ہو معمولی رواج کی ترمیم کو جائز نہیں کرتا۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۳۔ رواج عام جس کی نظائر سے تائید نہ کی گئی ہو اطمینان بخش نہیں ہوتا۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۴۔ رواج عام جس کی نظائر سے تائید نہ ہو کوئی وقعت نہیں رکھتا اور نہ رواج پر غالب

آسکتا ہے - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۵ - رواج عام جس کی نظائر سے تائید نہ ہو - کوئی وقعت نہیں رکھتا - اور نہ رواج پر غالب آسکتا ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۶ - واجب العرض میں اندراج جس کی نظائر سے تائید نہ ہو کوئی وقعت نہیں رکھتا - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء -

جس رواج عام کی نظائر سے تائید نہ ہو اس کی وقعت نہ ہونے کی وجہ جس طرح ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۶۱ پر درج کی گئی ہے یہ ہے کہ "یہ ہرگز غیر معمولی بات نہیں کہ جب افسر بندوبست اظہار قلم بند کرتا ہے اقوام کے قائمقام ان جوابوں سے محض اتفاق رائے کرتے ہیں جو دیگر اقوام کے قائمقاموں نے دیئے ہوں - اور جوابوں کے قابل وقعت ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ ان کی نظائر سے تائید کی گئی ہو" اگر کوئی شخص یہ غائیت درجہ کا خیال قائم نہ بھی کرے کہ رواج عام میں اندراج کی بلا محولہ نظائر وقعت نہیں ہوتی - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء ظاہر کرتا ہے " اس فروگذاشت سے اس کی وقعت یقیناً بہت کم ہو جاتی ہے - اور اسکو علیحدہ لینے سے مقدمہ میں اس کی وقعت بہت زیادہ نہیں ہوتی"

شرط - مگر یہ قاعدہ کہ جس رواج عام کی نظائر سے تائید نہ ہو - بہت قابل وقعت نہیں ہوتا - اس شرط کے تابع ہے کہ جب سوالات پر احتیاط سے غور کیا جاتا ہے اور قوم کی مختلف طبقات سے مختلف جوابات ملتے ہیں تو اس کی خاص وقعت ہوتی ہے ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء یا کہ فریقین کے برتاؤ سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اس کے اندراجات صحیح ہیں - یہ بات ہبہ کی صورت سے ظاہر ہوتی ہے جس میں موہوب الیہ قبضہ لیتا ہے - اور جدی مدت مدید تک کوئی اعتراض نہیں کرتے - اس طرح ان کے برتاؤ سے رواج عام ثابت ہوتا ہے - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں ایک شخص نے زمین اپنے پسر کی بیوہ کے نام ہبہ کی تھی - جس نے واہب کے مرنے پر قبضہ کیا - اور جدیوں کی جانب سے کوئی اعتراض ہونے کے بغیر اس عورت کے حق میں داخل خارج کیا گیا تھا - قرار پایا تھا (صفحہ ۴۹) کہ امر مانع یا رضامندی کے سوال کو چھوڑ کر جدیوں کا یہ برتاؤ بالیقین رواج عام میں اندراج کی صحت کی تائید کے واسطے زبردست شہادت ہے -

جب رواج عام کی نظائر سے تائید کی گئی ہو تو یہ وزن دار ہوتا ہے

خلاصہ مذکورسے ظاہر ہوگا کہ برعکس صورت میں یعنے جہاں رواج عام کی نظائر سے تائید کی گئی ہو۔ اس کے اندراجات رواج کو ثابت کرتے ہیں۔ اور اگر نہیں کرتے تاہم کم سے کم یہ بہت کچھ قابل وقعت ہوتے ہیں۔ نظائر حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ جب رواج عام کی نظائر سے تائید کی گئی ہو۔ منتقل کرنے کا رواج ثابت ہوتا ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۲۔ ۹، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء (صفحہ ۲۵۴) میں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ ”ان حالات میں یعنے کہ رواج عام بزور مدعا علیہم کے حق میں ہے۔ بلاشبہ اس قسم کے ہبہ کی بیشمار نظائر موجود ہیں۔ جس کی اس نے منظوری دی ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ مدعاعلیہم نے اپنے حق میں ایک خاص رواج ثابت کر دیا ہے۔ الّا اس حال میں کہ مدعی زبردست تردیدی شہادت پیش کر سکتا ہو“۔

مگر میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب نظائر سے رواج عام کی تائید بھی ہو یہ پھر بھی کچھ ثابت نہیں کرتا۔ اس پر عمل کرنے سے پہلے نظائر کو عدالت میں ثابت کرنا اور اس کی جانچ پڑتال کرنا لازم ہوتا ہے۔ اور اس کی تائید میں ہم ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء بست کا حوالہ دیتے ہیں جس کے صفحہ ۱۰۳ پر صاحب فاضل جج لکھتے ہیں ”چونکہ رواج عام بندو بست کی رپورٹ کا حصہ نہیں۔ لہٰذا اس کا وقار اُن نظائر کی وجہ سے ہے جن پر یہ مبنی ہو لہٰذا اُن نظائر کو احتیاط سے دیکھنا اور پرکھنا لازم تھا“۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء میں رواج عام (جس کی ۴ نظائر سے تائید کی گئی تھی۔) رواج ثابت کرنے والا قرار پایا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ فیصلہ محولہ مذکور میں جو قاعدہ قرار پایا تھا (۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء) اس کی پیروی نہیں کی گئی تھی۔

(و) رواج عام کی جو وقعت ہونی لازم ہے یہ اس کی تیاری کے طریق پر موقوف ہوتی ہے۔ مگر یہ ایسا معاملہ ہے ”جو ہمیشہ تحقیق نہیں کیا جاتا“۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء۔ صفحہ ۴۹۳۔ تیاری کے طریق کی محض یہ مراد ہے کہ اگر مناسب احتیاط سے تیار کیا گیا ہو تو یہ قابل وقعت ہوتا ہے۔ ورنہ اس کے اندراجات محض آراء سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اوپر بیان کر چکے ہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ جب رواج عام کافی احتیاط اور توجہ سے تالیف کیا گیا ہو۔ یہ نسبتاً قابل وقعت دستاویز ہوتا ہے ۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۳ ۔

۲۔ ہم رواج عام کے اندراجات پر بہت زور دیتے ہیں جو مقدمہ حال پر حاوی ہیں ۔ یہ دستاویز احتیاط اور محنت کی غیر معمولی مقدار سے تیار کی گئی تھی جس کا تجربہ کار افسر بندوبست نگران حال رہا تھا ۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارا اس دستاویز کے اندراجات کے برخلاف فیصلہ کرنا سخت غلطی ہوگا ۔ تاوقتیکہ اس بارہ میں بہت ہی صاف اور زبردست شہادت موجود نہ ہو"۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۵۲ ۔

افسر بندوبست کی رائے کا بہت لحاظ کرنا چاہئے

یہ معلوم کرنے میں کہ آیا رواج عام احتیاط سے تیار کیا گیا ہے یا کہ نہیں ۔ اس افسر بندوبست کی رائے قابل وقعت و وزن ہوتی ہے ۔ جس کو بندوبست کا اہتمام سپرد تھا ۔ سندات ذیل ہیں :۔

۱۔ رو صاحب چیف جج بحوالہ رواج عام ۹، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۲۵۴ پر لکھتے ہیں :۔ "جب مسٹر ولسن جیسے تجربہ کار افسر جن کو مشاہدات کے وسیع موقعے ملے ہیں ۔ ضلع شاہپور کے رواج عام میں بیان کرتے ہیں کہ رواج بیشمار نظائر سے بخوبی قائم کیا گیا ہے ۔ تو اس تجویز کے واسطے زبردست وجہ ہے کہ فی الواقعہ یہی صورت تھی"۔

۲۔ اُس افسر بندوبست کی رائے جس نے ڈسٹرکٹ رواج عام تیار کیا ہے وزن کے قابل ہے ۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۸ ۔

۳۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں رواج عام پیش کیا گیا تھا ۔ جس میں افسر بندوبست نے صریحاً متنبہ کیا ہے کہ اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے ۔ اور اس رائے پر عمل کیا گیا تھا ۔

۴۔ یہی بات ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں وقوع میں آئی تھی ۔ جس میں صفحہ ۱۶۷ پر یہ بیان کیا گیا ہے ۔ صاحب افسر بندوبست اپنے ناظرین کو متنبہ کرتے ہیں کہ رواج عام پر زود یقینی سے استدلال نہ کریں ۔

مگر اس کی رائے کی بغیر احتیاط پیروی نہ کرنی چاہئے

مگر افسر بندوبست کی رائے کی اندھا دھند پیروی نہیں کرنا چاہئے ۔

۱۔ ۸۰ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۴۸ ۔ (۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء) میں عدالت نے لکھا تھا :۔ "مسٹر ٹالبٹ صاحب کا اپنے رواج عام کی نسبت یہ دعوے ہے کہ اس کے

تمام سمتوں کو ملحوظ رکھنے سے مجموعہ کو رمعہ اُردو ریکارڈ کے جس پر یہ مبنی ہے عدالتوں کے مستند فیصلجات کے بعد مقدمات متنازعہ میں نہایت ہی معتبر شہادت ہونے کے قابل ہے - وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ غرضمند فریقوں کی شہادت سے پہلے آئیگا جو عدالت کو مسموع کرنی لازم ہے - ہم انہی الفاظ میں اپنے خیالات ظاہر کرنے کے بغیر اس کو مناسب طور پر اُسی قسم کی وقعت کے قابل سمجھتے ہیں - جو اُس ثابت ہونے والے رواج عام کی ہوتی ہے جس کی نظائر سے تائید ہوئی ہو"

(ز) جب رواج عام جوڈیشل تجربہ کے برخلاف ہو تو اسکو قبول نہیں کر سکتے - قطع نظر اس کے اس کو اس حالت میں قبول کر سکتے ہیں جب کہ یہ اس کے منطبق ہو - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- جب رواج عام - رواج کے سوال کے متعلق جوڈیشل تجربہ کے برخلاف ہو تو یہ قرار نہیں دے سکتے "کہ اس کے تیار کرنے میں زیادہ تر احتیاط سے کام لیا گیا تھا - ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

۲- جہاں رواج عام سے یہ ظاہر ہو کہ کسی موضع میں رواج موجود ہے تو اس اندراج کی کوئی وقعت نہیں ہوتی - کیونکہ پنجاب میں جوڈیشل تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ رواج مختص المقام نہیں بلکہ مختص القوم ہے - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء -

۳- ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں عدالت نے رواج عام کو اس وجہ سے مسترد کیا تھا کہ "اس کے جواب اس قدر تجربہ کے برخلاف ہیں کہ اس شبہ کو متروک کرنا ناممکن ہے کہ اس کے تیار کرنے میں بڑی احتیاط سے کام نہیں لیا گیا تھا"

۴- ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں چیف کورٹ نے رواج عام کو پسند کیا ہے "کیونکہ یہ اس کے منطبق ہے جو کچھ ضلع لودھیانہ کے جاٹوں میں عام احساس ہے - لہذا ہم اس کو بلا تامل قبول کرتے ہیں"-

۵- رواج عام اُس رواج کا استظہار ہے جس کو کوئی شخص قدرتی طور پر اُن طبقات میں دیکھنے کی توقع کر سکتا ہے جو قومی حیثیت سے زمین پر قابض ہیں - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

ح - بادقعت رواج عام کی تاثیر - اُس رواج عام کی تاثیر جس کی وقعت تو

مذکورے قائم کی گئی ہو - یہ ہے کہ یہ رواج کی تائید میں یا اس کے برخلاف صحت کے بارہ میں قیاس پیدا کرتا ہے - اور جب اس میں عام رواج کے برخلاف تذکرہ ہوتا ہے تو یہ بارِ ثبوت اس فریق پر عائد کرتا ہے جس کو اندراجات کی صداقت سے انکار ہو - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- جب رواج عام کی پختہ نظائر سے تائید ہو - تو بطور مسل رواج اس کی صحت کی نسبت قیاس پیدا ہوتا ہے - اس صورت میں جب رواج عام کسی شخص کے حق میں ہو تو یہ ثابت کرنے کا بار فریق بالمقابل پر عائد ہوتا ہے کہ رواج بنوع دیگر ہے - ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء - صفحہ ۱۸۴ -

۲- رواج عام ابتدائی بارِ ثبوت کو تبدیل کرنے کے واسطے کافی ہے - ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء -

۳- رواج عام ابتدائی بارِ ثبوت کو منتقل کرنے کے واسطے کافی ہے - ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء - اجلاس کامل -

۴- رواج عام ابتدائی بارِ ثبوت منتقل کرنے کے واسطے کافی ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء اجلاس کامل -

۵- عام رواج کے برخلاف رواج قائم کرنے کا ابتدائی بارِ ثبوت رواج عام میں ایسے اندراج سے بنایا جاتا ہے جس سے بارِ ثبوت تبدیل ہو جائے - ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۶- یہ ثابت کرنیکا بار ہمشیرہ پر ہے کہ یہ بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے لیکن جب رواج عام اس عورت کے حق میں ہو تو بارِ ثبوت تبدیل ہو جاتا ہے - ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۷- رواج عام - واجب العرض یا نظائر بارِ ثبوت اس فریق پر تبدیل کرتے ہیں جو بیان کرے کہ نواسہ متبنٰے نہیں ہو سکتا ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

شاید یہ کہنا باقی ہے کہ قبل اس کے کہ رواج عام ابتدائی ثبوت منتقل کرنے کی تاثیر پیدا کرے - اس کی نظائر سے تائید ہونی لازم ہے - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ جس رواج عام کی نظائر سے تائید نہ ہو یہ عام رواج کی تردید کے واسطے بارِ ثبوت کو منتقل کرنے کے واسطے کافی نہیں۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ قبل اس کے کہ رواج عام ابتدائی بارِ ثبوت کو منتقل کرسکے اس کی نظائر سے تائید ہونی لازم ہے جس رواج عام کی نظائر سے تائید نہ ہو ویرینہ رواج کی بہت کچھ شہادت نہیں ہوتا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ ۹۱ کا آخری حصہ۔ بوقت رواج عام کی اسقدر بھاری وقعت ہوتی ہے کہ یہ صرف بارِ ثبوت ہی تبدیل نہیں کرتا بلکہ برعکس شہادت کی عدم موجودگی میں رواج ثابت کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ سند حسب ذیل ہے:۔

۱۔ رواج عام صرف بارِ ثبوت ہی تبدیل نہیں کرتا بلکہ رواج کو بھی ثابت کرتا ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

رواج عام محدود واجب العرض۔ جو تو اعداد پر بیان کئے گئے ہیں یہ صرف اس رواج پر ہی حاوی نہیں ہیں جو الگ تھلگ ہو بلکہ اس رواج پر بھی حاوی ہیں جس کا واجب العرض میں حوالہ دیا گیا ہو۔ مثلاً موضع کی واجب العرض میں یہ بیان کیا گیا ہو کہ اس موضع کا رواج بتابعیت تحصیل یا ضلع کے رواج عام میں صحیح طور پر بیان کیا گیا ہے تو صرف یہ امر رواج عام زیر بحث کی وقعت کو نہیں بڑھائیگا۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ صاحب فاضل جج ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں کہ:۔ جس رواج عام کی نظائر سے تائید نہ ہو یہ صحیح تسلیم نہیں کیا جاتا۔ گو واجب العرض میں اس مضمون کا اندراج موجود ہے کہ رواج فریقین رواج عام میں صحت کے ساتھ درج کئے گئے ہیں لیکن ہم اس طرح بھی رواج عام کو رواج کی صحیح توضیح قبول نہیں کرسکتے۔ یہ ایسے اہلکار کا کام معلوم ہوتا ہے جو رواج کا ریکارڈ تالیف کرنے کے کام کے بالکل لائق نہ تھا۔ اور واجب العرض میں اس کا عام حوالہ اس کو زیادہ تر اطمینان بخش نہیں بناتا۔ اور نہ ہی ہم یہ تجویز کرسکتے ہیں کہ یہ واجب العرض کی تائید سے بارِ ثبوت کو تبدیل کرسکتا ہے۔

ط۔ رواج عام کی مراد۔ رواج عام کی تعبیر کے متعلق مقدمات ذیل کو دیکھنا لازم ہے

۱۔ رواج عام یا واجب العرض کی تعبیر کرنے میں سالم دستاویز پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کو مبنی کرنا چاہیئے۔ عدالت کو اس کا صرف ایک ہی فقرہ نہیں لینا چاہیئے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء۔

۲۔ رواج عام کے جس اندراج کا یہ مفہوم ہو کہ جدیوں سے متبنٰی منتخب کرنے میں آغاز سب سے قریبی جدی سے ہونا چاہیئے۔ یہ صرف توضیحی ہے اور امر یہ نہیں ۔ ۱۰۔

پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء۔

رواج عام میں الفاظ ذیل کی اس طرح تعبیر کی گئی ہے۔ کہ

(اوّل) اولاد۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔

اولاد کی عام فہم مراد بیجاتی ہے۔

" ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء۔ لفظ اولاد میں مرد اور عورتیں ہر دو شامل ہیں۔

" ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء۔ لفظ اولاد میں اولاد از قسم ذکور و اناث ہر دو شامل ہے۔

(دوم) کچھ حقیت۔ ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء واجب العرض میں اس لفظ کی مراد "جائداد کے ایک حصہ" سے بڑھ کر کسی قسم" کی جائداد مراد ہے۔

(سوم) صاحب جائداد۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء اس لفظ میں بیوہ شامل ہے۔

(چہارم) قرابتی۔ ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء۔ قرابتی قریب سے قرابتی مختلف ہے۔ اول الذکر کی مراد قریبی نرینہ جدّی ہے۔

قرابتی۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء۔ قرابتی قریب سے قرابتی مختلف ہے۔ قرابتی کی مراد صرف نرینہ جدّی ہی نہیں بلکہ قریبی نرینہ جدی ہے۔ اور اس لئے اس میں متوفی کے پڑدادا کی اولادوں سے بڑھ کر کوئی شامل نہیں۔

قرابتی۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء تیرہویں پُشت کے جدّی کو قرابتی کہنا لغو ہے۔

" ۱۲۸ پنجاب لا رپورٹر سنہ ۱۹۰۶ء۔ قرابتی کی مراد قریبی جدّی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ موضع کا رہنے والا ہو۔

قرابتی۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔ لفظ قرابتی میں ساتویں پُشت کے جدّی شامل ہیں۔

۱۹۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء بھی متعلق ہے۔

ی۔ رواج عام کن اقوام پر حاوی ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رواج عام یا واجب العرض سب اقوام پر حاوی ہوتی ہے یا کہ صرف اُن پر جن کے نام دستاویز میں خصوصیت سے درج کئے گئے ہیں۔ مثلاً فرض کرو کہ رواج عام میں یہ درج ہے کہ راجپوتوں میں بیوہ کو حقیت حیات ملتی ہے۔ کیا رواج عام راجپوتوں کی سب گوتوں پر حاوی ہوتا ہے جب کہ ان گوتوں کا خصوصیت سے نام نہ لیا گیا ہو۔

رواج عام کن اقوام پر حاوی ہونا چاہئے

قطع نظر اس کے فرض کرو کہ رواج عام میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام اقوام کا اس بارہ میں اتفاق ہے کہ قریبی نرینہ جدی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ تو کیا الفاظ "تمام اقوام" میں صرف زراعت پیشہ شامل ہوں گے یا کہ غیر زراعت پیشہ بھی؟ ان سوالات کے جواب جیسا کہ ہم چیف کورٹ کے فیصلجات سے سمجھتے ہیں حسب ذیل ہیں۔

(اوّل) جہاں تک زراعت پیشہ اقوام سے تعلق ہے۔ رواج عام یا واجب العرض تمام اقوام پر حاوی ہوتی ہے۔ خواہ ان کا نام خصوصیت سے درج نہ کیا گیا ہو۔ اور صرف اُس وقت حاوی نہیں ہوتی جبکہ قوم یا کہ قوم کی کوئی گوت خصوصیت سے مستثنےٰ کی گئی ہو۔

(دوم) مگر یہ قاعدہ غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں ہوتا۔ ان دستاویزات کی ان کی نسبت خصوصیت سے یہ ظاہر کرنا لازم ہے کہ یہ ان کے احکام کے تابع ہیں۔ اگر اس میں غیر زراعت پیشہ اشخاص قوم وار صریحاً درج نہ ہوں تو رواج عام یا واجب العرض ان پر حاوی نہیں ہو سکتی۔

ان امور کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ رواج عام جاٹوں پر حاوی ہوتا تھا۔ مگر بھٹ جاٹوں کا نام خصوصیت سے نہیں لیا گیا تھا۔ قرار پایا کہ یہ موخر الذکر پر بھی حاوی ہوتا ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۹۶۔

۲۔ اگر رواج عام کسی امر کے متعلق رواج صحیح طور پر بھی بیان کرے تاہم یہ سب اشخاص پر حاوی نہیں ہوتا۔ رواج عام بطور رواج زراعت پیشہ اشخاص کے تیار کیا جاتا ہے اور بٹالہ کے ککے زئی پٹھانوں پر حاوی نہیں ہو سکتا۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۱۹ کا آخری حصہ۔

۳۔ مقدمہ میں سوال یہ تھا کہ آیا سیدان قصبہ جن کی زمین موضع میں ہے زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کی پیروی کرتے ہیں یا کہ نہیں کرتے؟ رواج عام میں جو تمام مالکان زمین پر حاوی ہوتا تھا۔ سیدوں کا خصوصیت سے تذکرہ نہیں کیا گیا تھا۔ قرار پایا کہ ضلع کے رواج عام میں سیدوں کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ اور گو یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ متفرق اقوام میں شامل ہیں۔ تاہم یہ صریحاً ثابت نہیں کیا گیا۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ

سنہ ۱۹۰۱ء -

۴- قصبہ کے رہنے والے کھتری موضع میں زمین پر مالک تھے - اور یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ سل حقیت جس میں یہ حکم ہے کہ مالک بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتا - ان پر حاوی ہے - قرار پایا تھا - کہ یہ دستاویز مالک کو بہ اتباع اُن رواجوں کے جو زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہوتے ہیں زراعت پیشہ نہیں بناتی - غیر زراعت پیشہ اشخاص سل حقیت کے اس قدر پابند ہوسکتے ہیں جہاں تک کہ حق شفع اور نیز قبیل امور کے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے - مگر انتقال جائداد اور وراثت میں یہ ایک ہی وقت میں زرعی رواج اور دھرم شاستر کا پابند نہیں ہوسکتا - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۵- نیز مقابلہ کرو - ۱۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۵۰ -

مگر ایک برعکس فیصلہ ہے جس میں قاعدہ ذیل قرار پایا ہے :-

۶- یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ واجب العرض میں یہ بالتخصیص بیان نہیں کیا گیا کہ یہ سیدوں پر حاوی ہوتی ہے - لہذا اس کا اس طرح پر حاوی ہونا قرار نہیں دینا چاہیے قرار پایا کہ یہ غلط خیال ہے - " موضع کی واجب العرض تمام مالکان زمین پر بحیثیت مجموعی جاری ہونے والی قیاس کرنی چاہیے - الا اس حال میں کہ یہ بالتخصیص مستثنٰی نہ کئے گئے ہوں - یہ خاص تذکرہ نہیں جو ہم واجب العرض میں تلاش کرتے ہیں - بلکہ خاص استثناء ہے " ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

یہ بھی نوٹ کرسکتے ہیں کہ رواج عام کی محض تصدیق اس معاملہ میں غیر زراعت پیشہ شخص کو مدد نہیں دیتی - اور رواج عام یا واجب العرض کی اغراض محض اس وجہ سے غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں ہوتیں کہ اُنہوں نے ان دستاویزات پر تصدیق کی تھی - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- سوال یہ تھا کہ آیا کھتری جو زمین پر قابض ہیں رواج کی پیروی کرتے ہیں یا کہ نہیں کرتے ؟ ایک رواج عام پیش کیا گیا تھا - جس پر کھتریوں نے تصدیق قلم بند کی ہوئی تھی - اور بزور اس کے یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ یہ معاملات انتقال جائداد میں رواج کی پیروی کرتے ہیں - مگر یہ حجت نامنظور کی گئی تھی - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۲- غیر زراعت پیشہ شخص کا جس نے محض روپیہ لگانے کی خاطر موضع میں زمین بہم پہنچائی ہو - رواج عام پر محض تصدیق کرنا اسکو زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کے محکوم کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے - ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

ک- متفرق مقدمات - ۱- رشتہ داری کا درجہ تجویز کرنے میں تحصیل کے رواج عام میں کچھ تذکرہ نہیں کیا گیا تھا - مگر پڑوس کی تحصیل کے رواج عام کی پیروی کی گئی - ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴۸

۲- رواج عام کو وزن دینے کے متعلق دیکھو ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۳- رواج عام کے اندراجات عام رائے کا اظہار کرنے میں یہی وقعت رکھتے ہیں، ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء -

۴- رواج عام میں اندراج وہاں حقدار بازگشت کو نالش کرنیکا منصب دیتاہے جہاں کوئی معینہ رواج نہ ہو - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

سوم - قانون رواج - ضلع کا قانون رواج بھی معاملات رواج میں شہادت کا متعلقہ حصہ ہوتاہے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- قانون رواج کے بیان کو بلا حجت وراثت کے قواعد کا اظہار کرنے والا قبول نہیں کرسکتے - جو اقوام متعلقہ میں فی الواقعہ مروج ہو - مگر بعض صورتوں میں جہاں کوئی پختہ قاعدہ نہ ہو منفی قاعدہ پر غور کرسکتے ہیں - ۱۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

چہارم - فیصلجات - رواج کی موجودگی کی نسبت شہادت کا وزن کرنے میں چیف کورٹ کے فیصلجات متعلق ہیں - لیکن اس کی وقعت کا اُس قاعدہ سے تصفیہ کرنا لازم ہے کہ جن کا محض بار ثبوت کے مطابق فیصلہ کیا گیاہے - یہ اُن سے کم وقعت رکھتے ہیں - جو شہادت پر مبنی ہوں - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- عدالت نے نواسہ کی تبنیت کے سوال پر اپنی عدالت کے پانچ فیصلجات مسترد کئے تھے - کیونکہ ان میں تجویز محض بار ثبوت کے قاعدہ سے ہوئی تھی - ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۲- جو فیصلہ قطعیاً بالکل بار ثبوت پر کیا گیا ہو اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء - آخری حصہ -

پنجم - اقبال - کسی فریق نے جو اقبال اُس رواج یا اقبال کے قاعدہ کی

غلط فہمی سے کئے ہوں جو اس کے مقدمہ پر حاوی ہوتا ہو پابند نہیں کرتے۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ محض یہ امر کہ کسی شخص نے اقبال کیا ہے کہ یہ رواج کے تابع ہے پابند نہیں کرتا۔ فریق مذکور نے تحریری نوٹس دیا تھا۔ کہ یہ رواج کے تابع ہے۔ پابند کرنے والا قرار نہیں پایا تھا۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۲۔ یہ اقبال کہ فریق دھرم شاستر کا پابند ہے۔ عدالت کو پابند نہیں کرتا۔ اسکو رواج پر غور کرنیکا اختیار ہے۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۶۷۔

۳۔ جو اقبال قانون کی غلط فہمی پر کیا گیا ہو۔ بہت اہم نہیں ہوتا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۰۰۔

۴۔ یہ امر کہ کسی فریق کے باپ نے ایک دفعہ یہ بیان کیا تھا کہ ایک خاص رواج مروج ہے۔ اس کے پسر کو یہ بیان کرنے سے منع نہیں کرتا کہ فریقین پر شرع محمدی حاوی ہوتی ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۵۔ عام تجربہ ہے کہ ہندو اور مسلمان یہی کہیں گے کہ ہم بالترتیب شاستروں اور شرع کے تابع ہیں۔ حالانکہ انکو مطلق خیال نہیں ہوتا کہ ان سندات سے کیا قواعد مجوزہ کئے گئے ہیں۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

ششم۔ شجرہ نسب۔ فیصلجات :۔

۱۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ موضع کس نے قائم کیا تھا شجرہ نسب کو دیکھنا لازم ہے۔ جیساکہ ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں کیا گیا تھا۔

۲۔ شجرہ نسب کے ساتھ صحت کا قیاس وابستہ ہوتا ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

۳۔ لیکن جو شجرہ نسب ساتویں اور آٹھویں پشت سے آگے جائیں۔ یہ بہت مقدمات میں خیالی ہوتے ہیں۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

۴۔ بندوبستی شجرہ کی کیفیت جس سے ظاہر ہوا کہ کسی شخص کو زمین اس کے باپ نے ہبہ کر دی تھی۔ امر واقعہ کا ثبوت خیال کی گئی تھی۔ ۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

**ہفتم۔ داخلخارج اور نظائر۔** رواج کے ثبوت یا ابطال میں (الف)۔ پٹواری کے رجسٹر کے اندراجات داخلخارج یا (ب) زبانی نظائر جن کا گواہوں نے حوالہ دیا ہو بہت مفید ہیں۔ مگر ان کی وقعت کا قواعد ذیل سے فیصلہ کرنا لازم ہے۔

الف۔ اندراجات داخلخارج۔ اب کم سے کم اس قدر فیصلہ ہو گیا ہے کہ بمقابلہ کے ورثہ کی نسبت صحت کا قیاس نہیں کیا جاتا کہ مالک داخلخارج کی نسبت اعتراض نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ ثابت کرنا قطعی نہیں ہوتا کہ یہ اُس وقت حاضر تھے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ صفحہ ۹ مال۔

لیکن اس امر کو چھوڑ کر میں یہ کہنے کا حوصلہ کرتا ہوں کہ جب یہ ثابت نہ کیا جائے کہ فریقین داخلخارج کی نسبت رضامند نہیں ہوئے۔ یا اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ تو اس کی وقعت صفر سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔ بالخصوص جب کہ داخلخارج بہت ہی نزدیک تاریخ کا ہو۔ اور فریقین اس کی ہستی سے ناواقف ہوں۔ کیونکہ جسطرح ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۹۳ پر بیان کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ "پٹواری نے جو اس بارہ میں اپنے خیال کے مطابق کاربند ہوا ہو وہی کیا ہو جو کچھ کہ معمولی اور مناسب تھا"۔ مگر پرانا داخلخارج یا کہ ایسا داخلخارج جس پر افسر مال نے فریقین کے موضع میں مرضع کے تمام دیہاتیوں کے سامنے دستخط کیا ہو۔ اور اُس وقت کوئی فریق غیر حاضر ثابت نہ کیا گیا ہو۔ میری رائے میں یہ قیاس پیدا کرتا ہے کہ فریق کو اس کا سب حال معلوم ہے۔

اُس وقت بھی محض یہ علم کہ داخلخارج دیگر شخص کے حق میں کیا گیا تھا۔ ہماری رائے میں رضامندی کے مساوی نہیں ہوتا۔ اس کے ثبوت کے واسطے میرے پاس ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰۰ ہے۔ "اب یہ بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ مدعی یہ نہیں سمجھتے تھے کہ داخلخارج محض مدعا علیہ کے نام ہو رہا تھا۔ اگر یہ سمجھتے تھے تو اس خیال سے رضامند ہوئے ہوں گے کہ صرف وہی اس کا مستحق تھا۔ مگر یہ باعث رواج کے تنقیح کی نسبت کوئی شہادت نہیں ہوگی۔

ب۔ زبانی نظائر۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء اور ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء سے قانون کے قواعد ذیل اخذ کئے جا سکتے ہیں۔

رول ۱۔ ایک ہی نظیر رواج کو ثابت نہیں کرتی۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔ صفحہ ۷۰۔ اور نہ ہی متاخرین تاریخ کی چند نظائر ایسا رواج ثابت کرنے کے واسطے کافی ہیں جس کو معمولی قانون پر تفوق ہو۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

رول ۲۔ مگر یہ امر کہ رواج کے متعلق نظائر کی بڑی تعداد موضع میں وقوع میں آئی ہے۔ ان کی وقعت کو بڑھاتا ہے۔

رول ۳۔ جہاں گواہ رواج کی نظائر بیان کریں۔ تو فریق ثانی کو جرح یا تردیدی شہادت سے ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ نظائر مذکور سے رواج کی تائید نہیں ہوتی۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔ گواہوں نے جو نظائر بیان کی ہوں ان کو محض اس وجہ سے رد نہیں کرنا چاہیئے کہ گواہان مذکور نے وہ بات بالتفصیل بیان نہیں کی جن کی نسبت جرح ہو سکتی تھی۔ مگر یہ نہیں کی گئی تھی۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵۰-۱۵۲

رول ۴۔ نظائر کا متقدمین ہونا یعنے یہ امر کہ یہ مدت مدیدہ سے موجود ہیں رواج کے ثبوت میں کافی طور پر اہم ہے۔ نظائر کی تاریخ اُس رواج کی موجودگی کو صریحاً ثابت کرنے والی معلوم ہوتی ہے جو پیش کیا گیا ہو۔ انہیں سے کئی سکھوں کے عہد کی ہیں بلکہ اس سے بھی پُرانی ہیں۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔

رول ۵۔ محض یہ امر کہ پرائیویٹ نظائر عدالت تک نہیں پہونچی تھیں۔ اور اس طرح انکی نسبت تنازع نہیں ہوا تھا۔ انکو بے وقعت نہیں کرتا۔

سندات:۔

۱۔ یہ بالیقین رواج کی موجودگی اور اس کے فرقہ میں مقبولہ ہونے کے بارہ میں زبردست امر ہے کہ اس کا عدالت میں اپیل نہیں ہوا تھا۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۹۔

۲۔ "ہم اس خیال کی نسبت بزور اعتراض کرتے ہیں کہ رواج صرف اُن نظائر سے ثابت کیا جاتا ہے جن میں اس کی بابت تنازعہ کیا گیا ہو۔ اپیل میں جس رواج کی نسبت کم تنازعہ ہو تو وہی زیادہ تر مسلمہ ہوتا ہے"۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۱۵

۳۔ "ہم صاحب ڈپٹی کمشنر کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے کہ چونکہ مقدمات کی نسبت عدالت میں تنازع نہیں ہوا تھا۔ لہذا یہ بطور نظیر بیوقعت ہیں۔ بلکہ

برعکس اس کے یہ امر کہ ان نظائر کی نسبت قدرتی ورثا نے تنازع نہیں کیا تھا مسلہ رواجوں کی شہادت کے بارہ میں ان کی وقعت کو قائم کرتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۸۷ بالائی حصّہ۔

۴۔ یہ امر کہ موضع میں انتقالات کی بعض صورتوں میں تنازعہ نہیں ہوا۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ منتقل کرنے کا اختیار موجود ہے۔ یہ امر کہ جدیوں نے بجز گذشتہ ایام کے کبھی تنازعہ نہیں کیا۔ بلامزاحمت منتقل کرنے کے رواج کے حق میں قیاس پیدا کرتا ہے کیونکہ اگر ہم معینہ معلومات کی عدم موجودگی میں یہ قیاس کریں کہ مدعی اس قدر غریب تھے کہ یہ دعوے کرنے کے قابل نہیں تھے۔ یا کہ زمین اس قدر تھوڑی تھی کہ اس کی نسبت مقدمہ کی تکلیف گوارا نہیں تھی۔ یا کہ یہ انتقالات سے رضامند ہوئے تھے۔ یا کہ موضع میں موجود نہیں تھے۔ تو اس صورت کو بھی زیر غور رکھنا مناسب و معقول ہے۔ الّا اس حال میں کہ اس امر کا قطعاً پہلے ہی فیصلہ کر لینا ضروری ہو"۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

رول ۶۔ محض یہ امر کہ داخلخارج کی نظائر بہت ہی نزدیک تاریخ کی ہیں اور ابھی انکی نسبت عدالت میں تنازعہ کرنے کا موقعہ نہیں ہوا۔ وہاں تک عمدہ حجت ہو سکتی ہے جہاں تک صدا نظیر کا تعلق ہوتا ہے۔ لیکن جب اس قسم کی نظائر کی تعداد جن میں تنازعہ نہ ہوا ہو بہت بھاری ہو تو قاعدہ مذکور حاوی نہیں ہوتا۔ اور یہ موخرالذکر صورت میں رواج ثابت کرتی ہیں۔

سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب داخلخارج نزدیک کی تاریخوں کے ہوں۔ اور عدالت میں تنازع کی کشمکش میں نہ آئے ہوں تو یہ قطعی ثبوت نہیں ہوتے۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۸۹۔

۲۔ عدالت ہائے ماتحت میں۔ عدالتوں نے چار نظائر اس وجہ سے مسترد کی تھیں کہ ان کی نسبت اعتراض یا مقدمہ نہیں ہوا تھا۔ قرار پایا کہ یہ غلط خیال ہے۔ اس قسم کی ایک دو بکھری ہوئی نظائر کی کوئی مراد نہیں ہو سکتی۔ اور ان کی مختلف وجوہات سے ترجیح کیجا سکتی ہے۔ لیکن اس وقت بہت ہی مختلف صورت ہوتی ہے۔ جب ہمیں کئی نظائر ملتی ہیں جن میں حقوق کا دعوے کیا گیا تھا۔ اور یہ تنازعہ کرنے کے بغیر تسلیم

کئے گئے - تب بالیقین اس قسم کی رضامندی میں رواج کا بہترین ثبوت ہوتا ہے کیونکہ جب عقلمند لوگ کئی موقعوں پر کسی مفروضہ حالت کو بے کم و کاست قبول کر لیں تو ہمیں یہ قیاس کرنا چاہئیے کہ اُنہوں نے اس وجہ سے ایسا کیا ہے کہ ان کا رواج اس مفروضہ حالت کو تسلیم و قبول کرتا ہے - ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۳- مقدمہ میں چار نظائر پیش کی گئی تھیں - مگر یہ بیان کیا گیا تھا کہ یہ اس وجہ سے قابل وقعت نہیں کہ ان کی نسبت تنازعہ نہیں کیا گیا تھا - قرار پایا تھا کہ گو ہم اس خیال کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ تنہا جدا نظائر جن میں باہمی رضامندی ہوئی ہو بہت ہی قابل وقعت نہیں ہوتیں - مگر ہماری رائے یہ ہے کہ رواج کی بہت ہی بہترین ممکن شہادت وہ ہے جس سے ثابت ہو کہ اس کی نظائر کی ایک بڑی تعداد میں برابر پیروی ہوتی رہی ہے - بلکہ متنازعہ مقدمہ میں بھی جوڈیشل فیصلہ ظاہر کرتا ہے کہ کم سے کم رواج عام طور پر تسلیم نہیں کیا گیا تھا - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۴- یہ آخری فیصلہ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں پسند کیا گیا تھا - اور اس کی پیروی کی گئی تھی جس میں پھر ۴ دخلخارج تھے - اور ان کے سہارے پر رواج ثابت ہونا قرار پایا تھا -

**نوٹ** - مگر یہ نوٹ کر سکتے ہیں کہ ہر دو مقدمات محولہ (۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اور ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء) میں بار ثبوت بہت ہلکا تھا - کیونکہ بیوہ کے جدی طور پر وارث ہونیکا رواج بہت غیر معمولی یا مستثنےٰ قسم کا تھا - جیسا کہ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۳۴ سے ظاہر ہوتا ہے :- "ہم اس اپیل کی اغراض کے واسطے اس حجت کو قبول کرتے ہیں کہ رواج ثابت کرنیکا بار اس عورت پر ہے" - ہماری رائے میں اُن مقدمات میں جن میں بار ثبوت بہت سنگین ہو - فیصلجات محولہ مذکور حاوی نہیں ہوں گے -

**ہشتم** - زبانی شہادت - بعض مقدمات میں رواج کے ثبوت کے واسطے دیہاتیوں کی آراء لیجاتی ہیں - چیف کورٹ نے ان اشخاص کی سطرح نامزد کیا ہے کہ "وہ یہ اشخاص ملک کے رواج سے واقف ہوتے ہیں" - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء صفحہ ۴ - جو اشخاص اس زمرہ میں آتے ہیں یہ نمبردار و بھے کے بزرگ اشخاص یا پٹواری ہیں - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء نگران کے بیانات یا آراء کو قواعد ذیل سے پرکھنا چاہئیے -

۱۔ پرانے زمانہ میں رواج معزز اشخاص کے مشورہ سے ثابت ہونے قرار دئے جاتے تھے۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں رواج چودہریوں کے بیان سے ثابت ہونا قرار پایا تھا۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں ۸ شرفاء کے بیان سے ثابت ہونا تجویز کیا گیا تھا ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں رواج نمبرداروں اور جدیوں کی آراء نے ثابت کیا تھا ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں ۲۹ گواہوں نے زبانی تحریر کرایا تھا کہ ایک خاص رواج موجود ہے۔ اور اسبارہ میں کوئی نظیر بیان نہیں کی تھی۔ اور چیف کورٹ نے ان کی آرائے کو اس ریمارک کے ساتھ قبول کیا تھا کہ (صفحہ ۳۵۵):۔ "جہاں اُن اشخاص کی زبانی شہادت جن کا رواج کی موجودگی سے واقف ہونا قرین قیاس ہو۔ اور اس کا بُرا اثر ان کی ذات پر پڑتا ہو۔ اس کی تائید میں نہایت ہی زبردست ہو اس کو بادی النظر میں رواج کا ثبوت قبول کرنا چاہیئے"۔

"جہاں کوئی نظیر پیش نہ ہو وہاں بھی رواج کا جذبہ پابند کرنے والا قرار پاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ان اشخاص کی زبانی شہادت کا بہت بھاری غلبہ ہو جن پر یہ حاوی ہوتا ہو۔ اور اس کی موجودگی سے ان کا واقف ہونا قرین قیاس ہو۔ یا کہ قانون رواج کے مشہور اصولوں کی مطابقت سے مناسب طور پر منتج ہوسکتا ہو۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء اجلاس کامل صفحہ ۲۳۴۔ رواج کا ثبوت محض جوڈیشل اور معینہ نظائر پر محدود نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اُن اشخاص کی عمل اور صائب رائے پر منحصر ہوتا ہے جو اس رواج کے زیر اور تابع رہتے ہوں۔ اور نیز دیگر مقبولہ طریقوں پر چلتے ہوں۔ جن سے اس کی موجودگی قائم ہوتی ہو۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل ۲۹۳۔ اس قسم کے مقدمہ میں جیسا یہ ہے معزز برہمن مالکوں کی بڑی تعداد کی شہادت فی نفسہ بلا وقعت جزو نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا مفاد اُس وقت بڑھ جاتا ہے جب کہ ایک خاص جانب رواج کے عملدرآمد کی بابت ایسی نظائر کی بڑی تعداد کی شہادت ملی جن میں تنازعہ نہ ہوا ہو۔ اور یہ محض مصنوعی ثابت نہ کی گئی ہوں۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اجلاس کامل۔

۲۔ مگر بہتر خیال یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن گواہوں کی زبانی شہادت جو نظائر بیان نہ کریں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ اسبارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔ رواج واقعات پر اور نہ کو آراء پر مبنی ہوتا ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء۔ رواج کے معاملہ میں زبانی

شہادت بے وقعت ہوتی ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۵۹ - زبانی شہادت بے وقعت ہے - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء - گواہ کا خالی بیان رواج کی صحیح توضیح نہیں ہوتا - ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷ - ان کو اپنے علم سے نظائر بیان کرنی چاہئیں - یا رواج کے ریکارڈوں کا حوالہ دینا چاہیئے - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء درحمل زبانی آراء ثابت کرتی ہیں کہ رواج کیا ہونا چاہیئے - اور ذکر یہ کیا ہے سنبراران کی شہادت زیر دفعہ ۴۸ ایکٹ ۱۸۷۲ء شہادت ہے - بشرطیکہ یہ اپنی آراء کی نظائر سے تائید کر سکیں - ان کے بیانات اس بارہ میں ان کی رائے کا اظہار ہوتے ہیں کہ قاعدہ کیا ہونا چاہیئے - اور نہ کہ قاعدہ کیا رہا ہے - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۹۱-۱۹۳ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء کے صفحہ ۴۰۹ پر چیفکورٹ نے قلم بند کیا تھا کہ " بلاشبہ زبردست عام پسند احساس رواج کی تائید میں ہے - مگر رواج کے واسطے محض احساس سے بڑھ کر مضبوط بنیاد ہونی چاہیئے - خواہ یہ احساس کیسا ہی عام کیوں نہ ہو - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں عدالت نے بیان کیا تھا کہ :- ہم خیال نہیں کرتے کہ یہ امر کہ رواج مبینہ وہی ہے - جو جاٹوں میں عام احساس اس کی موجودگی کو قائم کرنے کے واسطے کافی ہو - عام رائے اسکی تائید میں ہو سکتی ہے - لیکن اس بارہ میں کچھ شہادت ہونی ضروری ہے کہ اس پر اُس وقت عمل کیا گیا ہے جب کہ وہ حالات ظہور میں آئے جن میں یہ حاوی ہوتا - (صفحہ ۱۰)-

۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں درج ہے کہ :- محض یہ امر کہ کسی طبقہ کے افراد رواج کو منسوخ کرنا چاہتے ہیں نیا رواج قائم نہیں کرتا صرف گذشتہ سالوں میں حقداران بازگشت کو ان انتقالات کی نسبت تنازعہ کرنے میں کسی حد تک کامیابی ہوئی ہے - مگر اس قسم کی زیادہ تر نالشات میں انکو جائیداد موہوبہ کی صرف ایک جزو مصالحت سے ملی تھی -

بیشک ان تنازعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبقہ بہا فرا کے بعض لوگ زمین کی قیمت میں اضافہ ہونے کے باعث انتقالات کے بارہ میں پُرانی آراؤں کو خیرباد کہنا چاہتے ہیں - پنجاب میں رواج کی حالت رفیق بیان کیجاتی ہے اور اس جماعت کے تبدیل ہونے والے حالات - خیالات اور آرائے کے منطبق ہونے کے قابل ہوگئی ہے جن میں یہ مروج ہے - لیکن کوئی رواج پابند کرنے والی سند کے معراج کو نہیں پہونچ سکتا -

جب تک یہ کلیہ نہیں تو عموماً مقبولہ ہو۔ اور یہ بات اُس صورت میں خصوصیت سے صحیح ہوتی ہے۔ جہاں کسی دوسرے رواج نے پُرانے مسلمہ رواج کو مغلوب کر لیا ہو مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ پُرانا رواج متروک کیا گیا ہے۔ یا کہ غیر مستعمل ہو گیا ہے۔

۳۔ تاہم گواہوں کی آراء اُس وقت قابل غور ہوتی ہیں۔ جب یہ رواج عام کے حق میں ہوں۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

**نہم۔ رضامندی۔** رواج کسی فریق کی رضامندی سے بھی ثابت کیا جاتا ہے اس کے رواج ثابت کرنے میں مدد دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ثابت کرتا ہے:۔

"رواج فرقہ اس کے جواز کو تسلیم کرتا ہے"۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء صفحہ ۱۵۱۔ اس رضامندی کی مُراد کے بارہ میں حسب ذیل ملاحظہ کرو۔

۱۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔ جب مُدعی اسطرح کاربند ہو کہ گویا یہ انتقال کو جائز باور کرتا ہے۔ اور اُس وقت تک اعتراض نہیں کرتا۔ جب تک کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ چیف کورٹ نے اس انتقال کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اس کا یہ برتاؤ رضامندی کے مساوی ہے۔ اور رواج کی نسبت بہت عُمدہ ثبوت ہے۔

۲۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحات ۱۷۰۔۱۷۲۔ حقیقی امر مانع ثابت نہ ہوا۔ مگر مُدعی کی رضامندی نالش کی مانع ہوئی۔ اور رضامندی (۱) مدید ثبوت (۲) منتقل الیہ کے ساتھ تقسیم کی بابت مُدعی کی نالش سے ثابت کی گئی تھی۔

۳۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ مُدعی نے انتقال کی بابت تنازعہ کیا۔ اور یہ بوجہ رضامندی جو (۱) مدید سکوت (۲) جدیوں میں سے ایک کے خرید کرنے (۳) مدعی کے اراضیات متنازعہ زیر مُدعا علیہم کاشت کرنے اور (۴) منتقل الیہم کے ساتھ اراضیات متنازعہ تبدیل کرنے سے ثابت کی گئی تھی۔ منع کیا گیا تھا۔

۴۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء مدعی نے انتقال کی بابت تنازعہ کیا تھا۔ اور اس کا اس وجہ سے ممنوع السماعت ہونا قرار پایا تھا کہ یہ رضامند ہو گیا تھا (۱) اس نے ۲۸ سال اعتراض کرنے کی اطلاع نہیں دی تھی۔ اور ۲۴ سال قبل نالش تقسیم کے وقت خاموش رہا تھا۔ (۲) منتقل الیہ سے زمین متنازعہ بطور رعیت کاشت کے واسطے لی تھی۔

۵ - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۰ - دعوے رضامندی کے باعث ممنوع السماعت قرار پایا تھا - جب کہ (۱) مدعی نے داخل خارج کے وقت اپنی عذرداری چھوڑ دی تھی - جس میں پٹواری کے پاس باضابطہ مخالفت کی تھی - (۲) اتحاد سے تقسیم ہونے کی بابت کشیدہ خاطر نہیں ہوا تھا (۳) مدعا علیہ کے پسر متبنٰے درج ہونے کی نسبت اعتراض نہیں کیا تھا - (۴) عرصہ بعید تک خاموش رہا تھا -

دھم منفی امر واقعہ - سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا رواج منفی امر واقعہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے - . . . مثلاً جب یہ معلوم ہو کہ کسی مُسلمان قوم میں دختر کو کبھی اپنا شرعی حصہ بھائیوں کی موجودگی میں نہیں ملا - تو کیا اس منفی واقعے سے شرع محمدی کے برخلاف رواج ثابت ہو سکتا ہے ؟ - یہ دلیل پیش ہو سکتی ہے کہ اس قسم کے منفی واقعات رواج کا ثبوت نہیں ہوتے - کیونکہ خاص رواج صرف اس وقت ثابت ہو سکتا ہے - جب کہ اصلی تنازعہ برپا ہوا اور ایک کا دوسری طرح فیصلہ کیا جائے - مگر سندات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح کی حجت جائز نہیں ہوتی - سندات یہ ہیں :-

۱ - ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء میں سوال یہ تھا کہ آیا بیوہ اپنے خاوند کی جائداد سے صرف گذارہ لیتی ہے یا کہ حقیت حیات کی مستحق ہے - شہادت منفی واقعات یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کی گئی تھی - کہ چونکہ بیوگان کو کبھی حقیت حیات نہیں ملی - لہٰذا اس امر سے رواج قائم ہوتا ہے - قرار پایا تھا کہ نظائر سے دیرینہ رواج قائم ہوتا ہے جس سے مستورات حقیت حیات نہیں لے سکتیں -

۲ - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ گذشتہ ایام میں بیوگان کے منتقل نہ کرنے کا امر یہ ثابت نہیں کرتا کہ ایسا رواج ہے جو ان کے منتقل کرنے کا مانع ہو - اور کہ اس طرح کا رواج ثابت کرنے کے واسطے ان حالات کا دکھانا ضروری ہے جن میں بیوہ نے منتقل کرنے کی کوشش کی ہو - اور رشتہ داروں نے اس کو روکا ہو - مگر یہ حجت نامنظور کی گئی تھی - کیونکہ اشخاص کو بعض افعال کے کرنے سے روکنے کی نسبت اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا کہ اس فعل کا کرنا ہزاروں اشخاص کے مفاد کے واسطے ہوا ہے کہ اُنہوں نے ایسا کام کرنے کی کوشش سے بھی اپنے آپ کو روک رکھا تھا "

۳ - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں یہ سوال تھا کہ آیا دھرم ارتھ کے واسطے سالم جائداد کا ہبہ جائز ہے - مُدعی نے یہ حجت کی کہ یہ اس وجہ سے ناجائز ہے کہ کسی مالک نے

پہلے کبھی اسطرح کا ہبہ نہیں کیا تھا - فریق بالمقابل نے یہ بیان کیا تھا کہ اس منفی واقعہ کی شہادت ہبہ کے ناجائز ہونے کے واسطے کافی نہیں - ٹرلٹ صاحب جج نے (صفحہ ۹) تجویز کیا تھا کہ "درحصل صریح رواج صرف ان حالات سے ثابت کیا جاتا ہے جو ظہور میں آئے ہوں - لیکن ان ہبوں کی ناجوازی کی نسبت منفی شہادت فی الواقعہ بہت ہی زبردست ہوتی ہے . . . . اگر کوئی ایسے حالات ظہور میں نہ آئے ہوں جن میں لوگوں نے اپنی سالم جایدادیں اسطرح منتقل نہ کی ہوں تو ہم بے کھٹکے نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وجہ یہ ہے کہ یہ اسباب کو قبول کرتے ہیں کہ رواج کا غیر تحریری قانون ان افعال کے برخلاف ہوگا"

**یازدہم - جب سوال انتقال کے متعلق ہو تو مالک کا اختیار مشعر انتقال دریافت کرنا لازم ہے** - جب یہ سوال ہو کہ آیا مالک کو کسی خاص شخص کے حق میں منتقل کرنے کا اختیار ہے - تو یہ دریافت کرنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مالک کو بالعموم بروئے رواج منتقل کرنیکا کیا اختیار ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء (صفحہ ۷۰) میں سوال یہ تھا کہ آیا آوان کو اپنی دختر کے حق میں وصیت کرنیکا اختیار ہے - چیف کورٹ نے مراتب ذیل پر غور کیا تھا - (اول) مقدمات مشعر وراثت دختر (دوم) بیٹیوں اور خاوندوں کے حق میں ہبے - (سوم) پسروں میں غیر مساوی تقسیم - (چہارم) دختر کے سوا دیگر اشخاص کے حق میں ہبہ (پنجم) بالعموم وصیت کرنے کا اختیار -

**دوازدہم - تردیدی شہادت** - جب یہ ثابت کیا جائے کہ کسی قوم میں انتقال کے انسداد کے بارہ میں رواج موجود ہے - تو نظائر جن میں تنازعہ نہ ہوا ہو یہ ثابت کرنے کے واسطے پیش کیجاتی ہیں کہ رواج موجود نہیں - چیف کورٹ کے قواعد سے اس امر کے متعلق تین باتیں ثابت ہوتی ہیں (اول) وہ نظائر ثابت کرنی کافی نہیں جن میں ہبوں کی بابت تنازعہ نہیں ہوا تھا - معہذا وہ حالات ثابت کرنے ضروری نہیں تھے جو ان ہبوں کے متعلق تھے - (دوم) ان ہبوں کی ایک دو بکھری ہوئی نظائر رواج کو ثابت نہیں کرتیں - (سوم) مگر ہبوں کا لمبا سلسلہ جس میں تنازعہ نہ ہوا ہو اس رواج کی تائید میں قیاس پیدا کرتا ہے -

ان مراتب کی تائید میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ داخلخارج کے رجسٹر سے اُن ۱۷۔ انتقالات کے انتخابات کا داخل کرنا جن میں تنازعہ نہیں ہوا تھا۔ اس امر کی تردید کے واسطے کافی نہ تھا۔ کہ اس قوم میں جس سے فریقین تعلق رکھتے ہیں۔ مالک کو منتقل کرنے کا اختیار نہیں۔ کیونکہ حالات ثابت نہیں کئے گئے۔ ۰۔۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۷۴۔

۲۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں اونریبل مسٹر جسٹس رابرٹسن صاحب نے یہ ریمارک کیا تھا کہ "اب ہم بالکل اتفاق کرتے ہیں کہ ایک دو نظائر جن میں تنازعہ نہ ہوا ہو بہت قابل وقعت شہادت نہیں ہوتیں۔ تنازعہ نہ کرنے میں غفلت کئی باتوں سے ہو سکتی ہے لیکن جب ہمارے پاس ایک ہی موضع کی ۳۰ نظائر کا لمبا سلسلہ موجود ہو تو ہمیں یہ تجویز کرنا بالکل ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ قوم (جو اس مقدمہ میں کشمیری ہیں) انتقالات کے بارہ میں اُن قیود کی پابند نہیں ہوتی۔ جو پڑوس کی اقوام میں قانون رواج سے موثر ہیں"۔

سیزدہم۔ عام تشریحات

۱۔ رواج عام نے جس کی پانچ نظائر ایک مشہورہ مقدمہ اور ضلع جہلم کے قانون رواج سے تائید ہوئی تھی رواج ثابت کیا تھا۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۲۔ بہت ہی قریب تاریخ کے چار داخلخارجوں نے دو زبانی نظائر کے ساتھ مل کر رواج وراثت ثابت کیا تھا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

# باب ششم

## غیر زراعت پیشہ اشخاص

باشندگان پنجاب کی تقسیم

اوّل۔ باشندگان پنجاب کی تقسیم۔ چیف کورٹ کے دو فیصلجات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ قانون رواج کے نکتۂ خیال سے خالص پنجابیوں میں تمیز کرنا ضروری ہے یعنے پنجاب کے اصلی باشندوں اور دیگر نسل کے اشخاص کے مابین جیسے برہمن اور سید ہیں۔ جو فیصلجات میرا مشار الیہ ہیں یہ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔ اور ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء ہیں۔ اوّل الذکر فیصلہ میں پول صاحب جج صفحہ ۳۰۹ پر پنجابیوں کی دیگر اقوام

سے اس طرح تمیز کرتے ہیں کہ بنئے بعید ذات کے ویش ہیں۔ اور اس نالش میں اشخاص مذکور
کے جسمانی خواص کو دیکھنے سے یہ بالیقین وہ نہیں جن کو عموماً پنجابی کہتے ہیں۔ اس کا
بالضرور یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ عام رواج کے تابع ہوں گے (اس کو ایسا قبول کرنے سے)
۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ملک کریم بخش ساکن دہلی زراعت پیشہ
تھا یا کہ نہ تھا۔ اور یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ خاندان پنجاب کے رواجوں کا پیرا ؤ ہے۔
کیونکہ یہ پنجابی ہے۔

مگر نظائر کا وزن اس خیال کی تائید میں ہے کہ تقسیم مذکور اہم نہیں۔ اور بنظر رواج
یا رواجی قانون دو بڑے عنوان جن میں پنجاب کے سب باشندے آتے ہیں زراعت
پیشہ اشخاص اور غیر زراعت پیشہ اشخاص ہیں۔

(۱) زراعت پیشہ اشخاص وہ ہیں جو زراعت پیشہ اقوام کے افراد ہیں۔ اور دیہاتی
طبقات کے اشخاص ہیں۔ اور ان کا بڑا پیشہ زراعت ہے۔ دراصل یہ لوگ وہ خالص
زراعت پیشہ ہیں جو کئی پشتوں سے موضع میں زراعت پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور کرتے
رہے ہیں۔ یہ دراصل ان اقوام کے افراد ہیں جو آریہ لوگوں کے اس ملک میں آنے سے
پہلے خانہ بدوشی کی حالت کو خیرباد کہہ کر پنجاب میں مستقل زراعت پیشہ ہو گئے تھے۔
اور دیہات میں زمین پر قابض ہو کر تب سے اس کی پیداوار پر گذارہ کر رہے ہیں۔ اس
سے ظاہر ہوگا کہ قبل اس کے کہ کوئی شخص زراعت پیشہ کہلانے کے قابل ہو اس کو تین
اہم شرائط پوری کرنی لازم ہیں۔ اوّل اس کو صوبہ کی کسی زراعت پیشہ قوم کا ممبر ہونا
چاہیئے۔ (اس تعریف کی اغراض کے واسطے زراعت پیشہ اقوام کا اس طرح مشتہر کرنا
ضروری نہیں جس طرح کہ زیر ایکٹ انتقال اراضی کیا گیا ہے)۔ دوم۔ اس کو زراعت
پیشہ طبقہ کا ممبر ہونا چاہیئے۔ مثلاً اگر قصبہ کا متوطن ہو تو یہ دوسری شرط کو پورا نہیں کرتا۔
لہٰذا یہ زراعت پیشہ نہیں ہو سکتا۔ سوم۔ اس کا گذارہ تمام و کمال زمین پر موقوف
ہونا چاہیئے۔ اگر یہ اس پیشہ کو مستقل طور پر ترک کر دے۔ اور ملازمت اختیار کر لے تو
پھر یہ زراعت پیشہ نہیں رہتا۔ جو شخص یہ تین شرائط پوری کرے اس کو بروئے قانون
رواج زراعت پیشہ کہتے ہیں۔ اور جس میں ایک وصف کی بھی کمی ہو وہ غیر زراعت پیشہ
کہلاتا ہے۔

(۲) غیر زراعت پیشہ - دوسرے قسم کے لوگ یعنے غیر زراعت پیشہ وہ اشخاص ہیں جو قصبات میں رہتے ہیں - اور تجارت کرتے ہیں - یہ دراصل اُن غیر اقوام یعنے برہمنوں - کھتریوں - اروڑوں - سیدوں - اور قریشیوں کے افراد ہیں - جو بعید گذشتہ زمانہ میں آریہ یا مسلمان آباد ہونے والوں کے ساتھ اس ملک میں آئے اور قصبات میں آباد ہو کر زراعت کے سوا دیگر پیشے اختیار کر لئے تھے - اَب یہ یاد رکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ بعض جماعت کے اشخاص زمین پر قابض ہیں - مگر صرف یہ واقعہ جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائیگا - ان کو زراعت پیشہ نہیں بناتا - کیونکہ ان کا تمام وکمال گذارہ محض زمین کی پیداوار پر موقوف نہیں ہوتا - اس تقسیم سے ظاہر ہوگا کہ وہ اشخاص جو قصبات میں رہتے ہوں یا کہ نہ رہتے ہوں اور زمین پر قابض ہوں یا کہ نہ ہوں اس وجہ سے غیر زراعت پیشہ ہی کہلاتے ہیں کہ لفظ "زراعت پیشہ" جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے - وہ شخص مُراد ہے جس کا پیشہ زراعت ہو - اور اس لئے وہ اشخاص مراد نہیں جو بعض حالات میں زمین پر قابض ہوں - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۶۴ بالائی حصّہ - مثلاً قصبات کے جو باشندے دوکاندار ہوں اور مذہبی اشخاص اور مُلّا دیہات میں رہتے ہوں - اور زمین پر قابض ہوں - اور اس کے ساتھ ہی اپنے دیگر پیشہ کی کمائی کھاتے ہوں غیر زراعت پیشہ ہیں - کیونکہ صرف زراعت ہی ان کی وجہ معاش نہیں ہوتی -

دوم - زرعی رواج - چیف کورٹ کے فیصلجات سے یہ ظاہر ہوگا کہ سول حقوق کے مُعاملات میں پنجاب میں باشندگان پنجاب قانون کے دو طریقوں کی پیروی کرتے ہیں - ایک کو زرعی رواج کہتے ہیں - اور دوسرے کو کوئی دیگر رواج یا فریقین کے ذاتی قوانین کہتے ہیں - دراصل زرعی رواج وراثت - انتقال اور تبنیت کے معاملات میں ایک خاص رواج ہے - جس کی خصوصیت یہ ہے کہ جدی اراضی قومی حیثیت سے زیر قبضہ ہونی خیال کیجاتی ہے - لہذا اس کا خاندان کے حلقہ کے اندر رہنا ضروری ہوتا ہے - اور نرینہ مالک کو اس زمین کے منتقل کرنے کے بارہ میں کامل اختیار نہیں ہوتا - اور یہ صرف اُس صورت میں ایسا کر سکتا ہے جب کہ اس کو جائز ضرورت پیش آئے - اور اس زمین کی وراثت میں نرینہ جدی بیٹیوں کو بالعموم خارج کرتے ہیں - اور اسیطرح تبنیت کے مُعاملہ میں دختر اور ہمشیرہ کا پسر اس منصب سے خارج کیا

گیا ہے۔ پنجاب کے اس خاص رواج کو زرعی رواج کہتے ہیں۔ کیونکہ صوبہ کے قریباً تمام زراعت پیشہ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں لفظ "رواج" نظر آئے اس کی مراد صرف خاص "زرعی رواج" ہے۔

**سوم۔ زرعی رواج کی کون پیروی کرنے والے قیاس ہو سکتے ہیں۔** میرے خیال میں تمام زراعت پیشہ اشخاص کو جن کی اوپر تعریف کی گئی ہے زرعی رواج کی پیروی کرنے والا قیاس کر سکتے ہیں۔ اگر اس امر کی نسبت کسی سند کی ضرورت ہو تو نظائر ذیل کا حوالہ دیتے ہیں:-

۱۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء قرار دیتا ہے کہ زرعی رواج صرف ان لوگوں پر حاوی ہوتا ہے۔ جو بادی النظر میں (۱) دیہاتی آبادی کا ممبر ہو۔ (۲) مقبوضہ زراعت پیشہ اقوام میں سے ہو۔ اور (۳) جن کا گذارہ زراعت پیشہ ہی ہو۔

میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ جو لوگ زراعت پیشہ نہیں ان کا زرعی رواج کے تابع ہونا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ خاص یہ امر کہ خاندان زراعت پیشہ نہیں اس قیاس کو ناممکن کرتا ہے کہ یہ زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کے تابع ہیں۔ لہٰذا جب کسی شخص کو زرعی رواج کے تابع ہونے کا دعوے ہو تو اس کو یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ اس کے خاندان کا بڑا گذارہ زراعت پر موقوف ہے۔ اس لئے قرار پایا تھا کہ جب یہ ثابت کیا جائے کہ خاندان کی بڑی وجہ معاش زراعت ہے۔ اور ہمیشہ یہی رہی ہے۔ تو یہ بات مقدمہ کی جزو اعظم ہو جاتی ہے۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۸۔ نیز مقابلہ کرو۔ ریمارک مندرجہ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷۶۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان حالات میں محفوظ اور مناسب معیار یہ ہے کہ صرف ذات ہی کو نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ خاص خاندان کے موروثی پیشہ کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس پر زیر نمبر ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اجلاس کامل قیاس حاوی کرنا چاہیئے۔ ناظرین براہِ عنایت اس فیصلہ (۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء) کے اصول اس بحث کے ابتداء سے لیکر انتہا تک یاد رکھیں گے۔ جو مضمون کے متعلق ذیل میں آتی ہے۔

**چہارم۔** زراعت پیشہ اقوام کے جو اشخاص زراعت سے علیحدہ ہو جائیں۔ زرعی رواج کے پیرو نہیں رہتے۔ چیف کورٹ پنجاب کے فیصلجات کو دیکھنے

سے ظاہر ہوگا کہ اس قسم کے تمام مقدمات میں عموماً معیار واقعی پیشہ ہوتا ہے۔ جس پر فریقین کا گذارہ منحصر ہوتا ہے۔ اگر یہ ثابت کیا جائے کہ بڑی زراعت پیشہ اقوام کے اشخاص جو ایک دفعہ خالص اور سادہ زراعت پیشہ تھے۔ دیہاتی زندگی اور زراعت سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ شہروں اور قصبات کو چلے گئے ہیں۔ اور زراعت کے سوا دیگر پیشے اور قصباتی زندگی اختیار کر لی ہے تو قیاس یہ ہوگا۔ کہ زندگی کے اس طریق رہائش نے قانون کے اس قاعدہ کو بھی تبدیل کر دیا ہے جس کی بابت یہ معاملات انتقال جائیداد اور وراثت میں پیروی کرتے تھے۔ اور آئندہ زرعی رواج کی پیروی کرنے کی بجائے اپنے ذاتی قانون کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ گو عدالت کے کسی فیصلہ سے اُن براعت کی وضاحت نہیں ہوتی جس سے قانون کا قاعدہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

مگر میری رائے میں یہ سب کچھ میل جول اور موافقت کے اصولوں سے ہوتا ہے۔ اور جو دلچسپ اصول بعض الفاظ میں سوشیالوجی اور بیالوجی میں بیان کیا گیا ہے۔ حیوانی طبقہ کے اندرونی تعلقات پر حاوی ہوتے ہیں۔ اور اسیطرح غیرزراعت پیشہ اشخاص کی برعکس صورت ہوگی جو دیہات میں زمین پر گذارہ کرنے کے واسطے جائیں۔ جب سیدوں۔ برہمنوں اور کھتریوں جیسے غیرزراعت پیشہ اقوام کے اشخاص موضع کی غفس آبادی میں جو مخلوط نہ ہوئی ہو کئی پشتوں تک زراعت کو موروثی پیشہ بنائیں۔ حتیٰ کہ انکی معاشرت کا بڑا ذریعہ زراعت ہو جائے تو ان کا خاندان صوبہ کی زراعت پیشہ رواج کے تابع خیال کئے جائیں گے۔ جیسا کہ بعد میں جوڈیشل فیصلجات سے ثابت کیا جائیگا۔

مگر قبل اس کے کہ کسی خاندان کا اپنے پرانے حلقہ سے بالکل باہر ہونا اور جدید طریق زندگی اختیار کرنا خیال کیا جائے۔ بعض پشتوں کا گذرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے مقدمات میں میعاد کا سوال اہم ہوتا ہے۔ جس کا ابھی ہم تذکرہ کریں گے۔

(اول) زراعت پیشہ کا کچھ پشتوں سے زراعت کو ترک کرنا ثابت کرتا ہے کہ اس نے زراعت پیشہ کے قوانین متعلقہ اراضی کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ انکی نسبت سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱- شہر لودھیانہ کے جن آوانوں نے پشتوں سے زراعت پیشہ ترک کر دیا ہے - اور ملازمت پر گذارہ کرتے ہیں - زرعی رواج کی نہیں بلکہ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۲- عدالت ہائے ماتحت نے قیاس کیا کہ چونکہ کھوکھر زراعت پیشہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں - لہذا گجرات کے کھوکھر شرع محمدی کی نہیں بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں - اس پر قرار پایا تھا کہ زرعی رواج صرف زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہوتا ہے اور ان پر نہیں - جنہوں نے قصبات میں آباد ہو کر تجارت - دستکاریاں یا ملازمت اختیار کر لی ہے - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء -

۳- ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء میں ارائیوں کے خاندان نے جو پنجاب کی زراعت پیشہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں - قصبہ میں آباد ہو کر سبزی فروخت کرنیکا کام اختیار کر لیا تھا - یہ امور وراثت میں رواج کے پیرا قرار نہیں پائے گئے - صاحب فاضل جج نے صفحہ ۱۰۶ پر اس امر کو حسب ذیل واضح کیا تھا :- اس مقدمہ میں دہلی کے ارائیوں کا خاندان مدت سے قصبہ میں آباد ہے - جو خاص پنجاب کی حدود سے باہر ہے - اور کم سے کم جب تک مغل شہنشاہوں کی حکومت قائم رہی ہندوستان میں اسلامی عقیدہ کا مرکز عظیم رہا اور غالباً اب بھی ایسا ہی ہے - اس امر کا فیصلہ کرنے میں مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ان پر وراثت کا کونسا قاعدہ حاوی ہونا چاہیئے - کسی حد تک دہلی میں یہی رواج ان پر حاوی ہونا قیاس کیا جا سکتا ہے - مگر یہ قیاس اس امر سے بہت ہی کمزور ہو جاتا ہے کہ یہ مدت مدید سے دہلی جیسے شہر کی مضاف میں رہتے ہیں اور وہاں کی رسوخوں کے زیر ہیں - اور گذشتہ ۶ یا ۷ پشتوں سے شہریوں کے ساتھ سبزی منڈی میں رہنے سے اب یہ باوجود پنجابی ہونے کے شکل وشباہت اور اطوار میں خالص ہندوستانی ہو گئے ہیں اور پنجابی نژاد ہونے کا مطلق کوئی آثار نظر نہیں آتا - اور ان کے شہر کی مضافات میں رہنے سے اور دیہاتی معاشرت کو ترک کرنے سے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ لوگ رواج کے تابع ہیں "۔

۴- ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۹ء میں سوال یہ تھا کہ آیا قصبہ کے راجپوت انتقال جائیداد کے معاملہ میں رواج یا کہ ذاتی قانون کے تابع ہیں - اس پر صاحب فاضل جج نے

یہ ریمارک کیا تھا کہ جدی غیر منقولہ جائداد کو منتقل کرنے کے معاملہ میں محدود اختیار کے حق میں قیاس صرف زراعت پیشہ اقوام کے اشخاص پر حاوی ہوتا ہے - جو دیہاتی جماعت کے ممبر ہوں اور ان کا بڑا پیشہ زراعت ہو - اور ان پر نہیں جنہوں نے زراعت کے بڑے پیشہ ہونے سے اجتناب کر لیا ہو - اور دیہاتی معاشرت کو بالکل خیرباد کہہ دیا ہو - اور اُنہوں نے تجارت - دستکاری یا ملازمت کو اپنا بڑا پیشہ اور ذیست کا ذریعہ قرار دیا ہو - اگر زراعت پیشہ قوم کا کوئی شخص قصبہ میں آباد ہو کر ملازمت - تجارت - یا دستکاری اختیار کرے - اور مستقل طور پر شہری طرز معاشرت پر عمل کرنے لگے - اور زراعت اور اس کے تمام تعلقات سے یکسو ہو جائے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا - کہ یہ خاندان یا اس کی اولاد تیسری یا چوتھی پُشت میں بھی محض اس وجہ سے زرعی رواج کی تابع ہے کہ کسی وقت ان کے بزرگ زراعت پیشہ تھے - یا کہ خاندان زراعت پیشہ اقوام میں سے ہے - اس کا معیار جیسا کہ ابھی ہم ریمارک کر چکے ہیں محض ذات ہی نہیں بلکہ مستقل موروثی بھی ہے "

بار ثبوت

**دوم - بار ثبوت** - قاعدہ مذکور اس شرط کے تابع ہے کہ گو بادی النظر میں یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ لوگ رواج کے تابع نہیں لیکن اگر یہ چاہیں تو ثابت کر سکتے ہیں مگر بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے - جو اس امر کا مصر ہو - اس بارہ میں یہ سند ہے

۱ - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷۷ - صاحب فاضل جج لکھتے ہیں :-

خاص رواج کے ثبوت میں یہ ثابت کرنا ممکن ہو سکتا ہے کہ خاندان کسی وقت زراعت پیشہ تھا - مگر اس امر کا وزن ہر مقدمہ کے واقعات پر موقوف ہو گا - اور ہماری رائے میں محض بلحاظ اس امر کے میزان تبدیل کرنا اور بار ثبوت منتقل الیہ پر عائد کرنا کافی نہیں ہوتا "

سوم - بار ثبوت اس وجہ سے تبدیل نہیں ہوتا کہ جو زراعت پیشہ قصبات میں آباد ہوئے ہیں یہ زمین پر بھی قابض ہیں - جب زراعت پیشہ نسل کے اشخاص قصبات میں آباد ہوں تو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے - قیاس شروع ہی میں یہ ہوتا ہے کہ زرعی رواج کے معاملات میں یہ اپنے ذاتی قانون کی پیروی کرتے ہیں - اور ابتدائی بار محض یہ ثابت کرنے سے تبدیل نہیں ہو جاتا کہ خاندان دیگر کاروبار کرنے کے ساتھ موضع میں زمین پر بھی قابض ہے - سند یہ ہے :-

۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں سوال یہ تھا کہ آیا آوانوں کا خاندان جو شہر لودھیانہ میں رہتا ہے اور اس کا گذارہ ملازمت یا دیگر اسباب زیست پر ہے۔ رواج کی پیروی کرتا ہے۔ قرار پایا تھا کہ یہ رواج کا پیراؤ نہیں بلکہ شرع محمدی کا ہے۔ باوجودیکہ اس نے روپیہ لگانے کی خاطر موضع میں زمین بہم پہونچائی ہے۔

چہارم۔ زراعت پیشہ خاندان اُس صورت میں بھی رواج کا پیرا ؤ رہتا ہے۔ جب کہ یہ صرف اتفاقی طور پر گذارہ کی نئے ذرائع وسائل بہم پہونچاتے۔ مگر قواعد متذکرہ بالا اس صورت میں حاوی نہیں ہوتے۔ جب کہ یہ ثابت کیا جائے کہ زراعت پیشہ خاندان نے زمین کی پیداوار پر گذارہ کرنا بند کیا ہو۔ اور یہ قیاس محض اس وجہ سے باطل نہیں ہوتا۔ کہ بعض اشخاص نے اتفاقی طور پر گذارہ کے دیگر اسباب بہم پہونچائے ہیں۔ اس بارہ میں سندات ہیں :۔

۱- ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۰۲ میں صاحب فاضل جج ریمارک کرتے ہیں کہ :۔ "ہم ایک لمحہ بھر کے واسطے بھی نہیں کہتے کہ اگر زراعت پیشہ خاندان بطور زائد گذارہ یا مفاد عارضی طور پر ملازمت یا کوئی دیگر پیشہ اختیار کرے تو یہ زراعت پیشہ نہیں رہتا۔ اور نہ زرعی رواجوں کا پابند رہتا ہے یا کہ معکوس صورت میں اگر تجارتی جماعت کا کوئی شخص روپیہ لگانے کی خاطر زمین خرید کرے۔ تو یہ ایسا کرنے سے زراعت پیشہ ہوجاتا ہے۔ اور اس پر زرعی رواج حاوی ہوتا ہے۔"

۲- ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ ملک راجپوتان شہر لودھیانہ جو شہری تھے زراعت پیشہ اور زرعی رواج کے پابند قرار پائے تھے۔ کیونکہ (۱) زمین متنازعہ جو زرعی تھی موضع میں واقعہ تھی (۲) فریقین موضع کے بانی کی اولاد تھے۔ اور (۳) ان کا زرعی پیشہ ساقط نہیں ہوا تھا۔

۳- اوانان شہر لودھیانہ جن کا گذارہ پُشتوں سے ملازمت ہے شرع محمدی کے نہیں بلکہ رواج کے تابع ہیں۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۴- ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء میں سوال یہ تھا کہ آیا رووال معاملات انتقال میں زرعی رواج کے پیراؤ ہیں یا کہ نہیں۔ یہ قرار پایا تھا کہ رووال ہندو راجپوتوں کی اولاد ہیں۔ جو اس صوبہ میں مشہور و معروف زراعت پیشہ ہیں۔ قرار پایا تھا کہ رووالوں کو زرعی رواج

کا پابند خیال کرنا چاہئے - کیونکہ یہ تجویز کرنے سے (جیساکہ ہم کرتے ہیں) شہادت سے اطمینان بخش طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ یہ ہندو راجپوتوں کی اولاد ہیں - ہمیں یہ مقدمہ بیدی کھتریوں سے قابل تمیز معلوم ہوتا ہے - جو گو پشتوں سے زمین پر قابض ہیں تاہم یہ مشہور و معروف زراعت پیشہ قوم کی اولاد ہونیکا دعوے نہیں کرسکتے تھا

**پنجم** :- بادی النظر میں قیاس یہ ہے کہ غیرزراعت پیشہ رواج کی پیروی نہیں کرسکتے - غیرزراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں یعنے ان اشخاص کی جو بلحاظ نسل زراعت پیشہ نہ ہوں اور قصبات میں رہتے ہوں یا اگر یہ دیہات میں بھی رہتے ہوں اور زمین پر قابض ہوں تاہم ان کا گذارہ محض اسی پر موقوف نہ ہو - اور دیگر پیشے اختیار کرلئے ہوں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ زرعی رواج کی پیروی نہیں کرتے - بلکہ اپنے ذاتی قانون کے تابع ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اجنبی ہونا ہی کسی ایسے خیالات کو دور کرتا ہے کہ یہ خالص زراعت پیشہ پنجابیوں کے پرانے دیہاتی رواجوں کے پیرو ہوں ہیں - اور اگر ان میں بعض اجنبی بھی نہ ہوں تاہم ان کا تمام و کمال گذارہ زمین پر نہیں ہوتا اور یہ امر کہ ان کا زمین کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں - یہ قیاس پیدا کرتا ہے کہ یہ قوانین زمین کی پیروی نہیں کرتے - جوڈیشل تحقیقاتوں کے زور سے یہ خیال جائز ٹھیر سکتا ہے - کہ یہ غیرزراعت پیشہ لوگ زرعی رواج کی نہیں بلکہ ذاتی قانون کی پیروی کرتے ہیں -

اب یہ غیرزراعت پیشہ لوگ (۱) برہمن (۲) کھتری (۳) اروڑے (۴) سید (۵) قریشی (۶) کشمیری (۷) ترکھان (۸) لوہار (۹) پراچے (۱۰) مداری (تماشا کرنے والے) وغیرہ وغیرہ ہیں -

جو امور اوپر بیان کئے گئے ہیں - ان کی تائید میں سندات کا تذکرہ کرنے سے پہلے چیف کورٹ کے تین فیصلجات پر غور کرنا ضروری ہے جن میں اس کے برعکس قانون قرار پایا ہے - یہ فیصلجات ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء - اور ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء ہیں -

(۱) برہمن قانون ہندو کے تابع ہیں

۶ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء میں یہ سوال تھا کہ آیا برہمن اپنے بھتیجوں کی موجودگی میں اور بلا رضامندی ان کے اپنی جائداد کا جائز ہبہ کرسکتا ہے - عدالت ہائے ماتحت نے مقدمہ کا دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کیا تھا - کیونکہ اس میں فریقین برہمن تھے

گر چیف کورٹ نے اس فیصلہ کو منسوخ کر کے صفحہ ۸ پر ریمارک ذیل کے ساتھ رواج حاوی کیا تھا:۔ "یہ بہت ہی مشتبہ ہے کہ آیا ضلع فیروزپور کے اضلاع وراثت کے بارے میں غیر تحریری رواجوں کے تابع نہیں جو غالباً برہمنی تحریری قانون سے زیادہ تر پرانے اور مصفا ہیں۔ اور یہ واقعہ کہ فریقین برائے نام سب سے اعلیٰ قوم کے ہیں اس بارہ میں قطعی نہیں کہ ان کو ترمیم شدہ قانون کے تابع ہونا چاہیئے۔ جو متواتر شرحوں سے بسیط ہو گیا ہے۔ اور اسکو انگریزی عدالتیں اس طرح اختیار کر چکی ہیں کہ گویا یہ تمام مقامات میں یکساں حاوی ہو سکتا ہے۔ یہ باور کرنے کے واسطے بہت کچھ وجہ ہے کہ دھرم شاستر اپنے مجموعہ ہونے کی شکل میں برہمنوں کے جزرح و کدح سے لوگوں کے اصلی رواج سے بہت کچھ تبدیل ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ عموماً مذہبی خیالات سے موثر ہوتے تھے۔ چنانچہ بعض مسائل بنارس میں کیسے ہی مکمل طور پر مقبول کیوں نہ ہوں مگر اس کا یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ یہ موضع مذکور ضلع فیروزپور میں ویسے ہی معلوم ہیں اور مفید طور پر حاوی ہوتے ہیں۔ ہمیں اس مقدمہ میں دھرم شاستر حاوی کرنے میں تامل ہے"۔ یہ خیال سال ۱۸۸۱ء میں بھی قائم کیا گیا تھا۔ جب کہ ضلع ملتان کے اروڑوں کا مقدمہ ورا ثت عدالت کے پیش ہوا تھا۔ یہاں (۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء میں) عدالت ہائے ماتحت نے پھر دھرم شاستر کے مطابق فیصلہ کیا تھا۔ گر لنڈزے صاحب جج نے یہ ریمارک کیا تھا کہ ملک کے رواج پر غور کرنا لازم تھا۔ (نوٹ۔ یہ عمدہ قانون ہے جیسا کہ دوسرے موقعہ پر بیان کیا گیا ہے) مگر کمبل صاحب جج نے صفحہ ۴۳ پر یہ مزید ریمارک کیا تھا کہ "ہمارا تجربہ یہ ہے کہ پنجاب میں دھرم شاستر مو بمو حاوی نہیں کیا جاتا"۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں فاضل جج لکھتے ہیں کہ "ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ہائے ماتحت نے اس غلط التزام سے آغاز کیا ہے۔ کہ چونکہ فریقین برہمن ہیں۔ لہذا دھرم شاستر کے تابع ہیں۔ تاوقتیکہ اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے۔ ہم پوزیشن کو تبدیل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ برعکس صریح شہادت کی عدم موجودگی میں رواج حاوی ہوتا ہے"۔

فاضل ججوں کی مناسب تعظیم و تکریم کے ساتھ میری رائے یہ ہے کہ گو یہ بالکل صحیح ہے کہ ہمیشہ پہلے رواج حاوی ہوتا ہے مگر یہ تحقیق کرنا عدالت کا فرض ہے کہ آیا اس بارہ میں کوئی رواج ہے۔ تاہم غیر زراعت پیشہ اشخاص میں کوئی قیاس نہیں ہوتا کہ بادی النظر میں

کوئی رواج ہے یا کہ فریقین پر حاوی ہوتا ہے۔ عدالت یہ قیاس نہیں کر سکتی کہ جو فریق رواج بیان کرتا ہے۔ یہ اسکو ثابت کرنے کا پابند ہے۔ میں باب متعلقہ "قاعدہ قانون" میں اس امر کے متعلق سندات بیان کر چکا ہوں کہ اور اب یہاں مقدمات کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ بہ پیروی ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء قرار پایا تھا کہ گو رواج فیصلہ کا ابتدائی قاعدہ ہے۔ تاہم اعلیٰ ذات کے ہندوؤں میں جو قصبات میں رہتے ہیں اور زراعت پیشہ نہیں وراثت کے رواج کی موجودگی کی نسبت قیاس نہیں ہوتا۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص کی بابت قاعدہ یہ ہے کہ معینہ رواج کی عدم موجودگی میں جو اس شخص کو ثابت کرنا لازم ہے جو اسکو پیش کرے ان کو شرع محمدی کے تابع قرار دینا لازم ہے۔ ۵۱ پنجاب لا رپورٹر ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰۸۔

۳۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۳۱۔ برہمنان ضلع گورداسپور منتقل کرنے کے اختیار کے خلاف اسطرح قیاس جائز طور پر پیدا نہیں ہوتا۔ جسطرح کہ اصلی زراعت پیشہ اقوام کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ برہمن بالضرور غیر زراعت پیشہ نسل ہیں۔ ان کا گذارہ بطور قاعدہ محض زمین پر نہیں۔ اور نہ یہ بوسعت مالکان زمین ہیں۔ ان کے عادات اور اطوار بیدیوں۔ اور سیدوں اور ازیں قبیل دیگر اشخاص کی طرح جو بظاہر پیری مریدی کرتے ہیں۔ اُن جماعات سے مختلف ہیں۔ جو محض زراعت پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک زمین کا نقصان بمنزلہ ان کے ایک ہی ذریعہ معاش کے مساوی ہوتا ہے۔

۴۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ اس عدالت کے کئی فیصلجات میں قرار پایا ہے کہ اعلےٰ درجہ کے جو اہل ہنود شہروں میں رہتے ہیں جو معاملات وراثت میں دھرم شاستر کے تابع ہیں اور گو یہ کہہ سکتے ہیں کہ گوارورے ہندوؤں کی بالاترین ذات سے ہیں۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ اسبارہ میں فریقین جو اروڑے ہیں۔ اور شہر میں مہاجنی کا کام کرتے ہیں رواج کے تابع نہیں۔

۵۔ غیر زراعت پیشہ ہندو جو شہر میں رہتے ہیں دھرم شاستر کے تابع ہیں تاوقتیکہ یہ ثابت نہ کیا جائے کہ کوئی رواج حاوی ہوتا ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

۶۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۵۔ کھتریان شہر جالندھر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بے اولاد زمینداروں کے جدی اراضیات منتقل کرنے پر رواج کی جو قید ہماری عدالتوں میں غالباً نہایت ہی آزادی سے عائد کی گئی ہے یہ تسلیم کی گئی ہے۔ مگر عجیب دیہاتی رواجوں نے جو کچھ زرعی آبادیوں میں اثر کیا ہے یہ بالعموم قصبات میں تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی دوکانوں اور سکونتی مکانات کی نسبت ایسا کیا گیا ہے۔

۷۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۰۰۔ کھتری زراعت پیشہ نہیں۔ اور تمام مقدمات میں ان کی نسبت ابتدائی قیاس یہ ہے کہ یہ زرعی رواج کے نہیں بلکہ شرع شریف کے پابند ہیں۔

۸۔ شہر کے رہنے والے غیر زراعت پیشہ سیدوں میں ابتدائی قیاس یہ ہے کہ یہ انتقالات کی صورتوں میں شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۹۔ سیدان ضلع ملتان رواج کے نہیں بلکہ شرع محمدی کے تابع ہیں۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

۱۰۔ ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ بقالان قصبہ رائے پور ضلع انبالہ بعض دفعہ ہم بالیقین دیکھتے ہیں کہ بے اولاد صاحب زمین کا اختیار مشعر انتقال جدی اراضی محدود اختیار رہتا ہے مگر بے اولاد تاجروں کی نسبت جدی جائداد واقعہ قصبہ منتقل کرنے کی نسبت ہمیں کوئی ایسا اختیار معلوم نہیں تھا۔

۱۱۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں سوال یہ تھا کہ آیا کھتریان ضلع راولپنڈی کے زرعی رواج متبنیت کی پیروی کرنا قیاس کیا جائے یا کہ نہ کیا جائے۔ قرار پایا تھا کہ کھتری معمولی طور پر زرعی نہیں بلکہ تجارتی کمیونٹی قائم کرتے ہیں۔ اور ان پر زراعت پیشہ کے رواجوں کا حاوی ہونا قیاس نہیں کیا جاتا۔ دیکھو ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء یہ اس ضلع کے کھتریوں کی نسبت بالتخصیص صحیح ہے۔

۱۲۔ کھتری بلاشبہ ابتدائی زراعت پیشہ نہیں۔ اور سوڈھیوں میں بالیقین گروہ کے اوصاف ہیں۔ جو بادی النظر میں اس قیاس کو بعید کرتے ہیں کہ انہوں نے جاٹوں کا رواج اختیار کر لیا ہے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۱۳۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ ہمارے خیال میں عام بول چال میں قریشیوں

کی بابت بے کھٹکے خیال قائم ہو سکتا ہے کہ یہ زراعت پیشہ قوم کے اشخاص نہیں۔ یہ ایسے فرقہ کے متعلق ہیں جو عرب سے آیا تھا۔ اور ان کو اس قوم سے ہونیکا دعوےٰ ہے جس سے پیغمبر صاحب متعلق تھے۔ لہٰذا اس قوم کے لوگوں کو بادی النظر میں اپنے ذاتی قانون کے اصولوں پر قائم رہنے کا اشتیاق ہوگا۔ اور اس مقدمہ میں جب ہم ان کو زمین پر قابض بھی دیکھتے ہیں تو ان کی نسبت بحیثیت جماعت وہی قیاس قائم نہیں کر سکتے۔ جو تجربہ سے مناسب طور پر زراعت پیشہ اقوام کی نسبت یا تو ذاتی طور پر یا خاص خاص مقامات میں ہو سکتا ہے۔ اُن تمام مقدمات میں جن میں فریقین ایسی قوم یا جماعت سے متعلق ہوں جو اس صوبہ کی مشہور و معروف زراعت پیشہ اقوام میں سے نہ ہوں تو عدالتوں کے یہ نتیجہ نکالنے سے پہلے زبردست ثبوت ہونا چاہیئے کہ معاملات وراثت انتقال جائداد اور دیگر قبیل دیگر سوالات میں ان کی تنظیم ان قواعد سے ہونی چاہیئے جن پر عموماً بڑی بڑی زراعت پیشہ اقوام کے اشخاص عمل کرتے ہیں۔ ان مقدمات میں محض زمین کا مالک ہونا ہی کافی ثبوت نہیں ہوتا"۔

۱۴۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء ثابت کرتے ہیں کہ جب فریقین برہمن ہوں ان کی نسبت رواج نہیں بلکہ دھرم شاستر کی پیروی کرنا قیاس کرنا چاہیئے۔

۱۵۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۵ء (جو قصبہ کے ہندوؤں کا مقدمہ تھا) جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔ صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ :۔ "سوالات وراثت تقسیم۔ انتقال اور دیگر قبیل دیگر سوالات میں جب فریقین عمدہ پوزیشن کی اعلیٰ ذات کے ہندو ہیں۔ اور قصبہ میں رہتے ہوں اور گو زمین پر قابض ہوں تاہم غیر زراعت پیشہ ہوں اور ان کا گذارہ تجارت کے سوا دیگر پیشوں پر ہو۔ جہاں عدالت کو سب سے پہلے یہ دیکھنا ہو کہ آیا کوئی رواج ہے جو سوال زیر بحث پر حاوی ہو۔ تو اس قسم کے رواج کی موجودگی کی نسبت کوئی قیاس قائم نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس کی موجودگی کا ثابت ہونا فریقین کی شہادت پر موقوف رکھنا لازم ہے۔

۱۶۔ قصبہ کے رہنے والے مسلمان رواج کے نہیں بلکہ شرع محمدی کے تابع ہوتے ہیں۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

۱۷ ـ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ـ بیدی کھتریان ہوشیارپور ـ بیدی بحیثیت مجموعی زمین پر قبضہ کرنے والا فرقہ نہیں جیسے کہ جاٹ ، راجپوت یا دیگر بڑی بڑی زراعت پیشہ اقوام ہیں ـ جو سالوں سے موروثی صاحبان زمین ہیں ـ یہ زیادہ تر سیدوں ـ برہمنوں ـ اور کھتریوں کے ہم پلہ ہیں ـ جن کے متعلق ہونے کا ان کو دعوی ہے ـ بعض دفعہ یہ غیر زراعت پیشہ اقوام دیگر مالکان زمین میں مالک اراضی ملتے ہیں ـ اور ان رواج مثل وراثت زمین اور اختیار انتقال جائیداد کم و بیش اس قوم کے مشابہ ہوتے ہیں جن میں یہ ملتے ہیں ـ مگر ان غیر زراعت پیشہ جماعات میں سے کسی کی نسبت مناسب طور پر وہ قیاس پیدا نہیں ہوتا ـ جو بطور نتیجہ تجربہ زراعت پیشہ اقوام کی نسبت ذاتی طور پر یا خاص خاص مقامات میں ہو سکتا ہے ـ

دوم ـ بار ثبوت ـ مگر یہ قاعدہ اس شرط کے تابع ہے کہ گو بادی النظر میں یہ قیاس ہوتا ہے کہ غیر زراعت پیشہ رواج کی پیروی نہیں کرتے ـ بلکہ ذاتی قانون کی کرتے ہیں ـ تاہم ان کو یہ ثابت کرنے کا اختیار ہوتا ہے کہ یہ دراصل زرعی رواج کے پیرو ہیں ـ مگر اس صورت کے ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہوتا ہے جو اس امر کا مصر ہو ـ سندات حسب ذیل ہیں :ـ

۱ ـ یہ ثابت کرنے کا بار غیر زراعت پیشہ اشخاص پر ہوتا ہے کہ یہ بہ ترجیح اپنے ذاتی قانون کے زرعی رواج یا کسی دیگر رواج کے پابند ہیں ـ

۲ ـ بادی النظر میں قیاس یہ ہوتا ہے کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص رواج کے پیرو نہیں اور بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو بیان کرے کہ یہ رواج کی پیروی کرتے ہیں ـ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء ـ

۳ ـ یہ ثابت کرنے کا بار کہ انتقال جائداد اور وراثت کے معاملات میں غیر زراعت پیشہ ہندو رواج کے پیرو نہیں ـ اس شخص پر ہے جو اس واقعہ کا مصر ہو ـ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء ـ

۴ ـ جب فریقین غیر زراعت پیشہ ہوں ـ اور ان کا پیشہ زراعت نہ ہو بلکہ ملازمت پر گذارہ کرتے ہوں ـ تو رواج کے حق میں قیاس نہیں ہوتا ـ بار ثبوت اس شخص پر عائد ہوتا ہے جو رواج کا مصر ہو ـ ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء ـ

۵۔ بارثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس بات کا مصر ہو کہ اعلیٰ ذات کے ہندو جو امرتسر جیسے شہروں میں رہتے ہیں ایک خاص رواج کے پیرا ہیں جو ان کے ذاتی قانون کے برعکس ہے۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

بارثبوت کی نسبت یہ قاعدہ اُس صورت پر بھی صادق آتا ہے جب کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص زمین پر قابض ہوں۔ اور دیہات میں رہتے ہوں۔ سندات حسب ذیل ہیں:

۱۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔ سیدان ضلع انبالہ زمین کے مالک تھے۔ اور ملازمت کرتے تھے۔ صفحہ ۲۹ پر قرار پایا تھا کہ ان کے پوزیشن کے اشخاص کی نسبت قیاس یہ ہے کہ یہ رواج کے نہیں بلکہ شرع محمدی کے تابع ہیں۔ لہٰذا خاص رواج ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہے جو یہ بیان کرے۔

۲۔ ضلع گورداسپور میں موضع کے کھتری بہرکیف ہمیشہ زراعت پیشہ نہیں خواہ یہ دیہات ہی میں کیوں نہ ہوں۔ اور یہ ثابت کرنا ان کا فرض ہے کہ یہ انتقالات پر قید عائد کرنے والے زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۳۔ اس بارہ میں کوئی قیاس نہیں ہوتا کہ وہ اشخاص جن کا حصر محض زمین پر نہیں۔ انتقال اور وراثت کے معاملہ میں رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ بارثبوت ان پر ہے جو اس کے برعکس اصرار کریں۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

سوم۔ ابتدائی بارثبوت کا بناء۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اب اس کو پختہ قاعدہ خیال کرنا چاہیئے کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں ابتدائی قیاس یہ ہے کہ یہ لوگ انتقال جائداد۔ وراثت اور متبنیت کے معاملات میں اس صوبہ کے زرعی رواج کی پیروی نہیں کرتے۔ لہٰذا بارثبوت اُن پر ہوتا ہے جو اصرار کریں کہ یہ فی الواقعہ ذاتی قانون کی نہیں بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ مگر یہ قیاس قابل تردید ہوتا ہے جیسا کہ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں بیان کیا گیا تھا۔ یہ بات صحیح نہیں کہ سید جو اس قوم کے اشخاص ہیں جو نبی صاحب کی اولاد ہیں۔ اُنھوں نے شرع محمدی کے موجبہ اصولوں کو ترک نہیں کیا ہوگا۔ کیونکہ اُنہوں نے اس صوبہ کے کئی حصوں میں فی الواقعہ ایسا کیا ہے۔ اور وہ قواعد اختیار کر لئے ہیں جن کی اکثر زراعت پیشہ پڑوسی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ کننگھم صاحب جج ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء کے صفحہ ۱۹۲

بارثبوت کس طرح منتقل ہوتا ہے

پر سکتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ دوسرے موقعہ پر اس عدالت کے بعض فیصلہ جات کا بیدیوں۔ کھتریوں۔ یا برہمنوں پر دھرم شاستر حاوی کرنے کی تائید میں حوالہ دے سکتے ہیں گا۔

اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ سول حق مہر کے معاملات میں اس صوبہ میں رواج فیصلہ کا پہلا قاعدہ ہے۔ عدالت اس رواج کو قبول اور حاوی کرنے کی پابند ہے۔ بشرطیکہ فریق مقدمہ نے اس کو ثابت کیا ہو۔ عدالتیں رواج کو محض اس وجہ سے نظر انداز نہیں کر سکیں کہ فریقین غیر زراعت پیشہ اشخاص ہیں۔

اب غیر زراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں (۱) یا تو اس رواج کے واقعی عملدرآمد کی وجہ سے یا (۲) مقدمہ میں خاص حالات ثابت کرنے سے جن سے یہ زبردست قیاس پیدا ہو کہ فریقین اس رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ اول الذکر صورت میں کوئی مشکل پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ سب کچھ اس شہادت پر منحصر ہوتا ہے جو مقدمہ میں پیش کی جائے۔ اگر کوئی فریق خاندان متعلقہ میں اس کی نظائر پیش کرے جو کہ فی الواقعہ ظہور میں آیا ہو تو عدالت یہ غور کرے گی کہ آیا نظائر سے رواج ثابت ہوتا ہے یا کہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں واضح کیا گیا تھا کہ زرعی رواج کے حق میں قیاس صرف زراعت پیشہ اقوام کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ جیسے کہ جاٹ۔ راجپوت۔ گوجر اور ارائیں ہیں۔ لیکن اُن اشخاص کے حق میں پیدا نہیں ہوتا۔ جو غیر زراعت پیشہ ہوں۔ اور موخرالذکر کی حالت یہ ہے کہ بیشک کئی مقدمات میں اقوام جو در اصل زراعت پیشہ نہیں ان کی نسبت جاٹوں کا رواج اختیار کرنا قرار پایا ہے۔ لیکن یہ اس رواج کی فی الواقعہ پیروی کرنے کی وجہ سے قرار پایا تھا"۔

مگر موخرالذکر صورت کسیقدر مشکل ہے۔ قریباً یہ کہنا ناممکن ہے کہ وہ خاص حالات کیسے ہونے ممکن ہیں۔ جو خاندان میں واقعی دستوری نظائر کے ثبوت کی عدم موجودگی میں یہ قیاس پیدا کر سکتی ہیں کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص کا خاندان زرعی رواج کی پیروی کرتا ہے۔ اور گو ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء قرار دیتا ہے کہ یہ دریافت کرنے میں کہ آیا غیر زراعت پیشہ اشخاص رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ یا کہ نہیں کرتے۔ عدالت کو

اقوام اور موضع کی تاریخ پر غور کرنا چاہیئے - اور انتقال کی نسبت واقعی دستور کیا ہے اور مقدمہ کے عام حالات کیا ہیں" - تاہم ان عام ریمارک سے اس مضمون کے متعلق کوئی معینہ قاعدہ قرار نہیں دیتے - پس میں جو قواعد اس مضمون کے متعلق مرتب کرنا چاہتا ہوں - محض یہ ہیں -

**قاعدہ اول** - جب سوال یہ ہو کہ آیا غیر زراعت پیشہ خاندان نے زرعی رواج اختیار کر لیا ہے یا کہ نہیں کیا - مقدمہ میں یہ اولیٰ امر ہوتا ہے کہ آیا خاندان خالص زراعت پیشہ خاندان ہے یا کہ نہیں ہے ؟ -

**قاعدہ دوم** - اگر عدالت یہ تجویز کرے کہ خاندان خالص زراعت پیشہ اشخاص کا ہے تو یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اس خاندان کے اشخاص زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں مگر برعکس صورت میں اس طرح کا قیاس نہیں ہوتا -

اگر یہاں تک میں راستی پر ہوں پھر صرف ایک ہی امر عدالت کو فیصل کرنا لازم ہے - وہ یہ ہے کہ آیا فریقین جو عدالت کے پیش ہیں " خالص زراعت پیشہ " خاندان کے متعلق ہیں یا کہ نہیں ہیں - یہاں میری مراد وہ اشخاص ہیں جن کا بڑا گذارہ زمین کی پیداوار پر ہو - لہذا وہ شخص جس کا زمین پر اسطرح حصر نہ ہو - خالص زراعت پیشہ نہیں - لہذا بحث مختصر ایک ہی سوال پر محدود ہوتی ہے کہ " کن اشخاص کا گذارہ محض زمین پر خیال کیا جا سکتا ہے چیف کورٹ کے فیصلجات نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے :-

**الف** - ایک غیر زراعت پیشہ شخص خالص زراعت پیشہ نہیں کہلاتا - اور نہ ہی ایسا شخص ہوتا ہے جس کا بڑا حصہ محض زمین پر ہو -

(۱) کیونکہ یہ زمین کا مالک ہے - یا (۲) اس نے موضع میں زمین بہم پہونچائی ہے - یا (۳) جب کہ یہ زمین کا مالک ہے - خود اس کو کاشت نہیں کرتا - یا (۴) جب کہ زمین کا مالک ہو - اس کا گذارہ دیگر پیشوں پر بھی موقوف ہے - یا

(۵) یہ موضع میں زراعت پیشہ اشخاص کے مابین زمین پر قابض ہے - ایک غیر زراعت پیشہ شخص کو محض اس وجہ سے خالص زراعت پیشہ نہیں سکتے - (۶) کہ اس نے رواج عام کی تصدیق کی تھی - یا (۷) بوجہ نسل حقیت - یا (۸) یہ خود کاشت دکھایا گیا ہے - یا کہ (۹) یہ حسب منشاء ایکٹ انتقال اراضی زراعت پیشہ قوم کا ممبر مشتہر کیا گیا ہے -

ب - ایک غیر زراعت پیشہ شخص خالص زراعت پیشہ ہے جبکہ (۱۰) یہ کئی پشتوں سے موضع میں رہتا ہو اور اس کا بڑا گذارہ اراضی پر موقوف ہو۔ یا (۱۱) جب یہ تنہا یا اپنے فرقہ کے دیگر اشخاص کے ساتھ پشتوں تک سالم موضع کا مالک ہو۔ یا (۱۲) یہ خود یا اس کے بزرگ بحیثیت کامل مالک موضع کے بانی کے ساتھ آباد ہوئے ہوں۔

ان امور کی نسبت سندات حسب ذیل ہیں:-

(۱) محض ملکیت زمین - محض یہ امر کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص زمین کے مالک ہیں اس بات کا بہت ہی قطعی ثبوت نہیں کہ یہ زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ سندات یہ ہیں:-

۱- ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء - یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ راولپنڈی کے کھتری زراعت پیشہ ہیں۔ اور انہیں غیر حدی مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔ قرار پایا کہ فریقین زراعت پیشہ قوم کے اشخاص نہیں۔ یہ زمین پر قابض ہیں۔ اور ایک پشت سے زیادہ عرصہ تک رہے ہوں۔ مگر یہ بات ان کو اُن اشخاص کے زمرہ میں نہیں لاتی۔ جن پر ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل حاوی ہوتا ہے۔ کھتری معمولی طور پر زراعت پیشہ نہیں بلکہ تاجر ہیں۔

۲- بعض اقوام جو دیہات میں رہتی ہیں زراعت پیشہ خیال نہیں کی جاتیں۔ خواہ یہ زمین پر ہی قابض کیوں نہ ہوں۔ جیسے کہ کھتری ہیں ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

۳- خالص زراعت پیشہ اشخاص اور محض مالکان زمین میں فرق ہے۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص کو محض اس وجہ سے زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کے تابع خیال نہیں کر سکتے کہ یہ مالکان زمین ہیں۔ یہ ابتدائی قیاس پیدا ہونے سے پہلے ان کا خالص زراعت پیشہ ہونا ضروری ہے۔ مقابلہ کرو ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء جو دہلی کے سبزی فروشوں کا مقدمہ تھا۔ مقدمات بالا اس امر کو صاف کرتے ہیں کہ اگر فریقین صرف زمین کے مالک ہی نہ ہوں بلکہ ایک قدم آگے جاتے ہوں۔ اور ان کا گذارہ زیادہ تر اس پر موقوف ہو تو یہ خالص زراعت پیشہ ہیں اور ان کا زرعی رواج کی پیروی کرنا قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع جھنگ کے برہمن انتقال جائداد اور وراثت کے معاملہ میں زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ فریقین میں سے ایک نے ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء کا حوالہ دیا تھا۔ جس میں دہلی کے سبزی فروش محض مالکان زمین قرار پائے تھے جو رواج کی پیروی نہیں کرتے تھے، یہ برہمن زراعت پیشہ نہیں بلکہ محض ایسے مالک زمین تھے۔ جن کی نسبت

یہ قیاس نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ قرار پایا تھا کہ "مہروٹے مسل کوئی معقول شک نہیں ہو سکتا کہ یہ (برہمن) زراعت پیشہ ہیں اور محض سبزی فروش یا مالک زمین نہیں۔" لہذا ان پر رواج حاوی ہونے والا قرار پایا تھا۔

۲ جو شہری دیہات میں زمین بہم پہونچائیں۔ یہ بارہا بیان کیا گیا ہے کہ قبل اس کے کسی شخص کو رواج کے تابع ہونے کا دعوے ہو۔ اس کو یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ یہ زراعت پیشہ ہو گیا ہے۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں فریقین اسی وجہ سے زرعی رواج کے تابع قرار پائے گئے تھے کہ یہ بروئے واقعات اصلی زراعت پیشہ ہو جانے تجویز کئے گئے تھے۔ مگر فیصلہ مذکور ان مقدمات پر حاوی نہیں ہوتا۔ جس میں فریقین قصبات کے رہنے والے ہوں۔ اور انہوں نے دیہات میں اراضیات پیدا کرلی ہوں۔ یہ ان مقدمات میں خالص اور سادہ زراعت پیشہ نہیں۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:

ا۔ فریقین کھتری تھے جو جنیو پہنتے تھے۔ اور قصبہ میں رہتے تھے۔ مگر ان کی زمین دیہات میں تھی۔ اور اس کی آمد سے متمتع ہوتے تھے۔ قرار پایا کہ یہ محض تاجر یا ساہو دار ہیں۔ جو زمین کے مالک ہیں اور زراعت پیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ (۱) نہ تو تمام و کمال اور نہ ہی زیادہ تر زراعت پر گذارہ کرتے ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۲۔ یہ صرف جاٹ اور وہ اشخاص ہی ہیں جو پشتوں تک زراعت پر گذارہ کرتے ہیں اور ان کی نسبت رواج کی پیروی کرنا قیاس ہو سکتا ہے۔ جن غیر زراعت پیشہ اشخاص نے دیہات میں اراضیات پیدا کی ہوں ان کی نسبت ایسا کرنا خیال نہیں کیا جا سکتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۳۔ زمین کا مالک ہونا مگر اس کو خود کاشت نہ کرنا۔ جب غیر زراعت پیشہ زمین کا مالک ہو۔ مگر اس کو خود کاشت نہ کرتا ہو۔ تو اس اہم واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زراعت پیشہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اس کی پوزیشن کسیقدر سرمایہ داروں کے ہم پلہ ہوتی ہے سندات یہ ہیں:۔

ا۔ قریشی غیر زراعت پیشہ ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کے واسطے زبردست ثبوت ہونا چاہیے کہ یہ وراثت اور انتقال جائداد کے معاملہ میں زرعی رواج کے تابع ہیں۔ محض زمین کا مالک ہونا فی نفسہ پلہ کو اوٹنے کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ لہذا قرار پایا کہ یہ زراعت پیشہ

نہیں اور اس وجہ سے رواج کے تابع نہیں۔ (۱) گو یہ زمین کی بڑی مقدار کے مالک ہیں اور (۲) اس کو خود کاشت نہیں کرتے بلکہ رعیتوں سے کاشت کراتے ہیں۔

۲۔ ضلع انبالہ کے سید اس لفظ کے ٹھیک معنوں میں زراعت پیشہ قرار نہیں پائے تھے۔ انہیں سے بہت زمین کے مالک تھے۔ مگر قرار پایا تھا کہ یہ اسکو عموماً خود کاشت نہیں کرتے۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۰۹۔

۴۔ زمین کا مالک ہونا مگر گذارہ زیادہ تر دیگر پیشوں پر منحصر ہونا۔ زراعت پیشہ اشخاص میں نرینہ مالک بجز جائز ضرورت کے جدی جائداد منتقل نہیں کرسکتا۔ یہ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء (جداسن کاس) میں قرار پایا تھا۔ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ غریب زراعت پیشہ جن کا گذارہ تمام وکمال زمین کی پیداوار پر ہے۔ خاندان کے نرینہ ممبروں کی جائداد کو منتقل کرنے کی نسبت کامل اختیار کا دعوے کرنے سے اپنے معتد بہ گذارہ کے ذریعہ سے محروم نہ ہو جائیں۔ یہ بات ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء سے صاف عیاں ہے۔ جہاں صفحہ ۱۳۱ پر صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ برہمنوں کے رواج اُن جماعات کے رواجوں سے مختلف ہیں جو صرف زراعت پر گذارہ کرتی ہیں۔ جن کا گذارہ محض زراعت پر موقوف ہے۔ اور ان کے واسطے زمین کا نقصان بمنزلہ ان کے گذارہ کے اس بات سے محرومی کے ہے"۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ زرعی رواج صرف ان اشخاص پر حاوی ہو سکتا ہے جن کی زیادہ تر معاش زمین پر موقوف ہو۔ کیونکہ کسی فریق کا زمین کی پیداوار پر گذارہ منحصر نہ ہو مثلاً جہاں اس کا گذارہ تمام وکمال تجارت پر ہو خواہ یہ زمین کا بھی مالک ہو اسکی زمین نقصان ہونا اسکے خاندان کے دیگر اشخاص کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ کیونکہ انکے گذارہ کا ذریعہ زمین ہی نہیں ہوتی۔ لہذا تمام مقدمات میں یہ سوال بہت ہی اہم خیال کیا جاتا ہے کہ آیا خاندان کا گذارہ زمین پر منحصر ہے۔

اس لئے اس قسم کے مقدمات میں اس سوال پر غور کرنا بہت ضروری ہوتا ہے کہ آیا فریقین زیادہ تر زمین پر حصر رکھتے ہیں ؟۔ اگر ان کا اس طرح حصر ہو تو ان کو زرعی رواج پابند کرتا ہے۔ اور اگر یہ محض زمین پر قابض ہوں اور اس کے گذارہ کا حصر دیگر پیشوں پر ہو تو زرعی رواج ان کے مخل نہیں ہوتا۔ لہذا یہ حاوی نہیں ہوگا۔ یہ بھی نوٹ کر سکتے ہیں کہ اگر غیر زراعت پیشہ اشخاص کا خاندان فی الواقعہ زمین پر حصر رکھتا ہو۔ تو

محض یہ امر کہ بعض دفعہ دیگر کام بھی کرتا ہے۔ زرعی رواج کو محض اس وجہ سے خارج از بحث نہیں کرتا کہ معیار یہ ہے کہ آیا ان کا زیادہ تر زمین پر حصر ہے یا کہ نہیں ہے۔ اور اگر یہ حصر ہو تو رواج باخراج ان کے ذاتی قانون کے حاوی ہو گا۔ اس بارہ میں سندات یہ ہیں :۔

۱۔ کشمیری جو ضلع گجرات کے ایک موضع میں رہتے تھے۔ اور الگ تھلگ قوم تھے۔ اور ان کا گذارہ زیادہ تر زراعت پر تھا۔ یہ رواج کے نہیں بلکہ شرع محمدی کے پابند قرار پائے تھے۔ کیونکہ یہ جولاہے بھی تھے۔ اور کپڑا تیار کر کے بیچا کرتے تھے۔ ۱۷۔ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

۲۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء میں صاحب ڈویژنل جج نے تجویز کیا تھا کہ چونکہ کھتری ایک چھوٹے موضع میں رہتے ہیں۔ لہذا انہوں نے کسی حد تک زراعت پیشہ اشخاص کا رواج اختیار کر لیا ہو گا۔ قرار پایا تھا کہ گو کھتری زیر بحث کچھ زمین کے مالک تھے۔ یہ خود اس کو کاشت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دوکاندار تھے۔ اور ملازمت کے واسطے باہر جاتے تھے۔ لہذا یہ زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کی پیروی نہیں کرتے تھے۔

۳۔ شہر جالندھر کے کھتری گو زمین کے مالک تھے تاہم رواج کے پابند قرار نہیں پائے تھے۔ کیونکہ (۱) یہ اس کو خود کاشت نہیں کرتے تھے۔ (۲) ان کے گذارہ کا بڑا حصہ زراعت پر نہ تھا۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

۴۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص رواج کی پیروی کرنے والے خیال نہیں کئے جا سکتے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ ان کے فرقہ کے اشخاص کی تعداد موضع میں کم ہے۔ جس میں دیگر اقوام رہتی ہیں۔ اور یہ ثابت نہ کیا جائے کہ (۱) زراعت ان کا بڑا پیشہ ہے یا ان کی آمد کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور (۲) یہ اپنا گذارہ دیگر پیشوں سے پیدا کرتے ہیں۔ جیسے کہ دھوبی وغیرہ ہیں۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء

۵۔ برہمن فی الواقعہ زمین (خود کاشت) ملازموں کی معرفت کاشت کرتے تھے۔ اور پشتوں سے زمین پر قابض تھے۔ مگر قطع نظر اس کے زراعت کے علاوہ دیگر پیشے بھی کرتے تھے۔ (تمام فرقہ کی زمین صرف ۵۰۔ ایکڑ تھی) اور یہ دیہاتی غیر مخلوط آبادی بھی قائم نہیں کرتے تھے۔ مگر محض چند مالکان زمین تھے۔ رواج کے پابند قرار نہیں پائے۔

۱ - پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۶ - ضلع سیالکوٹ کے لوہار قصبہ کے رہنے والے تھے حالانکہ ان کی اراضیات دیہات میں تھیں - یہ رواج کے پابند قرار نہیں پائے تھے - کیونکہ (۱) یہ اس کو خود کاشت نہیں کرتے تھے - اور (۲) دیگر کام یعنی لوہاروں کا کرتے تھے - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۷ - جب کھتری دیگر کام کرتے ہوں تو یہ رواج کے تابع ہونیکا دعوے نہیں کر سکتے ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۸ - جب کھتری دیگر پیشے کرتے ہوں تو رواج کے پابند ہونیکا دعوے نہیں کر سکتے ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۹ - جب کھتری دیگر پیشے کرتے ہوں تو یہ رواج کے تابع ہونے کا دعوے نہیں کر سکتے -

۱۰ - جب کھتری دیگر کام کرتے ہوں تو یہ رواج کے تابع ہونے کا دعوے نہیں کر سکتے - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۱۱ - جن غیر زراعت پیشہ اشخاص کا گذارہ زیادہ تر زراعت پر نہ ہو اور دیگر پیشے کرتے ہوں رواج کے تابع ہو سکتے ہیں - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۱۲ - یہ غالباً سب سے مضبوط مقدمہ ہے جس میں غیر زراعت پیشہ اشخاص نے انتقال اور وراثت میں رواج کے پیرو ہونیکا دعوے کیا تھا - ایک کھتری نے کچھ جدی زمین منتقل کی - اس کے جدیوں میں سے ایک نے اس استقرار کے واسطے دعوے دائر کیا کہ منتقل کرنے والے کو ایسا کرنے کا اختیار نہ تھا - بروئے واقعات قرار پایا کہ خاندان ۲ صدیوں یا پشتوں سے زراعت کا کام کرتا ہے اور موضع میں رہتا ہے - باوصف ان تمام باتوں کے ان کا رواج اختیار کرنا قرار نہیں پایا تھا - کیونکہ (۱) خاندان کے اشخاص فی الواقعہ کاشت نہیں کرتے تھے - اور (۲) خاندان کے اشخاص مہاجنی اور دیگر کاروبار کرتے تھے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۱۳ - برہمن جو زمین پر قابض تھے زراعت پیشہ قرار نہیں پائے تھے - کیونکہ (۱) فریقین کا بڑا پیشہ ملازمت یا پروہتائی کا کام تھا - اور (۲) ان کی تمام اراضیات

رعیت کاشت کرتے تھے ۔ دیگر الفاظ میں یہ بطور پیشہ ور زراعت پر گذارہ نہیں کرتے ۔

۵ - زراعت پیشہ اشخاص کے مابین موضع میں زمین پر قابض ہونا - جب زراعت پیشہ قوم موضع میں نمایاں جماعت ہو تو بعض دفعہ یہ تنازعہ کیا جاتا ہے کہ جو غیر زراعت پیشہ اشخاص ان میں زمین پر قابض ہیں ان کو اس جماعت کے رواج کی پیروی کرنیوالا خیال کرنا چاہیئے - یہ حجت اس صورت میں جائز ہے جب کہ فریقین کمین ہوں جو سوشیل طور پر زراعت پیشہ سے کمتر ہوتے ہیں - اور موضع میں نمایاں جماعت کے تابع ہوتے ہیں بالخصوص جب کہ ان کی رہائش نمایاں جماعت میں عرصہ دراز تک رہی ہو - وجہ یہ ہے کہ بعض دفعہ اقوام کا سوشیل منصب ان کو بے لاگ رواج اختیار کرنے سے منع کرتا ہے -

کمین بڑے گروہوں کے رواج کی پیروی کرتے ہیں جنمیں یہ آباد ہوں -

سند یہ ہے

۱ - سوال یہ تھا کہ آیا لوہار جن کا منصب کمتر ہے - زمینداروں کے رواجوں کی پیروی کرتے ہیں - جنہوں نے ان کو موضع میں محصور کیا ہوا ہے - یہ امر رواج کے حاوی کرنے کے حق میں فیصل کیا گیا تھا - کیونکہ لوہاروں کا منصب معمول زمینداروں سے کمتر ہوتا ہے - اور ان کو سیدوں اور قریشیوں کی طرح عرب سے ترک وطن کرنیکا دعوٰے نہ تھا - ان کے بعید جدی قریباً بالیقین ہندو تھے اور یہ عموماً موضع میں کمینوں کے منصب میں ملتے ہیں " - ۹۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء -

جیسا کہ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء میں ریمارک کیا گیا تھا کہ گو یہ بالکل ممکن ہے کہ جب غیر زراعت پیشہ مالکان زمین زراعت پیشہ اقوام کے دیگر مالکان زمین کے ساتھ مل کر پشتوں تک رہے ہوں - " ان کے رواج اُن اقوام کے مشابہ ہو سکتے ہیں جن میں یہ رہتے ہیں " - (صفحہ ۴۷۶) تاہم یہ قاعدہ بعض شرائط کے تابع ہے - اوّل اگر یہ قیاس کیا جائے تو یہ صرف خاص اشخاص کے حق میں ہو سکتا ہے - جو اس طرح آباد ہو گئے ہوں - مگر ہمیشہ یہ جماعت کی نسبت صحیح نہیں ہو گا - مثلاً اگر دو دیہات الف اور ب میں ایک فرقہ رہتا ہو جو ہر دو دیہات میں نمایاں جماعت ہو - اور وہاں غیر زراعت پیشہ کی دو اقوام ہیں اور ان میں سے ہر ایک ایک موضع میں علیحدہ علیحدہ رہتے ہوں فرض کرو کہ عدالت یہ تجویز کرتی ہے کہ ان خاندانوں میں سے ایک نے جو موضع الف میں رہتا ہے بڑی جماعت کا رواج اختیار کر لیا ہے - صرف یہی بات یہ ثابت کرنے

مگر قاعدہ بالا منفرد اشخاص پر عائد نہیں ہوتا

کے واسطے کافی نہیں کہ دیگر خاندان نے بھی جو مختلف موضع میں رہتا ہے ویسے ہی رواج اختیار کر لئے ہیں۔ چنانچہ صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ (۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۲۴) ان غیر زراعت پیشہ اقوام میں سے کسی کی نسبت بہ حیثیت مجموعی نہیں کہہ سکتے جیسا مناسب طور پر بطور نتیجہ بتجربہ زراعت پیشہ اقوام کی نسبت ذاتی طور پر خاص مقامات میں کیا جا سکتا ہے"۔

دوم۔ جب سوال محض کمین سے بڑھ کر اعلیٰ ذات اور سوشل بالاتر ذات کی بابت ہو تو بعض مقدمات میں مذہب اور ذات کے سوال سے اس امر کا فیصلہ ہوتا ہے کہ آیا غیر زراعت پیشہ اشخاص کا خاندان بالاتر جماعت کے رواج اختیار کر سکتا ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء (صفحہ ۲۳۲) میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ جو اروڑے موضع میں زمین پر قابض تھے ان کی تعداد اس قدر کم ہے کہ یہ قدرتی طور پر ان دیگر اقوام کے رواج اختیار کریں گے جو موضع میں بالا و برتر جماعت ہیں۔ قرار پایا کہ اس مقدمہ میں بالا و برتر جماعت ان مسلمانوں کی ہے جن کے رواج ہندو اروڑے اختیار نہیں کر سکتے تھے۔

۲۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع مظفر گڈھ کے کھتریوں میں جدی بتر جیح دختران وارث ہوتے ہیں۔ متوفی جس کی جائیداد متنازعہ تھی اس کی نسبت قرار پایا تھا کہ یہ موضع میں زمین چھوڑ گیا ہے۔ اور یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ چونکہ اس کی زمین زراعت پیشہ اشخاص کے درمیان ہے لہٰذا یہ قیاس ہو سکتا ہے کہ زراعت پیشہ اشخاص کا رواج حاوی ہوتا ہے۔ جس سے بیٹیوں کو قریبی جدی جائیداد اراضی کی وراثت سے محروم کرتے ہیں۔

یہ قرار پایا تھا کہ (دیکھو صفحہ ۲۲۵) "فریقین تجاری اور مہاجنی جماعت میں سے ہیں اور یہ زراعت پیشہ جماعات میں صاحب زمین ہو گئے ہیں۔ مگر یہ صاف عیاں ہے کہ یہ بطور سرمایہ دار کے ایسے ہو گئے ہیں اور ان کے نزدیک زراعت مہاجنی کے تابع ہے"۔

۳۔ گو کلال زمین کے مالک ہیں تاہم یہ زراعت پیشہ اشخاص نہیں یہ تھوڑی تعداد میں موضع میں آباد ہو گئے ہیں جن پر دیگر اقوام قابض ہیں۔ یہ رواج کے پیرو نہیں لہٰذا ان میں دختر کا پسر جائز طور پر متبنےٰ ہو سکتا ہے۔ ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۴۔ اس قسم کے دیگر مقدمات کی نسبت دیکھو (صفحہ ۲ کتاب ہٰذا) جو کئی پشتوں تک سالم موضع کے مالک تھے۔

۶۔ رواج عام پر تصدیق۔ غیر زراعت پیشہ شخص کا اس وجہ سے رواج کا تابع ہونا خیال نہیں کر سکتے کہ اس نے رواج عام پر تصدیق کی تھی۔ سندات یہ ہیں:۔

۱۔ جب غیر زراعت پیشہ قصبہ میں رہتا ہو تو یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ معاملات وراثت اور انتقال میں رواج کی پیروی نہیں کرتا۔ یہ قیاس محض اس امر سے دور نہیں ہوتا۔ کہ اس نے زمین موضع میں روپیہ لگانے کے واسطے حاصل کی ہے۔ اور رواج عام پر تصدیق درج کی تھی۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۷۔ مسل حقیت کی وجہ سے۔ چونکہ مسل حقیت میں زراعت پیشہ اشخاص کے بعض رواجوں کا تذکرہ کیا گیا ہو لہٰذا اس کا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ تمام غیر زراعت پیشہ صاحبان بھی انکے پابند ہو جاتے ہیں۔ اگر دستاویز میں بعض غیر زراعت پیشہ اقوام کا تذکرہ بھی کیا گیا ہو تاہم اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس قوم کا ہر ایک شخص جو زمین پر قابض ہو بالضرور اس کے احکام کا پابند ہو جاتا ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مسل حقیت کھتری مالک کو زراعت پیشہ نہیں بناتی۔ جس سے یہ زراعت پیشہ کے رواج کا پابند ہو۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ قیاس یہ ہے کہ اس قسم کے مقدمات میں کھتری اس ریکارڈ کے اس قدر حصہ کا پابند ہوتا ہے جو حق شفع یا اس قسم کے دیگر مراتب کے ساتھ برتاؤ کرتا ہو۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۳۔ سوال یہ تھا کہ آیا قریشی وراثت کے معاملہ میں رواج یا شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ قرار پایا تھا (دیکھو صفحہ ۲۲۶) کہ ضلع راولپنڈی کے قانون رواج سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریشیوں میں کوئی نرینہ رشتہ دار جو چوتھی پشت کے اندر ہو۔ دختر کو خارج کرتا ہے۔ مگر یہ اندراج صریحاً زراعت پیشہ قریشیوں پر حاوی ہوتا ہے۔ اور دیگر قریشیوں پر نہیں مثلاً جو مریدی کرتے ہوں جیسا کہ فریقین اس مقدمہ میں کرتے ہیں ۱۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۴۔ امر زیر بحث یہ تھا کہ آیا موضع کے اروڑے صاحبان زمین رواج کی پیروی

کرتے ہیں۔ ضلع کے رواج عام سے ظاہر ہوا تھا کہ اروڑوں نے رواجات عام مندرجہ رواج عام کے پابند ہونا منظور کر لیا ہے۔ قرار پایا تھا کہ ہم ان وجوہات کو عدالت ماتحت کے فیصلہ کو جائز کرنے کے واسطے خیال نہیں کرتے۔ ممکن ہے کہ افسر بندوبست نے رواج عام تیار کرنے کے وقت ضلع کے دیگر حصوں کے اروڑوں سے بھی دریافت کیا ہو اور انہوں نے وہ جواب منظور کر لئے ہوں۔ جو ان کے زراعت پیشہ پڑوسیوں نے دئے ہوں۔ مگر رواج میں یہ ثابت کرنے کے واسطے کچھ پایا نہیں جاتا۔ کہ وہ اروڑے کون تھے۔ اور کس موضع کے تھے۔ ۵ ا پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۴۲۔

۸۔ خود کاشت دکھانے سے۔ فیصلہ حسب ذیل ہے:۔

ا۔ محض یہ واقعہ کہ کچھ زمین جو مدعی کے خاندان کا ملک تھی۔ کاغذات مال میں خود کاشت دکھائی گئی ہے۔ ثابت نہیں کرتا کہ اس کے مالک اُن معنوں میں زراعت پیشہ نہیں کہ بہ حیثیت کاشتکاران زراعت پر گذارہ کرتے ہیں۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۹۔ زیر ایکٹ انتقال اراضی مشتہر ہونے سے۔ فیصلجات حسب ذیل ہیں:

ا۔ یہ امر کہ قوم زیر ایکٹ انتقال اراضی زراعت پیشہ قرار دی گئی ہے۔ اس بات کا قطعی ثبوت نہیں کہ یہ رواج کی بھی پیروی کرتی ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۲۔ قطع نظر اس کے محض یہ امر کہ قوم اس طرح پر مشتہر نہیں کی گئی۔ یہ ثابت نہیں کرتا کہ قوم مذکور رواج کے تابع نہیں۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۳۔ قطع نظر اس کے محض یہ امر کہ قوم اس طرح مشتہر نہیں کی گئی یہ ثابت نہیں کرتا کہ قوم مذکور رواج کی پابند نہیں۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

۱۰۔ موضع میں پشتوں تک زمین کی پیداوار پر زیادہ تر حصر۔ جب غیر زراعت پیشہ خاندان مستقل طور پر موضع میں آباد ہو۔ اور قلبہ رانی کرے۔ اور اس کا گذارہ زمین کی پیداوار پر موقوف ہو تو چیف کورٹ کا عادلانہ فیصلہ یہ ہے کہ یہ زرعی رواج کا پیراؤ ہے۔ سندات۔

ا۔ خانپور کے سید رواج کے پیراؤ قرار پائے تھے۔ کیونکہ (ا) خاندان پوری ۸ پشتوں سے خانپور میں رہتا تھا۔ جو ایک وقعہ ایسا موضع تھا جسکا حصر محض زمین پر

تھا۔ (۲) یہ بالتخصیص شجرہ نسب میں دکھایا گیا تھا۔ (۳) ضلع کا رواج عام سیدوں کے ساتھ بطور زراعت پیشہ کے برتاؤ کرتا ہے۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

۲۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء میں برہمن زراعت پیشہ قرار پائے تھے۔ "جو زراعت پیشہ قلبہ رانی کرتے ہوں۔ اور ان کا حصر زراعت پر ہو عموماً رواج کو قبول کرتے ہیں"۔

۳۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔ برہمنوں کا مقدمہ تھا۔ "ہمارے روبرو سوال ایسا ہے جس کا مقدمہ کے واقعات کے رو سے فیصلہ کیا گیا ہے"۔ قرار پایا کہ ضلع کانگڑہ کے برہمن (۱) جو کاشتکار برہمن ہیں۔ (۲) ۶ پشتوں سے زمین کے مالک ہیں۔ (۳) ان کا کلی یا قریباً کلی گذارہ زراعت پر تھا۔ (۴) جب اس بات کا ثبوت نہ ہو کہ یہ دیگر پیشے بھی کرتے ہیں انتقال اور وراثت میں رواج کے تابع ہیں۔

۱۱۔ پشتوں تک سالم موضع کی ملکیت یا غیر مخلوط آبادی موضع قائم کرنا جب غیر زراعت پیشہ خاندان سالم موضع کا مالک تھا۔ یا موضع کی آبادی قائم کرتا ہو تو عدالت یہ قیاس کر سکتی ہے کہ اس خاندان یا قوم کے اشخاص رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ سوڈھیان ضلع فیروزپور رواج کے پیراؤ قرار پائے تھے۔ کیونکہ (۱) سالم موضع کے مالک تھے۔ (۲) دراصل یہ برگزیدہ زراعت پیشہ خاندان تھا۔ (۳) اس نے پرسانجینچر یعنے بڑے پسر کے وارث ہونیکا قاعدہ اختیار کر لیا تھا۔ جو دھرم شاستر کے برخلاف ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔

۲۔ ضلع ہوشیارپور کے بیدی رواج کے پیراؤ ہیں۔ کیونکہ (۱) سالم موضع بیدیوں کی آبادی کا ہے۔ (۲) پشتیں گذری ہیں کہ ان کے بزرگوں نے اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ (۳) یہ غفس یا غیر مخلوط آبادی قایم کرتے تھے۔ (۴) اور ان کے بزرگوں کا خواہ کچھ ہی پیشہ ہو۔ یہ اس وقت زراعت پیشہ ہیں۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

۳۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۰۰۔ کھتریوں کا مقدمہ تھا۔ "جیسا کہ ہم نے اور اس عدالت کے دیگر ججوں نے بارہا بتایا ہے۔ جو غیر زراعت پیشہ موضع کی غفس آبادی میں آباد ہوں۔ یہ کچھ عرصہ کے بعد قدرتی طور پر اجنبیوں کو خارج کرنے کے واسطے وہی تدابیر اختیار کرتے ہیں جو جاٹوں کے اختیار کی ہیں"۔

۴۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء میں ضلع گورداسپور کے گیلانی سید امور انتقال جائیداد میں بوجوہات ذیل زرعی رواج کے تابع قرار پائے تھے۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ سالم موضع تم بطور آبادی موضع سیّدوں کا ملک ہے۔ ۹ پشتیں گذری ہیں کہ ان کے مورث اعلیٰ نے اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ اور بروئے مسل ثابت کیا گیا ہے کہ یہ سیّد اپنی اراضیات خود اور دوسروں کی بطور رعیتان کے کاشت کرتے ہیں۔ اور بعض وقت اپنے مذہبی پیروؤں سے نذرانے لیتے ہیں۔ لیکن اسطرح جو آمدنی ہوتی ہے۔ یہ ان کے گذارہ کا بڑا ذریعہ ثابت نہیں کی گئی"۔

۵۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۹۴۔ برہمنوں کا مقدمہ تھا۔ یہ انتقال جائیداد میں دہرم شاستر کے نہیں بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ کیونکہ (۱) سالم موضع کے مالک زراعت پیشہ برہمن ہیں خواہ (۲) بعض ملازمت سے گذارہ پیدا کرتے ہیں۔

۶۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۷۵۔ مثلاً اگر کھتری خاندان موضع میں جائیداد اراضی بہم پہنچائے یا سالم موضع خرید کرے۔ اور پشتوں تک دیہاتی زندگی اختیار کرے اور اس کی پیداوار کو اپنی وجہ معاش بنائے۔ تو ہماری رائے میں جدّی جائیداد کے انتقال کے معاملات میں زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کا پابند ہوگا"۔

ریمارک مذکور صرف وہیں حاوی نہیں ہوتا۔ جہاں خاندان یا قوم سالم موضع میں ہمچنس دیہاتی آبادی قائم کرتا ہو۔ بلکہ موضع کے ایک حصّہ کی محض آبادی پر بھی حاوی ہے۔ سند یہ ہے۔

اجب غیر زراعت پیشہ اشخاص سالم موضع یا کم سے کم اس کے ایک حصّہ کی غیر مخلوط آبادی قائم کرتے ہوں تو رواج کے حق میں زبردست قیاس پیدا ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں غیر زراعت پیشہ رواج کے پابند قرار پائے تھے (۱) جب کہ یہ پشتوں تک زمین پر گذارہ کرتے تھے۔ (۲) دیگر پیشے ترک کر دئے تھے۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۔

مگر یہ قاعدہ کہ جب خاندان پشتوں تک سالم موضع کا مالک رہا ہو قیاس پیدا کرتا ہے کہ یہ زرعی رواج کا پابند ہے وہاں حاوی نہیں ہوتا جہاں سالم موضع صرف ایک پشت تک اس کا ملک رہا ہو۔ وجہ یہ ہے کہ یہ سوال کہ آیا خاندان نے رواج کو دیوانی معاملات میں فیصلہ کا قاعدہ بنا لیا ہے۔ محض قیاس کا سوال ہے۔ جس مقدمہ میں خاندان نے

قاعدہ سالم موضع پر ہی نہیں بلکہ اس کے حصہ پر بھی حاوی ہو سکتا ہے۔

مگر ایک جزو پر ایک پشت تک قابض رہنا کافی نہیں

کئی پشتوں تک موضع کی آبادی کو غیر مخلوط بنایا ہو۔ جیسا کہ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں (جو برہمنوں کا مقدمہ تھا) ہوا تھا۔ وہاں یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اُنہوں نے زندگی کا نیا طریق اختیار کر لیا ہے۔ مگر یہ قیاس لغو ہے کہ غیر زراعت پیشہ نے سالم موضع خرید کرنے سے ایک ہی پُشت میں اپنے بھی رواج تبدیل کر لئے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے تمام مقدمات میں عرصہ کا مُعاملہ ضروری ہوتا ہے۔ سند یہ ہے :۔

ا۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں جو ضلع ہوشیار پور کے بیدی کھتریوں کا مقدمہ تھا۔ یہ معلوم نہ ہوا تھا کہ مُدعی اور بائع نے سالم موضع گُجروں سے خرید کیا تھا۔ قرار پایا تھا کہ اوّل الذکر رواج کا پابند نہیں۔ یہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ انتقال کے مُعاملہ میں ان کے خاندان نے ابھی کوئی رواج اختیار کر لیا ہے یا اس کی پیروی کرتا ہے۔ اس کا معیار یہ ہے کہ آیا بیدیوں کی جماعت نے گذشتہ چند پُشتوں میں زراعت کو معاش کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اگر اُنہوں نے ایسا کیا ہے تو قیاس یہ ہے کہ زرعی رواج کے تابع ہیں۔ اور اگر نہیں تو یہ دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں۔ خاص رواج ثابت کرنیکا بار اس پر ہے جو اس امر کا مصر ہو"۔

اَب ان زراعت پیشہ اشخاص میں جو سالم موضع کے مالک ہوں۔ اور اُن میں جو ملے جلے موضع میں جن کی مالک دیگر اقوام ہوں۔ محض چند کھیتوں پر قابض ہوں۔ فرق یہ ہے کہ اوّل الذکر صورت میں انکا موضع کی غرض آبادی قائم کرنا ہی یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی ہے کہ اُنہوں نے اجنبیوں کو خارج کرنے میں زراعت پیشہ اشخاص کے قواعد اختیار کر لئے ہیں۔ حالانکہ موخر الذکر صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ کیوں اُنہوں نے ایسا کیا ہو۔ جن تفصیلات سے یہ تمیز نمودار ہوتی ہے۔ حسب ذیل ہیں :۔

ا۔ ۸، پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۰ "جب خاندان سالم موضع پر قابض ہو۔ اور اس کا زراعت پر گذارہ ہو تو ہم بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں منتقل کرنے کی نسبت جاٹوں کے قواعد کے مفاد کو سمجھ لیا ہے۔ جو خاندان کو یکجا رکھنے اور اجنبیوں کو مداخلت کرنے سے روکنے کے واسطے زبردست ہیں۔ مگر یہ خیال وہاں پیدا نہیں ہوتا۔ جہاں خاندان محض ملی جلی آبادی میں چند کھیتوں کا مالک ہوتا"۔

۲- ہمجنس آبادی اور ملی جلی موضع میں عارضی مالکان اراضی میں بھاری فرق ہے اور منتقل کرنے کے خلاف قیاس کرنے سے پہلے دیہاتی جماعات میں ذاتی حفاظت کرنے کا سچا خیال ہونا ضروری ہے۔ لہذا قرار پایا تھا کہ ضلع گورداسپور کے سوڈھی کھتریوں کی بابت ابتدائی قیاس یہ ہے کہ یہ رواج کے پیراؤ ہیں۔ جب کہ (۱) موضع میں رہتے ہیں۔ (۲) ۱۸۵۲ء سے زراعت پر گذارہ کرتے ہیں۔ (۳) کوئی دیگر پیشہ نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ موضع کی غیر مخلوط آبادی قائم نہیں کرتے۔ ۸، پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۳- برہمن دیہاتی آبادیوں اور ان برہمنوں کے مابین فرق ہے جو پیروہتائی کرتے ہیں۔ جو دیگر اقوام کے مملوکہ موضع میں زمین کے چھوٹے رقبہ پر قابض ہو — موخرالذکر صورت میں رواج کے حق میں کوئی قیاس نہیں ہوتا۔ لہذا مدعی کو ثابت کرنا لازم ہے۔ کہ برہمن صاحب زمین کو اپنی ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ کرنیکا اختیار نہ تھا جب یہ قرار پایا تھا کہ فریقین موضع کے پیروہت ہیں۔ جن کے بزرگوں نے سکھوں کے عہد میں بذریعہ ہبہ موضع میں قدم جمایا تھا۔

۴- ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اور ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں جو ہر دو شیعہ بیدیوں کے مقدمات تھے (اوّل الذکر میں قرار پایا تھا کہ یہ دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں اور موخرالذکر میں تجویز ہوا تھا کہ یہ رواج کے تابع ہیں۔) — فرق یہ ہے کہ موخرالذکر میں سالم موضع بیدیوں کا تھا جو موضع کی غیر مخلوط آبادی تھے۔ لہذا یہ قرار پایا تھا کہ ایسے رواج کی تائید میں قیاس ہے جس سے مرد بلا ضرورت منتقل کرنے کا مجاز نہ تھا۔ قطع نظر اس کے اوّل الذکر کے واقعات مختلف تھے۔ اس میں بیدی ملے جلے موضع میں جو دو سروں کا ملک تھا تھوڑی زمین کے مالک قرار پائے گئے۔ لہذا ان کی نسبت یہ قیاس نہ تھا کہ یہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔

۲- فرض کرو کہ خاندان کسی موضع سے نقل مکان کرتا ہے۔ جہاں اس کے بزرگ غیر مخلوط دیہاتی آبادی قائم کرتے تھے۔ تو کیا رواج کے حق میں قیاس ہوگا؟ میں کہتا ہوں ہاں۔ مگر اس بات کا ثبوت ہونا لازم ہے کہ یہ اس قسم کے موضع سے آئے تھے۔ محض یہ امر کہ کہیں ضلع میں موضع ہے جس کے مالک ایک ہی ذات کے ہیں کافی نہیں ہوگا۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں حجت یہ تھی کہ کھتریان شہر

جہاں خاندان خالص آبادی والے موضع سے منتقل ہو تو یہ اپنا رواج ساتھ لیجاتا ہے۔

جالندھر کے کھتری ایسے موضع سے گئے تھے جس کے کھتری مالک تھے - قرار پایا تھا کہ نقل وطن محض خیال کا معاملہ ہے -

۱۲- موضع کے بانی کے ساتھ بطور کامل مالکان آباد ہونا - فیصلجات :-

۱- ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں لاہور کے برہمن رواج کے پیراؤ قرار پائے تھے - کیونکہ (۱) دوسو سال گذرے ہیں کہ یہ موضع کے بانی کے ساتھ موضع میں آباد ہوئے تھے - (۲) جاٹوں نے ایک سو بیگہ بطور ہبہ دئے تھے - (۳) یہ شاملات دیہہ میں حصہ کے ساتھ کامل مالک تھے - (۴) گو یہ دوکانیں کرتے تھے - اور بہت بھی لیتے تھے -

مستثنیٰ - یہ مقدمہ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء سے (جو برہمنوں کا مقدمہ تھا) قابل تمیز ہے - جس میں یہ زمین پر قابض تھے - مگر (۱) کامل مالک نہیں تھے - اور نہ شاملات دیہہ میں ان کا حصہ تھا - (۲) زیادہ تر بہت پر گذارہ کرتے تھے - اس مقدمہ میں رواج کے پیراؤ قرار نہیں پائے تھے -

سوال - شاملات دیہہ میں حصہ کے ساتھ رواج کو کیا لگاؤ ہے ؟ -

چہارم - محض یہ امر کہ وہ غیر زراعت پیشہ اشخاص جو خالص زراعت پیشہ میں گل گئے ہے دیگر کام بھی کرتے ہیں رواج کو خارج نہیں کرتا - جب یہ ثابت کیا جائے کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص کا کنبہ یا قوم استباب سے خالص زراعت پیشہ ہو گیا ہے - کہ ان کا سہارا محض زمین پر ہے - تو پھر محض یہ امر کہ اس کے ممبر بعض دفعہ دیگر کام بھی کرتے ہیں - یہ ثابت نہیں کرتا کہ یہ زرعی رواج کے تابع نہیں - اس کی وجہ عیاں ہے - زرعی رواج وہاں حاوی ہوتا ہے جہاں کسی شخص کا گذارہ محض زمین پر ہو - اس قسم کا رواج حاوی ہونے کے واسطے یہ ضروری نہیں کہ اس کا گذارہ محض اسی پر ہے بلکہ اہم سوال یہ ہے کہ آیا اس کا بڑا گذارہ خاص کر اسی پر ہے یا کہ نہیں ہے - اگر ہے تو رواج حاوی ہوتا ہے - اور کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ کون شخص ہے یعنے زراعت پیشہ یا کہ غیر زراعت پیشہ ہے - قطع نظر اس کے اگر اس کا گذارہ زمین پر نہ ہو تو رواج حاوی نہیں ہوتا - خواہ یہ زراعت پیشہ نسل ہی سے کیوں نہ ہو - سندات یہ ہیں :-

۱- ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں قرار پایا تھا کہ بعض بیدی جو غیر مخلوط موضع کے

مالک تھے - اور ملازمت کرتے تھے وغیرہ وغیرہ مگر یہ امر بھی یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی خیال نہیں کیا گیا تھا کہ یہ رواج کی پیروی نہیں کرتے - ان میں سے بعض نے پیشہ اختیار کر لیا ہوگا - یا تجارت کرنے سے زراعت کی آمدنی پر اضافہ کر لی ہوگی - مگر یہ اس بات سے کم تر زراعت پیشہ نہیں ہو گئے - اب زراعت پیشہ جماعات کے اشخاص جیسے کہ جاٹ یا راجپوت ہیں - عموماً تجارت کرتے ہیں یا سرکاری ملازمت میں داخل ہو جاتے ہیں - اسیطرح فریقین (بیدی) بادی النظر میں زراعت پیشہ اشخاص ہیں اور یہ امر کہ ان میں سے بعض نے دیگر پیشے اختیار کر لئے ہیں - امر واقعہ کو تبدیل نہیں کر سکتا"۔

۲- ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء - برہمن کاشتکار رواج کے پیرا قرار پائے تھے - خواہ یہ دوکانیں کرتے تھے اور برتین بھی وصول کرتے تھے -

۳- ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء - زراعت پیشہ برہمن رواج کی پیروی کرتے ہیں خواہ بعض ملازمت سے روزی کماتے ہیں -

۴- ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء - زراعت پیشہ سید رواج کے پیرا ہیں - خواہ بعض اشخاص وقتاً فوقتاً مذہبی سیوکوں سے نذرانہ لیتے ہیں - کیونکہ اس طرح جو کچھ وصول ہوتا ہے یہ ان کی معاش کی بڑی وجہ ثابت نہیں کیا گیا -

**پنجم** - میری رائے میں کسی غیر زراعت پیشہ کو زرعی رواج کا پابند خیال کرنا ممکن نہیں - اخیر میں میری التماس یہ ہے کہ میری رائے میں کسی غیر زراعت پیشہ کو خواہ یہ خالص زمیندار ہی کیوں نہ ہو زرعی رواج کا پیرا خیال کرنا ممکن نہیں - وجہ یہ ہے کہ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اجلاس کامل کے مطابق جسکو پرانی بنیادی کا بانی کہہ سکتے ہیں - وہ اشخاص جن کو زرعی قاعدہ کا پابند کہنا ممکن ہے وہ ہیں جن کا خاندان قومی حقیت سے زمین پر قابض ہو - بالکل قابل قیاس ہے کہ غیر زراعت پیشہ خاندان غیر مخلوط موضع پر قابض ہو سکتا ہے یا دیہاتی آبادی قائم کر سکتا ہے - لیکن اسصورت میں فیصلہ محولہ مذکور (۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اجلاس کامل) حاوی نہیں ہوگا - کیونکہ فیصلہ مذکور حاوی کرنے کے واسطے یہی ثابت کرنا کافی نہیں کہ موضع غیر مخلوط ہے - بلکہ اس سے ایک گام آگے

بڑھ کر یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اس پر بھی قومی حیثیت سے قبضہ ہے - اب یہ باور کرنا
ناممکن ہے کہ ملک غیر کے آباد ہونے والے سیدوں - برہمنوں اور قریشیوں جیسے
کہ جن کا ذاتی قانون " قومی ملکیت " کو تسلیم نہیں کرتا - اور یہ اس ملک میں صرف
شخصی ملکیت کے خیال سے آئے ہیں - خیال کی کسی توضیح کے ساتھ کچھ پشتوں تک
غیر مخلوط دیہات پر قابض رہنے سے شخصی ملکیت کو بھول کر تاریخ سے قبل زمانہ کی
قومی حیثیت پر قابض ہونے لگے ہیں - لہذا ایسے اشخاص کی صورت میں فیصلہ مذکور
حاوی نہیں ہو سکتا - خواہ یہ موضع پر غیر مخلوط حیثیت ہی میں قابض ہوئے ہوں -
ششم - غیر زراعت پیشہ اشخاص زرعی رواج کے علاوہ کسی خاص رواج
کے پیراؤ ہو سکتے ہیں - مگر یہ بالکل ممکن ہے کہ غیر زراعت پیشہ ہندو اور مسلمان زرعی
رواج کے پابند نہ ہوں - اور باوصف اس کے ان کا ذاتی قانون بھی ان پر حاوی
نہ ہو - کیونکہ ان کا اپنا خاص رواج ہونا ممکن ہے - مقدمات ذیل اس امر کی صداقت
کو ثابت کریں گے - مگر بار ثبوت اس شخص پر ہو گا - جو اس کے ذاتی قانون کے برخلاف
رواج کا مظہر ہو - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء میں کھتری جو زرعی رواج کے پیراؤ قرار نہیں پائے
تھے - ایسے رواج کے پابند تھے - جس سے ہمشیرہ زادہ متبنٰے ہو سکتا تھا - حالانکہ
یہ رواج دھرم شاستر کے سخت برخلاف تھا -

۲- ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء میں عدالت ماتحت نے تجویز کیا تھا کہ اروڑے دھرم شاستر
کی پیروی نہیں کرتے - بلکہ رواج کی کرتے ہیں اور زرعی رواج کے مطابق ڈگری صادر
کی گئی - قرار پایا تھا کہ " اگر رواج حاوی ہو - تاہم ہمیں یہ فیصلہ کرنا لازم ہے کہ کونسا رواج
حاوی ہوتا ہے - جہاں تک ہمیں معلوم ہے عام قانون رواج جیسا کوئی مجموعہ موجود نہیں
مختلف مقامات کی اقوام مختلف قواعد رواج کی پیروی کرتی ہیں - اور چونکہ رواج کے
ایک قاعدہ کی صوبہ کے دیگر حصوں میں بعض اقوام عمل کرتی ہیں - یہ بلا خلش تجویز نہیں
کر سکتے کہ بالضرور یہی قاعدہ صوبہ کے دیگر حصہ میں بالکل مختلف اقوام کی صورت میں
حاوی ہوتا ہے " -
یہ بالکل صحیح ہے کیونکہ مقدمات ذیل ثابت کریں گے کہ خاص رواج ضروری ہے کہ زرعی رواج یا ذاتی رواج سے مختلف

نہیں ہو سکتے۔ مگر ان کو ایک دوسرے کے ساتھ غلط ملط نہیں کرنا چاہیئے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ۷۵۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء میں سوال یہ تھا کہ آیا سیدوں بیوہ باخراج اپنے خاوند کے پدری رشتہ داروں کے جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ قرار پایا تھا کہ یہ عیاں ہے کہ خاندان میں وراثت جو شیعہ حصہ کا سید خاندان ہے نہ تو امامیہ مجموعہ کا اور نہ ہی حنفی مجموعہ کا پیراؤ ہے۔ بلکہ زیادہ تر رواج کا پابند ہے۔ جو رواج بعض صورتوں میں اس کے مشابہ ہے جو ہندو زراعت پیشہ میں زمین کی وراثت پر حاوی ہوتا ہے"۔

۲۔ ۴۳، پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء میں قصبہ نور محل کے برہمنوں میں دختر کو بہ ترجیح جدیاں وارث ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔ مگر پھر بھی اس کی نسبت یہی سمجھا گیا تھا کہ "یہ تاحیات قابض ہوگی۔ اور اس کی حیثیت بیوہ کی سی ہوگی"۔

۳۔ ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں لاہور کے شمسی خوجے شرع محمدی کے نہیں بلکہ رواج کے پیراؤ قرار پائے تھے۔ جس سے قائمقامی کی اجازت ہے۔ اور یہ زراعت پیشہ اشخاص میں رواج کے مشابہ ہے۔

۴۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں:۔ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ فیروزپور کے کھتری رواج کے تابع ہیں جو فیصلہ کا ابتدائی قاعدہ ہے۔ خواہ یہ بالضرور زرعی رواج صاحب زمین اقوام کے نہیں۔ جن سے ضلع کی دیہاتی جماعات قائم ہوتی ہیں۔ تبنیت کی نسبت اعلیٰ غیر زراعت پیشہ ہندو قانون کا رواج جو قصبہ میں رہتے ہوں ضروری حالات میں عموماً دھرم شاستر سے مختلف نہیں ہوتا۔ گو سب سے پہلے رواج کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ دھرم شاستر کے متعلق مستند کتب کی جانب ایسا کرنا چاہیئے۔

**ہفتم** ۔ خلاصہ مقدمات متعلقہ غیر زراعت پیشہ اقوام۔ ذیل میں ۱۸۹۶ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک کے مقدمات متعلقہ غیر زراعت پیشہ اقوام کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے اور دیگر مقدمات جو ذیل میں نہیں ملیں گی اور انہی اشخاص کے ہیں یہ زیر عنوان شادی تبنیت۔ وراثت۔ اور انتقال جائداد ملیں گے۔

۱۔ برہمن۔

۱ - اچھیان برہمنان شہر امرتسر متعلقہ کے ہندوؤں میں کوئی رواج نہیں علیحدہ اصلی پیدا کردہ جائداد میں دختر قریبی پدری رشتہ دار سے پہلے وارث ہوتی ہے ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲ - کاشتکار برہمنان ضلع امرتسر - کوئی رواج ثابت نہ ہوا - دھرم شاستر حاوی کیا گیا تھا - جس کے رو سے پسر متبنیٰ کے مرنے کے بعد جائداد بترجیح قریبی وارثان پسر متبنیٰ - متبنیٰ کرنے والے باپ کے جدیوں کو ملی تھی - ۲۱ پنجاب ریکارڈ

۳ - برہمنان تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر - جو دختر اپنے باپ کی جائداد کی وارث ہو وہ اپنی ہمشیرہ کے پسروں کی موجودگی میں جو وارث ہیں منتقل نہیں کر سکتی - ۴۷ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

۴ - کاشتکار برہمنان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور - وہ اپنی بیوی کی دختر کے پسر کی تبنیت جائز نہیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۵ - برہمنان ضلع لاہور رواج کی پیروی نہیں کرتے - اور نہ ہی ان کا گذارہ زراعت پر موقوف ہے - یہ ثابت کرنے کا بار جدی پر ہے کہ وہ قرینہ کی جانب سے انتقال کی نسبت اعتراض کر سکتے ہیں - ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۶ - سکھ برہمنان تحصیل جگادھری ضلع انبالہ رواج کی پیروی کرتے ہیں - کیونکہ (۱) یہ پروہتائی کا کام نہیں کرتے - (۲) جنیؤ پہننا چھوڑ دیا ہے - (۳) گذشتہ پشتوں میں زراعت کا کام کرتے رہے ہیں - اور (۴) زیادہ تر زمین پر حصر کرتے ہیں - ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۷ - برہمنان شہر امرتسر دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - پسر اپنے باپ کی جانب سے جائداد جدی کے انتقال کی بابت اعتراض نہیں کر سکتا - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء -

۸ - برہمنان تحصیل راولپنڈی امور وراثت اور انتقال میں دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء -

۹ - برہمنان ضلع انبالہ جائداد کے انتقال کے معاملہ میں دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - ۱۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۱۰ - برہمنان تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور رواج کے تابع ہیں - کیونکہ (۱)

موضع کی غرض آبادی قائم کرتے ہیں۔ (۲) موضع کو قائم ہوئے ۹ پشتیں گذری ہیں۔
(۳) یہ اپنے ہاتھوں سے زمین کاشت کرتے ہیں۔

(۴) واجب العرض انتقال کے برخلاف ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۱۱- برہمن - دختر اور اسکے باپ کے قریبی جدیوں کے مابین جائداد کی وراثت کے بارہ میں تنازعہ میں یہ ثابت کرنے کا بار موخرالذکر پر ہے کہ دھرم شاستر حاوی نہیں ہوتا جس سے بیٹیاں بہ ترجیح جدیوں کے وارث ہوتی ہیں۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۱۲- موضع کے رہنے والے برہمن - وراثت کی بابت تنازعہ مابین دختر اور جدیوں کے تھا۔ دختر کے برخلاف فیصلہ کیا گیا تھا۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۱۳- موضع کے رہنے والے برہمن زراعت پیشہ قرار پائے گئے۔ جو رواج کے پیرائے تھے۔ دختر وراثت سے محروم کی گئی تھی۔ ۱۹۰۳ء

۱۴- تیواڑی برہمنان شہر امرت سر - دختر بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ

۱۵- دہوٹ برہمنان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ بھتیجے اور چچازاد برادر نواسہ کو خارج کرتے ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء)۔

۱۶- برہمن - برہمنوں کی نسبت ابتدائی قیاس ہوتا ہے۔ کہ یہ رواج کی پیروی نہیں کرتے۔ بلکہ دھرم شاستر کے تابع ہیں۔ برہمنان تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی رواج کی پیروی نہیں کرتے بلکہ دھرم شاستر کی کرتے ہیں کیونکہ (۱) یہ موضع کی غیر مخلوط آبادی نہیں (۲) یہ چند کسوں کے مالک ہیں اور (۳) دیگر پیشوں پر حصر کرتے ہیں۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۱۷- برہمنان ضلع امرت سر رواج کی پیروی کرتے ہیں کیونکہ (۱) خاندان کی وجہ معاش پشتوں تک زراعت ہے اور رہی ہے۔ (۲) پروہتائی کا کام چھوڑ دیا ہے اور اس کے اشخاص برو کی نہیں رکھتے۔

۱۸- برہمنان ضلع فیروزپور زراعت پیشہ نہیں۔ اور رواج کی پیروی نہیں کرتے ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۱۹- برہمنان قصبہ نورمحل رواج کی پیروی نہیں کرتے دختر بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے۔ مگر اس کو صرف حقیت حیات ملتی ہے۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۲۰- نیز دیکھو، ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء -

۱۲- برہمنان ضلع انبالہ - بیوہ پسروں کے ساتھ برابر کی وارث نہیں ہوتی - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

۲- کھتریان - ۱- کھتریان شہر جالندھر - کوئی رواج نہیں جس سے مالک کو دوکانات اور مکان منتقل کرنے سے روکا جائے - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۲- کھتریان شہر لاہور دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ رواج کی بیٹی بہ ترجیح پسر برادر وارث ہوتی ہے - ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

۳- کھتری - تبنیت نواسہ قائم رہی تھی - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۴- کھتری - تبنیت نواسہ قائم رہی تھی - ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۵- کھتریان شہر پشاور دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - نہ کہ رواج کی - ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۶- کھتری دھرم شاستر کی نہ کہ رواج کی پیروی کرتے ہیں - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۷- کھتری دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ رواج کی - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۸- دل کھتریان ضلع مظفر گڑھ - دختر جدی کو اپنے باپ کی پیدا کردہ جائداد واقعہ موضع کی وراثت سے محروم کرتی ہے - جو موضع ان کا اصلی وطن یا جدیوں کی رہائش کا نہ ہو - ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۹- زراعت پیشہ کھتری رواج کی نہیں بلکہ دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - ۱۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۱۰- زوال کھتریان ضلع امرت سر - بے اولاد مالک کی جانب سے انتقال ناجائز نہیں - ۱۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء -

۱۱- کھتری بے اولاد مالک نے جائداد منتقل کی - حقداران بازگشت نے جنہوں نے دین اسلام قبول کر لیا تھا اعتراض کیا -
قرار پایا تھا کہ ان کو کوئی منصب نہیں - کیونکہ (۱) یہ زراعت پیشہ نہیں - نیز (۲) کیونکہ دین تبدیل کرنے سے خاندانی اغراض زائل ہو گئی ہیں - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۱۲- کھتریان راولپنڈی - کھتری معمولی طور پر تاجر ہیں اور زراعت پیشہ کا رواج

ان پر حاوی نہیں ہوتا۔ بیوی کے بھائی کا پسر متبنّٰے کیا جا سکتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں ہوتا۔

۱۳۔ کھتریان بٹالہ دہرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ رواج کی۔ (۱) گو یہ زمین پر قابض ہیں۔ اور (۲) دیگر پیشوں پر حصر کرتے ہیں۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۱۴۔ کھتریان شہر بٹالہ ضلع گورداسپور معاملہ وراثت میں رواج کی پیروی نہیں کرتے بلکہ دہرم شاستر کی کرتے ہیں۔ بیٹیاں بہ ترجیح برادران وارث ہیں۔ ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۱۵۔ کھتریان ضلع انبالہ۔ ہمشیرہ زادہ متبنّٰے ہو سکتا ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۱۶۔ وہمن کھتریان شہر فیروز پور تبنیت میں خاص رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ بیوی کی ہمشیرہ کا پسر متبنّٰے کیا جا سکتا ہے۔ رسوم ضروری نہیں۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۱۷۔ بھنڈاری کھتریان شہر فیروز پور دہرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ رواج کی۔ نرینہ مالک کو جائداد جدی منتقل کرنے سے نہیں روک سکتے۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۱۸۔ کھتریان شہر ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ دختر بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۱۹۔ بار ثبوت اس پر ہے جو یہ بیان کرے کہ کھتری وراثت اور انتقال جائداد میں رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ مدت مدید تک زمین پر قابض رہنا فی نفسہ بار ثبوت فریق ثانی پر منتقل کرنے کے واسطے کافی نہیں۔ ضلع جہلم کے کھتریوں میں بے پسر مالک بموجودگی بیدی جدیان بلا ضرورت منتقل کر سکتا ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۲۰۔ کھتریان ضلع گورداسپور انتقال جائداد کے معاملہ میں دہرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ کہ رواج کی۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۲۱۔ پنجابی کھتریان شہر راولپنڈی دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں۔ دختر کا پسر اور پوتا جدیوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۲۲۔ دیکھو ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔ ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۲۳۔ کھتریان ضلع منٹگمری وراثت میں دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ رواج کی۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۲۴- کھتریان شہر جالندھر دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ رواج کی ۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء -

۲۵- پنجاہی کھتریان ضلع راولپنڈی جن کا پیشہ دھوبی تھا رواج کی پیروی نہیں کرتے - ۸۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء -

۳- بیدی کھتریان -

۱- بیدی کھتریوں کا مقدمہ - رواج کو حادی کرنے سے پہلے یہ دیکھنا لازم ہے کہ (۱) آیا وجہ معاش کا بڑا ذریعہ زراعت ہے - یا (۲) آیا یہ موضع کی غرض آبادی قائم کرتے ہیں - ۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء -

۲- بیدی کھتریان ضلع گورداسپور - بیدی کھتریوں کا حصہ ہیں بیوی کے بھائی کی تبنیت جائز ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء -

۳- بیدی کھتریان سکنلئے تقصیہ اونہ انتقال کے معاملہ میں رواج کی پیروی نہیں کرتے - ۷۷ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۶ء -

۴- نہ تو کھتری اور نہ ہی بیدی بحیثیت جماعت زراعت پیشہ ہیں خواہ یہ زمین پر قابض ہوں - ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء -

۴- سوڈھی کھتریان -

۱- ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء میں صاحب فاضل جج سوڈھی کھتریوں کی بابت لکھتے ہیں - بہت اہم امر بار ثبوت کا ہے - اس بارہ میں دیکھو ۴۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء کھتری بلاشبہ ابتداً زراعت پیشہ نہیں - اور سوڈھیوں میں بعض مذہبی اوصاف ہیں جو اسے سبا کو بعید از قیاس کرتے ہیں کہ انہوں نے جاٹوں کا رواج اختیار کر لیا ہوگا -

۲- ۲۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء - سوڈھی کھتریان تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر معاملہ انتقال میں دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - خواہ یہ ۲۱۵ کنال اراضیات کے مالک ہیں - جو علیحدہ بچی ہے - کیونکہ (۱) ان کا گذارہ زراعت پر نہیں - (۲) اپنی کچھ پیداوار چڑھاوئی سے حاصل کرتے ہیں - اور (۳) اس طرح کی بچی بہت تھوڑا رقبہ ہے -

۵- بیدی - ا ضلع ہوشیارپور کے بیدی جن کے بزرگ بحیثیت جاگیردار

ڈیرہ نانک سے آئے تھے ۔ جو بیدیوں کا ملجا ہے ۔ رواج کی پیروی نہیں کرتے ۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔

۲۔ بیدیان ضلع ہوشیارپور جن کی موضع میں بہت تھوڑی زمین تھی ۔ مگر یہ شاملات میں حصہ دار نہیں تھے ۔ رواج کے نہیں بلکہ دھرم شاستر کے پابند تھے ۔ ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۳۔ بیدیان ضلع ہوشیارپور رواج کی پیروی کرتے ہیں ۔ سالم موضع ان کا تھا اور پشتیں گذری ہیں کہ ان کے بزرگوں نے قائم کیا تھا ۔ ان کی آبادی غیر مخلوط تھی اور یہ تاحال زراعت کرتے ہیں ۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء ۔

۴۔ بیدیان ضلع گورداسپور تبنیت کے معاملہ میں اسی رواج کے تابع ہیں ۔ جس کی کھتری پیروی کرتے ہیں ۔ اور کھتریوں کا حصہ ہیں ۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۶ ۔ اروڑے ۔

۱۔ ضلع لاہور کے اروڑے ۔ دوکاندار ۔ بار ثبوت اس پر ہے جو رواج کے حاوی ہونے کا مصر ہو ۔ دھرم شاستر کے مطابق بھائی بھینوں کو خارج نہیں کرتے ۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء ۔

۲۔ ضلع امرتسر کے اروڑے دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں ۔ بیٹی بیوں کو خارج کرتی ہے ۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء ۔

۳۔ ضلع جہلم کے اروڑے دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں ۔ ہمشیرہ زادہ کے نام بیع کی نسبت اعتراض نہیں ہو سکتا ۔ اروڑوں کی قوم بادی النظر میں زراعت پیشہ نہیں ۔ اور اسلامی موضع میں ان کا زمین پر محض چند پشت قابض رہنا رواج کے حق میں قیاس پیدا نہیں کرتا ۔ قوم کی غیر مخلوط حصہ کے مقدمات اور بکھرے ہوئے خاندانوں یا گروہوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء ۔

۷ ۔ بنئے ۔

۱۔ ضلع انبالہ کے بنئے ۔ یہ خاص رواج ثابت کیا گیا تھا ۔ جس سے علیحدہ بھائی کے پسر حق القائم بھائی کے ساتھ اس جائداد میں سے حصہ لینے کے مستحق تھے ۔ جو برادر زادہ کی پیدا کردہ تھی ۔ اور یہ پھر شامل ہو گیا تھا ۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء اجلاس کامل ۔

۲- ضلع گوڑگانوہ کے اگروال بنئے - جدیوں میں دھرم شاستر کے برخلاف نیابت کی اجازت دیتے ہیں - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۳- ضلع انبالہ کے اگروال بنیوں میں کوئی رواج ثابت نہیں ہوا - جس سے بھائی پیدا کردہ جائداد سے بہین کو محروم کرے - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

۴- شہر جالندھر کے بسال بنئے - بے اولاد بیوہ اس جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کی مستحق نہیں جو اس کے خاوند نے اپنے مشترکہ بھائیوں کے ساتھ مل کر پیدا کی ہو - ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

۵- ضلع حصار کے اگروال بنئے - بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کا ہبہ نہیں کر سکتی - اور دختر بموجودگی جدیان وارث ہونے کی مستحق نہیں - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۶- جگراؤں کے بنئے - معمولی تجارتی جماعت کے قصبہ میں رہنے والے بنئے - رواج کی نہیں بلکہ دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - اور نواسہ متبنٰی ہو سکتا ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۷- شہر پرو بیانہ کے اگروال بنئے - خاص رواج ثابت کیا گیا - جائداد جدی کی وراثت میں قریبی جدی دختر کو محروم کرتے ہیں - ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۸- ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں سوال یہ تھا کہ آیا بنئے زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں - جس کے مطابق قیاس یہ ہے کہ نواسہ کی تبنیت ناجائز ہے - اس پر گورڈن واکر صاحب نے یہ ریمارک کیا تھا کہ ہمیں یہ عیاں معلوم ہوتا ہے - کہ اس مقدمہ میں رواج کا قاعدہ دھرم شاستر میں تلاش کرنا چاہئے - فریقین معمولی تجارتی جماعت کے قصبہ میں رہنے والے بنئے ہیں - یہ ثابت کرنیکا بار کہ اس طرح کی تبنیت بروئے رواج منع ہے - اس شخص پر ہے جو یہ امر بیان کرے "

۸- مہاجن - مہاجنان کرنال - جدیوں میں قائمقامی کا رواج ثابت کیا گیا تھا - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

۹- بھابڑے - ۱- شہر راولپنڈی کے بھابڑے - انتقال میں دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۱۰- بقال -

۱- قصبہ رائے پور ضلع انبالہ کے بقال رواج کی نہیں بلکہ دھرم شاستر کی پیروی

کرتے ہیں۔ مالک مکانات ہبہ کرسکتا ہے۔ ۴۳ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۱۱۔ کلال۔ کلال زراعت پیشہ نہیں۔ خواہ یہ زمین کے مالک ہیں۔ انہوں نے مختلف پیشہ اختیار کرلئے۔ جن میں غالباً زراعت بالا و برتر نہیں۔ ان کا مذہبی اور سوشل منصب پست ہے۔ ان کی تھوڑی تعداد اس موضع میں جس پر زیادہ تر دیگر اقوام قابض ہیں آباد ہوگئی ہے۔ یہ چار پشتوں سے زیادہ عرصہ موضع میں نہیں ہیں۔ یہ خود زمین کاشت نہیں کرتے۔ بلکہ زیادہ تر سرکاری ملازم ہیں۔ ہماری رائے میں ابتدائی قیاس یہ ہے کہ یہ زرعی رواج کی پیروی نہیں کرتے۔ اور ان میں نواسہ جائز طور پر متبنےٰ ہوسکتا ہے۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۱۲۔ چوہڑے۔

۱۔ فیروز پور کے چوہڑوں میں تبنیت مروّج ہے۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۱۳۔ ہندو

اعلیٰ ذاتوں کے قصبات میں رہنے والے ہندوؤں میں جن کا زراعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں کوئی ایسا رواج نہیں جس سے جدّی علیحدہ پیدا کردہ جائداد سے دختر کو علیحدہ کریں۔ اور بار ثبوت جدیوں پر ہے۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۱۴۔ ہندو۔ بار ثبوت۔ دیکھو ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء صفحہ ۵۳۶-۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء-۳، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء- صفحہ ۲۲۶۔

۱۵۔ سیّد

۱۔ سیّدان ساڈھورہ ضلع امبالہ۔ بیوہ جدّی طور پر وارث نہیں ہوتی۔ اور دختر بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

۲۔ غیر زراعت پیشہ شہر کے رہنے والے سیّدان میں سیّدوں کے مقدمہ میں ابتدائی قیاس یہ تھا کہ یہ انتقال جائداد کے مقدمات میں شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۳۔ سیدان ضلع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ کہ شرع محمدیؐ کی ۴۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

۴۔ سیّدان ضلع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں اور نہ کہ شرع محمدیؐ کی اور

بے پسر بیوہ صرف تاحیات لیتی ہے۔ اور حقیقی چچا زاد برادر دختر کو خارج کرتا ہے۔
۱۸۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۵۔ سبزواری سیدان گورداسپور۔ دوم چچا زاد برادر جو ایک پشت اور دختر کو خارج نہیں کرتا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۶۔ سیدان ضلع جالندھر۔ دختران اور ان کے پسر چوتھی پشت کے نرینہ جدیوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۷۲۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۷۔ بخاری سیدان ضلع جھنگ۔ بیوہ اپنے خاوند کی سالم جائداد لیتی ہے۔ مگر اس کے اختیارات ہندو بیوہ کیطرح محدود ہوتے ہیں۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۸۔ سیدان ضلع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ اور بھتیجا جس کا باپ فوت ہو۔ قائمقامی کے حق سے اپنے چچا کے ساتھ وارث ہوتا ہے
۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۹۔ بخاری شیعہ سیدان ساڈھورہ ضلع انبالہ۔ زرعی رواج کی پیروی نہیں کرتے۔ بیوہ قانون شرع کے برخلاف اپنے خاوند کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے۔ زرعی رواج کی محدود حقیت سے نہیں لیتی۔ اور بلا کسی قید کے منتقل کر سکتی ہے۔ یہ حجت صحیح نہیں کہ کوئی حقدار بازگشت خواہ کیسا ہی بعید کیوں نہ ہو انتقال کی بابت تنازع کرنے کے واسطے تنازعہ کر سکتا ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۱۰۔ سیدان ضلع انبالہ۔ گو پسر بروئے رواج دختروں کو خارج کرتے ہیں۔ انبالہ میں کوئی مسلمہ رواج نہیں کہ جدی بھی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۱۱۔ سیدان ضلع گورداسپور امور انتقال جائداد اور وراثت میں جیلانی سیدان جو گذشتہ ۹ پشتوں میں بطور پیشہ زراعت کام کرتے ہیں۔ شرع محمدی کے نہیں بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۱۲۔ سیدان ضلع گورداسپور رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۱۳۔ شیعہ سیدان شہر انبالہ۔ شہر میں رہنا اور باہر زمین کا مالک ہونا۔ یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں کہ رواج کی پیروی کیجاتی ہے۔ شرع محمدی حاوی ہوتی ہے۔ پانچویں پشت کے جدی جدہ کو پوتے کی وراثت سے اور منکوحہ دختر کو اپنی ماں کی وراثت

سے محروم نہیں کرتے۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء۔

۱۴۔ سیدان ضلع ہوشیارپور جو بطور صاحبان زمین پشتوں تک زراعت کرتے رہے رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء۔

۱۵۔ سیدان ضلع کرنال۔ دختر قطعی حقیت نہیں لیتی۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء

۱۶۔ جو سیدہ بیوہ سالم جائداد لیتی ہے۔ صرف حقیت حیات لیتی ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ

۱۷۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء میں پیروی کی گئی۔

۱۸۔ اس امر کے متعلق نیز دیکھو ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء۔

۱۹۔ یہ امر فضول ہے کہ یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ سیدوں میں تمام باتوں پر شرع محمدیؐ حاوی ہوتی ہے لیکن یہ کہنا ویسا ہی ناممکن ہے کہ خاندان نے شاہپور نے نہیں رواج اختیار کرلیا ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء۔

۲۰۔ سیدان ضلع انبالہ ایسے رواج کی پیروی کرتے ہیں جو زرعی رواج کے منطبق نہیں ہے بیوہ سالم جائداد محدود اختیارات سے لیتی ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء۔

## ۱۶۔ قریشیان

۱۔ قریشیان شہر فیروزپور۔ بہو اپنے سسر کی جائداد کی بموجودگی قریبی ناتی جدی کے وارث نہیں ہوتی۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء۔

۲۔ وزیرآباد کے قریشی رواج کے نہیں بلکہ شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں۔ دختر اپنے بھائیوں کی موجودگی میں اپنا قانونی حصہ لیتی ہے۔ ۱۷۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء۔

۳۔ قریشیان قصبہ گوجرانوالہ وراثت کے بارہ میں رواج کی نہیں بلکہ شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں۔ خواہ یہ زمین کے مالک ہیں۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔

۴۔ گو قریشیان بھیرہ ضلع شاہپور زراعت پیشہ ہیں۔ اور بعض نے رواج بھی اختیار کر لئے ہیں۔ تاہم دختروں کے نام ہبوں میں شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں۔ اور بے پسر شخص اپنے داماد کے نام ہبہ کرنے کا مجاز ہے۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء۔

۵۔ تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم کے قریشی شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں۔ پسر اپنے باپ کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازع کرنے کا مجاز نہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۶۔ قریشیان ضلع راولپنڈی زمین پر قابض ہیں۔ مگر پیری مریدی کرتے ہیں۔ اور

وراثت میں رواج کی پیروی نہیں کرتے - بلکہ شرع محمدیؐ کی کرتے ہیں ۵۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء
۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء -

۷- قریشیان ضلع راولپنڈی شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - ۶۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

۸- موضع واقعہ ضلع گورداسپور کے قریشی بیٹی کی وراثت کے معاملہ میں زرعی رواج کے اور نہ کہ شرع محمدیؐ کے تابع ہیں - ۱۴۰ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۲ء -

## ۱۷- بافندگان -

۱- شہر جالندھر کے بافندے - دختر بہ ترجیح پسران برادر جائداد جدی کی وارث ہوتی ہے - ۶۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۸ء -

## ۱۸- کشمیری

۱- مسلمان کشمیریان شہر لاہور جو تاجر ہیں معاملہ وراثت میں شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - ۴۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء -

۲- ضلع جالندھر کے مسلمان کشمیری وراثت میں رواج کی پیروی کرتے ہیں - ۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء -

۳- ہندو کشمیری پنڈتان شہر دہلی تبنیت میں خاص رواج کی پیروی کرتے ہیں - ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء -

۴- شہر سیالکوٹ کے مسلمان کشمیری بیوگان کی وراثت کے متعلق معاملات میں رواج کی پیروی کرتے ہیں - اور نہ کہ شرع محمدیؐ کی - ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء -

۵- مسلمان کشمیریان ضلع گجرات انتقال جائداد کے معاملہ میں رواج کی نہیں بلکہ شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء -

## ۱۹- ترکھانان

۱- شہر ملتان کے ترکھان وراثت میں شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

۲- شہر امرتسر کے ترکھان دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - ۳۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۳- ترکھان دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء -

۴- ضلع لاہور کے ترکھان رواج کی نہیں بلکہ شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء -

## ۲۰۔ لوہاران۔

۱۔ تحصیل جالندھر کے لوہار زراعت پیشہ ہیں۔ کیونکہ (۱) یہ کئی پشتوں تک مدت مدید میں زمین کاشت کرتے رہے تھے۔ (۲) بلاضرورت منتقل نہیں کر سکتے۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ لوہار ترکھانان ضلع گجرات معاملہ انتقال میں رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

۳۔ کوٹلی لوہاران ضلع سیالکوٹ کے لوہار انتقال میں رواج کے نہیں بلکہ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔

## ۲۱۔ بوچڑان

۱۔ قصبہ انبالہ کے بوچڑ۔ جو بیوہ سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے اس کو منتقل کرنے کا محدود اختیار ہوتا ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء۔

## ۲۲۔ خوجے

۱۔ قصور کے خوجے۔ بیوہ سالم جائداد باخراج ہمشیرہ لیتی ہے۔ اور اسکو منتقل کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء۔

## ۲۳۔ مداریان

۱۔ ضلع لودہیانہ کے مداری جو زراعت پیشہ اقوام میں درج نہیں۔ زراعت پیشہ ہیں۔ ۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء۔

## ۲۴۔ پٹھان

۱۔ شہر لاہور کے پٹھان جو زمین پر قابض نہیں شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ کوئی رواج ثابت نہ ہوا۔ بھینیں بیوہ کی موجودگی میں حصہ لیتی ہیں۔ ۵۱ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۴ء

۲۔ لودھی پٹھانان ضلع جالندھر جو زراعت پیشہ ہیں تبنیت میں رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔

۳۔ ککے زئی پٹھان معاملات وراثت میں شرع محمدی کے نہ کہ رواج کے تابع ہیں۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۵ء۔

## ۲۵۔ جوگی

۱- جوگیان شہر لاہور رواج کی نہیں بلکہ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں بیٹیاں پسروں کے ساتھ حصہ لیتی ہیں۔

## ۲۶- شیخان

۱- شیخان رہتک جو نشتوں سے ریاست کی ملازمت کرتے ہیں۔ اور زراعت پیشہ نہیں کرتے۔ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ رواج کی نسبت کوئی قیاس نہیں۔ بیٹیاں جدیوں کو خارج کرتی ہیں۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۲- انصاری شیخان ضلع جالندھر وراثت اور انتقال میں شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ کہ رواج کی۔ ایک نرینہ مالک اپنی جدی جائداد قطعی طور پر دختر کے نام ہبہ کر سکتا ہے۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

## ۲۷- مغل

۱- کلچی مغلان تحصیل فیروزپور وراثت کے بارہ میں شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

## ۲۸- جھیوران

۱- ضلع ہوشیارپور کے جھیور انتقال جائداد کے معاملہ میں رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

## ۲۹- پراچے

۱- شہر بھیرہ کے مسلمان پراچے رواج کی پیروی نہیں کرتے۔ وراثت کے معاملہ میں بیٹیاں جدیوں کو خارج کرتی ہیں۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

## ۳۰- تیلیان

لاہور کے تیلی رواج کی پیروی کرتے ہیں سو وراثت میں بھائی دختر کو محروم کرتا ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## ۳۱- فاحشہ عورتیں

۱- کنجر شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۲- کنجران لاہور شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۳- کنجران دہلی شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

۴۔ گجران دہلی شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل۔
۵۔ کنجر شرع محمدی کے تابع ہیں۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء
۶۔ کنجر شرع محمدی کے پابند ہیں۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء
۷۔ کنجر شرع محمدی پر عمل کرتے ہیں۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

**۴۳۔ مسلمان**

۱۔ مسلمان شرع محمدی کے پیرا ہیں۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

# باب ہفتم
## خاندانی تعلقات

مضامین۔ اس باب میں مضامین ذیل ہیں:۔ (۱) ناطہ (۲) شادی۔ (۳) بیوی کی حراست (۴) مہر (۵) گذارہ (۶) انفساخ شادی (۷) صحیح النسبی۔

۱۔ ناطہ۔ (اول) ہر مقدمہ میں جو ناطہ کے معاہدہ سے برپا ہو۔ سب سے پہلے نسبت کے معاہدہ کے واقعہ کو ثابت کرنا لازم ہوتا ہے۔ بیشک بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ واقعہ بیان کرے۔ مثلاً شرع جواب جس میں نکاح نہیں پڑھا جاتا۔ شادی کے مساوی نہیں۔ بلکہ محض ناطہ کا معاہدہ ہے۔ ۵۰ پنجاب لا رپورٹر ۱۹۰۲ء۔

**دوم۔ معاہدہ قانونی ہونا چاہئے**۔ ناطہ کا معاہدہ جائز ہونا لازم ہے۔ کیونکہ ناجائز معاہدہ قابل نفاذ نہیں ہوتا۔ چنانچہ معاہدات ذیل قانونی یا جائز نہیں:۔

۱۔ جو لڑکی ابھی تولد نہ ہوئی ہو اس کے ناطہ کی نسبت معاہدہ ناجائز ہے ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء۔

۲۔ جب کوئی شخص دوسرے کی دختر کی مدعی کے ساتھ شادی کرانیکا ذمہ لے اس قسم کا اقرار ناجائز ہے۔ اس کی خلاف ورزی کی بابت ہرجہ کا دعوے نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ معاہدہ بالعوض روپیہ لڑکی کے باپ کی رضامندی خرید کرنے کے واسطے ہو تو یہ مصلحت عامّہ کے برخلاف ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۳۔ ناطہ کا معاہدہ جس میں کوئی شخص دوسرے کو اس امر کے بدل میں روپیہ دینے کا معاہدہ کرے کہ یہ اپنے ہمشیرہ کی اوّل الذکر کیساتھ شادی کرے گا۔ اس وجہ سے کالعدم ہے کہ یہ مصلحت عامہ کے برخلاف ہے۔ ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۴۔ جب لڑکی کو شادی میں دینے کا اقرار ایسی رقم کا بدل ہو جو لڑکی کی بابت ادا ہوئی ہو تو مصلحت عامہ کے برخلاف ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

۵۔ نیز دیکھو ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ اور

۶۔ انڈین لار پورٹ ۱۳ مدراس ۸۳

سوم۔ عہود متقابلہ۔ گرچہ معاہدے بالمقابل کئے جائیں جائز ہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جہاں ناطہ کی نسبت معاہدات بالمقابل ہوں۔ مثلاً جہاں الف نے ب کے ساتھ اس قرارداد پر لڑکی بہم پہونچانیکا معاہدہ کیا ہو کہ ب نے الف کو لڑکی دینے کا معاہدہ کیا ہے۔ اگر الف اپنا معاہدہ پورا نہ کرے تو ب پابند نہیں۔ اور ہرجہ کی بابت دعوے نہیں ہو سکتا۔ ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲۔ جب خاندانی انتظام سے کئی لڑکیاں منسوب کی گئی ہوں۔ اور ایسے معاہدات کسی دوسرے معاہدہ کے پہلے پورے کئے جانے پر موقوف نہ ہوں۔ تو کوئی امر ناجائز نہیں ہوتا۔ خلاف ورزی کی بابت ہرجے وصول ہو سکتے ہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

۳۔ لیکن گو ایسے معاہدات جائز ہیں تاہم یہ انتظام اعلیٰ درجہ کے باوقار نہیں سمجھے جاتے۔ لہذا ان کی خلاف ورزی کی بابت بھاری ہرجے نہیں دلائے جا سکتے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۴۔ نیز دیکھو انڈین لار پورٹ ۱۱ بمبئی ۱۲۴۔

چہارم۔ کون ناطہ کر سکتا ہے۔ پنجابیوں کے ذاتی قانون کیطرح بروئے قانون رواج صرف ولی بھی اپنے نابالغ بچوں کی بابت ناطہ کا معاملہ کر سکتے ہیں۔ سند حسب ذیل ہے:۔

۱۔ قانون وہاں ناطہ کے معاملہ کو تسلیم نہیں کرتا۔ جہاں یہ ایسے شخص نے کیا ہو۔ جس کو اس بارہ میں اختیار نہو۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔

پنجم۔ اس معاہدہ کو عمدہ وجہ سے توڑ سکتے ہیں۔ ناطہ کے معاملہ کو عمدہ وجہ سے توڑ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ وجہ بروئے رواج جائز تسلیم کی گئی ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ معاہدہ کی کافی وجہ سے توڑ سکتے ہیں۔ اس مقدمہ میں آئندہ خاوند ہونے والا شخص پکا چور اریا ہو گیا تھا۔ قرار پایا کہ چونکہ اس کے موزوں خاوند ہونے کی کوئی اُمید نہیں لہذا باپ کا ناطہ کو طلب نا جائز تھا۔ ۱۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲۔ جب رواج میں یہ شرط نہ ہو کہ ناطہ کو اس صورت میں توڑ سکتے ہیں جب کہ بچہ کی صحت مستقل طور پر کمزور ہو گئی ہو۔ گو وجہ بالتصریح ثابت کرنی لازم ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۳۔ لیکن کوئی ایسا رواج ثابت نہیں کیا گیا۔ جس سے ضلع حصار کے مسلمانوں میں لڑکی معاہدہ محض اس وجہ سے نہیں توڑ سکی کہ دوسرے ہمہ میں دوسری عورت بیاہ لی ہے۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء۔

**ششم۔ خلاف ورزی پر چارہ جوئی۔** ناطہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی پر خاوند معاہدہ کی خاص تعمیل کا مستحق نہیں ہوجاتا۔ بلکہ محض ہرجہ کا حقدار ہوتا ہے۔

ثبوت یہ ہیں:۔

۱۔ ناطہ محض شادی کرنے کا معاہدہ ہے۔ اور شادی کے مساوی نہیں۔ محض ناطہ سے کوئی فریق بیوی کی حفاظت کا مستحق نہیں ہوتا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۲۔ خلاف ورزی معاہدہ پر خاص تعمیل ہو سکتی ہے۔ انڈین لا رپورٹ الکلکتہ ۴۷۔

**ہفتم۔ ہرجوں کی بابت کون دعوےٰ کر سکتا ہے۔**

۱۔ جب معاہدہ باپ نے کیا ہو تو نابالغ بچہ ہرجوں کی بابت دعوےٰ کر سکتا ہے۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

**ہشتم۔ کون ذمہ وار ہے۔**

۱۔ لڑکی کا باپ ہرجہ کا ذمہ وار ہے۔ ۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۲۔ والدین ذمہ وار ہیں۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء۔

۳۔ اور ان کے قانونی قائمقام ان ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۴۔ مگر موجودہ خاوند نہیں۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

۵۔ نہ ہی لڑکی ذمہ دار ہے۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ ۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔ انڈین لا رپورٹ الہ بمبئی ۱۲ ۴۔

## نہم - ہرجوں کا اندازہ -

۱ - ہرجے مناسب ہونے چاہئیں - جس میں مدعی اور مدعا علیہ کے حالات ملحوظ ہونے چاہئیں - ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء -

۲ - لڑکی کے باپ کو جو رقوم دی گئی ہوں ان کو ملحوظ رکھنا چاہیئے - ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۳ - جو زیورات دیئے گئے ہوں واپس لے سکتے ہیں - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء -

۴ - جو روپیہ شادی کے بدل میں دیا گیا ہو وصول نہیں ہو سکتا - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء - ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء -

۵ - مگر اجلاس کامل نے تجویز کیا کہ یہ روپیہ قابل وصولی ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء

۶ - ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء اور ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں پیروی کی گئی -

۷ - اخراجات دعوت (الف) جو ناطہ کا صریح نتیجہ نہ ہوں نہیں دلائے جا سکتے (ب) اخراجات تجہیز بخش دلانے چاہئیں - اور (ج) دل دکھانے کی بابت ہرجہ بھی ملنا چاہیئے ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء -

**۴ - شادی اور اس کی جزویات اصلی** - پنجاب میں شادی کی ضروریات تعین کرنے سے پہلے یہ ریمارک کرنا ضروری ہے کہ پنجاب کی شادیوں کو اخلاق کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے - دیگر الفاظ میں عدالت کو اُن خیالات سے اخلاق کے جواز کا اندازہ نہیں لگانا چاہیئے جو انگریزی قانون سے لئے گئے ہوں - اس ملک کے حالات مختلف ہیں - یہاں انگریزی کامن لا حاوی نہیں ہوتا - چنانچہ راٹیگن صاحب جج ناطہ کے معاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (۱۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء صفحہ ۳۵۸) " اس قسم کے مقدمات ہیں جن کا فیصلہ کرنا انگریزی ججوں کے واسطے بہت ہی مشکل ہے - کیونکہ بلاشبہہ رواج کی تعبیر جس سے اس کی تنظیم ہو اُن لوگوں کے نکتہ خیال سے کرنی چاہیئے جنہوں نے اس کے تابع ہونا ہو - اور اس بات کو اطمینان بخش طور پر کرنے کے واسطے متعلقہ لوگوں کے سوشل رواجوں اور مذاہب کے محسوسات کا علم ہونا از بس ضروری ہے - جس کا انگریز جج بہت کم دعوےٰ کر سکتے ہیں - لہٰذا اس قسم کے مقدمہ میں دیسی ججوں کی رائے بالخصوص جب یہ فریقین کے ہم مذہب ہوں قدرتی

طور پر سب سے زیادہ قابل وقعت ہوتی ہے "۔ حاصل اس سے کہ یہ خیال سلیم ہو یا کہ نہ ہو یہاں تک صاف ظاہر ہے کہ اس صوبہ میں یہ کہنا ناممکن ہے کہ معاملات شادی میں اخلاق کیا ہے۔ اور کیا نہیں۔

رٹّد صاحب چیف جج (۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء صفحہ ۹۳)۔ لکھتے ہیں کہ ہمارے خیال میں سول عدالتوں کو اخلاق کے موازنہ سے شادی کے جواز کے سوالات کا۔ اور اس کی وجہ سے بچوں کے جائز اولاد ہونے کے سوالات کا فیصلہ کرنے کی کوشش کرنا بہت مشکل ہے۔ اس مضمون کے متعلق اخلاق کو رواج کے مساوی سمجھنا چاہیئے۔ بعض کمیونیٹیز خواہ مذہبی یا قومی ہوں شادی کو متبرک خیال کرتی ہیں۔ جس کی نسبت مذہبی رسوم کا ادا ہونا ضروری ہے۔ دوسری اقوام میں اس قسم کی رسومات کا ادا ہونا ضروری نہیں۔ مگر قانونی ضوابط کی متقاضی ہیں۔ اور دوسروں میں یہ بھی ضروری نہیں ہوتا۔ اور فریقین کی یہ صریح نیت ہونا ضروری ہے۔ کہ یہ عورت اور خاوند کی طرح رہا کریں گے۔ بعض اقوام میں زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے۔ اور بعض میں صرف ایک کی اجازت ہے۔ بعض اقوام میں طلاق ہو سکتا ہے۔ اور بعض میں خاص حالات میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔ عدالتیں ان رواجوں کے نقص کو بدیں وجہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں کریں گی کہ آیا اخلاق کے برخلاف ہے۔

لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ متضاد جنسوں کے اشخاص کے مابین تمام قسم کے تعلقات بروئے رواج پنجاب جائز شادی خیال کئے جائیں گے۔ کیونکہ اگر یہ صورت ہو تو شادی بمشکل مذموم تعلق سے قابل تمیز ہوگی۔ میری رائے میں شادی کی تعریف حسب ذیل ہے (۱) مرد اور عورت کے مابین مستقل باہمی تعلق۔ (۲) جس کی تکمیل کے واسطے کوئی رسومات مطلوب نہ ہوں۔ (۳) یہ بیوہ کے ساتھ کریوا کی شکل میں ہو سکتی ہے۔ لیکن (۴) خلاف قانون نہ ہو۔ یا (۵) ان ذاتوں کے مابین نہ ہو جو آپس میں شادی نہیں کر سکتیں۔ ان ضروریات کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مستقل عقد۔ مستقل عقد سے ہماری مراد مستقل طور پر مل کر رہنے کی نیت ہے۔ اور مل کر رہنا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات موجود نہ ہو تو شادی مکمل نہیں ہوتی۔ لہذا اگر

شادی مستقل عقد ہے ۔ تو جو ملاپ عارضی ہو یا یہ مستقل ہونا مدنظر نہ ہو یہ شادی نہیں ۔ اس وجہ سے مدخولہ داری شادی نہیں ۔ کیونکہ مستقل عقد کرنا مدنظر نہیں ہوتا ۔ لہذا محض مدخولہ داری جس میں میاں اور بیوی کے مستقل ملاپ کا نمایاں وصف نہیں ہوتا ۔ بچوں کو جائز اولاد ہونیکا وقار نہیں دیتا ۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص میں شادی زد حضر شاستر کے دس مقدس تعلقات میں سے ایک سے بڑھ کر اولاد کی خاطر دو جنسوں کے مابین مستقل تعلق کی روشنی میں ملحوظ ہو سکتی ہے ۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۸۸ ۔

۲۔ اگر بروئے رواج مرد اور عورت کے مابین مدید مباشرت سے مسلمہ خاوند اور بیوی کا سا تعلق مفہوم ہو ۔ اور اس کے ساتھ شادی کے جائز نتائج وابستہ ہوں تو بظاہر اس کو تاثیر دینے سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اسی قسم کی شہادت سے شادی کے معاہدہ کی رضامندی نہایت ہی اطمینان بخش طور پر ثابت ہوتی ہے اور مستقل تعلق کی نیت بوجہ احسن منتج ہو سکتی ہے ۔ لیکن اگر رواج اس سے متجاوز ہو کر محض مباشرت کو جس میں تمیز کرنے والا خاصہ مذکور موجود نہ ہو ۔ شادی کی تمام تاثیرات دے تو ہماری رائے میں یہ رواج ناجائز ہوگا ۔ جس سے محض کنیز داری اور شادی کے سچے تعلقات میں گڈمڈ ہوتی ہے ۔ اور ناجائز اولاد کو جائز بچوں کے حقوق اور منصب ملتا ہے ۔ اس قسم کا رواج ناقص ہے ۔ کیونکہ اس سے بدوضعی کو حوصلہ ملتا ہے ۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔

(دوم) رسوم ۔ خالص پنجابیوں میں جو رواج کے تابع ہیں شادی کے جواز کے واسطے کوئی رسومات ضروری نہیں ۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ غیرآ جاٹان ضلع گورداسپور شادی کو جائز کرنیکے واسطے رسوم شادی کا ادا ہونا ضروری نہیں ۔ جب کہ برادر اپنے متوفی بھائی کی بیوہ کو اپنے پاس بطور بیوی کے رہائش رکھنے کے واسطے لے ۔ اور بچے جائز اولاد ہیں ۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۲۔ ہندو گھمن جاٹان ضلع گورداسپور ۔ کوئی رسم شادی ادا نہیں ہوئی تھی مگر مرد اور عورت ۔ خاوند اور بیوی کی طرح مل کر رہتے تھے ۔ جائز شادی قرار پائی تھی ۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۹۴ ۔

۳۔ خیرا جاٹ۔ باضابطہ شادی ضروری نہیں۔ ایک جاٹ اور جھیور عورت بطور خاوند اور بیوی کے مل کر رہتے تھے۔ شادی جائز قرار پائی تھی۔ اور اولاد جائز تھی۔
۷۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ صفحہ ۳۴۳۔

۴۔ جائز شادی کے واسطے رسم ضروری نہیں۔ چادر اندازی ضروری نہیں۔
۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۵۔ جائز شادی کے واسطے رسم ضروری نہیں۔ چادر اندازی ضروری نہیں۔
۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔

۶۔ شادی بلا رسوم جائز قرار پائی تھی۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۷۔ کریوا شادی کے واسطے چادر اندازی ضروری نہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

سوم۔ کریوا۔ کریوا یا بیوگان کا دوسری شادیاں جائز ہیں۔ ان کی تکمیل کے واسطے کوئی رسوم ضروری نہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ بالعموم جاٹوں کے خیالات مشعر اس کے خاوند اور بیوی کا تعلق پیدا کرنے کے واسطے کیا کافی ہوتا ہے عجیب قسم کے ہیں۔ دراصل وہ بات جسکو مناسب شادی کہتے ہیں ایک ہی قسم کی ہے۔ یعنی جاٹ کا جائز عورت کے ساتھ تعلق جو پہلے شادی شدہ نہ ہو۔ یہ عموماً پوری رسوم کے ساتھ کیجاتی ہے۔ لیکن جاٹ اور جائز عورت کے مابین تعلق جو باکرہ نہ ہو۔ بلکہ بیوہ اور تیاگی ہوئی عورت ہو۔ تو موبمو وہ تعلق ہے۔ جس کو شادی کہتے ہیں اور نہ کہ مدخولہ داری ہے۔ اس کو اکثر کریوا شادی کہتے ہیں۔ مگر اس کے واسطے کوئی رسم ضروری نہیں۔ اور یہ عموماً ادا نہیں کیجاتی۔ اور اس سے بڑھکر کچھ وقوع میں نہیں آتا کہ عورت مرد کے گھر میں داخل ہوتی ہے۔ اور منکوحہ عورت کا لباس یا زیور پہن لیتی ہے۔ اسطرح بچے ولدالحرام نہیں ہوتے خواہ کامل طور پر صحیح النسب ہو۔ اس قسم کے عقد کی بیوی کو کریوا کی بیوی کے نام سے بہترین طور پر ظاہر کرسکتے ہیں۔ بصورتیکہ اس بات کو اپنے دل میں جگہ دیں کہ تعلق قائم کرنے کے واسطے کسی رسم کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ اس قسم کا تعلق مابین اس لڑکی کے جسکی شادی ہوئی ہو مگر یہ اپنے خاوند کی عین حیات میں آخری طور پر اپنے خاوند کے حوالہ نہ کی گئی ہو۔ اور متوفی خاوند کے برادر یا دیگر قریبی رشتہ دار کے ہو تو اس صورت میں بھی تمام

رسم سے درگذر کیا جاتا ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۲- تخیرا جاٹان ضلع گورداسپور - مرد کی اپنے بھائی کی بیوہ کے ساتھ شادی کریوا بلا کسی رسم کے جائز ہے - اور بچے جائز اولاد ہیں - ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء -

۳- سرتورا راجپوتان ضلع کانگڑہ - بیوہ کی شادی جائز ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۴- راجپوتان تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ دائی وانیار راجپوت برہمن بیوہ کے ساتھ کریوا نہیں کر سکتا - ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۵- برہمنان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور - برہمن کی بیوہ کے ساتھ بذریعہ چادر اندازی شادی جائز نہیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۶- سلوترا برہمنان ضلع کانگڑہ جھنجرارا شادیوں کی اجازت نہیں - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۷- کھتریان - شادی مابین کھتری و کھترانی بیوہ کے جائز ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۸- کھتریان - شادی مابین کھتری و کھترانی بیوہ کی جائز ہے - ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۹- کھتریان ضلع امرت سر - کھتری اور بیوہ موسومہ دھربل عورت کے مابین شادی جو کریوا شادی کے مشابہ ہے جائز ہے - ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

## چہارم - ناجائز شادیاں -

۱- وڑایچ ہندو جاٹ ضلع گوجرانوالہ مسلمان عورت کے ساتھ شادی نہیں کر سکتا شادی ناجائز ہے - اور اولاد غیر صحیح النسب ہے - ۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء -

۲- ہندو سندھو جاٹان ضلع جالندھر - اس عورت کے ساتھ شادی جس کا خاوند زندہ ہو - ناجائز ہے بچے ناجائز ہیں - . . . . . ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۳- ہندو سندھو جاٹان ضلع جالندھر - اس عورت کی شادی جس کا خاوند زندہ ہو ناجائز ہو بچے ولد الحرام ہیں - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۴- ہندو بشنوئی جاٹان ضلع سرسہ - اس عورت کی کریوا شادی جس کو اس کے پہلے خاوند نے چھوڑ دیا ہو ناجائز ہے - ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۵- ہندو باجوا جاٹان ضلع سیالکوٹ - پہلے خاوند کی عین حیات میں دوسری شادی ناجائز ہے - الا اس حال میں کہ طلاق تحریری لیا جائے - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۶- رواج جس سے اس طرح کی شادی کی اجازت ہو طلاق کے بغیر ناقص ہے -

۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

**استثناء** ۔ مسلمانوں میں پانچویں بیوی کے ساتھ شادی ناجائز ہے ۔ مگر کالعدم نہیں ۔ بچے جائز اولاد ہیں ۔ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء ۔

**نوٹ** ۔ اس فیصلہ میں جو قانون قرار دیا گیا ہے ۔ یہ ضرر رساں ہے ۔ مگر اس امر پر بحث کرنے کے واسطے میرے پاس وقت موجود نہیں ۔

**پنجم ۔ ملی جلی شادیاں** ۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہندوؤں میں ملی جلی شادیوں کا دستور نہیں رہا ۔ یا یہ ناجائز ہیں ۔ چیف کورٹ کے کئی فیصلجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس صوبہ میں مختلف ذاتوں کے لوگوں میں شادیاں عام ہیں ۔ اور اس قسم کے عقد جائز قرار پائے ہیں ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱ ۔ **نارو راجپوتان** ۔ راجپوت کی اوّل ذات کی عورت یا بیوہ کے ساتھ شادی ناجائز نہیں ۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء ۔

۲ ۔ سید عورت پنج شاہی مرد کے ساتھ شادی کرسکتی ہے ۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۳ ۔ راجپوت کی برہمن عورت سے شادی ناجائز ہے ۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۴ ۔ برہمن اور راجپوتنی کے مابین شادی بحال رہی ۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء ۔

۵ ۔ راجپوت اور کھترانی کے مابین شادی بحال رہی ۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۶ ۔ جاٹ اور برہمنی کے مابین شادی بحال رہی ۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۷ ۔ راجپوت اور مہاجنی عورت کے مابین شادی بحال رہی ۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۸ ۔ راجپوت اور برہمنی عورت کے مابین شادی ناجائز ہے ۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۹ ۔ جاٹ کی جھیوری ذات کی عورت کے ساتھ شادی جائز ہے ۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۱۰ ۔ جاٹ اور کولی عورت کی کریوا شادی جائز ہے ۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۱۱ ۔ سکھ اور مسلمان عورت کے مابین شادی جائز ہے ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۱۴

**تشریح** ۔ بعض فیصلجات محولہ کور متضاد ہیں ۔ مگر ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء ۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء ۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء ۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء ۔ ۱۳ مورز انڈین اپیلز ۱۴۱ ۔ ۱۵ ۔ ۱۴۸ مورز انڈین اپیلز ۲۴۳ سے اصول ذیل اخذ ہوسکتے ہیں :-

**رول اوّل** ۔ جہاں فی الواقعہ شادی ہوئی ہو وہاں قانوناً یہ قیاس پیدا ہوگا کہ یہ جائز ہے۔ ۱۳ امور زنانہ انڈین اپیلز ۱۴۱ ۔ ۱۴ امور زنانہ انڈین اپیلز ۳۴۶۔

**رول دوم** ۔ ہندوؤں میں پہلی چار ذاتوں میں آپس میں شادی کرنے کی ممانعت ہے ۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ (راجپوت اور برہمن عورت) ، ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۵۵ ۔ اور ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

**رول سوم** ۔ یہ فرض کرنے سے کہ قاعدہ دوم حوالہ مذکور صحیح طور پر قانون قرار نہیں دیتا۔ تاہم کم سے کم سند مذکور کا وزن اُس شادی کے جواز کے برخلاف ہے جو اعلیٰ ذات کی عورت اور ادنیٰ ذات کے مرد کے مابین ہو۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ اور ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ جن میں برہمن عورت اور ادنیٰ ذات کے مرد کے مابین شادی ناجائز قرار پائی تھی ۔ امر زیر بحث کی تائید میں ہیں ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء جس میں جاٹ اور برہمن عورت کے مابین شادی قائم رکھی گئی تھی ۔ اس کے برعکس ہے ۔ مگر اس فیصلہ کی صحت کی نسبت ، ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں صفحہ ۱۹۸ پر اعتراض کیا گیا تھا اور بطور امر واقعہ اس مقدمہ میں ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء اور ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء نظر انداز کئے گئے ہیں ۔

**رول چہارم** ۔ ابتدائی ذاتوں کو بروئے دھرم شاستر آپس میں شادیاں کرنے کی جو ممانعت تھی تھی اُس کے رواج سے تنسیخ ہو سکتی ہے ۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں ایک برہمن اور راجپوت عورت کے مابین شادی جائز قرار پائی تھی ۔

**رول پنجم** ۔ مگر ہندوؤں میں باہمی شادیاں ابتدائی ذاتوں کے شکمی حصوں میں جائز ہیں ۔ مثلاً ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء ایک راجپوت اور کھترانی عورت کے مابین شادی جائز قرار پائی تھی ۔

**ششم وقوعہ شادی** ۔ شادی یا تو واقعی شادی کے ثبوت سے یا قرینی شہادت سے ثابت کیجا سکتی ہے ۔ سندات یہ ہیں :۔

۱۔ جب عورت محض کنیز ہو تو مباشرت کرنا شادی نہیں ۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۲۔ وصیت میں یہ بیان کہ باپ نے کسی شخص کو بطور خاوند اپنی دختر کے قبول کر لیا ہے ۔ شادی کے مساوی نہیں ۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۳۔ ضلع ہوشیارپور کے ہندو جو عورت اور خاوند کی طرح مل کر رہتے تھے۔ اور برادری ان کو ایسا ہی لحوظا کرتی تھی۔ شادی ثابت ہوئی۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۴۔ ۱۸ سال مل کر رہنے اور بچے تولد ہونے سے اور اہل برادری کے ان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنے سے شادی ثابت ہوئی تھی۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۵۔ شادی فریقین کے آباد ہونے یا ایک دوسرے کے ساتھ عام سلوک سے ثابت ہو سکتی ہے۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

۶۔ ایک عورت کا ۱۰ سال مرد کے ساتھ مل کر رہنا اولاً اس کا بیوی کی طرح سمجھنا۔ اور ہبہ نامہ میں اس کو اسیطرح قبول کرنا شادی ثابت کرتا ہے۔ ۵ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۷۔ ہندو جاٹ۔ چادر اندازی ثابت نہ ہوئی۔ مگر شادی مدید ہائش اور سلوک سے ثابت ہوئی تھی۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

۸۔ ہندو جاٹ۔ چادر اندازی ثابت نہ ہوئی۔ مگر شادی ثابت ہوئی تھی۔ کیونکہ تعلق مستقل قسم کا تھا۔ فریقین ۲۸ سال مل کر رہے تھے۔ اور ۲ بچے تولد ہوئے تھے۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

۹۔ مدت مدید تک مل کر رہائش رکھنا شادی کے حق میں زبردست قیاس پیدا کرتا ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۷۔

۱۰۔ جاٹان ضلع فیروزپور۔ بیوہ اور اس کے خاوند کے برادر کے مابین مل کر رہنا اور اس سے بچے تولد ہونا شادی ثابت کرتا ہے۔ ۵ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

۱۱۔ جاٹ کا مقدمہ۔ غالباً رسم شادی ادا نہیں ہوئی تھی۔ مگر انہوں نے مل کر رہنا شروع کیا اور بعینہ عورت اور خاوند کی طرح رہتے رہے۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۹۴۔

۱۲۔ نیز دیکھو ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۱۳۔ شادی بذریعہ چادر اندازی کی گئی تھی۔ لیکن اگر کوئی رسم بھی ادا نہیں ہوئی تھی۔ اور تعلق مدید ثابت کیا گیا تھا۔ اور مرد اس عورت کے ساتھ بطور بیوی کے سلوک کرتا تھا۔ اور ان کو برادری ویسا ہی خیال کرتی تھی۔ تو ہم یہ تجویز نہیں کر سکتے کہ تعلق ناجائز تھا۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۱۴۔ محض چادر اندازی شادی کا ثبوت نہیں۔ اور نہ ہی اس کا ہونا اس بات کا

ثبوت ہے کہ شادی نہیں ہوئی تھی ۔ اگرچہ چادر اندازی کو شادی کہہ سکتے ہیں تو یہ محض اس مفہوم میں ہے کہ اس سے فریقین کی یہ نیت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ بیوی اور خاوند کی طرح مل کر رہنا چاہتے ہیں ۔ اگر فریقین کے عرصہ دراز تک اس طرح رہنے سے اس نیت پر عمل کیا جائے تو یہ مناسب طور پر تجویز کر سکتے ہیں کہ شادی وقوع میں آئی ہے قطع نظر اس کے اگر ملاپ فوراً منقطع کیا جائے ۔ اور فریقین کئی سالوں تک ایسے حالات میں رہیں جن سے شادی کا تصور نفی ہو تو صرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کی شادی نہیں ہوئی ۔ اس مقدمہ میں بیوہ نے رسم چادر اندازی ادا کی ۔ اور ۳ ماہ تک مرد کے ساتھ مل کر رہی ۔ اور زاں بعد تعلق قطع کیا گیا ۔ شادی قرار نہ پائی ۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۰۰ ۔

۱۵ ۔ شادی کو وقوع پذیر ہوئے ۵۰ سال سے زیادہ عرصہ گذرا تھا ۔ مگر بعض نالشات میں خاوند کے اقبال سے اور اولاد کے ساتھ بطور جائز ہونے کے سلوک کرنے سے یہ ثابت ہونی قرار دی گئی تھی ۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء ۔ صفحہ ۳۲۹ ۔

۳ ۔ بیوی کی تحویل ۔ شادی کے تعلق سے خاوند کو جو حقوق حاصل ہوتے ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ یہ اپنی بیوی کو اپنی تحویل میں لینے کا مستحق ہو جاتا ہے ۔ بیشک یہ صحیح ہے کہ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ چونکہ مباشرت نہیں ہوئی خاوند صرف ہرجہ لینے کا مستحق ہے ۔ اور نہ کہ تحویل کا ۔ مگر موخر الذکر فیصلجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ موخر الذکر چارہ جوئی ہے جس کا خاوند مستحق ہوگا ۔ لہذا اب یہی صورت ہے جب کہ ثابت کیا جائے کہ شادی مکمل ہو چکی ہے ۔ مگر خاوند ہر مقدمہ میں بطور حق اپنی بیوی کی تحویل کی ڈگری کا دعوٰے نہیں کر سکتا ۔ اس کا عطا کرنا عدالت کے اقتضائے رائے پر موقوف ہوتا ہے ۔

۱۳ ۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء ۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۰ء ۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء ۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء ۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء ۔ ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء ۔ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء ۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء ۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء ۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء ۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء ۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء ۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء انڈین لا رپورٹ ۲۸ کلکتہ

۷۴- انڈین لاء رپورٹ ۲۸ کلکتہ ۱۵۷ - اور انڈین لاء رپورٹ ۲۹ الہ آباد ۲۲۲ - سے اس امر کے متعلق قانون کے قواعد ذیل اخذ کیے جاسکتے ہیں -

**قاعدہ اوّل** - بیوی کی تحویل کے مقدمہ میں خاوند کے حق میں ڈگری کا صادر کرنا عدالت کے اقتضائے رائے پر موقوف ہوتا ہے - ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳۰۰ -

**قاعدہ دوم** - نابالغ خاوند اپنی نابالغ بیوی کی تحویل کا مستحق نہیں - ہنسہ وجاٹ ضلع رُہتک ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء - ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء - مگر اُس وقت ڈگری دی گئی جب لڑکی کی عمر ۱۲ سال تھی - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء - اور اُس وقت بھی جب اس کی عمر ۱۰ سال تھی - اور رسم شادی پایۂ تکمیل کو پہونچ چکی تھی - ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء -

**قاعدہ سوم** - ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء - اور ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء میں حق مہر کا ادا نہ ہونا بیوی کی تحویل کی نالش کا مانع قرار پایا تھا - مگر ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء میں یہ امر غیر منفصلہ چھوڑ دیا گیا تھا - ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں حق مہر ادا نہ ہونے کا عذر اُٹھایا گیا تھا - مگر خاوند نے دوران میں عدالت میں ادا کر دیا تھا - اور عدالت نے ڈگری دی تھی -

۱۶۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں مسلمان کی طرف سے حق مہر کا پہلے ادا نہ ہونا خاوند کے حق تحویل کا مانع قرار نہیں پایا تھا - اور تجویز ہوا تھا کہ عدالت یہ شرط قرار دے سکتی ہے کہ جب تک حق مہر معجل پہلے ادا نہ کیا جائے - ڈگری جاری نہ ہو - اس اصول کی ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں پیروی کی گئی تھی - اور قرار پایا تھا کہ جب بیوی نے ایک دفعہ اپنا جسم خاوند کے حوالہ کیا ہو تو مہر معجل کا ادا نہ ہونا نالش کے قائم رہنے کا مانع نہیں ہے تاہم عدالت شرط متذکرہ بالا عائد کر سکتی ہے -

**قاعدہ چہارم** - جب شادی کی عورت کے ساتھ مباشرت ہو چکی ہو جو نہ نابالغ اور نہ ہی فاتر العقل ہو حق مہر کا ادا نہ ہونا نالش کا مانع نہیں ہوتا - عدالت کو صرف ان شرائط پر ڈگری دینی چاہئے - جس سے بیوی اپنے ذاتی حفاظت اور اپنے دیگر قانونی حقوق سے مستفید ہو - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

**قاعدہ پنجم** - اس خاوند کو ڈگری دینا انصاف سے بعید ہے جو کالے پانی

میں زیر حبس دوام ہو۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

**قاعدہ ششم**۔ بیوی کے بازو کی نالش میں اس صورت میں خاوند کی مصاحبت اور رضامندی نالش کی مانع ہوتی ہے جب کہ عورت زناکاری کرتی ہو۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

**قاعدہ ہفتم**۔ جب خاوند اپنی بیوی کے متعلق فرائض شادی ادا کرنے کے بالکل ناقابل ہو۔ تو یہ امر ڈگری سے انکار کرنے کے واسطے عمدہ وجہ ہوتا ہے۔ ۱ امرز انڈین اپیلز ۱۵۵۔ تحویل کی نالشات میں عدالت کو صرف اسی امر کا ثبوت مطلوب نہیں ہوتا کہ مدعی خاوند ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت کرنا ضروری ہے کہ آیا اس نے اپنی بیوی کی نسبت اپنا اسطرح فرض ادا کیا ہے کہ یہ تحویل کے حق کا مستحق ہو سکے۔ اگر یہ بیوی کی نسبت اپنا فرض ادا کرنے کے ناقابل ہوا ہو تو اس کا حق زائل ہو جاتا ہے۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔

**قاعدہ ہشتم**۔ چھوڑ دینا اور ترک کرنا دعوے کے مانع ہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:

۱۔ جب بیوی مفرور ہو گئی ہو تو خاوند کو لازم ہے کہ اسکو قابو کرنے کے واسطے فوراً تدارک کرے۔ اور اگر کئی سال گذرنے دے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اس نے اپنے حقوق ترک کر دئے ہیں۔ اور اس کی غفلت ڈگری کی مانع ہو گی۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۲۔ ہندو جاٹان ضلع جالندھر۔ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو بذریعہ دستاویز چھوڑ دے۔ اور کہے کہ آئندہ اس کی بابت کوئی دعوے نہیں تو تحویل کی نسبت اس کا حق زائل ہو جاتا ہے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۳۔ جب مرد اپنی بیوی کو تیاگ دے تو یہ تحویل کی ڈگری نہیں لے سکتا۔ کیونکہ عدالت کا اختیار اقتضائے رائے پر موقوف ہوتا ہے۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۴۔ مدعی نے اپنی بیوی کو بالعوض مبلغ ۳۰۰ روپیہ فروخت کیا۔ اور زاں بعد اس کی تحویل کی بابت دعوے دائر کیا۔ جو چھوڑ دینے کی وجہ سے خارج ہوا۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

۵۔ ہندو۔ جو شخص بیوی کو دیدہ و دانستہ سالوں تک چھوڑ دے۔ اور اس کی نسبت گذارہ اور مکان بہم پہنچانے کے فرائض ادا نہ کرے تو یہ اس کی تحویل نہیں لے سکتا۔ کیونکہ یہ ترک کرنے اور چھوڑ دینے کا قصد ظاہر ہوتا ہے۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

**قاعدہ نہم**۔ جب خاوند اپنی عورت کے ساتھ بدسلوکی کرے۔ یا شادی کے

متعلق کسی دیگر جرم کا قصور وار ہو تو اس کا دعوے مشعر تحویل خارج ہونا چاہئے۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء - انڈین لاء رپورٹ ۲۸ - کلکتہ ۳۷ - انڈین لاء رپورٹ ۲۸ کلکتہ ۱۵۱ - ۲۹ - الہ آباد ۲۲۲۔

**۴ - طلاق** - فیصلجات حسب ذیل ہیں :-

۱ - عدالت نے معینہ مہر کم کر دیا تھا - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۲ - یہ امر کہ آیا نابالغ مہر ادا کرنیکا معاہدہ جائز طور پر کر سکتا ہے - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۳ - مہر کا مناسب حصہ معجل سمجھنا چاہئے ... اور کہ مناسب کیا ہے - اس کا فیصلہ بلحاظ عورت کرنا چاہئے اور نیز کہ قانون رواج کیا ہے -

**۵ - گذارہ** - (۱) جو عورت چھوڑ دی جائے وہ بیوہ خیال کیجاتی ہے - اور اس کو گذارہ ملتا ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء

۲ - بروئے شرع محمدی گذارہ کے بقایا کی بابت دعوے نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ فریقین نے اس کی تعداد کو پہلے تعین نہ کیا ہو - یا اس بارہ میں اقرار نہ کیا ہو - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۳ - طلاق دی ہوئی عورت اپنی عدت کی بابت گذارہ کی مستحق ہوتی ہے - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء فوجداری -

**۶ - انفساخ شادی** - عورت کی جانب سے یہ دعوے دائر ہو سکتا ہے کہ شادی منسوخ ہو گئی ہے (۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء) یا کہ شادی ساقط ہو گئی ہے (۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء) کسی آئندہ حادثہ کے وقوع میں آنے پر طلاق دینے کا اقرار مصلحت عامہ کے برخلاف ہے - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء - اسی اصول کی ۱۵ - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں پیروی کی گئی تھی - جہاں یہ بیان کیا جائے کہ نالش منجانب بیوہ مشعر انفساخ شادی اس مضمون کی شادی کے سابق اقرار پر مبنی تھی کہ کسی امر کے وقوع میں آنے پر فسخ ہو جائے گی - قابل نفاذ نہیں کیونکہ یہ مصلحت عامہ کے برخلاف ہے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

اب شادی منسوخ ہو جاتی ہے - (۱) یا تو دین تبدیل کرنے سے یا (۲) طلاق سے اس قاعدہ کے واسطے سندات حسب ذیل ہیں :-

**اوّل - مذہب تبدیل کرنا** - مسلمانوں میں دین تبدیل کرنے سے شادی

منسوخ ہو جاتی ہے۔ مگر ہندوؤں میں نہیں۔ فیصلجات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندو سندھو جاٹان شہر امرتسر۔ مذہب تبدیل کرنے سے شادی منسوخ نہیں ہوتی۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ ہندوؤں میں جب ایک فریق ہندو مذہب ترک کرے۔ تو اس سے شادی فسخ نہیں ہوتی۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۳۔ دین اسلام کو ترک کرنا یا کفر مسلمانوں میں شادی کو منسوخ کرتا ہے۔ ۱۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۴۔ مسلمان بیوی کا دین عیسوی قبول کرنا اسلامی شادی کو منسوخ کرتا ہے ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۵۔ جب ایک فریق دیدہ و دانستہ دین اسلام کو ترک کرے تو بروئے شرع محمدی شادی فسخ ہو جاتی ہے۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

۶۔ مگر جب مسلمان خاوند بحالت غصہ نبی صاحب کی شان کے خلاف بے ادبی کے کلمات مونہہ سے نکالے تو اس کفر سے شادی منسوخ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس کا نبی پر اعتقاد نہ تھا۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۷۔ بیوی کی تحویل کے مقدمہ میں مسلمانوں میں بیوی کا دیدہ و دانستہ اسلام کو ترک کرنا نکاح کو فسخ کرتا ہے۔ مگر یہ بات نیک نیتی سے ہونی لازم ہے۔ نہ کہ دال میں کچھ کالا ہو۔ ۱۵ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳۔

**دوم طلاق**۔ گو ٹھیک بول چال میں پنجاب کے ہندو بالخصوص جاٹ طلاق سے ناواقف ہیں۔ تاہم عملدرآمد میں بیویوں کو طلاق ملتے دیکھتے ہیں۔ اسطرح کے پتاگ جیسا کہ ابھی بیان کیا جائیگا۔ طلاق کا اثر رکھتے ہیں۔ اور شادی کو منسوخ کر دیتا ہے۔ جس سے بیوی علیحدگی کی مستحق ہو کر شادی کے نئے تعلقات پیدا کرتی ہے۔ یہ نوٹ کرسکتے ہیں کہ بروئے دھرم شاستر بھی یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ طلاق معلوم نہیں۔ ان مقامات میں بھی جہاں دھرم شاستر حاوی نہیں ہوتا۔ اس کی رواج سے ترمیم ہوسکتی ہے سدا انڈین لا رپورٹ ۳ کلکتہ ۳۰۵) لیکن ایسا ہو یا کہ نہ ہو۔ اس صوبہ میں سب سے پہلے ہمیں رواج کی طرف دیکھنا لازم ہے۔ اسبارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱- ہندو گھمن وچھیاں جاٹان ضلع سیالکوٹ - تحریری طلاق جائز ہے - جس عورت کو طلاق ملے یہ کرر شادی کرسکتی ہے - اور اس کی اولاد جائز ہے - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۲- ہندو گھمن جاٹان ضلع گورداسپور - ہندو جاٹوں میں طلاق نہیں ہوتا - مگر عورت سے دستکش ہونا اس کو کرر شادی کرنے کا حق دیتا ہے - اس طرح ترک کرنیکا فعل طلاق کے مساوی ہے - ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

۳- جاٹ کا اپنی بیوی کو صریحاً اور علانیہ چھوڑنا طلاق سمجھنا چاہئے - مگر اس مقدمہ میں تیاگنا نہ تو صریحاً اور نہ ہی علانیہ تھا - اور جرش میں وقتاً کیا گیا تھا - لہٰذا یہ طلاق کے مساوی نہ تھا - ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۴- باجوے جاٹان ضلع سیالکوٹ - تحریری دستاویزات سے طلاق - اور کرر ازدواج کی بروئے رواج اجازت ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۵- مسلمانوں میں جو خاوند اپنی بیوی کو طلاق دیتا - اس کے ساتھ پھر نکاح نہیں کرسکتا جب تک کہ بیوی دوسرے کے ساتھ شادی نہ کرے - اور اس سے بذریعہ طلاق یا شادی علیحدہ نہ ہو لے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۷- صحیح النسب - (اوّل) مقدمات -

۱- ایک ہندو الف ایک مسلمان عورت ب کے ساتھ رہتا تھا - جس سے ایک پسر ج تولد ہوا - پیدائش کے بعد الف مسلمان ہوگیا - اور ب کے ساتھ نکاح کیا - اور ہمیشہ ج کو پسر متبنیٰ مانتا رہا - قرار پایا تھا کہ ج الف کی جائداد کا مستحق ہے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲- ہندو دلشبنوئی جاٹ ضلع سرسہ - جو بچے عورت کی دوسری شادی سے تولد ہوں - جس کا پہلا خاوند زندہ ہو خواہ یہ چھوڑی ہوئی کیوں نہ ہو صحیح النسب نہیں - ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۳- منڈل خاندان - اس خاندان میں کوئی خاص رواج نہیں جس سے پسر کو قبول کرنا کسی شخص کے پسر کو صحیح النسب ہونیکا منصب نہ دیتا ہو - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۴- کھتریان ضلع امرتسر - وحشی ماں کے پسر وارث نہیں ہوتے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۵- جو بچے مدخولہ کے بطن سے پیدا ہوں جس کے ساتھ شادی نہ کی گئی ہو صحیح النسب نہیں - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۶۔ تحصیل روپڑ ضلع انبالہ کے زراعت پیشہ برہمن۔ برہمن کی اولاد جو راجپوت بیوی کے بطن سے پیدا ہوا اور یہ کہ بیوہ عورت ہو صحیح النسب ہے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۷۔ جب عورت اپنے پہلے خاوند کی عین حیات میں شادی کرے تو یہ شادی ناجائز ہے۔ اور بچے صحیح النسب نہیں۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۸۔ ہندو سندہو جاٹ۔ اس عورت کے بچے جو دوسرے شخص کی بیوی ہو۔ صحیح النسب نہیں۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء۔

۹۔ دیاوانیاں راجپوتان تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ۔ راجپوت کی برہمن عورت کے ساتھ کریوا شادی جائز نہیں۔ اور نہ اولاد صحیح النسب ہے۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۳ء

۱۰۔ وڑائچ ہندو جاٹان تحصیل گوجرانوالہ۔ جو بچے اس بیوی کے بطن سے ہوں۔ جس کے ساتھ مرد کی شادی جائز نہ ہو۔ صحیح النسب نہیں اور وارث نہیں ہو سکتے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۸ء۔

۱۱۔ کھتریاں ضلع امرتسر۔ جب کھتری عورت کھتری کے ساتھ صرف بطور یارانہ کے رہے تو یہ ملاپ شادی نہیں۔ اور نہ اولاد صحیح النسب ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

۱۲۔ جو بچے باپ کی وفات سے ۳۰۰ یوم کے بعد تولد ہوں۔ صحیح النسب نہیں۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء۔

۱۳۔ قیاس یہ ہے کہ جو بچے دوران شادی میں تولد ہوں صحیح النسب ہیں قطعی نہیں ہوتا۔ اور جب یہ ثابت کیا جائے کہ عورت سالہا سال دوسرے شخص کے پاس رہی اور یہ دونوں ان کو اپنی اولاد تسلیم کرتے ہیں تو قیاس مذکور باطل کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے مقدمہ میں یہ صحیح النسب نہیں ہوتے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۱۴۔ شادی کے بعد بچہ خواہ کس قدر جلد پیدا ہو اس کے صحیح النسب ہونے کی نسبت قیاس پیدا ہوتا ہے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۱۵۔ مسلمانوں میں پانچویں بیوی کی شادی ناجائز ہے۔ مگر کالعدم نہیں۔ اولاد صحیح النسب ہے۔ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۱۶۔ دیکھو ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

**دوم۔ واقعہ شادی۔** ۱۔ رجسٹر پیدائش واقعی تولید کی تاریخ کی نسبت قطعی

نہیں ہوتا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

# باب ہشتم

## تبنیت

### ۱۔ تبنیت کی تعریف۔ اور ہبہ اور وصیت میں تمیز۔

ٹھیک طور پر تذکرہ کرنے سے پنجاب میں تبنیت جیسی کوئی بات نہیں۔ الفاظ تبنیت تبنیت نما یا بے ضابطہ تبنیت وراثت کے رواجی تقرر پر صادق نہیں آسکتے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ تبنیت محض دھرم شاستر سے عاریتاً لیا گیا ہے۔ جس کے رو سے تبنیت کو جائز کرنے سے پہلے رسومات کا ادا ہونا ضروری ہے۔ پنجاب میں لوگ ان قدیمی رواجوں کی پیروی کرتے ہیں جو جیسا کہ باب اوّل میں بیان کیا گیا تھا۔ اس ملک میں آریہ لوگوں کے آنے سے پہلے موجود تھے۔ اور یہ وارث مقرر کرنے کے وقت کوئی رسوم ادا نہیں کرتے۔ لہذا لفظ تبنیت کے استعمال سے مغالطہ پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ جیساکہ ۱۵۔ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوا تھا۔ جس میں عدالت ماتحت نے گواہوں سے بجائے یہ دریافت کرنے کے آیا وارث کا کوئی ایسا تقرر ہوا ہے۔ جس کی انہیں اجازت ہے ان سے یہ سوال کرنا شروع کیا تھا کہ آیا ان میں تبنیت جیسی کوئی بات مروّج ہے۔ حالانکہ یہ ایسا لفظ تھا جس کو گواہ نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس وجہ سے اس کا انہوں نے غیر اطمینان بخش جواب دیا تھا۔ لہذا ان مقدمات میں جن میں سوال یہ ہو کہ آیا کسی قوم میں تبنیت کی اجازت ہے یا کہ نہیں ہے۔ یہ فیصل کرنا لازم ہے کہ آیا صاحب زمین بروئے رواج لڑکے کو اس کے والدین سے لیکر بطور اپنے وارث کے اس نیت سے اس کی پرورش کرسکتا ہے کہ یہ اس طرح اس کی جائداد کا وارث ہو۔ کہ گویا یہ اس کا پسر ہے۔ دیگر الفاظ میں اس صورت میں تبنیت محض وارث کا تقرر ہے۔

مگر وارث مقرر کرنے اور کسی شخص کے حق میں ہبہ یا وصیت کرنے میں کیا فرق ہے؟ یہ فرق بہت ہی سادہ ہے۔ لہذا وارث کے تقرر اور بے ضابطہ تبنیت کو اس ہبہ یا

وصیت کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ جو تبنیت کرنے والے نے اپنی خدمت کرنیوالے شخص کے حق میں کی ہوں۔ تبنیت میں ابنیت کا تصور پایا جاتا ہے۔ حالانکہ خدمات کے بدل میں جو ہبہ یا وصیت کی جائے۔ اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ اس کی تصدیق ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحات ۴۹-۵۰ سے ہوتی ہے۔ جہاں فاضل جج بیان کرتے ہیں کہ غیر معمولی تبنیت میں محض وارث کے تقرر سے یا بے پسر مالک کی جانب سے اس نیت کے اظہار سے کچھ بڑھ کر پایا جاتا ہے کہ کوئی شخص جائیداد کا وارث ہوگا۔ اس میں یقیناً ابنیت کا تصور پایا جاتا ہے"۔

دوم تبنیت پنجاب میں بالعموم تسلیم کی گئی ہے۔ دیکھو ۱۸۶۶ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک چیف کورٹ پنجاب نے اس صوبہ کے مختلف حصّوں کے جو مقدمات فیصل کئے ہیں ہمارے اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں کہ رواج تبنیت اس صوبہ کی زراعت پیشہ اقوام میں بالعموم تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کی نسبت سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ رواج تبنیت یعنی یہ رواج کہ بے پسر مالک کسی رشتہ دار کو اس کی شیرخواری میں اپنے گھر میں لائے۔ اور بطور پسر اس کی پرورش کرے تاکہ یہ اسطرح اس کا وارث اور جانشین ہو کہ جس طرح کہ ہندوؤں میں متبنیٰ کیا جاتا ہے۔ عام دیہاتی رواج ہے۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۹۶۔

۲۔ مسلمان جاٹان ضلع گجرات۔ ٹھیک طور پر تذکرہ کرنے سے مسلمانوں میں تبنیت کا کوئی رواج نہیں۔ مگر اس طرح رواج جس سے بے پسر مالک اراضی دختر یا ہمشیرہ کے پسر کو منتخب کرسکتا ہے۔ اور بطور وارث اس کی پرورش کرسکتا ہے۔ بیشمار تحریری صورتوں میں بخوبی معلوم ہوتا دکھایا گیا ہے۔ اور صوبہ کے کئی حصّوں میں بالعموم مروّجہ رواج تسلیم کیا گیا ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

۳۔ گھوڑیواہ راجپوت مسلمان ہیں مگران کی ایک تعداد اب بھی ہندو ہے۔ اور یہ نوٹ کرسکتے ہیں کہ ضلع ہوشیارپور کے ایک مقدمہ میں جس کے فریق بھی مسلمان تھے۔ ہندو اور مسلمان گھوڑیواہ کا اظہار بطور گواہان قلمبند کیا گیا تھا۔ اور ان کا اس بارہ میں اتفاق تھا کہ رواج ایک ہی ہے۔ در بارہ تبنیت عام اس سے کہ یہ ہندو یا مسلمان ہوں۔ ۱۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء صفحہ ۵۰۴۔

**تشریح** ۔ یہ سچ ہے کہ شرع محمدی کی تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ مگر ایک رواج ثابت کیا گیا ہے جس کے مطابق زراعت پیشہ مسلمانوں میں وارث کے تقرر کا دستور رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زراعت پیشہ مسلمانوں کی بڑی تعداد متقدمین نسلوں سے نومسلم ہے۔ جن میں تبنیت مروج تھی۔ اور یہ دین تبدیل کرنے کے بعد اپنے پرانے رواجوں پر قائم رہے تھے۔

**دو۔ بار ثبوت** ۔ لہذا بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ اصرار کرے کہ ان میں تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ جاٹوں میں عام رواج یہ ہے کہ یہ تبنیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جس کی تاثیر دھرم شاستر کی طرح یہ ہے کہ پسر متبنیٰ قدرتی پسر کی پوزیشن پر لایا جاتا ہے۔ لہذا یہ ثابت کرنیکا بار کہ فریقین میں ایک خاص رواج ہے جس سے تبنیت تسلیم نہیں کی گئی اُس شخص پر ہے جو اس واقعہ کا اصرار کرے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء صفحہ ۴۲۸۔

**(۳) نظائر کی عدم موجودگی ہمیشہ یہ ثابت نہیں کرتی کہ تبنیت نہیں ہے** ۔ محض یہ امر کہ اس خاندان یا "گوت" میں جس سے فریقین تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی مقدمات نہیں ہوئے۔ اس بارہ میں قطعی نہیں کہ خاندان یا گوت مذکور میں کوئی رواج موجود نہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ گوت میں محض تبنیت کے مقدمات کا نہ ہونا اس تجویز کے واسطے موزوں وجہ نہیں ہوتا کہ ان میں رواج مروج نہیں۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء صفحہ ۸۳۔

۲۔ جہاں عام رواج موجود ہو محض یہ امر کہ گوت میں کسی نظیر کا وقوع میں آنا پیش نہیں ہوا مثبت طور پر یہ ثابت نہیں کرتا کہ اس گوت کا رواج۔ عام رواج کے مخلتف ہے۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

۳۔ ہندو جاٹاں گھنگ گوت ضلع ہوشیارپور۔ یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ چونکہ پہلے گوت میں تبنیت کی کوئی نظیر وقوع میں نہیں آئی۔ لہذا پسر متبنیٰ کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ متبنیٰ ہو سکتا تھا۔ قرار پایا تھا کہ بروئے عام رواج قیاس بے پسر مالک ب کے (جو ہندو جاٹ ہے) اختیار کے حق میں ہونا چاہئے۔ کہ یہ اپنے قرابتیوں سے کسی کو متبنیٰ کر سکتا ہے۔ عام اس سے کہ یہ قانون ان ترمیموں کے ساتھ دھرم شاستر

سے منسوب ہو جن کا قانون مذکور پنجاب کے زراعت پیشہ میں تبنیت کے متعلق تابع ہے یا عام اس سے کہ اسکو اُس رواج سے منسوب کیا جائے جو ہندو اور مسلمان صاحبان زمین میں مروّج ہو جس کو اس عدالت کے فیصلجات نے اکثر تسلیم کیا ہے۔ جو مختلف حالات میں بے اولاد صاحبان زمین کو وارث کا جائز تقرر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ قیاس مدعا علیہ کی جانب سے اختیار کی موجودگی کی نسبت مثبت ثبوت پیش ہونے کی ضرورت نہیں رہنے دیتا۔ اور محض یہ واقعہ کہ اس خاص موضع میں کسی نظیر کا وقوع میں آنا ثابت نہیں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں مدعا علیہ پر مزید بار نہیں ڈالتا۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

**(چہار) مقدمات جن میں فریق یہ ثابت نہ کر سکے کہ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔** مقدمات ذیل میں فریق یہ ثابت نہیں کر سکے کہ ان میں رواج تسلیم کیا گیا ہے۔

۱۔ **جاٹان گوت وادوار ضلع لودہیانہ۔** قرار پایا تھا کہ عذردار ثابت نہیں کر سکا۔ کہ اس کی گوت کا رواج عام رواج کے برخلاف ہے۔ اور تبنیت ان میں تسلیم نہیں کی گئی۔ اور کہ پسر متبنیٰ وارث ہونے کا مستحق نہیں۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

۲۔ جاٹان ضلع لودہیانہ۔ جدیدی نے تنازعہ کیا مگر ثابت نہ کر سکے کہ ان میں تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔

۳۔ گبریوال گوت کے ہندو جدیوں نے اعتراض کیا مگر ثابت نہ کر سکے کہ ان میں تبنیت مقبول نہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۴۔ گھورے پٹھانان ضلع سیالکوٹ۔ یہ بیان کیا گیا تھا مگر ثابت نہیں ہوا تھا۔ کہ ان میں تبنیت مقبول نہیں۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۵۔ مسلمانان ضلع ہوشیارپور۔ انمیں تبنیت قبول کی گئی ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء

۶۔ مسلمان راجپوتان ضلع لودہیانہ۔ تبنیت تسلیم کی گئی ہے۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

۷۔ راجپوتان ضلع جالندھر۔ یہ اعتراض نامنظور ہوا تھا کہ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۸۔ مسلمان گھوڑیواہ راجپوتان ضلع جالندھر۔ تبنیت تسلیم کیگئی ہے۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۹۔ سیدان ضلع فیروزپور۔ تبنیت تسلیم کی گئی ہے۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۱۰۔ ہندو جاٹان ضلع لودہیانہ۔ بیان کیا مگر ثابت نہ کر سکا کہ تبنیت قبول نہیں کیگئی

۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۱۱۔ ہندو گڑھوال گوت ضلع لودھیانہ۔ بیان کیا مگر ثابت نہ کر سکا کہ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۱۲۔ مسلمان ذات مہر تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ تبنیت قبول کر لی گئی ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۱۳۔ غوری پٹھانان ضلع سیالکوٹ۔ تبنیت تسلیم کی گئی ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۱۴۔ مسلمان کشمیری۔ گوت راٹھر ضلع گجرات۔ تبنیت تسلیم کی گئی ہے۔ ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۱۵۔ مسلمان بھٹی راجپوت۔ تبنیت کو ممنوع کرنے والا کوئی رواج نہیں۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء۔

## پنجم۔ بعض مقدمات میں عدم موجودگی ثابت کرتی ہے کہ تبنیت نہیں ہے۔

مگر یاد رہے کہ مذکور پنجاب میں بعض مسلمان اقوام پر حاوی نہیں ہوتے۔ اور ان میں تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ان مقدمات میں یہ امر مشتبہ ہے کہ بار ثبوت کس پر ہے۔ مگر مقدمات ذیل اس پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں:۔

۱۔ اگر یہ کہنا صحیح ہے کہ اس مقدمہ میں یہ ثابت کرنے کا بار کہ تبنیت کا کوئی رواج نہیں۔ بادی النظر میں مدعیوں پر ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ بار ثبوت بنایا گیا ہے۔ اور متبنٰی کئے ہوئے شخص کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ راجپوتوں میں رواج تسلیم کیا گیا ہے ابتداء میں بار متبنٰی کئے ہوئے شخص پر عائد کیا گیا تھا کہ (۱) تبنیت کی ایک بھی نظیر موجود نہیں۔ اور نہ ہی (۲) واجب العرض میں تبنیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۲۔ نیز دیکھو ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

## ششم۔ مقدمات جن میں ثابت کیا گیا کہ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔

۱۔ مسلمان کنجران تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۲۔ ہندو راجپوتان لدھو گوت تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۳۔ کشمیری شیخان۔ سیالکوٹ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۴۔ مسلمان گھوڑیواہ راجپوتان ضلع لودھیانہ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی۔ ۱۲۴۔

پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۵ ۔ کھتانان گجران ضلع جہلم ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی ۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۶ ۔ پٹھانان ضلع کرنال ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی ۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء ۔

۷ ۔ مسلمان منجھ راجپوتان ضلع لدھیانہ ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی ۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۸ ۔ مسلمان جاٹان وڑایچ گوت ضلع گجرات ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی ۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۹ ۔ ضلع گجرات کی مسلمان اقوام میں رواج تبنیت یا تقرر وارث نہیں ہے ۔ ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء ۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء ۔ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۔

۱۰ ۔ راجپوتان ضلع انبالہ ۔ تبنیت تسلیم نہیں کی گئی ۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

**تشریح** ۔ ضلع گجرات میں رواج تبنیت کے تسلیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں خانہ دامادی کا دستور بالعموم مروج ہے ۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء ۔

**نوٹ** ۔ تبنیت کی مراد تسلیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسطرح جو پسر متبنٰی کہلاتا ہے یہ متبنٰی کرنے والے باپ کا بطور وارث کے ورثہ نہیں لیتا ۔ ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

**سوم ۔ تبنیت اصلی جزویات** ۔ پنجابی تبنیت میں صرف امور ذیل کا ثابت کرنا ضروری ہے :۔ (الف) تبنیت فی الواقعہ وقوع میں آچکی ہے ۔ اور (ب) اس کا جواز ۔ اگر مقدمہ میں یہ فی الواقعہ ثابت کیا جائے کہ لڑکا فی الواقعہ متبنٰی کیا گیا تھا ۔ مگر یہ ثابت ہو کہ تبنیت بروئے رواج جائز نہیں تو تبنیت ان اشخاص کی درخواست پر مسترد کی جائے گی ۔ جو تنازعہ کرنے کے مجاز ہوں ۔ قطع نظر اس کے کوئی تبنیت ایسی تسلیم نہیں ہو سکتی ۔ جب کہ لڑکا فی الواقعہ متبنٰی نہ کیا گیا ہو ۔ چونکہ ان ہر دو امور پر احتیاط سے غور کرنا ازبس ضروری ہے ۔ لہذا ہم ان کو بحوالہ جوڈیشل فیصلجات واضح کرتے ہیں ۔

**الف ۔ تبنیت کا فی الواقعہ ہونا** ۔ اب دو امور جو تبنیت کا فی الواقعہ ظہور میں آنا ثابت کرتے ہیں یہ ہیں کہ (۱) وارث کرنے کی نیت ۔ اور (۲) شامل کرنے کا فعل ۔ اگر ان میں سے کوئی جزو موجود نہ ہو ۔ تو تبنیت کا وقوع پذیر ہونا نفی ہو جاتا ہے ۔ اب ہم ان جزویات کو بہ ترتیب مذکور واضح کریں گے ۔

(اول) متبنے کرنے کی نیت۔ تبنیت کے ہر مقدمہ میں نیت کا ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ پنجاب میں (۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۳۵) تبنیت کی سی حالت کی کس طرح تعریف کی گئی ہے کہ "یہ ایک قسم کی رفاقت ہے۔ جس سے بے اولاد جو ہندو یا مسلمان ہو رشتہ دار کو اس کی شیرخواری کے زمانہ میں اپنے گھر میں لاتا ہے۔ اور کاشت میں اپنی مدد کے واسطے اس کی پرورش کرتا ہے۔ اور اس کو وارث کا منصب دیتا ہے"۔ لہذا کسی شخص کا بچہ کو اپنے گھر میں لانا تبنیت کے مساوی نہیں۔ کیونکہ تبنیت کی اغراض کے واسطے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ وارث کا منصب دینے کی نیت تھی۔ پنجابی تبنیت کو اکثر وارث کا تقرر کہتے ہیں۔ کیونکہ بچہ کو اپنے ساتھ شامل کرنے سے مالک کی نیت اس کو اپنا وارث مقرر کرنے کی ہوتی ہے۔ لہذا ہر مقدمہ میں جس میں بیان کیا جائے کہ تبنیت وقوع میں آئی ہے یہ غور کرنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا اس کو متبنے کرنے کی نیت تھی یا کہ نہیں تھی۔ اس بارہ میں حسب ذیل سندات ہیں:

۱۔ تبنیت میں جو بڑی بات ملحوظ ہونی چاہیئے۔ یہ متبنے کرنے والے کی نیت ہے۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۱۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جب وارث مقرر کرنے کا جائز اختیار موجود ہو۔ پھر جس بات سے تقرر ہوتا ہے یہ مقرر کرنے والے کی مرضی ہے۔ اور اس کے متبنے کرنے والے کو اپنا وارث قرار دینے کی نیت ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۱۵۴۔

۲۔ تبنیت میں وارث مقرر کرنے اور بحیثیت وارث پرورش کرنے کی نیت ہونی چاہیئے۔ ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

نیت صرف امر واقعہ کا سوال ہے۔ اور ہر مقدمہ کے حالات سے منتج کرنا چاہیئے ہماری رائے میں یہ کہنا بالکل صحیح نہیں کہ تبنیت جائز نہیں تاوقتیکہ نیت کسی خاص طرح ظاہر نہ کیجائے۔ مثلاً برادری کے روبرو اس کا اظہار کیا جائے۔ تاوقتیکہ رواج بلاشبہ وہ خاص طریق مجوزہ نہ کرے جس سے نیت کا اظہار ہو۔ تبنیت کے جواز کے واسطے ضروری ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء میں فاضل جج نے یہ بیان کیا تھا کہ "ہر مقدمہ میں جہاں متبنے کرنے کا اختیار موجود ہو۔ یہ امر قابل تحقیقات ہوتا ہے کہ آیا رواجی تقرر کے مفہوم میں بطور وارث متبنے کرنے کی نیت تھی"۔

اور آیا وہ نیت اسطرح ظاہر کی گئی ہے۔ جس کی اس رواج سے تنظیم ہوتی ہے جو فریقین متعلقہ پر حاوی ہو۔

اب متبنٰی کرنے کی نیت ثابت کیجا سکتی یا تو (۱) دستاویز یا (۲) برادری کے روبرو تحریری اظہار یا (۳) کافی مدید عرصہ تک سلوک جس سے متبنٰی کرنے کی نیت منتج ہو سکے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بیشک ضروری ہے کہ یہ نیت کسی طرح ظاہر کیجائے۔ اور کئی طریق باسانی خیال میں آسکتے ہیں جن میں یہ ظاہر کی جا سکتی ہے۔ مثلاً برادری کے روبرو باضابطہ اظہار یا کہ تحریری اظہار یا ازیں قبیل کسی ایک غیر مبہم فعل سے مدید سلوک سے یہی نتیجہ نکلتا ہے ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۵۲۔

۲۔ تبنیت نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ متبنٰی کرنے والے نے اپنا متبنٰی کرنے کا اختیار عمل میں لانے کی نیت ظاہر نہ کی ہو۔ اور ہر جائز تبنیت میں کوئی آشکارا اور نمایاں فعل یا افعال کا سلسلہ ہونا چاہیئے جو منتج کرنے والے نے کئے ہوں۔ یا اسکی جانب سے صریح اختیار سے کئے گئے ہوں۔ ۲۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء اجلاس کامل۔

۳۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء میں سلوک کے طویل سلسلہ سے شہادت لی گئی اور نیز اس تحریری نیت کے اظہار سے کہ جس شخص کی بطور پسر کے پرورش کی گئی ہے۔ یہی وارث ہو۔

لیکن فرض کرو کہ متبنٰی کرنے والا تبنیت نامہ تحریر کرتا ہے۔ اور اس میں متبنٰی کرنے کی نیت کا صریحاً اظہار کرتا ہے۔ کیا یہی کافی ہے یا کہ یہ مزید ثابت کرنا ضروری ہوگا کہ اس نیت کو کچھ شہرت بھی دی گئی تھی؟۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ اور ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء قرار دیتے ہیں کہ شہرت ضروری ہے۔ اوّل الذکر مقدمہ میں ثابت کیا گیا تھا کہ جو شخص متبنٰی ہوا تھا۔ اس نے کچھ سال متبنٰی کرنے والے کے ساتھ رہائش رکھی تھی۔ اور متبنٰی کرنے والے نے تبنیت نامہ تحریر کر کے اس کی رجسٹری کرائی تھی مگر تبنیت اس وجہ سے مسترد کی گئی تھی کہ "یہ محض کاغذی تبنیت تھی۔ اور بچہ بطور پسر کے نہیں دیا گیا تھا۔ یا مدعیوں کو پسر متبنٰی کا کوئی علم تھا۔ اور نہ ہی پٹواری کے پاس تبنیت کی رپورٹ کی گئی تھی"۔ ۱۲۲ پنجاب ۱۸۹۴ء صفحہ ۱۷۴ پر چیٹرجی صاحب کی یہ رائے

شہرت ضروری ہے یا کہ نہیں

ہے کہ رجسٹری شدہ دستاویز بھی تبنیت کے وقوع میں آنے کو ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں "۔ کیونکہ برادری کا اجتماع نہیں ہوا تھا ۔ اور نہ ہی مٹھائی تقسیم کی گئی تھی"۔ دیگر الفاظ میں یُوں کہو کہ اس قسم کی خفیہ کاغذی تبنیت جیسی کہ یہ ہے کافی نہیں ۔ عملی اس قسم کے رواج کی عدم موجودگی میں جس سے افعال مذکور تبنیت کی جزویات کے طور پر مجوزہ ہوں ۔ مجھے شک ہے ۔ کہ آیا اس قسم کے افعال کو اس کے جواز کی نسبت فی الواقعہ کوئی لگاؤ ہوتا ہے ۔ یہ باتیں محض اس واسطے کیجاتی ہیں کہ جدیوں کو تبنیت کے وقوع میں آنے کا علم ہو ۔ مگر ٹھیک طور پر تذکرہ کرنے میں جیسا مقدمات محولہ مذکور میں بیان کیا گیا ہے ۔ تبنیت کا جواز نہ تو جدیوں کو علم ہونے پر اور نہ ہی پٹواری کی رپورٹ کرنے پر موقوف ہونا ظاہر ہوتا ہے ۔ چنانچہ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں تبنیت کا وقوع میں آنا پسر متبنٰے کی متبنٰے کرنے والے کے گھر میں بچپن سے پرورش ہونے سے قرار پایا تھا ۔ اور کہ تبنیت نامہ کی رجسٹری کرائی گئی تھی ۔ اور اس کے نام داخل خارج ہونے کے واسطے استدعا کی گئی تھی ۔ اور عدالت نے تجویز کیا تھا کہ ہر دو ضروری جزویات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی ہیں ۔ (۱) اوّل مناسب تبنیت اور (۲) متبنٰے کرنے والے کی اس کو وارث قرار دینے کی نیت ۔ تاہم یہ بحث کی گئی تھی کہ تبنیت اس امر سے منفی ہوتی ہے کہ دستاویز خفیہ تحریر کی گئی تھی ۔ اور یہ بطور امر واقعہ قرار پایا تھا کہ اس کی رجسٹری خفیہ طور پر قرار پائی تھی ۔ کیونکہ اس پر خاندان کے کسی شخص کی شہادت موجود نہیں ۔ گواہوں میں سے ایک مسلمان تھا ۔ اور کچھ بعد پر درج رجسٹر کیا گیا تھا ۔ مگر صاحب فاضل جج نے بیان کیا تھا کہ " اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے زیادہ تر یہ ہے کہ متوفی متبنٰے کرنے والے کو جائز تبنیت کرنے کی نسبت اپنے اختیار کے بارے میں شک تھا ۔ یہ اس کے کہ اگر اس اختیار کا عمل میں لانا بنوع دیگر موثر تھا ۔ تاہم یہ اس وجہ سے غیر موثر ہوتا ہے کہ متبنٰے کرنے والے کی نیت کو شہرت نہیں دیگئی تھی ۔ متبنٰے کرنے والے کو اس اختیار کی موجودگی کا علم نہ ہونا یا اس بارہ میں شک ہونا اختیار کی واقعی ہستی کے متضاد نہیں ۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ تبنیت کے جواز کے واسطے یہ ثابت کرنا ضروری نہیں کہ شہرت دی گئی تھی ۔ بشرطیکہ بنوع دیگر متبنٰے کرنے کی نیت موجود ہونی ثابت کی گئی ہے ۔

مگر متبنے کرنے کی نیت ثابت کرنے کے واسطے اسبارہ میں اظہار یادستاویز کا ہونا ضروری نہیں ۔ مثلاً اگر بچہ کی پرورش کرنے کے حالات ایسے ہوں کہ ان سے یہ نتیجہ نکل سکے کہ متبنٰا کرنے کی نیت تھی ۔ تو یہ تبنیت ثابت کریں گے ۔

۱۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں بچہ چھوٹی عمر میں لیا گیا تھا ۔ اور اس کی متبنٰا کرنے والے کے گھر میں پرورش کی گئی تھی ۔ جس نے اس کی شادی کے سامان بہم پہنچائے تھے اور شادی کے بعد بھی اسکو اور اس کی بیوی کو اپنے گھر میں رکھا تھا ۔ یہ واقعات تبنیت ثابت کرنے کے واسطے کافی خیال کئے گئے تھے ۔ اور سر اندر کتہ صاحب جج نے نیت کی نسبت تحریر فرمایا تھا کہ "ان مختلف طریقوں پر جن میں بطور وارث کے متبنے ہو سکتا ہے ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں احتیاط سے غور کیا گیا تھا ۔ اور سلوک کا لمبا سلسلہ باضابطہ اظہار کی طرح جائز ہو سکتا ہے" ۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء متبنٰے کرنے کی نیت اس سے منتج کی گئی تھی کہ (۱) پسر متبنٰے کے ساتھ بطور وارث کے سلوک کیا گیا تھا ۔ (۲) یہ متبنٰے کرنے والے کے پاس رہتا تھا ۔ (۳) متبنٰے کرنے والے کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ کے پاس رہتا تھا ۔ اور (۴) اور کاغذات مال میں پسر متبنٰا قلم بند کیا گیا تھا ۔ مگر سلوک کا نیت ثابت کرنا یا تو دیگر واقعہ یا واقعات کے ساتھ مل کر ہونا چاہیے ۔ یا کافی طور پر مدید ہونا چاہیے جس سے متبنٰا کرنے کی نیت معقول طور پر اخذ ہو سکے ۔ محض لڑکے کو گھر میں لانا یا متبنٰا کے ساتھ بنوع دیگر مہربانی سے سلوک یہ قیاس کرنے کے واسطے کافی نہیں کہ لڑکے کی متبنٰا کرنے کی نیت سے پرورش ہو رہی تھی ۔ سندات حسب ذیل ہیں :-

نیت پرورش سے منتج نہیں ہوسکتی

۱۔ تبنیت ہونے سے پہلے متبنٰے کرنے والے کو لازم ہے کسی شخص کو بطور وارث متبنٰا کرنے کی نیت کا اظہار کرے ۔ لڑکے کو محض گھر میں لانا ۔ اور اس کی شادی کرنا اور زمین کا انتظام کرنا کافی نہیں ۔ کیونکہ یہ واقعات اس تھیوری یعنے خیال کے منطبق ہیں کہ یہ متبنٰے نہیں کیا گیا تھا ۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء ۔

۲۔ تبنیت لڑکے کی پرورش کرنے سے بالکل مختلف ہے ۔ محض یہ امر کہ لڑکے کی پرورش کی گئی ہے تبنیت کے مساوی نہیں ۔ چنانچہ لٹنر صاحب جج نے لکھے

ہیں کہ " یہ بیان تبنیت نہیں کہ ۱۰ سال گذرے ہیں کہ واہب نے موہوب الیہ کی بطور اپنے پسر کے پرورش کی تھی۔ واہب کا ایک پسر تھا۔ اور اس وقت موہوب الیہ کی عمر ۱۵ سال تھی "۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶۲۔

۳۔ ہمارا اطمینان نہیں ہوا کہ متی نے د کو متبنٰے کیا تھا یا کہ اس کو بطور اپنے وارث کے مقرر کیا تھا۔ د یقیناً کچھ عرصہ اس کے پاس رہا تھا۔ اور اس کی طرف سے اس کی زمین کاشت کرتا رہا تھا۔ یہ واقعات ہبہ نامہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر متی نے صریحاً یہ بیان نہیں کیا کہ اس نے اسکو متبنٰے کیا تھا۔ اسطرح کا تقرر غالباً ناجائز ہوگا۔ دیکھو ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۴۷۔

۴۔ متبنٰے کرنے والے کے پاس رہنا۔ اور اُس کا اس کی شادی کرنا اور تمام مقاصد اور اغراض کے واسطے بطور پسر کے اس کے ساتھ سلوک کرنا تبنیت کے مساوی قرار نہیں پایا تھا۔ کیونکہ یہ تمام واقعات متبنٰے کرنے کے خیال کے منطبق تھے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۵۔ نواسہ کی تبنیت ثابت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ مالک اس لڑکے کو بحالت شیرخواری بطور پسر کے لایا تھا۔ صحیح واقعہ یہ تھا کہ یہ بچہ کو سات سال پہلے اس کی ماں کے ساتھ اپنے گھر میں لایا تھا۔ جس سے اس کی نیت اس کو متبنٰے کرنے کی نہیں تھی۔ بلکہ یہ اپنی دختر کو پناہ دینا چاہتا تھا۔ جس کو اس کے خاوند نے اپنے گھر سے نکال دیا تھا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء صفحہ ۵۵۔

۶۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء میں لڑکا طفولیت سے متبنٰے کرنے والے کے ساتھ رہتا تھا۔ اور اس کے آخری ایام میں اس کے معاملات کا انتظام کرتا رہا اور اس کی خدمت کی۔ اور مالک نے بطور پسر کے اس کی شادی کی۔ تاہم یہ واقعات "جن کی دیگر وجوہات سے توضیح ہو سکتی ہے"۔ اس کو پسر متبنٰے بنانے کے واسطے کافی قرار نہیں پائے تھے۔ سلوک سے محض یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس پوتے پر نظر عنایت تھی۔ کیونکہ اس لڑکے کا باپ اُسی احاطے کے اندر رہتا تھا۔ اور اس وجہ سے کہ مبینہ متبنٰے کرنے والے باپ نے خاندان کے دیگر اشخاص کی شادی کی تھی

ہبہ نامہ میں یہ بیان بھی کہ اسنے بچہ کی بطور پسر کے پرورش کی ہے - کافی نہیں - کیونکہ اس نے کہیں بھی اسکو بطور امر واقعہ اپنا پسر او متبنٰی ظاہر نہیں کیا تھا -

۷- ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۷ پر صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ متبنٰی کرنے کی صورت پیش نہیں کی گئی - اور نہ ہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ مہنت متوفی نے کسی قسم کی تحریر کی تھی - جس سے تبنیت کے خیال کی تائید ہو - جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ق کو اس کی شیر خواری میں اپنے گھر لایا تھا - اور اس کو تعلیم دی - اور اپنے مصارف سے اس کی شادی کی تھی - اور تمام باتوں میں اس کے ساتھ بطور پسر کے سلوک کرتا رہا - سلوک کا یہ تمام مبینہ طریق وارث مقرر کے مساوی قرار نہیں پایا تھا - کیونکہ مسلمہ طور پر طفولیت میں اس کی ماں فوت ہو گئی تھی - اور اس حادثہ کے بعد مہنت اس کو قدرتی محبت کے باعث اپنے گھر میں لایا تھا - جو اس بے مدد یتیم کے ساتھ تھی - اس کو اپنے زیر حفاظت لیا - اور قریباً بطور ممبر اپنے خاندان کے اس کی پرورش کی - مگر مسل میں کوئی معتبر شہادت موجود نہیں جس سے ثابت ہو کہ مہنت متوفی کی اس کو متبنٰی کرنے کی نیت تھی - یا فی الواقعہ اپنا وارث مقرر کیا تھا یا بحیثیت متبنٰی الیہ اس کے ساتھ سلوک کرتا تھا "

۸- ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں مبینہ متبنٰی پسر متبنٰی کرنے والے باپ کے گھر میں لایا گیا - اور اس کے خاندان میں اس کی شادی ہوئی - اور نیز زمین کا انتظام کرتا رہا - یہ تمام واقعات تبنیت کو ثابت کرنے کے واسطے کافی قرار نہیں پائے تھے - "کیونکہ نوجوان کسی معینہ نیت کے بغیر خاندان میں لایا جاسکتا ہے - اور صاحب زمین اس امر کا انتظار کر سکتا ہے کہ یہ کیسا نکلتا ہے " - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء -

(۱) مقدمات محولہ مذکورہ سے ظاہر ہوگا کہ بچہ کا مدت مدید تک خاندان میں شامل بعض حالات میں یہ قیاس پیدا کرتا ہے کہ اس کی بطور پسر کے پرورش کرنی مدنظر تھی - لیکن بعض حالات میں یہ قیاس پیدا نہیں ہوتا - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ آیا ان حالات میں متبنٰی کرنے والے کی نیت تبنیت کرنے کی تھی - بعض دفعہ حیثیت کورٹ کسی فعل سے نیت کے اظہار کا اصرار کرتی ہے - مثلاً جب دستاویز تحریر کی گئی ہو - یا برادری کے روبرو اشتہار کیا گیا ہو - مگر مؤخرالذکر

افعال تبنیت کے فی الواقعہ ظہور پذیر ہونے کا ضروری حصہ نہیں۔ کیونکہ تبنیت ان افعال کے بغیر جائز ہو سکتی ہے۔ اور یہ ثابت کیجا سکتی ہے۔ تنہا سوال یہ ہوتا ہے کہ آیا متبنےٰ کرنے کی نیت تھی۔ اور چونکہ یہ امر واقعہ کا سوال ہے۔ لہذا یہ مدید سلوک سے اخذ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی بات اس کے برعکس نہ ہو۔

(۲) شامل کرنیکا فعل۔ محض نیت کا اظہار لڑکے کو پسر متبنےٰ کرنے کے واسطے کافی نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ اس کے ساتھ شامل یا سلوک کرنیکا فعل نہ ہو۔ جیسا کہ ہبہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور محض ہبہ کرنے کا ارادہ ہی کافی نہیں ہوتا۔ اور یہ مزید ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ اس پر قبضہ دینے سے عمل کیا گیا ہے۔ اسیطرح تبنیت میں لڑکے کو وارث مقرر کرنے سے پہلے اس کے ساتھ فی الواقعہ سلوک ہونا چاہئیے اور تبنیت کو مکمل کرنے کے واسطے سلوک کا ہونا اس وجہ سے ضروری ہوتا ہے۔ کہ ابنیت کا فی الواقعہ ظہور میں آنا اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ لڑکے کو گھر میں لاکر بطور پسر کے رکھا جائے۔ لہذا شامل کرنے کا فعل تبنیت کے فی الواقعہ قائم ہونے کے واسطے ضروری جزو ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ ہندو دھائیوال جاٹان تحصیل لودھیانہ۔ محض دستاویز کا تحریر کرنا تبنیت قائم نہیں کرتا۔ جب کہ پہلے یا پیچھے سلوک نہ کیا گیا ہو۔ ۴ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲۔ گو یہ بیان کیا گیا ہے کہ وارث کا تقرر استقرار سے ظاہر کیا جا سکتا ہے تو بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسطرح کا استقرار تمام مقدمات میں تبنیت کو جائز کرنے کے واسطے مطلوب ہوتا ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۳۔ اگر صرف دستاویز لکھی گئی ہو اور پہلے یا پیچھے سلوک نہ کیا گیا ہو۔ اور تحریر کنندہ اس کے بعد جلد فوت ہو گیا ہو۔ تو دستاویز وصیت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتی۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۴۔ قرار دیا یا تھا کہ پسر متبنےٰ محض اس وجہ سے متبنےٰ کرنے والے کے پاس رہنے کے لئے گیا تھا۔ کہ اس کے والدین بوجہ افلاس متبنےٰ کرنے والے کے موضع پر چلے گئے تھے۔ بجز اس کے سلوک کا اور کوئی سلسلہ نہ تھا۔ جس سے متبنےٰ کرنے کی نیت مفہوم ہوتی۔ اس پر سمائیتھ صاحب جج نے تحریر کیا تھا کہ " اب

اگر شہادت (مع اندراج دستاویز) یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں کہ تم نے پہلے میاں کو اپنا وارث مقرر کیا تھا۔ تو ہم خیال نہیں کرتے کہ اس دستاویز کی تحریر اس کو مقرر شدہ وارث قرار دینے کا اثر رکھتی ہے۔ یہ تجویز کرنا کہ اس میں یہ تاثیر ہے درحقیقت یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ بے اولاد ہندو جاٹ اپنے بستر مرگ پر صرف یہ کہنے سے کہ اس نے ہمشیرہ زادہ کے ساتھ بطور پسر کے سلوک کیا ہے۔ اور اس کو اپنا وارث مامور کیا ہے۔ تو اس نے اپنی جدی اراضیات کا ہمشیرہ زادہ مذکور کے حق میں جائز انتقال کیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے کہ بے اولاد دیہاتی صاحب زمین کا حق مشعر تقرر وارث کبھی اس حد تک گیا ہے۔ تب ہم تجویز کرتے ہیں کہ بحیثیت وارث کوئی جائز تقرر نہیں ہوا۔" ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۵۔ صرف ایک دستاویز تبنیت قائم کرنے کے واسطے کافی نہیں ہوتی۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۶۔ محض ایک دستاویز تبنیت قائم کرنے کے واسطے کافی نہیں ہوتی۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۷۔ ہندو جاٹان ضلع فیروزپور۔ تنہا دستاویز کافی نہیں۔ ۲۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۸۔ بھنڈر جاٹان تحصیل گوجرانوالہ۔ ایک بہت ہی ضعیف العمر شخص نے اپنی مرنے سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک تبنیت نامہ کی رجسٹری کرائی۔ یہ ناجائز قرار پایا تھا۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

**کاغذی تبنیتیں۔** تبنیت کے جواز کے واسطے سلوک کا ہونا ضروری ہے۔ اور دستاویز کا تسطیر کرنا جس میں تبنیت کے مکمل ہونے کی نسبت جھوٹے بیان ہوں کافی نہ ہوگا۔ اس قسم کی تبنیتوں کو کاغذی تبنیتیں کہتے ہیں۔ اور یہ واقعی سلوک کے نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جن دستاویزات میں اس طرح جھوٹے بیان ہوں۔ اور اس وقت تحریر ہوئے ہوں جب کہ متبنیٰ کرنے والا قریب المرگ ہو۔ یہ بذریعہ وصیت وارث نامزد کرنے سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ اس قسم کی جھوٹی تبنیتوں پر اجلاس کامل کے مقدمہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء پر کامل غور کیا گیا تھا۔ جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو دستاویزات قریب آنے والی موت کے خیال سے

تحریر کیجاتی ہیں۔ یہ وصیت کے قسم کی ہوتی ہیں۔ اس قسم کی تبنیتوں کی نظائر ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

۱۔ مسلمان نارو راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ محض کاغذی تبنیت جو ایک ماہ قبل محض موت کے خیال سے لکھی گئی تھی۔ اور اس میں تبنیت ہونے کی نسبت جھوٹھا بیان درج تھا۔ ناجائز قرار پائی تھی۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ کاشتکار برہمنان ضلع رہتک۔ افسر بندوبست کے روبرو محض یہ اظہار کہ لڑکا تین سال پہلے متبنیٰ کیا گیا تھا۔ اور یہ اپنی زمین اس کے نام منتقل کرتا ہے۔ تبنیت قائم نہیں کرتا۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۳۔ اس کے متعلق نیز دیکھو ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء اور ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

بعض دفعہ پہلے اور پیچھے سلوک تبنیت قائم نہیں کرتا۔ سلوک ارادہ ظاہر کرنے سے پہلے یا پیچھے ہو سکتا۔ اگر پہلے سلوک نہ ہوا ہو تو کوئی شخص تبنیت نامہ تحریر کرنے کے بعد لڑکے کو اپنے گھر میں لا سکتا ہے۔ اور بطور پسر اس کے ساتھ سلوک کر سکتا ہے۔ لیکن فرض کرو کہ ایسی نظیر موجود ہے جس میں پہلے یا پیچھے سلوک نہ کیا گیا ہو۔ مثلاً جہاں کوئی شخص کسی کو اپنا وارث مقرر کرتا ہے۔ اور اس کے بعد جلد مر جاتا ہے یہ اس قسم کے مقدمات ہیں جن میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور پہلا سوال جس کا عدالت کو فیصلہ کرنا لازم ہے یہ ہے کہ آیا دستاویز متنازعہ وصیت ہے یا کہ وارث مقرر کرنے کے متعلق دستاویز ہے؟۔ اس سوال کا رول ذیل سے فیصلہ کرنا لازم ہے:۔

**رول اوّل**۔ اگر دستاویز موت کے خیال سے تحریر کی گئی ہے۔ اور موصی کی وفات کے بعد جائداد کی نسبت وصیت کرنا مدنظر ہے۔ تو دستاویز وارث کے تقرر کے مساوی نہیں بلکہ محض وصیت ہے۔

**رول دوم** اگر موت کے خیال سے نہ کی گئی ہو۔ اور در اصل وارث کا تقرر ہو تو محض یہ امر کہ تقرر کنندہ ازاں بعد جلد مر گیا ہے۔ تبنیت کو ناجائز نہیں کرتا۔ اور نہ اس سے دستاویز محض وصیت ہوتی ہے۔

اب یہ آخری مقدمہ ان میں سے ہے جن میں سابق اور مابعد سلوک کا نہ ہونا تبنیت کو جائز کرتا ہے۔ اس امر کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں:-

پہلے قاعدہ محولہ مذکور کی تائید میں مقدمات ذیل کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جن میں قرار پایا ہے کہ جو دستاویزات موت کے خیال سے لکھی جائیں یہ محض وصیت سے بڑھ کر نہیں ہوتیں۔

(ان دستاویزوں (کی) لفظی تعریف جو موت کے خیال سے لکھی گئیں)

۱- ہنہ وگل جاٹان - موت سے چند یوم پہلے اور بخیال اس کے جو دستاویز تحریر کی جائے جائز تبنیت قائم نہیں کرتی - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

۲- ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں قرار پایا تھا کہ پہلے یا پیچھے سلوک نہیں کیا گیا تھا۔ دستاویز تحریر ہونے کے بعد لڑکا اپنے قدرتی والدین کے پاس رہا تھا۔ اور اس میں جو بات ہوئی تھی یہ محض تبنیت نامہ تحریر ہوا تھا۔ جس میں درج تھا کہ لڑکے کو تولد شدہ پسر کے تمام حقوق حاصل ہوں گے - اور سلوک کی نسبت معمولی جھوٹا بیان تھا قرار پایا۔ بتاکہ دستاویز وصیت ہے اور تبنیت نامہ نہیں۔ یہ تجویز کرنے کے بجائے مذکور جائز تبنیت ثابت ہوئی ہے۔ ہمارے خیال میں گویا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ہبہ اور تبنیت میں کوئی فرق نہیں اور گو وہ فرق اکثر بہت ہی خفیف ہوتا ہے جو بروئے رواج تسلیم کیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں اس قسم کا فرق غیر معمولی طور پر موجود ہوتا ہے۔ اور اگر ہم اس تبنیت کو بروئے رواج جائز قرار دیں تو گویا ہم محض اس بیان کو قبول کریں گے کہ فعلی تبنیت بموجودگی ایسی شہادت کے ہوئی تھی۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو دستاویز لکھی گئی تھی۔ یہ بجز وصیت کے کچھ نہیں تھی۔

**جو دستاویز موت کے خیال سے نہ لکھی جائے۔** گو محض بذریعہ وصیت تقرر جہاں دستاویز کے پہلے سلوک نہ کیا گیا ہو۔ اور تحریر کنندہ اس کے بعد جلد فوت ہو گیا ہو جاوے کے اس انتقال سے قابل تمیز نہیں جو محض وصیت سے کیا گیا ہو اور اس سے تبنیت کا حق نہ ملتا ہو۔ تاہم یہ واقعہ کہ متبنیٰ کرنے والا اس کے بعد جلد فوت ہو گیا تھا۔ تبنیت کو ناجائز نہیں کرتا۔ اس قسم کے پچھلے مقدمات میں دستاویزات وصیت کے مساوی نہیں ہوتیں۔ کیونکہ یہ موت کے خیال سے نہیں لکھی جاتیں۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں۔

۱- ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء میں یہ بحث پیش کی گئی تھی کہ وارث کا تقرر بذریعہ وصیت کیا گیا تھا۔ قرار پایا تھا کہ ہم یہ تجویز کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اگر رواجی طور پر متبنٰے کرنے کی نیت لاریب ثابت ہوگئی ہے۔ اور اگر منتخب کیا ہوا بچہ اس نیت سے متبنٰے کرنے والے کے گھر میں لایا گیا تھا۔ تو موخرالذکر کا تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہونا تبنیت کی تاثیر کو زائل کرتا ہے یا اس کو قابل عمل درآمد نہیں رہنے دیتا"۔

۲- ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں لودھیانہ کے جاٹوں میں تبنیت ثابت ہوئی تھی۔ جس کے واقعات یہ تھے۔ متبنٰے کرنے والا اپنے مرنے سے ۴ یا ۵ سال پہلے اور بعد وفات اپنی بیوی کے اپنے بھتیجے الف کے پاس رہنے کے لئے گیا۔ اور اس کے تھوڑا عرصہ پیچھے اس نے دستاویز تحریر کی جس میں اس نے بیان کیا کہ چونکہ رسوم وفات ادا کرنے کے واسطے میری کوئی نرینہ اولاد موجود نہیں۔ لہذا میں نے الف کے شیرخوار پسر کو متبنٰے کیا ہے۔ اور یہ رسوم مذکور ادا کرے گا۔ اور بطور وارث میری جائداد لیگا۔ متبنٰے کرنے والا اپنے مرنے تک الف اور لڑکے کے پاس ہی رہا۔

۳- ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۱۵۳- مگر صاحب کمشنر خیال کرتے ہیں کہ اس طرح کے تقرر کے جواز کے واسطے ضروری ہے کہ یہ ابتدائی عمر میں مقررہ شخص کی عین حیات میں کیا جائے نہ کہ آخری وصیت سے۔ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وارث مقرر کرنے کے اختیار عمل میں لانے کے طریق کی نسبت ان اوصاف کی موجودگی کن وجوہات سے خیال کیجائے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ جب وارث مقرر کرنے کی نسبت جائز اختیار موجود ہونا قرار پائے۔ تو وہ شئے جس سے تقرر ہوتا ہے۔ یہ مقرر کرنے والے کی نیت ہوتی ہے یعنے اس کی نیت جس سے شخص مقرر شدہ وارث قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بہت مقدمات میں متبنٰے بچہ کی تبنیت طفولیت کے ابتدائی ایام میں ہوتی ہے اور یہ بھی صحیح ہونا ممکن ہے کہ اس قسم کے تقرر عموماً موت کے قریب آنے کے خیال سے کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ بذریعہ وصیت تقرر یا بچہ کی زندگی کے دیرینہ حصہ میں غیر موثر ہوتا۔

۴- ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء صفحہ ۳۰۷- تقرر محض اس وجہ سے ناجائز نہیں کہ یہ بذریعہ ایسے نوشتہ کے کیا گیا تھا۔ جو تھوڑا عرصہ قبل وفات ضبط تحریر میں

لایا گیا تھا ۔

یہ قاعدہ کہ وارث کا تقرر محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہوتا کہ متبنٰی کرنے والا تبنیت نامہ تحریر کرنے سے تھوڑا عرصہ پیچھے فوت ہوگیا تھا اس شرط کے تابع ہے کہ اس تبنیت کو جائز قرار دینے سے پہلے یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ لڑکا بطور پسر سلوک کئے جانے کے واسطے اس کے گھر میں لایا گیا تھا ۔ اگر بچہ کو لانا مدنظر نہ ہو تو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے دستاویز وصیت ہوتی ہے ۔ اس بارہ میں سند حسب ذیل ہے :-

۱- ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۰۳ - اگر مقرر کرنے والا شخص اپنے گھر میں متبنٰی کے آنے کے بعد جلد فوت ہو ۔ تو ہم خیال نہیں کرتے کہ اس کی عہد وفات بروئے رواج تقرر کے جواز کے مخل ہوگی ۔ البتہ یہ شرط ہوگی کہ یہ صریحاً ظاہر ہو کہ مقرر کرنے والے کا اس کو گھر میں لانے سے مدعا یہ تھا کہ اس کے ساتھ بطور پسر کے سلوک کیا جائے اور اس طرح اسکو وارث بنائے ۔

پہلے سلوک نہ کیا گیا ہو ۔ تبنیت بذریعہ دستاویز کیجائے ۔ مگر تبنیت کرنے والا ابھی زندہ ہو ۔ فرض کرو کہ پہلے سلوک نہیں کیا گیا ۔ اور کوئی شخص تبنیت بذریعہ وصیت کرتا ہے ۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد تبنیت کو بدیں وجہ ناجائز قرار دلانے کے واسطے دعوےٰ دائر ہوتا ہے ۔ کہ پہلے یا پیچھے سلوک نہیں کیا گیا ۔ کیا تبنیت جائز ہے یا نہیں ہے ؟ ۔ تبنیت جائز ہے کیونکہ مقرر کرنے والا شخص تا حال زندہ ہے ۔ کیونکہ اس کا زندہ رہنا بھاری تفاوت پیدا کرتا ہے ۔ یہ بچہ کے ساتھ بطور پسر کے سلوک کر سکتا ہے ۔ اور جو نقص ہو اس کو پورا کر سکتا ہے ۔ سندات یہ ہیں :-

۱- پہلے کوئی سلوک نہیں ہوا ۔ تبنیت محض بذریعہ دستاویز کی گئی ہے مگر متبنٰی کرنے والے نے عدالت میں تبنیت کی تائید کی ۔ قرار پایا کہ وصیت جائز ہے ۔ ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ۔

۲- بحوالہ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۱۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء ۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء ۔ اور ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء قرار پایا کہ دستاویز کی تحریر اور رجسٹری مع اس کے کہ متبنٰی کرنے والے نے عدالت

میں اس کا اظہار کیا تھا۔ یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی ہیں کہ لڑکا متبنیٰ کیا گیا تھا ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔

۳۔ تبنیت محض کاغذی تبنیت قرار نہیں پائی تھی۔ کیونکہ متبنیٰ کرنے والا نوجوان شخص تھا۔ نہ کہ بڈھا۔ اور نہ انتہا عمر کو پہنچا ہوا تھا۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

**(ج) تبنیت کا ثبوت** ـ تبنیت بذریعہ شہادت ثابت کی جا سکتی ہے مقدمات مدعا علیہ کے فسانہ کے برخلاف زبردست امر یہ امر ہے کہ بیشمار دستاویزات اور عدالت کے اندر اور کارروائیوں میں پسر متبنیٰ کے باپ کا نام ج لکھا گیا ہے۔ جو اس کا قدرتی باپ ہے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ جب معمولی قیاس یہ ہو کہ کسی شخص کو اپنی جائداد منتقل کرنے کا پورا اختیار ہے تو کسی شخص کو اپنا جائز وارث مقرر کر سکتا ہے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۳۔ تبنیت نامہ میں بیان غلط ہو سکتا ہے تاہم تبنیت کا وقوع میں آنا ممکن ہے۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۱۰۔

۴۔ تبنیت نامہ میں بیان غلط ہونا ممکن ہے تاہم تبنیت نہ ہونی ممکن ہے۔ ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں پسند کیا گیا۔

۵۔ یہ امر پسر متبنیٰ اپنے قدرتی باپ کا پسر بیان کیا گیا ہے۔ تبنیت کے نہ ہونیکا ثبوت نہیں۔ ا پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۶ء۔

۶۔ دعویدار نے یہ بحث پیش کی کہ یہ متبنیٰ کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ فریقین ہندو تھے۔ اور پسر متبنیٰ نے متبنیٰ کرنے والے کے خاندان میں اس کی لڑکی کے ساتھ شادی کی تھی۔ لہذا اس کے اس فعل نے تبنیت کو نفی کرایا تھا۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔

۷۔ جب تبنیت کا عام رواج ہو تو محض یہ واقعہ کہ گوت میں اس قسم کی تبنیت کی کوئی نظیر وقوع میں نہیں آئی۔ مثبت طور پر یہ ثابت نہیں کرتا کہ "رواج گوت عام رواج کے برخلاف ہے۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۸۔ جب متبنیٰ کرنیکا رواج عام ہو تو یہ واقعہ کہ اس طرح کی تبنیت کی کوئی نظیر پیش نہیں کی گئی۔ مثبت طور پر یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں کہ رواج گوت عام رواج کے برخلاف ہے۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

۹۔ جب تبنیت اس رواج کے مطابق جائز قرار پائی ہو ۔ جو اُس وقت مروج ہو تو یہ امر ضروری نہیں ہوتا ۔ کہ اُس وقت سے لیکر اسطرح کی تبنیتیں وقوع میں نہیں آئیں ۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء ۔

۱۰۔ یہ ثابت کرنیکا بار کہ اس قسم کی تبنیت کا رواج نہیں ۔ اس شخص پر ہے جو اس واقعہ کا معترض ہو ۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء ۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء ۔

۱۱۔ تبنیت کا وقوع میں آنا پروہت کی شہادت سے ثابت ہوا تھا ۔ اور نیز اس امر سے کہ دعویدار جب ۳ ماہ کی عمر کا تھا ۔ اسکو متبنے کرنے والے نے جو بے اولاد تھا لیا تھا ۔ اور کہ موخرالذکر کے ساتھ ۴۰ سال یعنے اس کے مرنے تک رہا تھا ۔ اور اُس کی زمین کاشت کرتا تھا ۔ اور وہ اس کی پرورش کرتا تھا ۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء

۱۲۔ تبنیت اس وجہ سے ثابت ہوئی تھی کہ جو شخص متبنے کیا گیا تھا یہ کئی سال متبنے کرنے والے کے ساتھ اس کی خدمت کرتا رہا تھا ۔ اور یہ حقیقی بھائیوں سے علیحدہ ہوگیا تھا ۔ اور اپنے قدرتی باپ کی زمین میں حصہ نہیں لیا تھا ۔ اور متبنے کرنے والے کی رسوم وفات ادا کی تھیں ۔ ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء ۔

۱۳۔ یہ بحث کی گئی تھی کہ چونکہ پسر متبنے نے اپنے قدرتی باپ کی جائداد سے حصہ لیا ہے ۔ لہذا یہ متبنے نہیں کیا گیا تھا ۔ قرار پایا تھا کہ چونکہ بعد وفات باپ داخلخارج کا اندراج پٹواری کی رپورٹ پر محض باضابطہ تھا ۔ لہذا وراثت محض کاغذی وراثت تھی ۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء ۔

**جواز تبنیت** ۔ تبنیت کا جواز تین باتوں پر منحصر ہوتا ہے ۔ اوّل متبنے کرنے والے شخص کا مجاز ہونا لازم ہے ۔ دوم ۔ جو رسوم بروئے رواج ضروری ہوں وہ پوری کی گئی ہوں ۔ اور سوم پسر متبنے ایسا شخص ہو جس کی تبنیت بروئے رواج مناسب ہو ۔ ہم ہر امر کو سلسلہ وار بیان کریں گے ۔

**الف ۔ کون متبنے کر سکتے ہیں** ۔ جو اشخاص متبنے کر سکتے ہیں وہ (اوّل) مرد اور (دوم) بیوگان ہیں ۔

اوّل مرد ۔ صرف وہ مرد جو متبنے کر سکتے ہیں یہ یا تو ایسے اشخاص ہیں جن کے ہاں اولاد نہیں ۔ یا وہ ہیں جو سول طور پر فوت نہیں ہوئے ۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ حاد سول طور پر مر جاتا ہے۔ لہذا یہ متبنیٰ نہیں کر سکتا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء
۲۔ بے پسر شخص متبنیٰ کر سکتا ہے۔ اور بے پسر شخص وہ ہے جس کا پسر قبل تبنیت فوت ہو گیا ہو۔ یا جس کا پسر مذہبی فرقہ میں ملگیا ہو۔ جس صورت میں یہ سول طور پر مر جاتا ہے۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء

**دوم۔ بیوگان** ۔ بیوہ یا تو اپنی طرف سے یا اپنے خاوند کی جانب سے متبنیٰ کر سکتی ہے۔ اوّل الذکر صورت میں اس کو اپنا فعل جائز کرنے کے واسطے کسی اجازت یا اختیار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور متبنیٰ بیوہ کی پرائیویٹ جائداد کا وارث ہوتا ہے ۱۵ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء (ہندو جاٹ)۔ مگر موخر الذکر صورت میں مختلف قواعد پر عمل ہوتا ہے اور چار سوال پیدا ہوتے ہیں۔ (۱) اُس تبنیت کی کیا تاثیر ہے جو اس کے خاوند نے کی ہو۔ اور اس کے مرنے کے بعد بیوہ نے اس کو قبول کر لیا ہو؟ (۲) کیا بیوہ اپنے خاوند کی جانب سے اختیار کے بغیر اس کے واسطے متبنیٰ کر سکتی ہے؟ (۳) فرض کرو کہ ایسا اختیار نہیں تو کیا یہ حقداران بازگشت کی رضامندی سے جائز ہو سکتا ہے اور (۴) بیوہ نے اپنے خاوند کی بابت جو جائز تبنیت کی ہو اس کی کیا تاثیر ہے؟

**۱۔ تبنیت جو خاوند نے کی اور بیوہ نے اس کو قائم رکھا** ۔ بیوہ کا اپنے خاوند کی تبنیت کو قائم رکھنا اُس حال میں وصیت کو جائز نہیں کرتا جب کہ یہ بنوع دیگر ناجائز ہو۔ سند

۱۔ ہندو جاٹان تحصیل جگراؤں ضلع لودھانہ۔ جو تبنیت خاوند کی اجازت سے ہوئی بیان کی گئی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد بیوہ نے بذریعہ دستاویز بحال رکھی ناجائز قرار پائی تھی۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء۔

**۲۔ بیوہ کی جانب سے بلا اختیار تبنیت** ۔ پنجاب کا عام رواج یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے خاوند کی جانب سے اختیار ملنے کے بغیر اس کے واسطے متبنیٰ نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر یہ ایسا کرے تو تبنیت ناجائز ہو گی۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندو جاٹان۔ بیوہ کا خاوند کی اجازت کے بغیر متبنیٰ کرنا ناجائز ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء

۲۔ تبنیت بلا اجازت خاوند جائز نہیں۔ ۲ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء

۳۔ خاوند کی جانب سے اختیار ملنے کے بغیر تبنیت جائز نہیں ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۴۔ اگروال بنیاں شہر دہلی۔ بیوہ بلا اجازت خاوند متبنےٰ نہیں کر سکتی۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۵۔ ہانسی کے بنیئے۔ تبنیت بلا اجازت خاوند ناقص ہے ۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

**مستثنیات** ۔ مگر اس قاعدہ میں بعض مستثنیات ہیں۔ پنجاب میں بعض ایسی اقوام موجود ہیں۔ جن میں بیوگان زیادہ تر آزاد ہیں۔ اور بلا اجازت متوفی خاوند متبنےٰ کر سکتی ہیں۔

۱۔ کشمیری پنڈتان شہر دہلی خاص رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ بیوہ اپنے خاوند کی جانب سے اختیار ملنے کے بغیر متبنےٰ کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ پسر متبنےٰ اُسی قوم میں سے ہو ۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۲۔ جینیوں میں بیوہ کو خاوند کی جانب سے اختیار ملنا ضروری نہیں ۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء ۔

دیگر مقدمات میں بیوہ عام رواج کے برخلاف کوئی خاص رواج ثابت کر سکتی ہے جس سے اس کو بلا اجازت خاوند متبنےٰ کرنیکا اختیار ہو۔ مگر یہ خاص رواج صریحاً ثابت کرنا لازم ہے ۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں اس قسم کا رواج پیش کیا گیا تھا۔ مگر بدقسمتی سے یہ ثابت ہونا قرار نہیں پایا تھا۔

دیگر مقدمات میں خاص رواج ثابت کیا جا سکتا ہے

**۳۔ حقداران بازگشت کی رضامندی** ۔ بیوہ کی جانب سے جو تبنیت بلا اختیار منجانب خاوند یا بلا رضامندی حقداران بازگشت کیجائے ۔ بیشک ناجائز ہے ۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء اور ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء لیکن کیا بیوہ جسکو خاوند نے اختیار نہ دیا ہو حقداران بازگشت کی رضامندی سے جائز تبنیت کر سکتی ہے ۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس بارہ میں اعتراض ہو سکتا ہے ۔ کہ آیا اس قسم کی تبنیت جائز ہوگی۔ کیونکہ صاحب فاضل جج نے صفحہ ۱۴۸ پر بیان کیا ہے کہ " یہ یقیناً ناقابل تنازعہ قانونی امر نہیں "۔ اور یہ خیال کرنے کی جانب مائل تھے کہ رواج کے ثبوت کی عدم موجودگی میں رواج کا ہونا قیاس نہیں کیا جا سکتا ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں جو ہندوؤں کا مقدمہ تھا یہ فیصلہ کیا گیا ہے ۔ کہ

بیوہ حقداران کی رضامندی سے بلا اختیار تبنیت کر سکتی ہے

بیوہ خاوند کی اجازت کے بغیر جو متبنے کرے ۔ اس وقت جائز ہوتا ہے جب یہ آئندہ
وارث کی رضامندی سے کیا جائے ۔

یہ قیاس کرتے ہوئے کہ جدیوں کی رضامندی تبنیت کو جائز کرتی ہے ۔ تو کیا اس
رضامندی کا قبل تبنیت دینا ضروری ہے ۔ یا رضامندی اس کو اس وقت بھی جائز
کرے گی ۔ جب کہ یہ تبنیت کے مکمل ہونے کے بعد دی جائے ۔ پھر کیا تمام حقداران
بازگشت کا رضامندی دینے میں شریک ہونا ضروری ہے ۔ فرض کرو کہ رضامندی مذکور
ایک ہی قریب ترین حقدار بازگشت نے دی ہے ۔ تو کیا وہ جدید تبنیت [illegible] اور اس کو پایہ
کرے گی ؟ سوال اول کے جواب میں ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں قرار پایا ہے کہ
حقداران بازگشت کے بعد رضامندی ضروری اختیار کی کمی کو پورا نہیں کرتی ۔

دوسرے سوال کا جواب فیصلہ جات ذیل سے ملتا ہے :-

۱ ۔ اس خاوند کی صورت میں جو صرف ایک برادر چھوڑ گیا ہو ۔ اس کی رضامندی کا
کافی ہے ۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء ۔

۲ ۔ ڈگی بونان ضلع فیروزپور ۔ جب بیوہ بلا اختیار منجانب خاوند متوفی قریب ترین حقدار
بازگشت کی رضامندی سے متبنے کرے تو بیوہ اس شخص کو پابند کرتی ہے ۔ لیکن جب حقدار
بازگشت بیوہ کی حین حیات پر فوت ہو تو اس کے بعد دوسرے حقدار اس کے پابند نہیں
ہوتے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعید حقداران بازگشت قریب ترین کے ذریعہ سے دعویدار
نہیں ہوتے بلکہ متوفی خاوند کے وارث ہوتے ہیں ۔

نتیجہ ۔ جو کچھ کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بیوہ کو متبنے
کرنے کا اختیار یا تو اس وجہ سے ہو کہ اس کے خاوند نے اس کو اختیار دیا تھا ۔ یا جدی
رضامند ہو گئے تھے تو اس کی جانب سے تبنیت جائز ہوتی ہے ۔ ۱۸۲ پنجاب ریکارڈ
۱۸۸۹ء میں جو ضلع لاہور کے مسلمان راجپوتوں کا مقدمہ تھا ۔ بیوہ اپنے خاوند
کے قریبی چچازاد برادر کو باخراج دیگر رشتہ داروں کے متبنے کرنے کی مجاز قرار پائی تھی
اور جب بیوہ کو متبنے کرنے کا اختیار ہو ۔ اور اس کا خاوند پسر متبنے چھوڑ گیا ہو تو پسر کے
فوت ہونے سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا اسکے متبنے کرنے کی نسبت اسیطرح اختیار
رہتا ہے کہ گویا اس کا خاوند کوئی پسر چھوڑنے کے بغیر فوت ہوا تھا ۔

۴۔ بیوہ کی جانب سے جائز وصیت کی تاثیر - بیوہ نے جو تبنیت کی ہو اس کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ پسر متبنّٰی اس جائداد کا وارث ہو جاتا ہے جو تبنیت کے وقت بیوہ کے قبضہ میں ہو۔ مگر پسر متبنّٰی ناکتی کے بیٹوں میں جدی بالنسل طور پر وارث نہیں ہوتا۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء - علاوہ اسکے متبنّٰی کسی دیگر جائداد کا وارث نہیں ہوتا جو تبنیت کے وقت بیوہ کے قبضہ میں نہ ہو۔ مثلاً اگر بیوہ کو بعد وفات خاوند خود بحیثیت بیوہ اپنے خاوند کے جدی وراثت سے اور جائداد ملے تو یہ بعد وفات بیوہ اس جائداد کا وارث نہیں ہوتا۔

۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء میں شجرہ نسب کسیقدر حسب ذیل تھا:-

الف
ب　　　ج
د - بیوہ

ب اور ج بھائی تھے - اول الذکر ایک بیوہ د پیچھے چھوڑ مرا - جس نے ج کی رضامندی سے اپنی دختر کے پسر کو متبنّٰی کیا - اس تبنیت کے بعد ج فوت ہوا۔ اور اس کی بیوہ بحیثیت قائمقام اپنے خاوند کے اس کی جائداد کی وارث ہوئی - بعد وفات بیوہ یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا پسر متبنّٰی کو ج کی جائداد کا وارث ہونا چاہیئے یا کہ نہیں ہونا چاہیئے؟ - اس پر قرار پایا تھا کہ یہ محض اس جائداد کا وارث ہے جو تبنیت کے وقت د کے قبضہ میں تھی - اور تبنیت مذکور سے اس کو کوئی ایسا حق حاصل نہیں ہوا تھا جس سے یہ ج کی جائداد جو پیچھے حاصل ہوئی تھی لے سکتا۔

فیصلہ مذکور میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کیوں پسر متبنّٰی کو ج کی جائداد نہ ملے - جو وفات کے وقت د کے قبضہ میں تھی - مگر میری دانست میں اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ پسر متبنّٰی جدیوں کی طرح ج کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ اس وقت بھی وارث نہیں ہو سکتا تھا۔ جب کہ جائداد مذکور بیوہ کے قبضہ میں تھی - مگر بدقسمتی سے فیصلہ مذکور میں پسر متبنّٰی کے حق پر ج کی رضامندی کی تاثیر پر غور نہیں کیا گیا تھا - میرے خیال میں اس سے بہت تبدیلی ہوتی ہے - مگر میرے واسطے ان نکتوں پر غور کرنے کی گنجائش نہیں۔

ب - تبنیت کے واسطے ضروری رسومات - ہم باب اول میں بیان کر چکے

ہیں کہ تبنیت کا دستور آریہ لوگوں کے پنجاب میں آنے سے پہلے موجود تھا۔ لہٰذا یہ امر قدرے واضح ہے کہ اس کو قانونی جواز دینے کے واسطے کسی رسوم کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ خالص دہرم شاستر کے قواعد اس صورت میں ایک خاص عمر سے بڑھ کر اور اکلوتے یا سب سے بڑے کی تبنیت کے مانع ہیں۔ بلکہ تبنیت کو مکمل کرنے کے واسطے کسی رسوم کی اجازت نہیں۔

(۱) عمر - مقدمات -

۱- پسر متبنیٰ ۲۵ برس کا تھا - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲- ہندو وردوال جاٹان تحصیل امرتسر - تبنیت اس وجہ سے ناجائز ہوئی تھی کہ پسر متبنیٰ کی عمر ۱۲ سال سے اوپر تھی - ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۳- ٹاہک جاٹان تحصیل سونی پت ضلع دہلی - پسر متبنیٰ کی عمر ۲۰ سال تھی - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

۴- بمروئے رواج ۳۰ سال کی عمر کا شخص متبنیٰ کیا جا سکتا ہے - ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء -

۵- پنجاب میں عمر کی کوئی قید نہیں - بار ثبوت ان پر ہے جو یہ بیان کریں کہ ۱۲ سال سے زیادہ عمر کا لڑکا متبنیٰ نہیں کیا جا سکتا - ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۶- مہتن راجپوتوں میں جوان شخص متبنیٰ کیا جا سکتا ہے - ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۷- متبنیٰ کی عمر ۲۶ سال تھی - جائز قرار پایا تھا - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۸- متبنیٰ کی عمر ۱۰ سال تھی - جائز قرار پایا تھا - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

۹- جینیوں میں عمر کی کوئی قید نہیں - متبنیٰ پسر متبنیٰ کرنے والے سے بڑا ہو سکتا ہے - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۱۰- تبنیت میں عمر کی کوئی قید نہیں - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء - ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء -

۲- اکلوتا یا سب سے بڑا پسر - مقدمات -

۱- ہندو ساہی جاٹان ضلع امرتسر - اکلوتے پسر کی تبنیت جائز ہے - ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۲۔ کھتریان ضلع جالندھر۔ اکلوتے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۱۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۳۔ چوپڑہ کھتریان ضلع فیروزپور۔ اکلوتے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

۴۔ جاٹان ضلع فیروزپور۔ اکلوتا پسر متبنےٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۵۔ ہندو جاٹان ضلع گورداسپور۔ اکلوتے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۶۔ اکلوتا پسر متبنےٰ کیا گیا تھا۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

۷۔ بروئے رواج پنجاب اکلوتا پسر متبنےٰ کیا جا سکتا ہے۔ بار ثبوت ان پر ہے۔ جو اس سے انکار کریں۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۸۔ راجپوتان ضلع انبالہ۔ سب سے بڑے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۹۔ اکلوتے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

۱۰۔ اکلوتے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

## ۳۔ ایک سے زیادہ متبنےٰ۔ مقدمات

۱۔ گجران ضلع گجرات۔ دو اشخاص متبنےٰ نہیں ہو سکتے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ براج جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ تین پسروں کی تبنیت جائز نہیں۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## ۴۔ رسومات۔ مقدمات۔

۱۔ کھتریان فیروزپور۔ رسوم ضروری نہیں۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲۔ برہمنان ضلع کانگڑہ۔ رسوم ضروری نہیں۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳۔ جب کوئی شخص جائز طور پر متبنےٰ ہو سکے تو تبنیت اس وجہ سے ناجائز نہیں ہوتی کہ کوئی خاص رسم ادا نہیں کی گئی۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔

۴۔ ہندو۔ باضابطہ اور بے ضابطہ تبنیتوں میں فرق کسی اصول پر مبنی نہیں۔ پنجاب میں رسوم ادا کرنے کی چنداں پروا نہیں کی جاتی۔ ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۵۔ سیدان ضلع فیروزپور۔ تبنیت کے جواز کے واسطے رسومات یا تحریرات

ضروری نہیں۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۶۔ ہندو دووال جاٹان تحصیل امرتسر۔ تبنیت کے جواز کے واسطے رسوم کا ادا ہونا ضروری نہیں۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۷۔ غوری پٹھانان تحصیل سیالکوٹ۔ تبنیت کے جواز کے واسطے رسوم کا ادا ہونا ضروری نہیں۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۸۔ ہندو سندھی جاٹان تحصیل قصور۔ باضابطہ تبنیت مع رسوم ضروری نہیں ہے ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء۔

۹۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص میں تبنیت کے جواز کے واسطے رسومات کی ضرورت پر بحث کی گئی۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۱۰۔ رسومات کا ادا نہ ہونا۔ تبنیت کو ناجائز نہیں کرتا۔ ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء ۷۲۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔

۱۱۔ صفحہ ۹۸ پر یہ ریمارک کیا گیا ہے کہ اس سال یا اس سال کے قریب تبنیت ظہور میں آئی تھی۔ دیسے ۱۸۴۹ء میں بوقت الحاق پنجاب) لاہور میں تبنیت کی رسوم معلوم نہیں تھیں۔ اور باضابطہ متبنیٰ کئے جانے کے بغیر جائز طور پر متبنیٰ ہو سکتا تھا۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء۔

۱۲۔ پنجاب میں عام رواج یہ ہے کہ رواجی تبنیت کو جائز کرنے کے واسطے کوئی مذہبی رسوم ادا کرنی ضروری نہیں۔ اور بار ثبوت ان پر ہوتا ہے۔ جو اس کے برعکس خاص رواج کا عذر پیش کریں۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۱۳۔ رواجی تبنیتوں کو جائز کرنے کے واسطے رسومات ضروری نہیں۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۲۸۔

۱۴۔ جینیوں میں کوئی رسومات ضروری نہیں۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

**۵۔ شادی شدہ متبنیٰ** ۔مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ لوہاران ضلع امرتسر۔ پسر متبنیٰ کے شادی شدہ ہونے میں یقیناً اس وقت روک ہوتی ہے جب کہ کسی قوم میں تبنیت مذہبی فعل ہو۔ مگر لوہاروں میں یہ محض دنیاوی معاملہ ہے۔ جس کو مذہب کے ساتھ کوئی لگاؤ نہیں۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ کیوں شادی

اور صاحب اولاد ہونے میں تمیز کرنی چاہئے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۴۶۲۔
۲۔ جینی۔ شادی شدہ اور صاحب اولاد متبنےٰ کیا جا سکتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

**۶۔ جدیوں کی رضامندی۔** مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ صفحہ ۲۲ پر یہ بحث کی گئی ہے کہ تبنیت جدیوں کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں مگر عذر دار کو یہ ثابت کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ کہ اس قسم کی رضامندی ضروری ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

**۷۔ دوسری گوت سے تبنیت۔** مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ یہ بحث پیش کی گئی تھی کہ دوسری گوت سے متبنےٰ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر یہ نامنظور ہوئی تھی۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

۲۔ مگر دوسری ذات سے تبنیت کی ممانعت کی گئی ہے۔ مثلاً جاٹ اروڑے کو متبنےٰ نہیں کر سکتا۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

**۸۔ اپنے باپ سے وراثت۔** بعض دفعہ یہ بحث پیش کی جاتی ہے کہ تبنیت اس وجہ سے ناجائز ہے۔ کہ پسر متبنےٰ نے اپنے قدرتی باپ کی جائداد ورثہ میں لی ہے۔ یہ اعتراض تبنیت کے جواز کے واسطے مضر نہیں۔ کیونکہ پنجاب میں تبنیتیں خلاف ضابطہ ہیں اور یہ پسر متبنےٰ کو اپنے قدرتی باپ کا وارث ہونے سے منع نہیں کرتیں۔ لہٰذا جو تبنیت ایک دفعہ مکمل ہو چکی ہو۔ اسکو امر مذکور کم تر ناجائز کرتا ہے۔ سند یہ ہے:۔

۱۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ فرض کرو یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ پسر متبنےٰ نے اپنے قدرتی باپ کی جائداد ورثہ میں لی ہے۔ یہ بات زیادہ تر اس امر کا ثبوت ہوگی کہ تبنیت وقوع میں نہیں آئی نہ کہ اس کی تبنیت کے جواز کے واسطے مضر اعتراض ہوگی۔ اور چونکہ ہم تجویز کرتے ہیں کہ تبنیت وقوع میں آئی تھی۔ لہٰذا اب یہ سوال ضروری نہیں رہا کہ آیا اس نے قدرتی باپ کی جائداد لی یا کہ نہیں لی تھی۔

**۹۔ جینی زیادہ تر آزاد ہیں۔** تبنیت جینیوں میں خاص و بنیادی دستور ہے۔ اور مذہبی عمل نہیں سا اور یہ تبنیت کے معاملہ میں زیادہ تر فیاض واز اد ہیں۔ ان میں نہ تو متبنےٰ کی عمر کی حد محدود کی گئی ہے اور نہ ہی رسوم پر غور کیا جاتا ہے:۔ اس بارہ میں مقدمہ حسب ذیل ہے:۔

۱- جینی کوئی خاص رسوم ادا نہیں کرتے - اور نہ بیوہ کو خاوند کی طرف سے اختیار کا ملنا ضروری ہے - اور پسر متبنیٰ کی عمر محدود نہیں کی گئی - ایک شادی شدہ مرد جس کے ہاں اولاد ہو متبنیٰ ہو سکتا ہے - اور پسر متبنیٰ اپنے متبنیٰ کرنے والے سے بڑا ہو سکتا ہے - ۵۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء -

**۱۰- باپ کے پسر کی موجودگی میں تبنیت کا جواز** - متبنیٰ کرنے والے کے پسر کی موجودگی میں تبنیت اُس وقت جائز ہے جب کہ پسر متبنیٰ فقیر ہو گیا - اور اسطرح سول طور پر فوت ہوا - ۲۵ سنہ ۱۹۰۵ء -

**۱۱- جب پہلی تبنیت ناجائز ہو تو دوسری ہو سکتی ہے** - جب پہلی تبنیت ناجائز ہو تو دوسری تبنیت کرنے میں کوئی امر حائل نہیں ہوتا - ۴۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء

**۱۲- رواج عام یا واجب العرض محض توضیحی ہے** - جب رواج عام میں تبنیت کے متعلق بعض رسوم ادا کرنیکا تذکرہ ہو تو اس کے احکام امریہ نہیں ہو سکتے بلکہ توضیحی ہیں - سندات :-

۱- رواج عام میں یہ پابندیاں کہ لڑکا ایک خاص عمر کا ہونا چاہیئے - محض سفارشی ہیں - امریہ قسم کی نہیں - ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ء

۲- رواج عام میں اس قسم کی پابندیاں کہ قریبی جدیوں کی موجودگی میں بعید جدیوں کو متبنیٰ نہیں کرنا چاہیئے - محض توضیحی ہیں - ۷ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۷ء

۳- رواج عام میں یہ پابندیاں کہ لڑکا ایک خاص عمر کا ہونا چاہیئے - محض توضیحی ہیں اور امریہ نہیں - ۹۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

۴- تبنیت مقدمہ میں سنہ ۱۸۶۵ء کے رواج عام میں اندراج امریہ نہیں بلکہ توضیحی قرار پایا تھا - اور قریبی پدری رشتہ داروں کی موجودگی میں بعید رشتہ دار متبنیٰ ہو سکتے ہیں ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء -

۵- مسلمان - راولپنڈی کی واجب العرض میں یہ شرط تھی کہ پہلے پدریوں کو متبنیٰ کرنا چاہیئے - قرار پایا تھا کہ تبنیت جائز ہے - اور رواج کسی ایسی خاص قیود کے تابع نہیں جو واجب العرض میں درج ہیں - ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء -

**نتیجہ** - جب کہ پنجاب میں تبنیت کے واسطے کوئی رسوم ادا کرنی ضروری نہیں - تو

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تبنیت بالکل جائز ہے - بشرطیکہ متبنّٰے اور سلوک کرنے کی نیت ہو - جس کا اوپر مفصل تذکرہ کیا گیا ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- دستاویز میں اظہار مع سابق و مابعد سلوک جائز تبنیت قائم کرتا ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۲- تبنیت نامہ اور پہلے اور پیچھے سلوک موجود تھا - اور پسر متبنّٰے کرنے والے کے گھر میں رہتا تھا - یہ قرار پایا کہ یہ واقعات تبنیت کو کافی طور پر ثابت کرتے ہیں - کیونکہ دستاویز اور سلوک دونو موجود ہیں - ۲۵ - پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء -

۳- زراعت پیشہ اشخاص میں تبنیت نامہ کا تحریر کرنا جس کے ساتھ پہلے اور پیچھے سلوک ہیں موجود ہو - کوئی رسوم ثابت کرنے کے بغیر تبنیت کو بخوبی قائم کرتا ہے - ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء -

۴- کھتریان فیروزپور - لاریب نیت کا اظہار جسکے ساتھ سابق و مابعد سلوک موجود ہو کافی ہے - ۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۵- برہمنان - بلاشبہ و شک نیت کا اظہار مع سابق و مابعد سلوک کے کافی ہے ۹۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۶- ہندو جاٹان ضلع لاہور - تبنیت کا علانیہ اقبال - اور دستاویز کا تحریر کرنا - اور مابعد سلوک تبنیت ثابت کرتے ہیں - ۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء -

۷- غیر زراعت پیشہ ہندوؤں میں بذریعہ دستاویز استظہار معہ سابق و مابعد سلوک بلا ادائے رسوم جائز تبنیت قائم کرتا ہے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء -

۸- پرورش پانا اور جانشین مقرر ہونا ثابت ہوا - اور تبنیت کو قائم کرنے کے واسطے کافی قرار پایا - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء -

۹- گل جاٹان ضلع فیروزپور - ایک بچہ کی شیرخواری سے پرورش کی گئی - اور اس کو لوگوں کی بڑی جماعت کے روبرو متبنّٰے کیا گیا - اور علانیہ دستاویز تحریر کی گئی اور اس پر گواہوں کی تصدیق ہوئی - اسطرح تبنیت جائز قرار پائی - برعکس ثابت کرنے کا بار معترض پر تھا - ۲۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء -

۱۰- ٹانک جاٹان تحصیل سونی پت ضلع دہلی - تبنیت اس صورت میں جائز

متبنّٰے کرنے کی نیت مع سلوک تبنیت کو جائز کرنے کے واسطے کافی ہے

پائی۔ جب یہ بذریعہ رجسٹری شدہ دستاویز کی گئی تھی۔ اور برادری کے روبرو اظہار کیا گیا تھا۔ اور اس کے بعد کچھ عرصہ سلوک بھی کیا تھا۔ ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۱۱۔ جوگی سانجی تان تحصیل شکر گڈھ۔ ضلع گورداسپور۔ قریبی جدیوں کی عدم موجودگی میں لاوارث بچہ کی تبنیت جائز قرار پائی تھی۔ جب کہ یہ بذریعہ دستاویز برادری کی موجودگی میں کی گئی تھی۔ جن کی رضامندی مناسب طور پر ضروری خیال کی جاسکتی ہے۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## ج۔ جو اشخاص متبنےٰ کئے جاسکتے ہیں

ج۔ جو اشخاص متبنےٰ کئے جاسکتے ہیں۔ صرف وہ اشخاص جائز طور پر متبنےٰ ہوسکتے ہیں۔ جن کو رواج پنجاب وارث ہونے کے قابل تسلیم کرتا ہے۔ اور اس صوبہ میں جو اشخاص بالعموم وارث ہوسکتے ہیں۔ یہ چار عنوانوں میں آتے ہیں۔ (۱) نواسے (یعنے پسران دختر)۔ (۲) بھانجے (پسران ہمشیرہ)۔ (۳) اجنبی اور (۴) جدی۔ اور جہاں تک زراعت پیشہ اشخاص کا تعلق ہے ان کی بابت چیف کورٹ نے تبنیت کا جو اصول قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان خاص حالات کو چھوڑ کر جو کسی خاص مقدمہ میں موجود ہوں۔ دختر یا ہمشیرہ کا پسر یا کوئی دیگر غیر جدی جائز طور پر متبنےٰ نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا زراعت پیشہ اشخاص میں بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ بیان کرے کہ ان کی قوم یا خاندان میں ایسا شخص متبنےٰ کیا جاسکتا ہے۔ اس امر کے متعلق ذیل میں سند درج ہے۔

(۱) نواسہ کی تبنیت۔ نمبر ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ اجلاس کامل اس امر کے متعلق سند ہے کہ دختر یا ہمشیرہ کا پسر یا کوئی دیگر غیر جدی زراعت پیشہ اشخاص میں جائز طور پر وارث مقرر نہیں ہوسکتا۔ اور اس کے برعکس ثابت کرنیکا بار پسر متبنےٰ پر ہوتا ہے۔ فیصلہ محولہ مذکور میں پلوڈن صاحب جج لکھتے ہیں۔ ہوشیارپور میں ہندو اور مسلمان جاٹوں کے رواج کے مطابق سابق ضلع کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ دختر یا ہمشیرہ کا پسر متبنےٰ کیا جاسکتا ہے۔ مگر جائز وصیت کے حالات پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی۔ مگر اس نتیجہ کے واسطے بہت کچھ سامان موجود ہے کہ اُن ہندو اقوام میں جو زمین کی مالک ہیں۔ اور انہیں پنجاب کے اس حصہ میں متبنےٰ کرنے کی اجازت ہے۔ دختر کے پسر کی تبنیت کے جواز کے متعلق بلا رضامندی جدیان کوئی قیاس

تبنیت کا اصول یہ ہے کہ زراعت پیشہ اشخاص میں غیر جدی متبنےٰ نہیں ہوسکتا۔

نواسہ متبنےٰ نہیں کیا جاسکتا

نہیں لہذا ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمیں بلا لحاظ عقیدہ قوم اور مقام تجویز کرنے کی نسبت
کامل اختیار ہے - کہ جب زمین کے قابض گروہ میں (جو متبنیٰ کرنے کے اختیار کو تسلیم
کرتا ہو) کوئی بے پسر شخص یہ بیان کرے کہ یہ قریبی جدیوں کی موجودگی میں ان کی
رضامندی کے بغیر نواسہ یا غیر جدی رشتہ دار کو متبنیٰ کر سکتا ہے - بادی النظر میں
قیاس اس اختیار کے برخلاف ہوتا ہے - اور کسی خاص مقدمہ میں عدالت میں کسی
اقبال کی عدم موجودگی میں جس سے اس قیاس کی ترمیم ہو - امر تنقیح کی شکل ایسی ہونی
چاہیے کہ بار ثبوت اس شخص پر لاحق ہو جو غیر محدود اختیار کا مصر ہو" - اجلاس کامل کے
اس فیصلہ کی ۹، پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء اور چیف کورٹ
کے کئی دیگر فیصلجات میں خصوصیت سے پیروی کی گئی تھی - ان فیصلجات میں اُن
گروہوں کے متعلق جو زمین پر قابض ہیں - یعنے بالعموم زراعت پیشہ اشخاص ہیں - (بلا
لحاظ عقیدہ - قوم یا مقام) اس سوال کا ناطق طور پر قرار دینے سے فیصلہ کیا گیا ہے
کہ بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ اصرار کرے کہ نواسہ یا غیر جدی جائز طور پر متبنیٰ
کیا جا سکتا ہے -

**اعتراض** - چیف کورٹ نے جن وجوہات پر بادی النظر میں نواسہ کی تبنیت کے
برخلاف قیاس پیدا کیا ہے - یہ تمدنی اور پولیٹیکل وجوہات پر مبنی ہے - اس کا مدعا یہ
ہے کہ غیر لوگ جو پنجاب کے دیہات میں زراعت پیشہ اشخاص کی دختروں کے ساتھ
شادی کرنے سے قابض ہوں وہ دخلیات نہ ہو سکیں - پنجاب کے افسروں کا خیال ہے
کہ پبلک کی حفاظت کے واسطے زمین کا صرف پرانے زمینداروں کے قبضہ میں ہی رہنا
ضروری ہے - یہ بات کسی حد تک پنجاب ریکارڈ ۸ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴ سے ظاہر ہے -
جہاں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں - کہ "ہماری رائے یہ ہے کہ اجنبی (داماد) کو
داخل کرنے کی نسبت قدرتی اعتراض یعنے دوسری قوم کے شخص کے موضع کی آبادی میں
داخل ہونے کی نسبت غالباً ہمیشہ کسی حد تک بہنوں کے پسروں کو موضع کی آبادی میں
داخل ہونے سے روکیگا - نواسہ کے حق کی نسبت سوال ...... اس طریق کی نسبت
جس طرح ملک کے لوگ اس کی طرف دیکھتے ہیں - اسی بنیاد پر ہے جیسے ہمشیرہ کے
پسر کی تبنیت ہے .... اس کا وہی نتیجہ ہے - جو ہم نے نکالا ہے - یعنے کہ اس کے

برخلاف احساس تھا۔ جیسا کہ قدرتی طور پر ایک قوم کے موضع کی دیہاتی آبادی میں ہوتا ہے۔ اور اس احساس کا اظہار رواج عام میں کیا گیا ہے"۔

لہذا میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ایسے واقعات نہیں جن سے سالم موضع کے واسطے عام رواج قائم ہو سکے کہ نواسہ متبنٰے نہیں کیا جا سکتا۔ اس امر کے متعلق مقدمات کے قانون کی سالم تاریخ اس کے برعکس تجویز قائم کرتی ہے۔ اور میری رائے میں یہ خیال بے پسر باپ کی قدرتی محبت کو تباہ کرتا ہے کہ جس باپ کی اولاد نرینہ نہ ہو یہ اپنی دختر کے پسر کو متبنٰے کرنیکا حق نہیں رکھتا۔ آگے بڑھنے سے پہلے یاد رکھنا چاہیئے کہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل میں جو قاعدہ قرار پایا ہے اس کی بابت ۴۴۔ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء۔ اور ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء میں تین دفعہ تنازعہ کیا گیا تھا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء میں یہ بیان کیا گیا تھا۔ کہ اس میں (۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء) پدری رشتہ داروں کی قطعی وارث کے فائق تر دستاویز کی نسبت جو خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کی ان واقعات سے تائید نہیں ہوتی جو اس صوبہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور اس فیصلہ کی نسبت بالعموم لوگوں کی رضامندی معلوم نہیں ہوتی۔ اور بالخصوص پنجاب کی عوام الناس کے اس حصہ کی جو بہترین طور پر حالات سے ماہر ہیں۔ اور گو ان امور میں بلاشبہ رواج کی پیروی ہونی لازم ہے۔ تاہم اہل ہنود میں خواہ یہ کس قدر کم ہندو مذہب کے پیرائے کیوں نہ ہوں۔ اس قسم کا رواج اُس خیال سے موثر ہونے سے نہیں رُک سکتا جو ان کے مذہب کا لُب لباب ہے۔ اور بے پسر باپ کو اپنی دختر اور نواسہ کے ساتھ جو قدرتی محبت ہوتی ہے۔ یہ کبھی ان جماعات میں نظرانداز نہیں کی گئی۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ پدری جدیوں کے متعلق تھیوری حد اعتدال سے تجاوز کر گئی ہے۔ اور جن فاضل ججوں کے روبرو (۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء میں) یہ حجت پیش کی گئی تھی۔ انہوں نے اس کو صریحاً نامنظور نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ ریمارک کیا تھا کہ "ہم فی الحال ان معاملات پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لہذا ہم یہ نہیں کہتے کہ وکیل کی حجت بیشک زور نہیں"۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء میں پسر متبنٰے کے وکیل نے ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کی مضبوطی پر اعتراض کیا تھا۔ اور کہا تھا کہ اگر یہ صورت نہ ہو۔ تاہم بار ثبوت میں بہت مبالغہ

کیا گیا ہے۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ ابتدائی بار اس قدر سنگین نہیں جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔

۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء بحوالہ مذکور میں پھر یہ مناقشہ کیا گیا تھا کہ ابتدائی بار ثبوت نواسہ پر عائد کرنے کا قاعدہ غلط ہے۔ تاہم عدالت نے اس سوال کو یہاں تک اپیل کے تصفیہ سے تعلق تھا۔ پھر اجلاس کامل کے پاس بھیجنا ضروری خیال نہ کیا۔

اب چیف کورٹ کے ماقبل فیصلہ جات کا ایک سلسلہ زراعت پیشہ اشخاص میں نواسہ کی تبنیت کے جواز کی تائید میں ہے۔ مثلاً ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء صفحہ ۵۷۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء بیشک یہ صحیح ہے کہ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء میں ہمشیرہ کے پسر کی تبنیت ناجائز قرار پائی تھی۔ مگر اس تجویز کی صحت ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۸۵ کے اخیر میں مشتبہ خیال کی گئی ہے۔ چنانچہ آخری فیصلہ میں قرار پایا تھا کہ "پنجاب میں نواسہ کی تبنیت بروئے رواج جائز قیاس کرنی چاہیئے۔ تاوقتیکہ اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے"۔ نمبر ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء کی ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء میں اور پھر ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں پیروی کی گئی تھی۔ اور یہ ثابت کرنے کا بار معترض پر عائد کیا گیا تھا کہ تبنیت نواسہ ناجائز ہے۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ اور ۱۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء اسی بارے میں ہیں اور نمبر ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء برعکس جاتا ہے۔ مگر یہ زبردست احساس پر مبنی معلوم ہوتا ہے جو پنجابیوں میں ان تبنیتوں کے برخلاف ہے۔

**غیر زراعت پیشہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کے پابند نہیں۔** اجلاس کا فیصلہ نمبر ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء جس میں یہ قانون قرار پایا کہ نواسہ متبنےٰ نہیں ہو سکتا ہے صرف زمین کے مالکوں کے گروہوں پر حاوی ہوتا ہے۔ اس فقرہ کی تعریف تو نہیں کی گئی۔ مگر ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۴۷۴۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء و ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔ اور ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۳۹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی مراد زراعت پیشہ سے ہے۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں چٹرجی صاحب جج نے واضح کیا ہے کہ صاحب

زمین گروہ کی مراد زراعت پیشہ قوم یا جماعت ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ غیر زراعت پیشہ اس قاعدہ کے پابند نہیں جو ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں قرار پایا ہے۔ اور ان میں یہ ابتدائی قیاس پیدا نہیں ہوتا کہ تبنیت نواسہ ناجائز ہے۔ اسبارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ ضلع راولپنڈی کے کھتریوں نے ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء کے تابع ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔ اور یہ حجت پیش کی تھی کہ چونکہ یہ زراعت پیشہ ہیں۔ لہذا فیصلہ مذکور ان پر حاوی ہوتا ہے۔ اس لئے غیر پدری رشتہ دار یعنی بیوی کے برادر کے پسر کی تبنیت ناجائز ہے۔ قرار پایا تھا کہ فریقین تجارتی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور گو یہ زمین پر قابض ہیں۔ تاہم ان کے زمرہ میں نہیں آتے جن پر فیصلہ مذکور حاوی ہو سکتا ہے۔ اس لئے بار ثبوت اس پر ہے جو ذاتی قانون کے برخلاف رواج پیش کرے۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۲۔ جگراؤں کے بنئے۔ سوال یہ تھا کہ آیا جگراؤں کے بنیوں میں تبنیت نواسہ بروئے رواج ناجائز ہے۔ گورڈن واکر صاحب جج نے تحریر کیا تھا کہ "ہمیں یہ عیاں معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں فیصلہ کا قاعدہ دھرم شاستر سے لینا چاہیئے۔ کیونکہ فریقین مقدمہ کے رہنے والے بنئے معمولی تجارت پیشہ ہیں ۔۔۔۔۔۔ یہ دیکھنا چاہیئے کہ زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ میں فرق ہے۔ اور موخر الذکر میں نواسہ تبنیت کے قابل ہوتا ہے ۔۔۔۔۔۔ اس قسم کی تبنیت کی بین نوزائیدہ جماعات میں ممانعت نہیں کی گئی۔ لہذا یہ ثابت کرنے کا بار کہ اسطرح کی تبنیت کی بروئے رواج ممانعت کی گئی۔ اس شخص پر ہے جو اس کو ناجائز بیان کرے۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۳۔ برہمنان ضلع کانگڑہ جو زراعت پیشہ نہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء کے پابند نہیں۔ اور بروئے دھرم شاستر دتکا شکل میں ہمشیرہ زادہ کی تبنیت بلا رضامندی حقداران بازگشت جائز ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۴۔ برہمنان شہر دہلی۔ نمبر ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں۔ اور تبنیت مسلمہ طور پر انہیں مروج ہے۔ اور یہ ثابت کرنیکا بار کہ خاص قسم کی تبنیت یعنے ہمشیرہ یا دختر کے پسر کی تبنیت جائز نہیں اس شخص پر ہے جو

اس کے جواز سے انکار کرے۔ اور ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء اور ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء کے حوالہ سے قرار پایا تھا کہ بروئے حالات بھائی کی بیٹی کا پسر اسیطرح ملحوظ ہوتا ہے۔ جس طرح کہ اپنی بیٹی کا ہوتا ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔

**مگر غیر زراعت پیشہ خاص رواج کی پیروی کرسکتے ہیں۔** اس قاعدہ کے کہ غیر زراعت پیشہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کی پیروی نہیں کرتے یہ معنے نہیں کہ ان کو اپنے ذاتی قانون ہی کا پابند سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ انکا کسی ایسے خاص قانون کا پابند ہونا ممکن ہے جو قانون مذکور کے برخلاف ہو۔ مثلاً گو دھرم شاستر اور زرعی رواج دختر اور ہمشیرہ کے پسر یا کسی دیگر غیر پدری رشتہ دار کی تبنیت کا مانع ہے۔ تاہم غیر زراعت پیشہ میں ایسے مقدمات ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک خاص رواج کے مطابق نواسہ جائز طور پر متبنےٰ کیا جا سکتا ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ گو قصبہ کے رہنے والے کھتری اور برہمن اکثر دھرم شاستر یا رواجوں کے "تابع ہیں جو قانون کے برخلاف نہیں ہوتے"۔ تاہم اس مقدمہ میں موضع کے رہنے والے برہمن ایک خاص رواج کے "تابع ہیں۔ جو نہ تو دھرم شاستر کے اور نہ زرعی رواج کے تابع ہیں۔ لہٰذا ان میں ہمشیرہ کا پسر متبنےٰ ہو سکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ قرین قیاس ہے کہ اس صوبہ میں تبنیت کے متعلق قواعد اُن رواجوں کو تازہ رکھنے والے ہیں۔ جو ان احکام سے دیرینہ ہیں جو مدتں دستورالعمل پر لائے گئے ہیں۔ اور برہمنی قانون دانوں کی مستند کتب میں درج کئے گئے ہیں"۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲۔ جب تبنیت کرنیکا رواج قرار پائے تو بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ بیان کرے کہ ایک خاص قسم کی تبنیت یعنے نواسہ یا بھانجے کی نہیں ہو سکتی۔ ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

۳۔ نواسہ کی تبنیت کے برخلاف دھرم شاستر کے سخت قوانین اکثر پنجاب میں خاندان کے رواج سے تبدیل کئے جاتے ہیں۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔ پیریوی کونسل۔

۴۔ اس امر کے متعلق دیگر مقدمات ان میں ملیں گے۔ جو آگے باترتیب کئے گئے ہیں۔

غیر زراعت پیشہ اشخاص میں ابتدائی بار غیر جدّی پر ہوتا ہے خواہ یہ نواسہ یا بھانجہ ہو - زراعت پیشہ میں وہ اشخاص جو قاعدہ مندرجہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کے پابند ہیں - ابتدائی قیاس غیر جدیوں کی تبنیت کے جواز کے برخلاف ہوتا ہے - خواہ یہ دختر کا پسر ہو یا کہ نہ ہو - اور عدالت جو امر تنقیح طلب قائم کرے - یہ ایسا ہونا چاہیئے جس سے بارِ ثبوت متبنّٰی پر پڑے کر سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- جب صاحب زمین گروہ میں جب وہ شخص جو متبنّٰی کرنے کے اختیار کو تسلیم کرتا ہو - یہ اصرار کرے کہ یہ جدیوں کی موجودگی میں بلالحاظ ان کی رضامندی کے غیر جدی کو متبنّٰی کر سکتا ہے تو بادی النظر میں قیاس اس اختیار کے برخلاف ہوتا ہے - اور خاص مقدمہ میں جب عذرات میں کوئی ایسا اقبال نہ ہو جس سے قیاس مذکور تبدیل ہوتا ہو تو تنقیح کی نوعیت ایسی ہونی چاہیئے جس سے بارِ ثبوت اُس شخص پر لاحق ہو جو اختیار مطلق کی موجودگی کا اصرار کرے - یہ قیاس محض عام قیاس ہوتا ہے جو شروع ہی میں بلالحاظ شہادت جیسی کہ واجب العرض اور رواج عام یا جوڈیشل یا غیر جوڈیشل نظائر کی ہے قائم کرنا چاہیئے - اور یہ مقدمہ کی پہلی نوبت میں اس تنقیح کے متعلق پیش ہوتی ہے جو عام قیاس کے بارہ میں پہلے قائم کیا جاتا ہے - اور یہ شہادت بارِ ثبوت فریق ثانی پر منتقل کرنے کے واسطے کافی ہو - یا کہ نہ ہو یہ امر تنقیح کی اصلی نوعیت کے منافی نہیں ہو سکتا - ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء - اجلاس کامل -

۲- شروع میں قیاس سوتیلے کی تبنیت کے جواز کے برخلاف ہوتا ہے - جو وارث نہیں - ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

۳- شروع میں قیاس سوتیلے پسر کی تبنیت کے جواز کے برخلاف ہوتا ہے - جو وارث نہیں - ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء -

۴- بادی النظر میں قیاس سالے کے پسر کی تبنیت کے برخلاف ہوتا ہے - ۵، پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء -

۵- بادی النظر میں قیاس سالے کے پسر کی تبنیت کے برخلاف ہوتا ہے - ۸۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء -

۱۸۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء کے قاعدہ کی ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء - ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء - ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اور ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں پیروی کی گئی تھی۔

۷۔ ابتدائی قیاس یہ ہے کہ اجنبی متبنّٰی نہیں ہو سکتا - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء زراعت پیشہ ثابت کر سکتا ہے کہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء حاوی نہیں ہوتا - اب اس کو مفصل کہہ سکتے ہیں کہ اگر فریقین زراعت پیشہ اقوام سے تعلق رکھتے ہوں - تو بادی النظر میں قیاس دختر یا ہمشیرہ کے پسر کی تبنیت کے جواز کے برخلاف ہوتا ہے - مگر شخص متعلقہ کو یہ ثابت کرنیکا اختیار ہے - کہ ان کے خاندان یا قوم میں قاعدہ ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل حاوی نہیں ہوتا اور کہ ایک خاص رواج کے مطابق جو فریقین پر حاوی ہوتا ہے اس قسم کی تبنیت بالکل جائز ہے - مگر یہ ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہے - جو اس امر کا مصر ہو - مگر جب نواسہ کی تبنیت کا جواز ثابت کرنیکا بار پسر متبنّٰی پر لاحق کیا جائے - تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بار مذکور بھاری ہے - یا کہ اس قدر ہلکا ہے کہ یہ تھوڑی سی شہادت کا گذرنے سے بآسانی تبدیل ہو سکتا ہے۔

۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں نواسہ کے وکیل نے صفحہ ۹۳ پر یہ حجت پیش کی تھی کہ پنجاب میں نواسوں کی تبنیتیں اس قدر عام ہیں کہ تھوڑی سی شہادت بار ثبوت معترضوں پر عائد کرنے کے واسطے کافی ہوگی - انہوں نے بیان کیا تھا کہ بلحاظ عام رواج جو جاٹوں میں مروّج ہے - اور نیز اس واقعہ کے بگھری جاٹان (جو اس مقدمہ میں فریق ہیں) صرف جاٹوں کی قوم کا حصہ ہیں - اور تبنیت کی جو نظائر متبنّٰی کرنے والے کے گواہوں نے بیان کی ہیں - انہوں نے نواسہ کی تبنیت کے جواز کو بخوبی ثابت کر دیا ہے - مگر پلوڈن صاحب جج نے اس حجت کو نامنظور کیا تھا - اور یہ ریمارک کیا تھا کہ: "ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ بار کو ہلکا سمجھنا چاہئے - یا مدعی پر عائد کرنے کے واسطے بہت تھوڑا ثبوت درکار ہے -

**ابتدائی ثبوت کا تبادلہ** - ابتدائی بار ثبوت کی صحیح مراد یہ ہے کہ شروع میں

عدالت یہ قیاس کرتی ہے کہ بروئے عام رواج غیر جدی یا کہ نواسہ پنجاب کی تمام زراعت پیشہ اقوام یا خاندانوں میں جائز طور پر وارث نہیں ہو سکتا۔ مگر بالکل ممکن ہے کہ فلاں خاندان یا قوم کا کوئی خاص رواج ہو۔ لہذا (۱) شہادت جو پیش ہو یا (۲) خاص حالات جو مقدمہ میں ظاہر ہوئے بار معترض پر عائد کر سکتے ہیں کہ یہ ثابت کرے کہ اس قسم کی تبنیت فی الواقعہ ناجائز ہیں۔

جس شہادت سے ابتدائی بار منتقل ہو سکتا ہے۔ یہ یا تو رواج کا ریکارڈ موسومہ رواج عام یا واجب العرض ہے یا پرائیوٹ اور جوڈیشل نظائر ہیں۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ضلع ہوشیارپور کے ہندو جاٹوں میں رواج عام نے جس میں یہ بیان تھا کہ اگر کسی شخص کی نرینہ صلبی اولاد نہ ہو تو یہ نواسہ کو متبنیٰ کر سکتا ہے۔ اور نواسہ کی تبنیت کی چار نظائر جو قلمبند کی گئی تھیں۔ بار ثبوت اس فریق پر لاحق کیا تھا جس نے بطور تبنیت کے جواز سے انکار کیا تھا۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ رواج عام نے بار ثبوت اس فریق پر لاحق کیا تھا جس نے بیٹیوں کی موجودگی میں نواسہ کی تبنیت کے حق سے انکار کیا تھا۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۳۔ بار ثبوت رواج عام میں اندراجات یا نظائر کے سلسلہ سے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۴۔ ضلع ہوشیارپور کے اہل جاٹوں میں رواج عام۔ نظائر اور حقداران بازگشت کی رضامندی کی شہادت نے نواسہ کی تبنیت کو ثابت کیا تھا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

خاص حالات۔ مقدمات:۔

۱۔ گھمن جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ متبنیٰ کرنے والے نے جو ہندو تھا۔ اپنے نواسہ کو متبنیٰ کیا تھا۔ اور اس کے بھتیجے نے جو نومسلم تھا اس بارہ میں اعتراض کیا تھا۔ یہ ثابت کرنے کا بار بھتیجے پر ڈالا گیا تھا کہ یہ متبنیٰ ہونے کے لائق ہے۔

۲۔ جب دختر پدری رشتہ دار کے ساتھ شادی کرے تو اس دختر کے پسر کی تبنیت روا رکھنے کا احتمال ہوتا ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

مگر یہ قاعدہ اس شرط کے تابع ہے کہ نواسہ کو متبنیٰ کرنے کے اختیار کی شہادت

یہ ثابت کرنے کا بار منتقل نہیں کرتی کہ بھائی کی دختر کے پسر کو متبنیٰ کرنے کا اختیار ہے ۔ ۷۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۵۳ ۔

**د ۔ سنہ ۱۸۶۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۱ء تک مقدمات کا خلاصہ** ۔ ذیل میں اُن مقدمات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو سنہ ۱۸۶۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۱ء تک چیف کورٹ کے اجلاس میں فیصل ہوئے ہیں ۔ اور حوالہ دینے کی سہولت کے واسطے ان کو اضلاع اور قوم وار ترتیب دی گئی ہے ۔

(۱) نواسہ (۲) ہمشیرہ زادہ (۳) اجنبی اور (۴) جدی ۔

**ا ۔ نواسہ کی تبنیت** ۔ نوٹ ۔ اس عنوان میں دختر کا پوتا اور بھائی کی دختر کا پسر بھی آئے ہیں ۔

لودھیانہ

۱ ۔ **جاٹان** ۔ گورچا جاٹان ضلع لودہیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز ہے ۔ بار ثبوت جدیوں پر ہے ۳۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء ۔

۲ ۔ ہندو بھٹی جاٹان تحصیل سمرالہ ضلع لودہیانہ ۔ تبنیت نواسہ بموجودگی برادر زادہ ناجائز ہے ۔ ۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء ۔

۳ ۔ ہندو دیوال جاٹان ضلع لودہیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں بار ثبوت پسر متبنیٰ پر ہے ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

۴ ۔ ہندو گل جاٹان تحصیل جگراؤں ضلع لودھیانہ ۔ تبنیت نواسہ ناجائز ہے ۔ بار ثبوت پسر متبنیٰ پر ہے ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

۵ ۔ ہندو گوریوال جاٹان ضلع لودھیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں ۔ بار ثبوت متبنیٰ پر ہے ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

۶ ۔ ہندو رائے جاٹان ضلع لودہیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز ہے ۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء ۔

۷ ۔ سندہو جاٹان ضلع لودہیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز ہے ۔ ۱۹۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

۸ ۔ جاٹان ضلع لودھیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز ہے ۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۰ء

۹ ۔ مسلمان جاٹان ضلع لودہیانہ ۔ تبنیت نواسہ جائز ہے ۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء ۔

## ۲۔ راجپوتان۔

مسلمان منج راجپوتان تحصیل و ضلع لودہیانہ۔ تبنیت نواسہ جو بعیدجدی بھی تھا جائز ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

## ۱۔ جاٹان۔

راو ہن جاٹان تحصیل و ضلع جالندھر۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ بار ثبوت کے سوال پر بحث کی گئی۔ ۱۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

## دوم آرائیاں :۔

۱۔ مسلمان ارائیاں تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل۔

۲۔ ارائیاں ضلع جالندھر۔ تبنیت نواسہ بموجودگی برادرزادگان جائز ہے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

## سوم۔ کھتریان

کھتریان نورمحل ضلع جالندھر۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۱۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## اوّل۔ جاٹان :۔

۱۔ ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور بھائی کی دختر کے پسر کی تبنیت جائز نہیں۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲۔ ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۳۔ ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ ہم اس ضلع کے تمام جاٹوں کی نسبت اس عام تجویز کو تسلیم کرتے ہیں کہ نواسہ جائز طور پر متبنّےٰ کیا جا سکتا ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۴۔ اہل جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۵۔ ہندو جاٹان تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔ ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۶۔ ہندو جاٹان نندن گوت تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ بار ثبوت معترض پر ہے۔ ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء۔

۷۔ ہندو ملک جاٹان تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔ تبنیت نواسہ ناجائز ہے

۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

## دوم۔ راجپوتان

ہندو راجپوتان ضلع ہوشیار پور۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں ۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## سوم۔ زرگر

ضلع گورداسپور کے زرگر۔ تبنیت نواسہ اس وقت جائز ہے۔ جب ایک وارث رضامند ہو۔ اور دوسرا خاموش کرے۔ ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

## راجپوت۔

۱۔ ہندو جاٹان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ۔ تبنیت نواسہ ناجائز ہے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۲۔ ہندو سکھ جاٹان کھرڑ ضلع انبالہ۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔

## جاٹ۔

بگری جاٹان تحصیل سرے ضلع ہوشیار پور۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں۔ بار ثبوت پر بحث کی گئی۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

## کھتریان

۱۔ کپور کھتریان ضلع امرت سر۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## جاٹ

۱۔ ہندو سنگ جاٹان ضلع امرت سر۔ برادری دختر کے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

۲۔ ہندو جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر۔ تبنیت نواسہ ثابت ہوئی۔ بار ثبوت بنا یا گیا۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۳۔ ہندو ڈھلوں جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر۔ تبنیت نواسہ ثابت ہوئی۔ بار ثبوت بنا یا گیا۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۴۔ ہندو رندھاوا جاٹان تحصیل و ضلع امرت سر۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں۔ ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔ بار ثبوت مستغیث پر ہے۔

۵۔ ہندو گل جاٹان تحصیل و ضلع امرت سر۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں۔

ہوشیار پور

انبالہ

حصار

امرتسر

بار ثبوت اس پر جو متبنےٰ کیا گیا ہو۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲۔ ہندو گل جاٹان تحصیل و ضلع امرت سر۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

## کلال۔

کلالان ضلع امرت سر۔ نواسہ کی تبنیت جائز ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

## گجران

گجرات

۱۔ گجران ضلع گجرات۔ تبنیت نواسہ تسلیم نہیں کی گئی۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲۔ کھٹانان گجران ضلع گجرات۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳۔ گجرات کا مقدمہ۔ تبنیت نواسہ تسلیم کی گئی ہے۔ ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

گورداسپور

## اوّل۔ برہمن

زراعت پیشہ برہمنان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ دہری بیوی کی دختر کے پسر کی تبنیت جائز نہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## دوم۔ جاٹ

۱۔ ہندو کھلوان جاٹان ضلع گورداسپور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۱۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۲۔ ہندو راجر جاٹان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۱۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۳۔ ہندو جاٹان ضلع گورداسپور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء

لاہور

## اوّل۔ ارائیان

ارائیان ضلع لاہور۔ تبنیت نواسہ جائز ہے۔ بار ثبوت معترض پر ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

## دوم۔ جاٹان

ہندو جاٹان گوت سندھو تحصیل و ضلع لاہور۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

سیالکوٹ

## اوّل۔ جاٹان

۱- ہندو گھمن جاٹان ضلع سیالکوٹ - تبنیت نواسہ بموجودگی برادرزادہ جسنے دین اسلام قبول کر لیا تھا جائز ہے - بارثبوت برادرزادہ پر تھا - رواج عام میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ تبنیت میں نواسے بھتیجوں کے بعد آتے ہیں - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۲- ہندو وکلوان جاٹان ضلع سیالکوٹ - تبنیت نواسہ ناجائز ہے بار ثبوت پسر متبنے پر ہے ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۳- سکھ جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ - چچیرے برادروں کی موجودگی میں نواسہ متبنے نہیں ہو سکتا - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

## دوم - کھتریان

ہندو کھتریان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ - بھائی کے پسروں کی موجودگی میں تبنیت نواسہ ناجائز ہے - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

## سوم - ارائیان

مسلمان ارائیان ضلع سیالکوٹ - تبنیت نواسہ بموجودگی پسران برادر جائز ہے - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

فیروزپور

## اوّل - کھتری

۱- چوپڑہ کھتریان ضلع فیروزپور - تبنیت نواسہ جائز ہے - بارثبوت معترض پر ہے - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۲- کھتریان ضلع فیروزپور - اپنی دختر کے پسر اور نیز برادر کی دختر کے پسر کی تبنیت جائز ہے - ۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء

## دوم - سیّد

سیّدان ضلع فیروزپور - تبنیت نواسہ جائز ہے - ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

## سوم - جاٹ

۱- ہندو گل جاٹان تحصیل موگا ضلع فیروزپور - بھائی کی دختر کے پسر کی تبنیت جائز ہے - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲- ہندو سندھر برار جاٹان تحصیل موگہ ضلع فیروزپور - بھائی کی دختر کے پسر کی تبنیت جائز نہیں - ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء -

راولپنڈی

اوّل۔سیدان۔

سیدان تحصیل و ضلع راولپنڈی۔تبنیت نواسہ جو بھائی کا پوتا بھی تھا۔ ناجائز قرار پائی تھی۔۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

دوم۔مسلمان۔

مسلمانان موضع گوراضلع راولپنڈی۔تبنیت نواسہ جائز ہے۔۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

کانگڑہ

اوّل۔راجپوت

ہندو راجپوتان ضلع کانگڑہ۔تبنیت نواسہ جائز نہیں۔۲ا پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

دوم۔برہمن

برہمنان ضلع کانگڑہ۔تبنیت نواسہ جائز ہے۔بار ثبوت معترض پر ہے۔۹، پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

ملتان

ہندو

پہلا ہندو بھاٹیان شجاع آباد ضلع ملتان۔تبنیت نواسہ جائز ہے۔بار ثبوت معترضوں پر ہے ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

دہلی

برہمن

برہمنان ضلع دہلی۔تبنیت برادر زادہ جائز ہے۔۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔

غیر زراعت پیشہ

غیر زراعت پیشہ

۱۔قصبہ جگراؤں ضلع لودھیانہ کے بنئے۔تبنیت نواسہ جائز ہے۔۷، ۹۔پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۲۔کھتریان۔تبنیت نواسہ جائز ہے۔۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء۔۱۹۲۔پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۳۔کھتریان۔تبنیت نواسہ جائز ہے۔۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

دوم ہمشیرہ زادہ کی تبنیت۔تاریخ۔جہاں تک میں دریافت کر چکا ہوں۔۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء ہی عدالت عالیہ چیف کورٹ کا فیصلہ ہے۔جس میں قرار پایا تھا کہ جالندھر کے جاٹوں کے رواج کے مطابق ہمشیرہ زادہ کی تبنیت ناجائز

مگر اس فیصلہ کی صحت کی نسبت ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء میں صفحہ ۱۸۶ کے اخیر میں شک کیا گیا ہے - مگر ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء اور ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء میں تبنیت زاسہ قائم رکھی گئی تھی - اور ۱۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء میں قرار پایا تھا کہ پنجاب کے عام رواج کے مطابق ہندو جاٹان ضلع انبالہ میں ناجائز نہیں - اور یہ ثابت کرنے کا بار معترضوں پر لاحق کیا گیا تھا کہ اس قسم کی تبنیتیں ناجائز ہیں - ۱۸۸۸ء تک یہی خیال قائم رہا تھا - جب کہ رٹیگن صاحب جج نے ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں بیان کیا تھا کہ "ہمارے خیال میں یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس عدالت کے فیصلجات نے ایک اصول قائم کیا تھا اور اسکو اُس پر مبنی کیا تھا جو کچھ پنجاب میں زراعت پیشہ اشخاص کے عام رواج کی بابت معلوم ہوا تھا - اور وہ اصول یہ تھا کہ اس قسم کا تقرر (یعنی ہمشیرہ زادہ کا) جسکی بابت یہاں تنازعہ ہے جائز قیاس کرنا چاہیئے اور بار ثبوت انپر ہوتا ہے جو اسکے برعکس بیان کریں ہمیں اس عام مقولہ کی تائید کرنے میں مطلق تامل نہیں جو اس صوبہ میں زراعت پیشہ اقوام کے مروجہ رواج کے بالکل منطبق ہے" مگر یہ قابل افسوس امر ہے کہ ناموَرجج بلوڈ نصاحب نے جو بڑی بڑی تحریری کے مشہور و معروف مصنفان ہیں ہیں - اس تصور کو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے باطل کیا تھا اور ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل میں تجویز کیا تھا کہ "جہاں تک زراعت پیشہ اشخاص سے تعلق ہے ابتدائی قیاس یہ ہے کہ تبنیت ہمشیرہ زادہ ناجائز ہے - اس خیال کی مسٹر جسٹس رو صاحب چیف جج نے ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں اسطرح تائید کی تھی کہ بادی النظر میں قیاس ہمشیرہ زادہ کی تبنیت کے جواز کے برخلاف ہے"۔

ذیل میں تمام فیصلجات درج ہیں جو عدالت عالیہ چیف کورٹ نے ۱۸۶۶ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک کئے ہیں :-

## ہمشیرہ کا پسر اور پوتا - مقدمات متعلقہ یہ ہیں :-

### اوّل - راجپوتان

راجپوتان ضلع انبالہ - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

### دوم - جاٹان

۱- ہندو جاٹان ضلع انبالہ - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۱۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۲- ہندو ہاروال جاٹان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۳- جاٹان ضلع انبالہ- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے- ۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء

سوم کھتریان-

کھتریان تحصیل پیپلی ضلع انبالہ- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے- بار ثبوت جدیوں پر- ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

ضلع لودھیانہ

اوّل جاٹان

۱- ہندو سندھو جاٹان تحصیل جگراؤں ضلع لودھیانہ- تبنیت لے پالک جائز ہے- ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

۲- ہندو جاٹان تحصیل جگراؤں ضلع لودھیانہ- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز نہیں- ۹۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء-

۳- ہندو ڈھلن جاٹان ضلع لودھیانہ- تبنیت ہمشیرہ زادہ باوجودگی قریبی جدیان جائز نہیں- ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

دوم کلالان - اہلوالیہ کلالان تحصیل و ضلع لودھیانہ- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے- ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ء

ضلع جالندھر

اوّل- پٹھانان

لودھی پٹھانان ضلع جالندھر- بے پسر مالک ہمشیرہ زادہ کو متبنیٰ نہیں کر سکتا- ۲۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

دوم- جاٹ

۱- جاٹان ضلع جالندھر- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز نہیں- ۳۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۳ء-

۲- مسلمان جاٹان ضلع جالندھر- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے- ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۰ء-

سوم- ارائیان

مسلمان ارائیان تحصیل پھلور ضلع جالندھر- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے- ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء-

ضلع کانگڑہ

اوّل- برہمن

برہمنان کانگڑہ- تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے- ۹۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء

سیالکوٹ

**اوّل - جاٹ**

۱- گھمن جاٹان ضلع سیالکوٹ - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز نہیں - ۲۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء -

۲- مسلمان ہنجرا جاٹان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۷ء -

**دوم - ارائیں**

مسلمان ارائیاں ضلع سیالکوٹ - چچا کی موجودگی میں ہمشیرہ زادہ کی تبنیت ہوسکتی ہے - ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء - بابجرت موخرالذکر یہ ہے -

گجرات

**اوّل - کھوکھر**

کھوکھران ضلع گجرات - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز نہیں - بارثبوت پسر متبنے پر ہے - ۳۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

**دوم - لالہ جاٹان**

گجرات کا مقدمہ - ہمشیرہ زادہ کا بطور وارث کے تقرر جائز نہیں - ۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء

**سوم - گجران**

مسلمان پسوال گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - چوتھی اور پانچویں پشت کے جدیوں کی موجودگی میں تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز نہیں - ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

**چہارم - جاٹ**

مسلمانان سدّہ جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - ہمشیرہ کے پسر یا پوتے کی تبنیت حقیقی چچا زاد برادر کی موجودگی میں جائز نہیں - ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

**پنجم - سیدان**

سیدان ضلع گجرات - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۴۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء

امرتسر

**اوّل - برہمن**

پنج ذاتی برہمنان شہر امرتسر - تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۱۴۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء

**دوم - جاٹ**

۱۔ سدھو جاٹان ضلع امرت سر ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے ۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

۲۔ مسلمان گھمن جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ ناجائز ہے ۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۳۔ ہندو ساہی جاٹان ضلع امرت سر ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے ۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۔

۴۔ ہندو ویروال جاٹان ضلع امرت سر ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے ۔ ۱۲۰ ۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۔

فیروز پور

## اوّل ۔ جاٹ

۱ ۔ مسلمان جاٹان ضلع فیروز پور ۔ تبنیت نواسہ جائز نہیں ۔ بار ثبوت متبنے پر ہے ۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲ ۔ بھلر جاٹان ضلع فیروز پور ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء

لاہور

## اروڑے

لاہور کے اروڑے ۔ ہمشیرہ کے پوتے کی تبنیت جائز ہے ۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

گورداسپور

## اوّل ۔ راجپوت

مسلمان بھٹی راجپوتان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ بموجودگی پسران برادر ناجائز ہے ۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء ۔

## دوم ۔ جاٹ

ہندو گھرایہ جاٹان تحصیل شکر گڈھ ضلع گورداسپور ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے ۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

ہوشیارپور

## اوّل ۔ راجپوت

مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیار پور ۔ ہمشیرہ کے پوتے کی تبنیت جائز ہے ۔ ۱۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

دہلی

## اوّل ۔ جاٹ

ہندو ادھتل جاٹان ضلع دہلی ۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ تیسری پشت کے جدیوں کی موجودگی میں ناجائز ہے ۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

متفرق

اوّل ہندو۔

۱۔ تبنیت ہمشیرہ زادہ جائز ہے۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

۲۔ 〃 〃 〃 ۸۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

۳ 〃 〃 ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۷ء

## سوم۔ تبنیت اجنبیان

لودھیانہ

### اوّل۔ جاٹ

۱۔ ہندو کھتری جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ۔ تبنیت اجنبی ناجائز ہے۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

۲۔ ہندو مارا جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ۔ سوتیلے پسر کی تبنیت ناجائز ہے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

۳۔ ہندو بدھال جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ۔ سوتیلے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ بارِ ثبوت جدیوں پر ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء۔

انبالہ

### اوّل۔ جاٹ

۱۔ ہندو دربالہ جاٹان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ۔ سالے کے پسر کی تبنیت ناجائز ہے۔ بارِ ثبوت پسر متبنے پر ہے۔ ۱۵۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء

### دوم۔ راجپوت

مسلمان راجپوتان گرت ملتانی تحصیل ضلع انبالہ۔ سالے کے پوتے کی تبنیت بموجودگی بھائی کے پوتوں کے جائز نہیں۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء۔

گورداسپور

### اوّل بیدی۔

ہندو بیدیان تحصیل پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور۔ سالے کے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ بارِ ثبوت معترضوں پر ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

### دوم۔ راجپوت

جوگی راجپوتان تحصیل شکرگڈھ ضلع گورداسپور۔ سفری جدیوں کی عدم موجودگی میں تبنیت لاوارث جائز ہے۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

### اوّل۔ جاٹ

۱۔ مسلمان بھٹی جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بیوی کی ہمشیرہ یعنے سالی کے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۲۔ مسلمان کلوال جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ بیوی کے بھائی یعنی سالے کے پسر کی تبنیت جائز نہیں۔ بار ثبوت پسر متبنے پر ہے ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

## دوم۔ آوان

مسلمان آوانان ضلع گجرات۔ سالے کے پسر کی تبنیت جائز نہیں۔ ۱۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

لاہور

## اوّل۔ جاٹ

۱۔ ہندو ڈھلر جاٹان ضلع لاہور۔ اجنبی کی تبنیت جائز نہیں ۶۹۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ ہندو سندہو جاٹان تحصیل چونیاں ضلع لاہور۔ سوتیلے پسر یا کسی گوت کے شخص کی تبنیت جائز ہے۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

## دوم۔ برہمن

برہمنان تحصیل قصور ضلع لاہور۔ بیوی کے بھائی کے پسر کی تبنیت ناجائز نہیں۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

جالندھر

## ارائیں

مسلمان ارائیان تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ سالے کے پسر کی تبنیت ناجائز ہے ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

ہوشیارپور

## اوّل۔ جاٹان

۱۔ ہندو جے گوت کے جاٹ تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔ سوتیلے پسر کی تبنیت جائز نہیں۔ بار ثبوت پسر متبنے پر ہے ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ ہندو جاج جاٹان تحصیل و ضلع ہوشیارپور سوتیلے پسر کی تبنیت جائز نہیں۔ بار ثبوت متبنے پر ہے ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۳۔ جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ سوتیلے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ عام اس سے کہ یہ متبنے کرنے والے کا دور یا قریب سے جدی ہو ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء۔

۴۔ جاٹان ضلع ہوشیار پور۔ سوتیلی دختر کے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء۔

امرتسر

### اوّل۔ جاٹ

۱۔ ہندو اولک جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر۔ سوتیلے پسر کی تبنیت ساتویں پشت کی موجودگی میں ناجائز ہے۔ اگر بار ثبوت جدیوں پر تھا۔ تاہم یہ پسر متبنےٰ پر منتقل کیا گیا تھا۔ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۲۔ گل جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر۔ سالی کے پسر کی تبنیت جائز ہے ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

راولپنڈی

### اوّل۔ کھتری

۱۔ ہنڈا کھتریان ضلع راولپنڈی۔ بیوی کے بھائی کے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۲۔ سکھ کھتریان راولپنڈی۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کے پابند نہیں۔ یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر ہے۔ کہ اجنبی متبنےٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

سرسہ

### اوّل۔ جاٹ

ہندو دھندیوالہ جاٹان تحصیل دبوالی ضلع سرسہ۔ بیوی کے بھائی کا پسر متبنےٰ ہو سکتا ہے۔ بار ثبوت معترض پر ہے۔ ۵ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

سیالکوٹ

### جٹ

مسلمان ہنجرا جاٹان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ اجنبی متبنےٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

فیروزپور

### اوّل۔ کھتری

دھون کھتریان فیروزپور۔ بیوی کی ہمشیرہ کا پسر متبنےٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ۳۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

### دوم۔ جٹ

۱۔ ضلع فیروزپور کے جٹ۔ سوتیلے پسر کا پسر متبنے ہو سکتا ہے۔ ۳۸

پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۱۔ جاماں ۔ اروڑے کو جاٹ متبنٰے نہیں کرسکتا ۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲۔ بیوی کے بھائی کی تبنیت جائز ہے ۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء ۔

نظیر

**۴ چہارم تبنیت جدیان** ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل ۔ جس کا بار ہا حوالہ دیا گیا ہے ۔ میری رائے میں پدروں کی تبنیت پر حاوی نہیں ہوتا ۔ لہٰذا کوئی ایسا قانون یا قاعدہ نہیں جو قریب تر جدیوں کی موجودگی میں بعید جدی کی تبنیت کا مانع ہو ۔ لیکن ایسے مقدمات موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقداران باز گشت نے بارہا یہ حجت پیش کی ہے کہ قریبی جدیوں کی موجودگی میں مالک بعید جدی کو متبنٰے نہیں کرسکتا ۔ مگر یہ حجت قریباً ہمیشہ ناقابل پذیرائی قرار پائی ہے ۔ کیونکہ متبنٰے کرنے والے کی گردن پر قریب جدی کو سوار کرنا بالخصوص اُس وقت جب کہ یہ شخص ناموزوں ہو رواج یا انصاف کے کسی قاعدہ سے روا نہیں ہوسکتا ۔ سندات حسب ذیل ہیں :-

قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں بعید جدی کی تبنیت

۱۔ رشتہ داران قریبی کی یہ حجت ہے کہ متبنٰے کرنے والا مسمی شاماں جٹ انہیں سے کسی کو متبنٰے کرنیکا پابند تھا ۔ یہ محض رواج عام میں اندراج پر استدلال کرتے ہیں ۔ یہ اندراج فی نفسہ حکم دینے والا نہیں ۔ بلکہ توضیحی ہے ۔ اس کا مدعا صرف یہ ہے ۔ کہ تبنیت پدری رشتہ داروں میں سے ہونی چاہیئے ۔ اور کہ آغاز سب سے قریبی رشتہ دار سے ہونا چاہیئے ۔ متبنٰے کرنے والے پر صریحاً اس قریبی رشتہ دار کے واسطے مجبور کرنا مدنظر نہیں جو اس کے ساتھ عناد رکھتا ہو ۔ یا اس کو اطمینان بخش نہ ہو ۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

بیشک ضلع لودھیانہ کے رواج عام میں بیان کیا گیا ہے کہ ذاتوں کی رائے یہ تھی کہ کوئی شخص رشتہ دار کو متبنٰے کرسکتا ہے اور قریبی بعید تر کو خارج کرتا ہے ۔ مگر یہ عیاں معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض رائے کا معاملہ تھا ۔ جو کچھ کہ ہونا لازم تھا ۔ اور قاعدہ کا بیان نہیں کہ رواج کیا ہے ۔ تبنیت کو وہاں تک محدود پانا بہت ہی قدرتی بات ہے کہ بالکل اجنبی اشخاص گوت یا خاندان میں داخل نہ ہوسکیں ۔ اور بعض مقدمات میں نواسہ اور ہمشیرہ زادہ کو تبنیت کے ناقابل قرار نہیں دینا چاہیئے ۔ مگر یہ رواج کس اصول پر پہنچ سکتا ہے کہ انسان صرف اس شخص کو متبنٰے کرسکتا ہے جو اس کا قریب ترین وارث ہو ۔ بیشک اس قسم کی تبنیت یہاں تک مفید ہوگی کہ اس سے سالم جائداد ایکسہی

قریبی رشتہ دار کو ملے گی ـ اور کئی اشخاص میں تقسیم ہونے کے واسطے کچھہ باقی نہیں رہے گا ـ لیکن معمولی طور پر انسان اس شخص کو متبنے کرتا ہے جس کے ساتھ اسکی محبت ہو ـ یا کہ اس نے بڑھاپے عمر یا تنہائی میں اس کی خدمت کی ہو ـ لیکن اگر اسکو قریب ترین وارث پر محدود مجبور کیا جائے تو اس نیت کا کوئی فحوائے کلام نہ ہو گا ـ ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء ـ

۳ ـ تبنیت محض اس وجہ سے ناجائز نہیں ہوتی کہ ایسا جدی متبنے کیا گیا ہے جو اُن رشتہ داروں سے نسبتاً بعید ہے جو اس بارہ میں معترض ہیں، ۷۴ ـ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء

۴ ـ جدی کی تبنیت بموجودگی قریب تر جدی کے ضلع امرت سر کے جاٹوں میں ناجائز نہیں ـ ، پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۷ء ـ

سندات مذکورہ سے معقول طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ بار اس شخص پر لاحق ہوتا ہے جو یہ بیان کرے کہ قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں بعید کی تبنیت بروئے رواج ناجائز ہو اور بار مذکور محض یہ ثابت کرنے سے نہیں بنایا جاتا کہ ضلع کا رواج عام (رواج عام یا قانون رواج میں اندراجات) بعید جدیوں کی تبنیت کے برخلاف ہے ـ کیونکہ یہ دستاویزات محض توضیحی ہیں ـ اور موکد یا امریہ نہیں ـ اسبارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :ـ

از ثبوت اس بار سے سبکدوشی

۱ ـ امر زیر تنقیح کے متعلق رواج عام محض توضیحی قرار پایا ، پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۷ء
۲ ـ امر زیر تنقیح کے متعلق رواج عام محض توضیحی قرار پایا ـ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء
۳ ـ امر زیر تنقیح کے متعلق رواج محض مدعا ظاہر کرنے والا قرار پایا ـ ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۴ ـ جب رواج عام میں بعض رسوم ادا کرنے کا تذکرہ ہو تو اس کے احکام موکد یا امریہ ہوں ـ ، ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ـ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء ـ ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ـ

## مقدمات متعلقہ تبنیت جدیان

### اوّل۔ راجپوتان۔

۱۔ مسلمان راجپوتان تحصیل وضلع لودھیانہ۔ دختر کے پسر کی تبنیت جو بعید جدی بھی تھا۔ جائز نہیں۔ ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

### دوم۔ جاٹان

۱۔ مہر باجاٹان ضلع لودھیانہ۔ بھتیجوں کی موجودگی میں بعید تر جدی متبنیٰ کیا جا سکتا ہے۔ رشتہ داری کے کسی درجہ کی پابندی نہیں۔ ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۲۔ ہندو جاٹان تحصیل وضلع لودھیانہ۔ جدی کی تبنیت جائز ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۳۔ ہندو جاٹان گریوال گوت ضلع لودھیانہ۔ جدیوں سے جو شخص ایک پشت آگے ہو اس کی تبنیت جائز ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۴۔ جاٹان ضلع لودھیانہ۔ تبنیت جدی جائز ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۰ء

### اوّل۔ جاٹ

دو درا گوت کے جاٹ ضلع جالندھر۔ تبنیت برادرزادہ جائز قرار پائی۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

### دوم۔ راجپوت

۱۔ راجپوتان ضلع جالندھر۔ تبنیت جدی جائز ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء

۲۔ مسلمان راجپوتان ضلع جالندھر۔ تبنیت جدی جائز ہے۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء

### اوّل۔ راجپوت۔

۱۔ باجوا راجپوتان ضلع سیالکوٹ۔ تبنیت بعید جدی بموجودگی قریب تر جدیان جائز ہے۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

### دوم۔ پٹھان

غوری پٹھانان ضلع سیالکوٹ۔ بھائی کے پوتے کی تبنیت جائز ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

### سوم۔ جاٹ۔

مسلمان نجرا جاٹان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ تبنیت پدری جدی جائز ہے۔ ۱۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

دہلی

اوّل۔ جاٹ۔

۱۔ ہندو جاٹان ضلع دہلی۔ جدی کی تبنیت بموجودگی اسی پشت کے جدیوں کے جائز ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ ڈوگر جاٹان ضلع دہلی۔ بعید جدی بموجودگی قریب تر جدیان متبنٰے کیا جا سکتا ہے۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

گجرات

اوّل۔ ارائیں۔ مسلمان ارائیان تحصیل و ضلع گجرات۔ قریبی قرابتی کے پسر کی تبنیت بموجودگی پسران برادر نا جائز ہے۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

دوم۔ کھوکھر۔

مسلمان کھوکھران تحصیل و ضلع گجرات۔ قرابتی کی تبنیت جو ہمشیرہ زادہ بھی تھا۔ ناجائز قرار پائی تھی۔ بلا ثبوت متبنٰے پر۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

گوجرانوالہ

اوّل۔ جاٹ۔

۱۔ بھنڈا جاٹان تحصیل و ضلع گوجرانوالہ۔ بعید رشتہ دار کی تبنیت جائز نہیں۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

انبالہ

اوّل۔ سینی

۱۔ سینیان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ۔ بھتیجے متبنٰے ہو سکتے ہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

دوم۔ جاٹ

ضلع انبالہ کے جاٹ۔ پدری رشتہ دار کی تبنیت جائز قرار پائی تھی ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

فیروزپور

اوّل۔ جاٹ

۱۔ گل جاٹان تحصیل موگا ضلع فیروزپور۔ تبنیت برادر زادہ جائز ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲۔ دھاریوال جاٹان ضلع فیروزپور۔ بعید جدی بموجودگی قریب جدی متبنٰے ہو سکتا ہے۔ یہ سوتیلے پسر کا بھی پسر تھا۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

امرتسر

اوّل۔ جاٹ

۱۔ کھکھا جاٹان ضلع امرت سر۔ بعید جدی بموجودگی قریب جدی متبنٰے ہو سکتا

ہے۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۲۔ ہندو ووڈال جاٹاں تحصیل امرت سر۔ بھائی کے پوتے کی تبنیت جائز ہے۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

۳۔ جاٹاں ضلع امرت سر۔ تبنیت جدی جائز ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

## سید

راولپنڈی

سیدان تحصیل و ضلع راولپنڈی۔ بھائی کے پوتے کی تبنیت جو ہمشیرہ زادہ بھی تھا جائز نہیں۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

## جاٹ

ہوشیار پور

کھاگوت کے ہندو جاٹ ضلع ہوشیار پور۔ بھائی کے پسر کی تبنیت جائز ہے۔ جاٹ اپنے قریبی رشتہ داروں سے متبنیٰ کر سکتا ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

## مسلمان

جہلم

مسلمانان ضلع جہلم۔ تبنیت جدی جائز ہے۔ ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

## ۱۔ راجپوت

لاہور

مسلمان راجپوتان ضلع لاہور۔ تبنیت جدی جائز ہے۔ ۱۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## دوم۔ جاٹ

تبنیت برادرزادہ جائز ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

متفرق

## اول۔ جاٹ

۱۔ قرابتی جو بالضرور ورثاء میں سے ہو مقرر ہو سکتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ قرابتی جو بالضرور ورثاء میں سے نہ ہو مقرر ہو سکتا ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## دوم۔ مسلمان۔

تبنیت جدی جائز ہے۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## سوم۔ ہندو

تبنیت جدی جائز ہے۔ ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

## ۳۔ چہارم۔ رضامندی ناجائز تبنیت کو جائز کرتی ہے۔

ہم نے عنوان سوم کے زیر بیان کیا تھا کہ تبنیت کے جائز ہونے سے پہلے یہ

ثابت کرنا لازم ہے کہ (الف) تبنیت فی الواقعہ ہوئی تھی۔ (ب) اس قسم کی تبنیت بروئے رواج پنجاب ان اشخاص کی نسبت جائز ہے جن کو متبنٰے کرنے کے مجاز ہونا چاہیئے۔ اور کہ رسوم ادا کی گئی تھیں اور اشخاص جائز طور پر متبنٰے ہو سکتے تھے۔ مگر فرض کریں کہ تبنیت کسی وجہ سے ناجائز ہے۔ تاہم یہ اُن اشخاص کی رضامندی سے جائز ہو سکتی ہے۔ جو بحیثیت وارثان دیگر اس ناجائز تبنیت کی نسبت تنازعہ کرنے کے مجاز ہوں۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ایسے شخص کی تبنیت جو بحیثیت وارث دیگر نہیں ہو سکتا تھا۔ جدیوں کی سکوت سے جائز قرار پائی تھی۔ ۱۲۳ ۱۹۱۱ء پنجاب ریکارڈ۔

۲۔ جو تبنیت بحیثیت وارث دیگر ناجائز ہو اس صورت میں جائز ہو جاتی ہے۔ جب کہ حقداران بازگشت اتفاق کریں۔ اور اپنے حقوق ترک کر دیں۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۳۔ رضامندی ناجائز تبنیت کو جائز کر دیتی ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۴۔ تبنیت کے وقت پسر متبنٰے کے حق کی نسبت سکوت یا رضامندی ان جدیوں کی نالش کی مانع ہوتی ہے۔ جنہوں نے اس وقت سکوت اختیار کیا ہو۔ ۱۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۵۔ تبنیت میں کسی شخص کی رضامندی اس کے تنازع کرنے کی مانع ہوتی ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۴۔

**امر مانع۔** یہ رضامندی بعض مقدمات میں امر مانع کی ہیئت اختیار کرتی ہے۔ اور اس صورت میں معترض تبنیت کی ناجوازی کا عذر پیش کرنے کے منع ہو جاتا ہے۔

۱۔ حقداران بازگشت کی نالش میں جو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے دائر کی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ مدعی تقسیم کی کارروائیوں میں منتقل الیہ کے شامل کر کام کرتا رہا تھا۔ جن میں منتقل الیہ نے متبنٰے پسر ہونے کا دعوے کیا تھا۔ قرار پایا کہ یہ حق کا صریح اقبال تھا۔ اور مدعی اس کی بابت تنازع کرنے کے قابل نہیں تھے۔ اور مدعا علیہ کو باور کرایا گیا تھا کہ اس کا حق صاف کرنا ضروری نہیں۔ ا پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔ صفحہ "

**پنجم تبنیت منسوخ نہیں کی جاسکتی۔** جب ایک دفعہ تبنیت کیجائے

(اوّل) نہ تو متبنے کرنے والے باپ کو منسوخ کرنیکا اختیار ہوتا ہے۔ اور نہ (دوم) پسر متبنے اپنا حق ترک کرسکتا ہے۔

## (اوّل) تنسیخ

۱۔ تبنیت کی گئی تھی۔ مگر پسر متبنے نے اپنے متبنے کرنیوالے باپ کے ساتھ اس طرح بدسلوکی کی کہ اس کی پرورش کرنے سے انکار کیا۔ اس پر متبنے کرنے والے نے پسر کو لاوارث کردیا۔ اور زمین دوسرے شخص کے پاس منتقل کردی۔ قرار پایا کہ متبنے وراثت سے محروم نہیں ہوسکتا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

۲۔ تبنیت منسوخ نہیں ہوسکتی۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

۳۔ مسلمان جاٹان ضلع لودھیانہ۔ تبنیت منسوخ نہیں کیجاسکتی۔ اور نہ پسر متبنے اُن حقوق سے محروم ہوسکتا ہے جو اس کو متبنے کرنے والے کی وفات کے بعد حاصل ہیں۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۴۔ جب بیوہ پسر متبنے کے باپ سے یہ اظہار کرے کہ اس کو متبنے کرنے کا اختیار ہے۔ پھر یہ اس کے مخالف کہنے کے قابل نہیں رہتی۔ اور نہ ہی تبنیت کو منسوخ کرسکتی ہے۔ ۱۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۵۔ ہندو جاٹان ضلع لودھیانہ۔ تبنیت منسوخ نہیں کیجاسکتی۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

۶۔ ہندو جاٹان ضلع لودھیانہ۔ متبنے کرنے والا تبنیت کو منسوخ نہیں کرسکتا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۷۔ مسلمان مان جاٹان تحصیل نکودر۔ متبنے کرنے والا خود اس استقرار کے واسطے دعوے نہیں کرسکتا کہ تبنیت بروئے رواج ناجائز ہے۔ اور نہ ہی تبنیت اس وجہ سے منسوخ کی جاسکتی ہے کہ پسر متبنے نافرمان ہے۔ کیونکہ پسر متبنے کی جانب سے ایسا نہ ہونیکا معاہدہ نہ تھا۔ ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۸۔ سکالیشتھان ضلع رہتک۔ جو تبنیت ایک دفعہ کیجائے پھر یہ منسوخ نہیں ہو سکتی۔

نوٹ۔ یہ مقدمہ دھرم شاستر کے مطابق فیصل کیا گیا تھا۔ لیکن عدالت کسی معینہ رواج کی عدم موجودگی میں دھرم شاستر کی جانب سے رجوع کرسکتی ہے۔

۹۔ افغانان ضلع رہتک ۔ تبنیت نامہ منسوخ نہیں کیا گیا تھا ۔ کیونکہ اسکی نسبت کوئی عمدہ وجہ پیش نہیں کی گئی تھی ۔ کہ کیوں یہ منسوخ کیا جائے ۔ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۱۴ ۔

نوٹ ۔ فیصلے سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا یہ وصیت یا کہ تبنیت نامہ تھا ۔

دوم ۔ تیاگنا ۔

۱۔ پسر متبنٰی اپنا منصب نہیں چھوڑ سکتا ۔ ۴ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۶ء ۔ اگر یہ فرض کرنے سے کہ ایسا رواج ثابت ہو گیا ہے ۔ جس سے تبنیت منسوخ ہو سکتی ہو ۔ تو پھر یہ قیاس پیدا ہوگا کہ (۱) کیا تنسیخ جن حالات پر مشروط ہے ۔ کیا وہ حالات موجود ہیں ۔ اور (۲) متبنٰی کرنے والے اور پسر متبنٰی کے مابین اس تنسیخ کا کیا اثر ہوگا ؟

## ششم ۔ تبنیت کی نسبت تنازعہ کرنیکا منصب

جب جدی تبنیت نامہ کی تنسیخ کے واسطے اس وجہ سے دعوےٰ دائر کریں کہ یہ ناجائز ہے ۔ تو یہ سوال پیدا ہوتے ہیں ۔ (۱) کن اشخاص کو اعتراض کرنے کا حق ہے (۲) کیا بعید جدی تنازعہ کے واسطے دعوےٰ دائر کر سکتے ہیں ؟ (۳) کیا بعید جدیوں کی موجودگی میں تبنیت جائز طور پر ہو سکتی ہے ؟ ۔ (۴) فرض کرو کہ تبنیت کی گئی ہے ۔ اور قریب تر وارث تنازعہ نہیں کرتا ۔ تو بعید جدی قریبی وارث کی موجودگی میں تبنیت کو منسوخ کرا سکتا ہے ؟ ۔

سوال اوّل ۔ صرف ایک ہی شخص جس کو تبنیت کی نسبت تنازعہ کرنیکا حق ہے یہ وارث ہے ۔ اس بارہ میں سند یہ ہے ۔

۱۔ ہندو ۔ ایک بیوہ نے اپنے متوفی خاوند کے چچے کے پسر کو متبنٰی کیا ۔ اور پتی داران موضع نے جس میں مختلف اقوام شامل تھیں اسکو منسوخ کرانے کے واسطے دعوےٰ کیا ۔ قرار پایا کہ انکو کوئی منصب نہیں ۔ کیونکہ یہ وارث نہیں ۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء ۔

(دوسرے ۔ تیسرے اور چوتھے سوالات کے مکمل جواب کے واسطے دیکھو انتقال منصب ۔ یہاں مقدمات ذیل کافی ہوں گے) ۔

سوال دوم ۔

۱- برہمنان ضلع لاہور- رواج کی پیروی کرتے ہیں- سلسلے کے پسر کی تبنیت جائز نہیں- اس اعتراض پر کہ آٹھویں پشت کے جدی اعتراض کرنے کے مستحق نہیں قرار پایا کہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں- یہ ثابت کرنے کا بار پسر متبنیٰ پر ہے کہ یہ بہت ہی بعید ہیں- ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

## سوال سوم-

۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں ساتویں پشت کے جدیوں کی موجودگی میں تبنیت اجنبی کے پاس کی گئی تھی- سوال یہ تھا کہ آیا جو قاعدہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں قرار دیا گیا ہے- جس میں ابتدائی قیاس غیر پدری کے خلاف ہوتا ہے- اس مقدمہ پر حاوی ہوتا ہے جہاں تبنیت ساتویں پشتوں کے جدی کی موجودگی میں کیجاتی ہے- مگر یہ امر غیر منفصلہ چھوڑا گیا تھا-

## سوال چہارم

یہ حجت برپا ہونے پر کہ مدعی جو ساتویں پشت کا بعید جدی ہے اس کو تبنیت کی نسبت اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں- کیونکہ متبنیٰ کرنے والے کا برادر زندہ ہے جو قریبی حقدار بازگشت بھی ہے- قرار پایا تھا کہ چونکہ قریبی وارث نے خود سازش کی ہوئی ہے اور اس پر کوئی برا اثر نہیں پڑا- اور اس کے بعد دیگر مدعی وارث ہیں اور چونکہ ان کے مفاد پر برا اثر پڑتا ہے- لہذا ہماری رائے میں ان کا دعوے قائم ہو سکتا ہے- ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء صفحہ ۴۷۳-

# (۹) باب نہم

# تبنیت کا وراثت اور انتقال پر اثر

تبنیت کے مقدمات میں وراثت کے متعلق چار سوال پیدا ہوتے ہیں- (۱) کیا پسر متبنیٰ اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کا وارث ہو سکتا ہے- (۲) کیا پسر متبنیٰ جدی طور پر وارث ہو سکتا ہے- (۳) کیا پسر متبنیٰ اپنے قدرتی باپ کا وارث ہو سکتا ہے

اور (۴) جب پسر متبنےٰ بے اولاد فوت ہو تو اس کی جائیداد کا کون وارث ہوتا ہے۔

## ۱۔ کیا پسر متبنےٰ اپنے متبنےٰ کرنے والے باپ کا وارث ہوسکتا ہے

۔ پسر متبنےٰ اپنے متبنےٰ کرنیوالے باپ کا اسیطرح وارث ہوتا ہے کہ گویا یہ قدرتی پسر ہے۔ اور کوئی ہبہ یا وصیت یہ حق دینے کے واسطے ضروری نہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ متبنےٰ کرنے والے کی عین حیات میں قبضہ کا واقعی انتقال مقررہ وارث کو وراثت کے قابل کرنے کے واسطے ضروری نہیں۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء

۲۔ یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ چونکہ مسلمانوں میں تبنیت تعبیبی کوئی بات نہیں۔ لہذا وارث کا محض تقرر وراثت کا حق نہیں دیتا۔ تاوقتیکہ متبنےٰ کرنے والے کی عین حیات میں قبضہ نہ دیا جائے۔ مگر یہ حجت نامنظور کی گئی تھی۔ ۷۰۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء۔

۳۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں پھر یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ اور اسمیں بیان کیا گیا تھا کہ چونکہ فریقین مسلمان ہیں۔ اور بروئے قانون تبنیت سے کوئی قانونی نتیجہ حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا پسر متبنےٰ صرف وہی لیتا ہے جو باپ اس کو بذریعہ ہبہ یا وصیت دے۔ اور چونکہ وصیت یا ہبہ نہیں ہوا۔ اس لئے پسر کو وارث ہونیکا حق نہیں۔ قرار پایا کہ مسلمان جاٹوں کا رواج ان حالات میں متبنےٰ کرنے والے باپ کی جائداد کی وراثت کا حق دیتا ہے۔

۴۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ محض بچہ کی پرورش کرنا اور اس کو وارث قرار دینا پسر متبنےٰ کو وارث ہونیکا حق نہیں دیتا۔ قرار پایا تھا کہ یہ حجت قابل پذیرائی نہیں۔

۵۔ ہندوؤں اور سکھوں میں جائز تبنیت سے پسر متبنےٰ اُن تمام حقوق کا وارث ہوجاتا ہے جو قدرتی پسر کو حاصل ہیں۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء صفحہ ۳۸۷

۶۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ تبنیت ناجائز ہے کیونکہ اس سے حقداران بازگشت کا حق مشروط وراثت سلب ہوتا ہے۔ قرار پایا تھا کہ تبنیت کو ناجائز قرار دینے کے واسطے کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ مدعیوں کو حق وراثت

کی اُمید سے محروم کرنا بعینہٖ وہ حالت ہے جب کہ متبنےٰ کرنے والے کے ہاں پسر تولد ہوا ہو۔

۷۔ مُسلمانان ضلع راولپنڈی۔ تبنیت سے متبنےٰ کا حق مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے حق کو مکمل کرنے کے واسطے کوئی وصیت یا ہبہ ضروری نہیں۔ اور یہ اپنے متبنےٰ کرنے والے باپ کی جائداد کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ۱۲۰ سنہ ۱۸۸۱ء۔ پنجاب ریکارڈ

۸۔ مسلمان راکھر کشمیریان ضلع گجرات۔ پسر متبنےٰ اپنے متبنےٰ کرنے والے باپ کا وارث ہوتا ہے۔ ۱۰۹ سنہ ۱۸۸۵ء۔ پنجاب ریکارڈ۔

۹۔ کھتریان سیٹھی ضلع انبالہ۔ پسر متبنےٰ بہ ترجیح بھتیجے کے وارث ہوتا ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

۱۰۔ پسر متبنےٰ خاندانی برت کے حصّہ کا بھی وارث ہوتا ہے۔ ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء۔

یہی قاعدہ متبنےٰ کی اولاد پر حاوی ہوتا ہے۔ اگر یہ متبنےٰ کرنے والے باپ کی حین حیات میں فوت ہو تو متبنےٰ کی اولاد اُسیطرح وارث ہوتی ہے جس طرح کہ متبنےٰ زندہ رہنے کی صورت میں ہوتا۔ یہ قائمقامی کا قاعدہ ہے جس کے بعد پوری پوری وضاحت کیجائے گی۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب پسر متبنےٰ اپنی متبنےٰ کرنیوالے سے پہلے فوت ہو تو اول الذکر پسر موخر الذکر کی وفات پر وارث ہوتا ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء

۲۔ جب متبنےٰ اپنے متبنےٰ کرنیوالے سے پہلے فوت ہو تو اول الذکر کا پسر موخر الذکر کی وفات پر وارث ہوتا ہے۔ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

مگر فرض کرو کہ تبنیت کے بعد متبنےٰ کرنے والے باپ کے ہاں قدرتی پسر تولد ہوتا ہے۔ تو پھر وراثت کا قاعدہ کیا ہوگا؟ اس صورت میں دونوں جائداد میں مساوی حصّہ لیں گے۔ اسبارہ میں سند یہ ہے:۔

۱۔ جوگی راجپوتان تحصیل شکر گڈھ ضلع گورداسپور۔ پسر متبنےٰ اور صلبی پسر جو تبنیت کے بعد پیدا ہو مساوی حصّہ لیتے ہیں۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ اگر متبنےٰ کرنے والے کی بیوہ پسر متبنےٰ کی مرضی کے برخلاف اس کی موجودگی میں اسصورت میں وراثت لے جب کہ اس کو ایسا کرنے کا حق نہ ہو تو اس کا قبضہ پسر متبنےٰ کے مقابلہ پر مخالفانہ ہوتا ہے۔ ۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء

## دوم - کیا پسر متبنٰے جدی طور پر وارث ہوتا ہے؟ - پنجاب میں

یہ عام رواج معلوم ہوتا ہے کہ پسر متبنٰے صرف نسلی یا صُلبی طور پر وارث ہوتا ہے - (۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء) یعنے صرف اپنے متبنٰے کرنے والے باپ کا وارث ہوتا ہے اور اپنے متبنٰے کرنے والے باپ کے رشتہ داروں کا جدی طور پر وارث نہیں ہوتا سندات اس حد تک پہونچ چکی ہیں کہ اسکو متبنٰے کرنے والے باپ کی جائداد کے وارث ہونیکا حق نہیں - اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب کا رواجی تقرر مشعر وارث جو دہرم شاستر کی باضابط تبنیت کیطرح نہیں - پسر متبنٰے کو متبنٰے کرنے والے باپ کے خاندان میں پیوند نہیں کرتا - دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ یہ اپنے قدرتی خاندان سے قطع تعلق نہیں کرتا - جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب یہ صرف اپنے متبنٰے کرنے والے باپ کا نسلی یا صلبی طور پر وارث ہوتا ہے - کیونکہ یہ وارث مقرر کیا جاتا ہے - تو یہ اپنے قدرتی باپ کی وراثت کے بارہ میں حق زائل نہیں کرتا اگر قطع نظر اس کے یہ اپنے متبنٰے کرنے والے باپ کے جدیوں کا وارث نہیں ہوتا -

اسبارہ میں پنجاب کی رواجی تبنیت کا فاضل ججوں کی زبان میں تذکرہ کر سکتے ہیں جو انہوں نے ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء صفحات ۲۰ - ۲۲ پر بطور بیضابطہ تبنیت کے بارہ میں استعمال کی ہے - اس قسم کا تبنیت کا سا تعلق جو وارث کے تقرر کی قسم کا ہوتا ہے - اس میں اس خاندان میں جہاں تبنیت ہوئی تولید کے مساوی نہیں ہوتا - کیونکہ جو شخص متبنٰے کیا جاتا ہے اپنے قدرتی خاندان سے بالکل قطع تعلق نہیں کرتا - اور نہ ہی اس خاندان میں بالکل پیوند ہو جاتا ہے جس میں اسکی تبنیت ہو - دیگر الفاظ میں اس کی وجہ کہ کیوں پسر متبنٰے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - یا قدرتی خاندان میں اپنا حق زائل نہیں کرتا یہ ہے کہ وراثت کی اغراض کے واسطے تعلق صرف معاہدہ کرنے والے فریقوں تک جاتا ہے - اور یہ متبنٰے کرنیوالے باپ کے باپ اور دیگر رشتہ داروں میں کوئی رشتہ پیدا نہیں کرتا - اب اس تجویز کی سند کے واسطے کہ رواجی تقرر کے رو سے متبنٰے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - فیصلجات ذیل ہیں :-

ا - کوئی شخص تبنیت زیر بحث سے متبنٰے کرنے والے کے خاندان کا ممبر نہیں

ہو جاتا۔ لہذا یہ جدی طور پر وارث نہیں ہوتا۔ ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۳۔ بضابطہ رواجی تبنیت صرف متبنیٰ کرنے والے اور متبنیٰ کے مابین ذاتی وابستگی پیدا کرتا ہے۔ لہذا موخر الذکر متبنیٰ کرنے والے کے رشتہ داروں کا وارث نہیں ہوتا۔ ۷ و پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

۳۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء میں امر غیر منفصلہ چھوڑ دیا گیا تھا۔

۴۔ متبنیٰ کرنے والے باپ اور پسر کے مابین تعلق بروئے بضابطہ تبنیت خاص ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اور کسی جانب آگے نہیں بڑھتا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۵۔ کوئی عام رواج نہیں جس سے پسر متبنیٰ جدی طور پر وارث ہو۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۰ء صفحہ ۵۳۔

۶۔ پسر متبنیٰ اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کا قائممقام نہیں ہو جاتا۔ ۱۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۷۔ جاٹوں کے عام رواج میں کوئی بات نہیں پائی جاتی جس سے رواجی تبنیت اس خاندان میں جس میں یہ متبنیٰ کیا گیا ہو جدیوں کی وراثت کی نسبت حق پیدا کرے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

ذاتی پیداکردہ جائداد کی نسبت حق

پسر متبنیٰ متوفی کی ذاتی پیدا کردہ جائداد کی نسبت بھی جدی طور پر وارث نہیں ہوتا۔ اس کی نسبت سند یہ ہے۔

۱۔ گریوال جاٹان ضلع لودھیانہ مقررہ وارث دوسرے جدی کی پیدا کردہ جائداد کا بھی جدی طور پر وارث نہیں ہوتا۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

مگر قاعدہ مذکور اس شرط کے تابع ہے کہ جب پسر متبنیٰ بوجہ تبنیت جدی طور پر وارث نہیں ہوتا۔ یہ بلالحاظ اس حق کے اور بطور جدی وارث ہو سکتا ہے۔ سند یہ ہے :۔

۱۔ الف نے اپنے بھائی کے پسر کو متبنیٰ کیا۔ پسر اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کے جدیوں کا اپنے حق سے بطور پدری رشتہ دار کے وارث ہوا :۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء صفحہ ۲۰۰

اس قسم کے مقدمات میں بار ثبوت۔ فیصلہجات محولہ مذکور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ ثابت کرنے کا بار پسر متبنیٰ پر ہوتا ہے کہ یہ جدی طور پر وارث ہو سکتا ہے

سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ یہ ثابت کرنیکا بار پسر متبنے پر ہے کہ یہ جدی طور پر وارث ہو سکتا ہے۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۲۔ راجپوتان ضلع ہوشیار پور۔ یہ ثابت کرنیکا بار پسر متبنے پر ہے کہ یہ متبنے کرنے والے کے جدیوں کا وارث ہونیکا مستحق ہے۔ ۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۳۔ بار ثبوت اس فریق پر ہے۔ جو یہ بیان کرے کہ پسر متبنے جدیوں کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۴۔ یہ ثابت کرنیکا بار متبنے پر بہت بھاری ہوتا ہے کہ یہ جدی طور پر وارث ہوتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۵۔ یہ ثابت کرنے کا بار متبنے پر ہے کہ یہ جدی طور پر وارث ہوتا ہے۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۶۔ اسی بارہ میں ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء ہے۔

بار ثبوت کا نباہ۔ پسر متبنے اس بار کو یا تو یہ ثابت کرنے سے نباہ سکتا ہے کہ ان کے خاندان یا قوم میں رواج ہے جو جدی وراثت کی اجازت دیتا۔ یا کہ تبنیت جس کی وجہ سے یہ دعویدار ہے باضابطہ تھی۔

خاص رواج یا تو رواج عام سے یا کسی دیگر شہادت سے ثابت کیا جا سکتا ہے مقدمات یہ ہیں۔

۱۔ رواج عام نے جدی وراثت کے حق میں خاص رواج ثابت کیا تھا۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۲۔ مگر ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں رواج ثابت ہوتا قرار نہیں پایا تھا کیونکہ سیالکوٹ کے رواج عام میں مختلف شرائط تھیں۔

خاص رواج کے ثبوت میں ایک ضلع کا رواج دوسرے ضلع پر حاوی ہونے والا قرار نہیں پایا تھا۔ مقدمات یہ ہیں:۔

۱۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں یہ بتایا گیا تھا کہ دیگر اضلاع کا رواج بہت کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

۲- ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں جو ضلع فیروزپور کا مقدمہ تھا - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء کا حوالہ دیا گیا تھا - لیکن چونکہ موخرالذکر سیالکوٹ کا مقدمہ تھا - لہذا یہ فیروزپور میں تبنیت کے رواج پر حاوی نہیں -

جب کل تمام رسومات کے ساتھ جو بروئے دھرم شاستر ضروری ہیں پہلے متبنیٰ کیا گیا ہو تو یہ قیاس پیدا ہوتا ہے - کہ یہ رشتہ داروں کا جدی طور پر وارث ہوتا ہے - سندات حسب ذیل ہیں -

۱- جو وارث ایک بھائی نے مقرر کیا ہو دوسرے بھائی کا وارث نہیں ہوتا - یہ صرف اُس وقت ایسا کر سکتا ہے جب بروئے دھرم شاستر باضابطہ متبنیٰ کیا گیا ہو - جس سے پسر متبنیٰ اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کے خاندان میں پیوند ہو جاتا ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۲- گل جاٹان تحصیل اجنالہ - بذریعہ دستار بند وارث کے تقرر کے ساتھ جدی وراثت شامل نہیں ہوتی - مگر باضابطہ تبنیت میں یہ وراثت شامل ہوتی ہے - نمبر ۱۴۱ ۱۸۸۳ء پنجاب ریکارڈ -

یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ ضلع رُہتک میں تبنیتیں باضابطہ ہوتی ہیں - اور پسر متبنیٰ جدی طور پر وارث ہوتا ہے -

۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں صاحب فاضل جج نے بیان کیا تھا کہ ضلع رُہتک میں جس میں پُرانی دہلی کے دیگر حصے بھی شامل ہیں تبنیت باضابطہ قسم کی ہوتی ہے - اور محض وارث کا ایسا رواجی تقرر نہیں ہوتا - جو خاص پنجاب میں ملتا ہے - اور کہ پسر متبنیٰ اپنے نئے خاندان میں مستغرق ہو جاتا ہے - اور بروئے رواج عام رُہتک اس کی جدی وراثت کے حق میں کوئی پابندی نہیں ہوتی -

باضابطہ تبنیت کی مُراد - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء میں اس خیال کے واسطے سند موجود ہے کہ باضابطہ تبنیت کی مراد ایسی تبنیت ہے جہاں خاندان بالکل تبدیل کر لیا گیا ہو - اس مقدمہ میں یوں صاحب جج نے بیان کیا تھا کہ " جاٹ کی تبنیت میں جس میں کسی رسوم کا معیار نہ ہو - اور نہ اسناد میں ٹھیک رواجی قاعدہ ہو - جو کچھ کہ تبنیت کو تمام تاثیرات پیدا کرنے کے واسطے مطلوب ہے - یہ کہنا ناممکن ہے

ضلع رُہتک میں تبنیتیں باضابطہ ہیں

کہ کس قسم کی تبنیتوں میں بعض نتائج شامل ہیں - جو کچھ کہ کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ جہاں تبنیت ایسی مکمل ہو جیسی کہ جاٹ کی تبنیت ہمیشہ ہوتی ہے - اور جہاں خاندان کا مکمل تبادلہ کرنے کی نیت ظاہر ہو - تو پھر جب تک برعکس ثابت نہ ہو جدی وراثت کا حق قیاس کیا جا سکتا ہے - لیکن ہر خاص مقدمہ میں یہ فیصلہ کرنا باقی رہتا ہے - کہ آیا تبنیت باضابطہ ہوئی تھی - یعنے اس قدر مکمل تھی - اور اس کے ساتھ ایسے حالات اور شرائط شامل تھیں کہ اُن واقعات سے جو پایہ ثبوت کو پہونچے ہیں - خاندانوں کا تبدیل کرنا مدنظر تھا"

مگر ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں تجویز کیا گیا تھا - کہ ضلع لاہور میں اس قسم کی باضابطہ تبنیت جدی طور پر وارث ہونے کا حق نہیں دیتی "تاوقتیکہ تبنیت محض دھرم شاستر کی رسومات کے ساتھ ہی نہ کی گئی ہو بلکہ اُس قانون کے عام اصولوں کے مطابق کی گئی ہو یہاں صاحب فاضل جج ریمارک کرتے ہیں کہ " اگر باضابطہ تبنیت کی مراد محض یہ ہو - کہ وارث کا رواجی تقرر اس کو جواز کا مرتبہ دینے کے واسطے تمام ضروری مراتب اور رسمیتوں کے ساتھ کیا گیا تھا - اس پر غور کرنا ضروری نہیں کیونکہ مدعا علیہ کو زمین سے محروم کرنے کے واسطے کوشش نہیں کی گئی تھی - اور نہ اب کی گئی ہے - لیکن اس قسم کا تقرر خواہ باضابطہ ہی کیوں نہ ہو اس کو جدی زمین کی وراثت کا حق نہیں دیتا - یہ حق اسکو صرف اُس وقت پیدا ہوتا ہے - جب کہ یہ ثابت کر سکے کہ تبنیت بضرور دھرم شاستر کی تمام رسومات اور طریقوں کے مطابق متبنّٰے نہیں کیا گیا تھا - بلکہ اس قانون کے عام اصول سے کیا گیا تھا - یعنے متبنّٰے کرنے والے باپ کے خاندان میں پیوند کرنے کی نیت کے ساتھ کیا گیا تھا"

مگر بلوڈن صاحب جج اس سے ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں - اور بظاہر یہ قاعدہ قرار دیتے ہیں کہ کوئی غیر جدی کسی قسم کی باضابطہ تبنیت سے جدی طور پر وارث ہونیکا دعوے نہیں کر سکتا - چنانچہ صاحب جج ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں لکھتے ہیں :- " صاحب ڈویژنل جج باضابطہ تبنیت اور وارث کے تقرر میں فرق کرنے میں راستی پر ہیں - مگر یہ رسم اوّل الذکر صورت میں جاٹوں میں بھی مذہبی نہیں - مگر ایک مزید فرق ہے جس کو اُنہوں نے نظر انداز کیا ہے - اور یہ ۸۹ پنجاب ریکارڈ

[illegible]ء میں بھی نظر انداز کیا گیا ہے - یہ فرق اُن اشخاص میں ہے جو اُسی گوت کے خاندان سے ہوں یا نہ ہوں جو متبنےٰ کرنے والے کا ہے - اور اس حالت میں کہ پنجاب کے زراعت پیشہ میں کسی نہ کسی شخص نے (یا اس معاملہ کے واسطے نہ کسی عورت نے) اپنے ابتدائی خاندان کو کبھی نہیں چھوڑا ہے - لہذا یہ کسی حال میں نتیجہ نہیں نکلتا کہ اگر غیر جدی جائز طور پر متبنےٰ بھی ہو سکتا ہو - اور کیا بھی گیا ہو - تو یہ جدی طور پر وارث ہونے کے قابل ہو جاتا ہے - حالانکہ جدی جو اُسی گوت سے ہوتا ہے جس سے متوفی کا تعلق ہے یا تو بحیثیت جدی اپنے حق سے یا بطور پسر متبنےٰ کے جدی طور پر وارث ہو سکتا ہے - یہ بعض دفعہ متبنےٰ حالات میں دونوں میں یعنے اپنے قدرتی باپ اور اپنے تبنیتی حالت میں وارث ہوتا ہے - یعنی اسصورت میں جب کہ بے پسر برادر اپنے بھائی کے اکلوتے پسر کو متبنےٰ کرتا ہے''۔

## جدی وراثت کے متعلق مقدمات کا خلاصہ

امرتسر

### جاٹ

گل جاناں تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر - پسر متبنےٰ جدی طور پر وارث ہوتا ہے - نمبر ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء -

سیالکوٹ

### جاٹ

۱- ہندو چیماں جاناں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ - پسر متبنےٰ جدی طور پر وارث ہوتا ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء - (نوٹ - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء سے اختلاف رائے کیا گیا تھا -)

۲- ہندو چیماں جاناں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ - پسر متبنےٰ جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۳- ہندو سوسیں جاناں ضلع سیالکوٹ - پسر متبنےٰ جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۴- کنگ جاناں ضلع سیالکوٹ - جدی وراثت کا رواج موجود نہیں - ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

ہوشیارپور

## اوّل - جاٹ

ہندو ماہیر جاٹان تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور - پسر متبنے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - بار ثبوت متبنے پر - ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۷ء

## دوم - راجپوت

راجپوتان ضلع ہوشیارپور - متبنے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - بار ثبوت متبنے پر - ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

## سوم - سینی -

سینیان ضلع ہوشیارپور - پسر متبنے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - ۹۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء

لودھیانہ

## اوّل - جاٹ

۱ - ہندو - گریوال جاٹان ضلع لودھیانہ - متبنے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

۲ - نبگل جاٹان ضلع لودھیانہ - پسر متبنے وارث نہیں ہوتا - ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

## دوم - ارائیں

ارائیان تحصیل و ضلع لودھیانہ - پسر متبنے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا ۱۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

گورداسپور

## جاٹ

ہندو جاٹان ضلع گورداسپور - پسر متبنے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا ۱۸۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء -

گجرات

## گجر

گجران تحصیل کھاریان ضلع گجرات - پسر متبنے وارث نہیں ہوتا - ۵۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

انبالہ

## برہمن -

سارست برہمنان ضلع انبالہ - متبنے وارث نہیں ہوتا - ۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

لاہور

## جاٹ

ہندو سندھو جاٹاں ضلع لاہور۔ متبنٰے جدی طور پر وارث نہیں ہوتا۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

رہتک

## جاٹ

جاٹاں ضلع رہتک۔ پسر متبنٰے جدی طور پر وارث ہوتا ہے۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

فیروزپور

## جاٹ

سکھ جاٹاں ضلع فیروزپور۔ اسی گوت کا متبنٰے ہو متبنٰے کرنے والی ہو۔ جدی طور پر وارث ہوتا ہے۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

## سوم۔ کیا پسر متبنٰے اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہوتا ہے

پنجاب کا عام رواج یہ معلوم ہوتا ہے کہ پسر متبنٰے اپنے قدرتی خاندان میں وراثت کا حق زائل نہیں کرتا۔ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۱۹۔ " باپ اور بیٹے کا قدرتی حق ہمارے نتائج کے ہمیں قطع ہو سکتا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو تبنیت منقطع جو پنجاب میں اکثر پایا جاتا ہے نہیں دبا تا۔ اور قیاس قدرتی خاندان میں حق قائم رہنے کی تائید میں ہوتا ہے۔ باوصف اس کے کہ دوسرے خاندان میں ویسے ہی حق کا سوال موجود ہو۔ بعض اقوام میں اور بعض مقامات میں ایسا رواج ہو سکتا ہے جس سے متبنٰے کا اپنے قدرتی خاندان میں حق وراثت زائل ہو۔ اور جب اس قسم کا رواج ثابت کیا جائے عدالت اسکو تاثیر دے گی۔ مگر اس مقدمہ میں کوئی رواج ثابت نہیں کیا گیا۔ اور قدرتی حق کے جاری رہنے کی نسبت قیاس قائم کرنا چاہئے۔ مثالات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ معمولی قاعدہ یہ ہے کہ پسر متبنٰے اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہونے کا حق زائل نہیں کرتا۔ نمبر ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۲۔ اس بات پر غور کرنے میں کہ آیا تبنیت وقوع میں آئی ہے۔ قدرتی خاندان میں وراثت ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۰۳۔

۳۔ مشرقی پنجاب در مقامات دہلی و کرنال میں تبنیت اور اس کے نتائج

پر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے ۔ اور وہ شخص جس کو چچا نے متبنے کیا ہو اس جائداد سے حصہ لینے کے حق کا دعوے نہیں کرسکتا ۔ جو اس کا قدرتی باپ چھوڑ گیا ہو بشرطیکہ موخر الذکر دیگر صلبی وارث چھوڑ گیا ہو ۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

۴۔ مگر کوئی ایسا عام قاعدہ ضلع گوردا سپور میں قائم نہیں کیا جا سکتا ۔ اور یہ اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہوتا ہے ۔ ۷۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء ۔

۵۔ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ صوبہ کے اُن حصوں میں جہاں وارث کا تقرر دھرم شاستر کی تبنیت کے قریب تر پہونچتا ہے وہاں یہ وارث نہیں ہو سکتا ۔ مگر اس امر کے واسطے کوئی سند نہیں کہ زراعت پیشہ اشخاص میں وارث کے معمولی تقرر کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ شخص مقرر شدہ اپنے قدرتی خاندان کی شاخ سے متبنے کرنے والے باپ کے خاندان میں منتقل ہو جاتا ہے ۔ ۷۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۰۷ ۔

۶۔ نیز اس کے متعلق دیکھو ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۲ ۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء ۔ اور ۴۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء

اس وراثت پر مقدمات حسب ذیل فیصل کئے گئے ہیں :۔

جاٹ

فیروزپور

گل جاٹان ضلع فیروزپور ۔ پسر متبنےٰ اپنے قدرتی خاندان میں وراثت کے حق سے محروم نہیں ہوتا ۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء

جاٹ

امرت سر

جاٹان ضلع امرت سر ۔ پسر متبنے قدرتی خاندان میں وارث ہوتا ہے ۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء ۔

برہمن

ہوشیارپور

برہمنان ضلع ہوشیارپور ۔ پسر متبنے اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہوتا ہے ۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء

مغل

جہلم

مغلان تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم ۔ پسر متبنے کا پسر اپنے قدرتی خاندان میں

وارث ہوتا ہے۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

## جاٹ

کرنال

ہندو جاٹان تحصیل پانی پت ضلع کرنال۔ بھائی کی موجودگی میں پسر متبنٰے اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہونیکا مستحق نہیں۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

**چہارم۔ پسر متبنٰے کی جانشینی** ۔ جب پسر متبنٰے بے اولاد فوت ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا متبنٰے کرنے والے باپ کے جدی بہ ترجیح جدیان پسر متبنٰے کی جائیداد کے وارث ہوتے ہیں۔ یا کہ نہیں ہوتے۔ جہاں تک باضابطہ تبنیتوں سے تعلق ہے پسر متبنٰے کے اپنے قدرتی خاندان سے بالکل منتقل ہونے کی قانونی ایجاد متبنٰے کرنے والے کے جدیوں کو وراثت کا فائق ترحق دیتا ہے۔ لیکن دراصل پنجاب کی تبنیتیں بے ضابطہ ہیں۔ اور یہاں چونکہ پسر متبنٰے اپنے قدرتی خاندان کا ممبر ہونے سے قطعاً نہیں ہوتا۔ لہذا یہ سوال کسیقدر مشکل ہے۔ مگر ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۲ء اجلاس کامل۔ تمام سندات کی نظر ثانی کرنے کے بعد ناطق طور پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ :-

(۱) پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص میں کوئی ایسا عام رواج نہیں جس سے اُس شخص کے قدرتی خاندان کے جدی جو رواجی قانون سے متبنٰے کیا گیا ہو۔ اس کے نسل ورثاء کی عدم موجودگی میں اس جائداد کے وارث ہوں جو اس نے بوجہ اپنی تبنیت کے حاصل کی ہو۔ یا ورثاً گال ہو۔

(۲) صرف اس قسم کا کوئی عام رواج ہی نہیں بلکہ اس قسم کی جانشینی ان عام اصولوں کے متضاد ہے۔ جن سے پنجاب کی دیہی طبقات معاشرت زمین کی تنظیم ہوتی ہے۔

جن وجوہات پر یہ نقطہ مبنی کیا گیا۔ صفحہ ۱۶ پر بیان کی گئی ہیں۔ دیہات میں اُس زمین کی وراثت اور تمتع کے متعلق جو اُصول پایا جاتا ہے جو مالکوں کی جماعت کے زیر قبضہ ہو۔ اور اس کی ایک ہی قوم مالک ہو۔ یا یہ ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہو وہ یہ ہے کہ زمین موجودہ وقت میں شخصی قابض کی قطعی ملکیت نہیں ہوتی۔ یہ خاندان یا جماعت کا ملک ہوتی ہے۔ جہاں یہ صورت ہو وہاں قدرتی طور پر یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ قابض کا اختیار اپنی حین حیات میں مشعر انتقال ازحد محدود ہوتا ہے

وراثت کے قاعدہ کو منتقل کرنے کی نسبت ایسا ہی ہے۔ بیشک یہ
وراثت کو منتقل کرنے کا اختیار ہی ہے جو محدود کیا گیا ہے
کیونکہ مالک کا اختیار اپنا غیر مشتبہ حق منتقل کرنے کی
نسبت یعنی اپنی عین حیات میں زمین کے منافعوں سے مستفید ہونے کی نسبت
بمشکل قابل تنازعہ ہے ۔۔۔۔۔۔ پنجاب کی دیہاتی آبادی میں جس عام اصول
سے جدی زمین کی وراثت کی تنظیم ہوتی ہے ۔ ہم ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء میں پورے
طور پر واضح کیا گیا ہے۔ وہاں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس شخص کی جائداد جو بلا اولاد
فوت ہو پہلے خاندان کے بزرگ کی طرف جاتی ہے۔ اور پھر اس بزرگ کی
نرینہ نسلی اولاد پر نازل ہوتی ہے ۔۔۔۔۔ اس کی اس امر سے وضاحت
ہوتی ہے جس کو حق قائمقامی کہتے ہیں۔ اس قاعدہ کو ان متبنے پسروں یا موہوب
الیہم پر عائد کرنے سے جن کی نسلی اولاد موجود نہ ہو یہ ظاہر ہے کہ جائداد اس
شخص پر عود ہوئی خیال کی جائے گی جس پر متبنے یا موہوب الیہ نے اپنا حق حاصل
کیا ہو۔ اور قریباً ہمیشہ یہی صورت ہوگی جب کوئی شخص نرینہ نسلی اولاد نہ چھوڑ
مرا ہو۔ اور اس کی سلسلہ بہ سلسلہ جائداد پیچھے کو بالاتر جائے گی جہاں تک وہ مورث
ہو جو جائداد چھوڑ گیا ہو۔ اور وہاں سے پھر نازل ہوگی۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ اس
میں کوئی شک نہیں کہ ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء میں جو اصول قرار پایا ہے۔ یہ
وراثت کا سچا اصول ہے۔ اور اس کے رو سے وہ اشخاص جو متبنے کرنے والے
یا واہب کے جدی کہلاتے ہیں۔ موہوب الیہ یا پسر متبنے کے جدیوں سے بڑھ کر
حق رکھتے ہیں۔ اور موخر الذکر جدیوں کو وراثت کا مطلق حق نہیں ہوتا۔"
اعتراض۔ اجلاس کامل کے فیصلہ ۹۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء محولہ مذکور میں وراثت
کا جو قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ تبنیت یا ہبہ کی صورت میں پسر متبنے یا موہوب الیہ قطعی
ملکیت نہیں لیتا۔ بلکہ اس کے قبضہ میں جائداد جدی رہتی ہے۔ اور متبنے یا موہوب الیہ
کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں متبنے کرنے والے یا واہب کے ورثا کی جانب عود کرتی
ہے۔ کس قدر نادر ہے۔ اس طرح اس فیصلہ سے نیا دستور جاری کرنا مد نظر ہے۔ جو
پہلے کبھی نہیں سنا گیا۔ اور نہ ہی قانون کے کسی دیگر سسٹم میں ہے جس سے ہم

واقف ہیں - ان فاضل ججوں کی تمام تعظیم و تکریم کے ساتھ جنہوں نے ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء فیصل کیا تھا - میں یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہوں کہ بہتر ہے کہ چیفکورٹ کا دوسرا اجلاس کامل پھر ایک دفعہ اس امر پر غور کرے کیونکہ اس میں جو امر قرار دیا گیا ہے وہ مجھے پختہ معلوم نہیں ہوتا -

یہ صحیح ہے کہ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء اجلاس کامل اور دیگر مقدمات میں جو اس کے بعد صادر ہوئے ہیں زراعت پیشہ اشخاص میں نرینہ مالک کو جدی اراضی پر محدود اختیار ہوتا ہے - مگر میری رائے میں فیصلہ مذکور اس وقت جاری نہیں ہوتا جب جائداد بذریعہ تبنیت یا ہبہ یا ذریعہ قبل کسی دیگر انتقال سے دوسرے شخص کے ہاتھوں میں چلی گئی ہو - لہذا کوئی وجہ نہیں کیوں پسر متبنیٰ یا موہوب الیہ جائداد کا قطعی مالک نہ ہو - دیگر الفاظ میں جب محدود نرینہ مالک جائداد بذریعہ تبنیت یا ہبہ دوسرے کے نام منتقل کرے جس کو موہوب الیہ یا متبنیٰ کہتے ہیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ موخر الذکر اپنی نوبت میں قطعی مالک ہو جاتا ہے - تاوقتیکہ یہ جائداد کا ویسا ہی انتقال نہ کرے یہ اس کی وفات پر بہ ترجیح جدیان واہب یا متبنیٰ کرنے والے کے ورثہ کے جن کو میری رائے میں حق بازگشت یا وراثت مطلق نہیں رہتا - یہ اس کے قدرتی ورثاء کو ملنی چاہئے -

فرض کرو کہ نرینہ مالک جس کے اختیارات ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء اجلاس کامل سے محدود کئے گئے ہیں - اپنی جدی اراضی بوجہ جائز ضرورت مشتری کے پاس منتقل کرتا ہے - اور فرض کرو کہ مشتری بے اولاد فوت ہوتا ہے - تو کیا جائداد بہ ترجیح قدرتی وارثان مشتری بائع کے جدیان کی جانب بازگشت کرے گی ۶-۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل اسکو ایسا ہی ہونا چاہئے - کیونکہ اس فیصلہ کی دلائل یہاں ویسی ہی عائد ہوں گی - مگر اس کا نتیجہ کس قدر حیرت انگیز ہوگا - اب اگر مشتری جائداد بیع کی خرید کرنے سے اس کا قطعی مالک ہو جاتا ہے تو کوئی وجہ موہوب الیہ یا پسر متبنیٰ کے ایسا ہونے کا مانع نہیں ہوتا - اور اگر نہیں ہوتا تو دونوں میں فرق کیا ہے -

پھر ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء اجلاس کامل کی دلیل کو لو - جہاں یہ بتایا گیا

ہے کہ اس شخص کی جائداد جو بے اولاد فوت ہو پہلے مورث کی جانب عود کرتی ہے - یہ صحیح ہے - لیکن "مورث" کے کیا معنے ہیں؟ کیا یہ متبنیٰ کرنے والا یا کہ پسر متبنے کا قدرتی باپ ہے - ؟ کیونکہ موخر الذکر کو یہ نہیں ہونا چاہیئے - جس صورت میں اس کی مراد یہ ہوگی کہ اگر پسر متبنے فوت ہو تو جائداد اس کی قدرتی باپ کی جانب راجع ہوگی -

اس مضمون کے متعلق کیس لا یعنے جو قانون مقدمات سے قرار دیا گیا ہے - ظاہر کرتا ہے کہ ۱۸۹۲ء سے پہلے قریباً ہمیشہ یہ قیاس کیا جاتا تھا کہ متبنے کرنیوالے باپ کے جدیوں کو در باب حق وراثت پسر متبنے کے قدرتی وارثوں پر ترجیح نہیں ہوتی - اور ہمیشہ یہ ثابت کرنیکا بار اوّل الذکر پر ہوتا ہے کہ ان کو کسی خاص رواج سے ایسا کرنے کا حق ہے - اور جس اصول پر یہ فیصلہ جات مبنی ہیں وہ یہ ہے کہ چونکہ رواجی تقرر سے صرف متبنیٰ کرنے والے باپ اور پسر متبنے کے مابین ذاتی تعلق پیدا ہوتا ہے - اور کسی شخص کو ایک خاندان سے نکال کر دوسرے میں پیوند کرنا مدنظر نہیں ہوتا - جیسا کہ ہندو تبنیتوں میں ہوا کرتا ہے - اور جب تک برعکس ثابت نہ کیا جائے یہ قیاس کرنا لازم ہے کہ اس شخص کا وارث جو اخیر میں قابض رہا تھا اس کے قدرتی وارث ہوتے ہیں - اس وجہ سے بار ثبوت ہمیشہ واہب کے جدیوں پر عائد کیا جاتا تھا - کیونکہ یہ خیال کیا گیا تھا کہ رواجی تبنیت متبنے کرنے والے کی جائداد پسر متبنے پر نازل کرتی ہے - جو اس وجہ سے جائداد کا کامل مالک ہو جاتا ہے - اس امر کے متعلق جو مقدمات سیر امشار الیہ ہیں یہ حسب ذیل ہیں :-

۱- ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء میں جائداد بہ ترجیح جدیان متبنے کرنے والے باپ کے پسر متبنے کے قدرتی ورثاء کو دی گئی تھی - اسکی بناء یہ قاعدہ تھی کہ جو زمین پسر متبنے نے لی تھی یہ بطور قطعی ہبہ بیجانی سمجھنی چاہیئے جیسی کہ خانہ داماد کی صورت میں ہوتی ہے -

۲- ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں تنازعہ پسر متبنے کے برادر اور متبنے کرنے والے کے بھائیوں کے مابین تھا - اور اوّل الذکر کو ترجیح دی گئی تھی -

۳- ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء بھاٹن ضلع دہلی میں قرار پایا تھا کہ واہب یا متبنے کرنے والے کے وارث رواج ثابت نہیں کرسکے - جس سے یہ باخراج وارثان موہوب الیہ

وارث ہونے کے مستحق ہوں۔

۴۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ زراعت پیشہ برہمنان ضلع ہوشیارپور مقدمہ قدرتی رشتہ داران کے حق میں فیصل کیا گیا تھا۔ ۱۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ اور ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ اس کے برعکس ہیں۔

۱۸۹۲ء سے لیکر بار ثبوت۔ جب سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں اجلاس کامل کا فیصلہ صادر ہوا ہے۔ جس میں متبنٰی کرنے والے کے جدیوں اور پسر متبنٰی کے جدیوں کے مابین تنازعہ تھا۔ یہ ثابت کرنے کا بار موخر الذکر پر عائد کیا گیا ہے کہ یہ پسر متبنٰی کی وراثت میں اوّل الذکر کو خارج کرتے ہیں:۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ایسا کوئی عام رواج نہیں جس سے پسر متبنٰی کے قدرتی وارث بہ ترجیح متبنٰی کرنے والے باپ کے جدیوں میں وارث ہوں۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل۔

۲۔ یہ ثابت کرنیکا بار پسر متبنٰی کے قدرتی وارث پر ہے کہ پسر متبنٰی کے قدرتی وارث بہ ترجیح متبنٰی کرنے والے باپ کے جدیوں کے وارث ہوتے ہیں۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۳۔ صوبہ کا عام رواج یہ ہے کہ پسر متبنٰی کی جائداد متبنٰی کرنے والے باپ کے جدیوں کو بازگشت کرتی ہے۔ اور نہ کہ اس کے قدرتی ورثاء کی جانب ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۴۔ کاشتکار برہمنان ضلع امرتسر۔ متبنٰی کرنے والے باپ کے جدیوں کو قدرتی ورثاء پر ترجیح ہے۔ نمبر ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۵۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۹۱ اسی بارہ میں ہے۔

مستثنیات۔ ذیل میں اس قاعدہ کی مستثنیات ہیں:۔

۱۔ پسر متبنٰی کی ذاتی پیدا کردہ جائداد متبنٰی کرنے والے باپ کے ورثاء کو نہیں ملتی ہے۔ بلکہ قدرتی خاندان کے ورثاء کو جاتی ہے۔ ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۲۔ جب پسر متبنٰی دختر کا پسر ہو یا بھائی کی بیٹی کا پسر ہو تو پسر متبنٰی کی وفات پر متبنٰی کے بھائی کو متبنٰی کرنیوالے باپ کے جدیوں پر ترجیح ہوگی۔ ۸۵ پنجاب لاءِ رپورٹر ۱۹۰۱ء

**تبنیت کے مقدمات میں انتقال -**

اوّل - انتقال منجانب متبنٰی یا اس کے وارث کے -

۱ - جو جائداد پسر متبنٰی لے یہ اس کے ہاتھوں میں جدّی رہتی ہے - اور بجز ضرورت کے منتقل نہیں کیجا سکتی - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲ - برہمنان ضلع کانگڑہ - پسر متبنٰی کی بیوہ کو جائداد منتقل کرنیکا اختیار قطعی نہیں ہوتا - اور متبنٰی کرنے والے کے پدری رشتہ داروں کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا منصب ہوتا ہے - نمبر ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۳ - نیز دیکھو اسی بارہ میں ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

دوم کو پسر متبنٰی اپنے متبنٰی کرنے والے باپ کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازع کرسکتا ہے :-

۱ - ہندو جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ - پسر متبنٰی کو اُن انتقالات کی بابت تنازعہ کرنیکا حق ہے جو اس کے متبنٰی کرنے والے باپ نے کی ہوں - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

# باب (۱۰) دہم

## وراثت

**جانشینی کا عام قاعدہ** - غیر وصیتی جانشینی میں وراثت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ پسر اور ان کی نسلی نرینہ اولادیں بہ ترجیح و باخراج تمام دیگر اشخاص وارث ہوتی ہیں - اور جب نرینہ اولادیں نہ ہوں تو بیوہ معمولی طور پر حیثیت حیات لیتی ہے اس کے بعد دختر آتی ہے جو اپنے باپ کے قریبی نرینہ جدیوں کی عدم موجودگی میں وارث ہوتی ہے - اور پھر ماں اور باپ کی نوبت ہے - اور جب والدین زندہ نہ ہوں تو جدی وراثت کے مستحق ہوتے ہیں - اور سب سے اخیر میں مالکان موضع حقدار ہیں - جن کو جائداد اس وقت ملتی ہے جب کہ کوئی دیگر وارث موجود نہ ہو - لیکن جب بروئے رواج جماعت مالکان موضع کو حق حاصل نہ ہو تو جائداد نزول سرکار ہوتی ہے -

**پسروں کی جانشینی** - یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ زراعت پیشہ اشخاص پنجاب کے تین قسم کے پسر ہیں - (۱) سوتیلے پسر - (۲) غیر صحیح النسب اور (۳) صحیح النسب پسر ہیں - اور ان سب کی وراثت کے متعلق مختلف قواعد ہیں -

**اوّل - سوتیلے پسر** - سوتیلا پسر درحقیقت کوئی پسر نہیں ہوتا - کیونکہ یہ متوفی شخص کا پسر نہیں ہوتا - اور چونکہ بالکل اجنبی یا بیگانہ شخص ہوتا ہے - لہٰذا اس کو متوفی کی وراثت کا حق نہیں ہوتا - جب تک کہ کوئی رواج اس کے حق میں نہ ہو - جس کو ثابت کرنے کا بار اس شخص پر ہوتا ہے - اسبارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- کنگ جاٹان تحصیل نکودر - سوتیلا پسر اپنے سوتیلے باپ کا وارث نہیں ہوتا - خواہ یہ مرحوم الذکر کے پاس ۳۰ سال کیوں نہ رہا ہو ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء -

۲- ہندو جاٹان تحصیل سانپلہ ضلع رہتک - سوتیلا پسر اپنے سوتیلے باپ کا وارث نہیں ہوتا - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

۳- بنگل جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ - سوتیلا پسر اپنے سوتیلے باپ کے خاندان میں خواہ یہ متبنٰی ابھی کیوں نہ کیا گیا ہو جدی طور پر وارث نہیں ہوتا - ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۴- ہندو سکھ جاٹان تحصیل و ضلع سرسہ - سوتیلا پسر باخراج جدیان وارث نہیں ہوتا - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

**دوم - غیر صحیح النسب پسر** - یہ سوتیلا پسر کسیطرح نہیں ہوتا - یہ کسی شخص کا غیر شرع پسر ہوتا ہے - مگر چونکہ بدقسمتی سے عورت کے ساتھ ایسے تعلق سے پیدا ہوتا ہے جو متوفی کی جائز بیوی نہیں ہوتی - یہ اپنے باپ کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- سندھو جاٹان ضلع جالندھر - صحیح النسب دختر کی موجودگی میں غیر صحیح النسب پسر وارث نہیں ہوتا - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۲- راجپوتان - غیر صحیح النسب پسر وارث نہیں ہوتا - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۳- ہندو - غیر صحیح النسب پسر اپنے قیاسی باپ کا وارث نہیں ہوتا - نمبر ۲۸ - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

مگر غیر صحیح النسب پسر کو یہ ثابت کرنے کا اختیار ہے کہ یہ اپنے قیاسی باپ کا وارث

ہوسکتا ہے۔ مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا یہ رواج ثابت ہونے کی صورت میں مہذب قرار پائیگا۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ " یہ تجویز کرنا گویا ایک نہایت پیش قدمی کرنا ہے کہ اس مرد اور عورت کے مابین مباشرت جن کو اس بات کا علم ہو کہ مابین ان کی شادی ناجائز ہے گویا غیر صحیح النسب بچوں کو کامل وراثت کا حق دیتا ہے۔ ہمیں ایسا رواج پایہ ثبوت کو پہونچا قرار نہیں دینا چاہیئے۔ جو لفظاً اور صریحاً خلاف تہذیب ہو۔ جب وراثت کی نسبت رواج کی موجودگی ثابت کرنا مطلوب ہو تو کم سے کم نہایت ہی مشتبہ اخلاق کی ہو اس کی موجودگی کے ثبوت کی احتیاط سے چھان بین کرنی چاہیئے۔ اور اگر یہ عمل۔ انصاف اور نیک نیتی کے برخلاف ہو تو اس کو پابند کرنے والا قرار نہیں دینا چاہیئے"۔

۲۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں جو رواج پیش کیا گیا تھا۔ یہ پایہ ثبوت کو نہیں پہونچا تھا۔ مگر یہ امر یونہی رہنے دیا گیا تھا۔ اگر اس قسم کا رواج پایہ ثبوت کو پہونچا تو یہ مہذب یا غیر مہذب ہوگا۔

لیکن گو غیر صحیح النسب پسر اپنے قدرتی باپ کی جائداد کا وارث ہونے کا مستحق نہیں ہوتا۔ تاہم یہ قیاسی باپ کی جائداد سے گذارہ لینے کا مستحق ہوتا ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندو۔ غیر صحیح النسب پسر اپنے قدرتی باپ کی جائداد سے گذارہ لینے کا مستحق ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۲۔ راجپوتان۔ غیر صحیح النسب پسر اپنے قدرتی باپ کی جائداد سے گذارہ لینے کا مستحق ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء۔

شرط۔ یہ آخری قاعدہ اس شرط کے تابع ہے کہ یہ گذارہ اس صورت میں مسدود ہوسکتا ہے جب کہ غیر صحیح النسب پسر خاندان کے بزرگ کی نسبت بدمعنی کا قصوروار ہو۔ اس کے بچے بھی گذارہ کے مستحق نہیں رہتے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء۔ مگر گذارہ بند کرنے کا رواج مجھے غیر معقول معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ صحیح النسب پسر بعد وفات والد خود اپنے بڑے بھائی کے مقابلہ پر

یہ رواج کہ غیر صحیح النسب اولاد کو وراثت کا حق دیتا ہے

گذارہ لینے کا حق

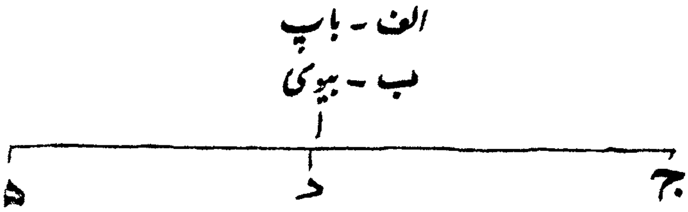
شرط

بدفعلی کا قصوروار ہوتا ہے - تو کیا یہ اپنے حصہ سے محروم ہو سکتا ہے ؟ اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں غیر صحیح النسب کو اس کا پابند ہونا چاہئے ؟-

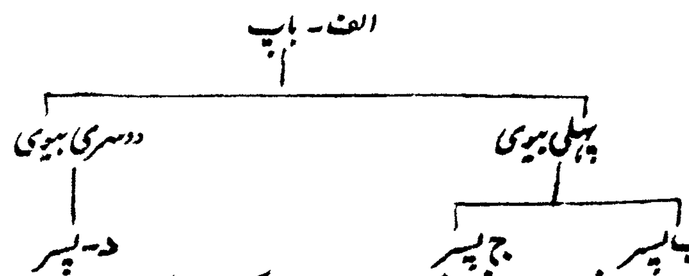
سوم صحیح النسب - اب راستہ اس قدر صاف کیا گیا ہے کہ صرف ایک ہی شخص جو باقی رہ گیا ہے - یہ صحیح النسب پسر ہے - آگے بڑھنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ پنجاب میں دو قسم کے خاندان ہیں - ایک مفرد قسم کے جب کہ پسر ایک ہی بیوی سے ہوں - دوم مرکب قسم کے جب کہ بیٹے کئی بیویوں سے ہوں - دوسری صورت میں بیویوں کی تعداد اس حال میں ضروری نہیں سمجھی جاتی - جب کہ ایک سے زیادہ بیویاں ہوں -

ان اقسام کی مثالیں حسب ذیل ہیں :-

اوّل - سادہ




دوم - مرکب




(الف) شریف اور غیر شریف بیویوں کے پسر - مرکب خاندان میں یعنی ایسے خاندان میں جس میں مرد ایک سے زیادہ بیویوں سے کئی پسر چھوڑ مرے ، بعض دفعہ یہ سوال پیدا ہوتے ہیں - کہ آیا غیر شریف یعنے ادنیٰ خاندان کی بیویوں کے پسر شریف بیویوں یعنے اعلےٰ خاندان کی بیویوں کے ساتھ مساوی حصہ لیتے ہیں یا کہ نہیں لیتے - اس امر کے متعلق پنجاب کا عام رواج یہی معلوم ہوتا ہے نسبت کرسب

مساوی حصہ لیتے ہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مندل خاندان کرنال۔ ایسا کوئی رواج ثابت نہیں کیا گیا تھا۔ جس سے وہ پسر جو دوران شادی میں تولد ہو۔ ان پسروں کو خارج کرے۔ جو پسر قبول کئے گئے ہوں۔ اور یہ غیر شریف بیویوں سے تولد ہوئے تھے جو محض بطور مدخولہ بیویاں کے تھیں۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۵۱۵ ۱۸۸۵ء۔

۲۔ آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم۔ یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ ادنی بیویوں کے پسر کم حصہ لیتے ہیں۔ قرار پایا کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ دعویداروں کی ماں ادنی تھی۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

**مستثنیات**۔ ذیل میں اس قاعدہ کی استثناء ہیں:۔

۱۔ راجپوت کا پسر جو کریوا بیوی سے ہو خالص راجپوت پسر کے مساوی حصہ نہیں لیتا۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۲ء

۲۔ برہمنان ضلع فیروزپور۔ جو بچے کریوا شادی سے تولد ہوں۔ وارث نہیں ہوتے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۲۴ء

۳۔ کھتریان ضلع امرتسر۔ کھتری کی بیوہ کے ساتھ شادی جائز ہے۔ لیکن جو پسر اس ملاپ سے تولد ہوں جائز کھتری بیوہ کو خارج نہیں کرتے۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۲ء۔

**ب۔ سب سے بڑے پسر کے حقوق**۔ بعض خاندانوں میں عام اس سے کہ یہ مفرد ہو یا مرکب ہو بعض وقت سب سے بڑے پسر کے حقوق چھوٹے بھائیوں سے بالاتر سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کو یا تو باخراج موخر الذکر کے سالم جائداد ملتی ہے۔ یا یہ زائد حصہ لیتا ہے۔

قاعدہ جس سے سب سے بڑا پسر سالم جائداد لیتا ہے اس کو پریا پنجیر کہتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق سب سے بڑا پسر اپنے باپ کی سالم منقولہ اور غیر منقولہ جائداد لیتا ہے۔ حالانکہ اس کے چھوٹے بھائی صرف گذارہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس بارہ میں مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ یہ ثابت کرنیکا بار کہ رواج موسومہ پریا پنجیر مروج ہے صریحاً سب سے

بڑے پسر پر حاوی ہوتا ہے ۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۲۹ ۔

۲ ۔ دراصل یہ قاعدہ والیان ریاست پر سختی سے محدود کیا گیا ہے یا ان پر جن کے بزرگوں کی یہ حیثیت تھی ۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء

۳ ۔ پٹھانان ضلع راولپنڈی ۔ یہ رواج کہ سب سے بڑا یا سب سے لائق پسر بالخراج دیگر پسروں کے جن کو صرف گذارہ ملتا ہے ۔ سالم جائداد کا وارث ہوتا ہے ۔ قدیمی معینہ اور غیر معینہ ثابت کرنا لازم ہے ۔ اس مقدمہ میں قرار پایا کہ اگر رواج مذکور کبھی موجود بھی تھا ۔ تاہم یہ منسوخ ہو گیا ہے ۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء ۔

۴ ۔ ٹانک کے چیف کا مقدمہ ۔ سب سے بڑا پسر بہ پایا نخینچیر ۔ حق سے سالم جائداد لیتا ہے ۔ دیگر پسر صرف گذارہ لیتے ہیں ۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء ۔

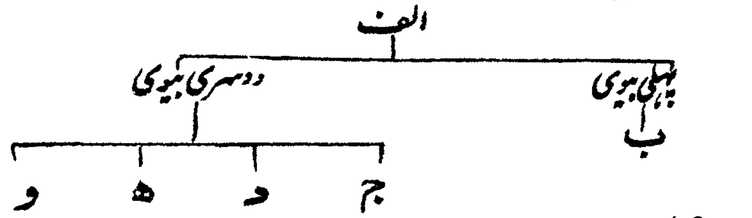
۵ ۔ محال گنج پورہ ۔ ۱۸۴۹ء سے پہلے جو جائداد پیدا کی گئی تھی یہ سب سے بڑے پسر کو ملتی ہے ۔ دوسرے پسر صرف گذارہ لیتے ہیں ۔ مگر جو جائداد ۱۸۴۹ء سے لیکر پیدا کی گئی ہے اس کے سب پسر مساوی وارث ہیں ۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء ۔

بعض دفعہ سب سے بڑے پسر کو اس سے زائد حصہ ملتا ہے جو دوسروں نے لیا ہو ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

ا ۔ کنجیانہ سیدان ضلع جھنگ ۔ سب سے بڑا زمین کا زائد حصہ بطور حق دستور کے لیتا ہے ۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

مگر اس فیصلہ میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کس قدر رقبہ بطور حق دستور کے دیا جاتا ہے ۔ اور میرے خیال میں رواج کے کسی قاعدہ کی عدم موجودگی میں فیصلجات بے سود پا ہوں گے ۔

لیکن فرض کرو کہ کسی شخص کے ایک یا کئی بیویوں سے کئی پسر ہیں اور سب سے بڑے پسر کو زائد حصہ ملتا ہے ۔ اور فرض کرو کہ چھوٹے بیٹوں میں سے ایک فوت ہوتا ہے ۔ تو کیا یہ امر کہ سب سے بڑا پسر زائد حصہ لے چکا ہے ۔ اس کے دیگر حی القائم بھائیوں کے ساتھ مل کر جائداد میں سے حصہ لینے کا مانع ہوگا ؟ ۔ اس سوال کا ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں نفی جواب دیا گیا ہے ۔ اس مقدمہ میں شجرہ نسب حسب ذیل تھا :۔

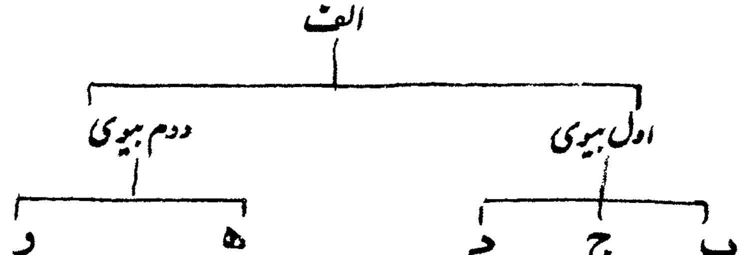



الف کی وفات پر پانچوں بھائی وارث ہوئے - ہر ایک کو پانچواں پانچواں حصہ ملا۔ مگر سب سے بڑے پسر ب نے زائد حصہ بھی لیا۔ زاں بعد ج مرگیا۔ اور ھ اور و نے اس کی سالم جائداد باخراج ب کے بدیں وجہ لینے کا دعوے دائر کیا۔ کہ ب کو پہلے ہی زائد حصہ مل چکا ہے - قرار پایا کہ یہ ثابت کرنے کا بار و - ھ اور د پر تھا کہ ب کو معمولی حق حاصل نہیں - مگر یہ اس بات کو ثابت نہیں کر سکے۔

**ج - پنجاب کا عام رواج مساوی تقسیم کرنے کا ہے** - بجز خاص استثناء محولہ مذکورہ کے پنجاب کے تمام زراعت پیشہ اشخاص میں وراثت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ پسر خواہ یہ ایک یا مختلف بیویوں سے ہوں - مساوی حصہ لیتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کا بار کہ یہ حالت نہیں اس شخص پر لاحق ہوتا ہے جو اس کا مصر ہو تمام پسر مساوی حصہ لیتے ہیں - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء۔

**د - چونڈہ وند یا پگ وند** - مرکب خاندان میں بعض دفعہ یہ تنازعہ پیدا ہوتا ہے کہ پسران میں جائداد کس طرح تقسیم کیجائے - اسطرح کے خاندان میں اگر مختلف بیویوں کے تمام پسر اپنے باپ کی جائداد کی تقسیم مساوی کریں تو اس تقسیم کو پگ وند تقسیم کہتے ہیں - دیگر الفاظ میں جہاں پگونڈ قاعدہ حاوی ہوتا ہے۔ مرکب خاندان میں وراثت اسیطرح ہوتی ہے جسطرح کہ سادہ خاندان میں ہوتی ہے - دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ بیٹوں کا مختلف ماؤں کے بطن سے تولد ہونا غیر ضروری ہوتا ہے لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں خاندان میں تنازعہ کی بڑی وجہ بیویوں کی زیادتی ہے - کیونکہ ان میں اور انکی اولادوں میں غیرت اور حسد کا مادہ بڑھ جاتا ہے اور اس تخالف کا انجام یہ ہوتا ہے کہ خاندان بیویوں کی تعداد کے مطابق مختلف گروہوں میں بکھر جاتا ہے - اور ماں ہر گروہ میں سرکردہ ہوتی ہے - اس قسم کے مقدمہ میں جب باپ کی جائداد بیویوں کی تعداد کے مطابق گروہوں میں تقسیم

ہوجاتی ہے۔ تو اس کے ہر حصہ کو چونڈہ ونڈ کہتے ہیں۔




مثلاً فرض کرو کہ الف کی دو بیویاں ہیں۔ پہلی بیوی سے تین پسر ب۔ ج۔ د ہیں اور دوسری بیوی سے دو پسر ہ اور و ہیں۔ اگر پانچوں پسر اپنے باپ کی جائداد مساوی تقسیم کریں۔ تو یہ پگونڈ تقسیم ہوگی۔ قطع نظر اس کے اگر جائداد دو بیویوں کے مطابق نصف نصف تقسیم کی جائے تو ب۔ ج۔ د ایک نصف اور ہ۔ و دیگر نصف حصہ لیں گے۔ یہ تقسیم چونڈہ ونڈ ہوگی۔ ان دو تقسیموں میں فرق یہ ہے کہ پگونڈ کے قاعدہ میں مورث کی بیویوں کی موجودگی نظرانداز کی جاتی ہے۔ حالانکہ چونڈہ ونڈ رواج ان کی موجودگی کو تسلیم کرتا ہے۔ اور اس کو تقسیم کی بناء قرار دیتا ہے۔ یہ دریافت کرنے کی نسبت قواعد کہ آیا چونڈہ ونڈ یا پگونڈ حاوی ہوتا ہے۔ جب یہ سوال پیدا ہو کہ آیا خاندان چونڈہ ونڈ یا پگونڈ کے قاعدہ کے تابع ہے تو قانون کے قواعد ذیل مقدمہ کا فیصلہ کریں گے۔

اوّل رول۔ پہلا رول یا قاعدہ یہ ہے کہ وراثت بطور قاعدہ بالراس تقسیم ہوتی ہے نہ کہ بالاصول ایسا ہوتا ہے۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ عالمگیر رواجی قاعدہ پگونڈ مروج ہے۔ اور صرف یہی ہے جس کو ہندوؤں اور مسلمانوں کے ذاتی قوانین تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ چونڈہ ونڈ اس کی استثناء ہے۔ خواہ یہ قدیم الایام ہی کا کیوں نہ ہو۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ یعنی کہ وراثت بطور قاعدہ کلیہ بالراس لیجاتی ہے کسی خاص رواج کی عدم موجودگی میں پگ ونڈ کا عام قاعدہ حاوی ہوتا ہے۔ ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ اور چونڈہ ونڈ اس قاعدہ کی استثناء ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء روزانہ تجربہ اور اس عدالت کے بیشمار فیصلجات نے تجویز کیا ہے کہ پسروں اور پوتوں میں جائداد جدی کی تقسیم کا معمولی

قاعدہ پگونڈ ہے۔ اور بار ثبوت ان اشخاص پر ہے۔ جو یہ بیان کریں کہ چونڈہ ونڈ حاوی ہوتا ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ غرضکہ بادی النظر میں قیاس پگونڈ کے حق میں ہوتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔ صفحہ ۱۶۷

دوم رول۔ لہٰذا بار ثبوت اُن پر ہے جو یہ بیان کریں کہ ان کے خاندان میں قاعدہ چونڈہ ونڈ حاوی ہوتا ہے۔ اس ثبوت کی عدم موجودگی میں پگونڈ کا عام رواج حاوی ہوگا۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۷۵۔

سوم رول۔ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ عام بول چال میں چونڈہ ونڈ کا رواج قومی نہیں بلکہ خاندانی رواج ہے۔ اور اس کا مخرج خاندان کے سرکردہ شخص کے اقتدار میں ہوتا ہے۔ جو جائداد خاندان کی تقسیم اپنی حین حیات میں خاندان کے اشخاص میں کرتا ہے لہٰذا یہ امر کہ بعض اقوام میں رواج کی موجودگی قرار پائی ہے۔ دوسری قوم میں رواج کی موجودگی قیاس کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں ہوگا۔ اور یہ بعض دیہات میں یا قوم کے بعض خاندانوں میں یہ قیاس پیدا کرنے کے بغیر موجود ہو سکتا ہے کہ یہ اُسی قوم کے دیگر خاندانوں یا دیگر دیہات میں بھی موجود ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

چہارم رول۔ چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ قاعدہ پگونڈ بتدریج قاعدہ چونڈہ ونڈ کو دبا رہا ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔ حتیٰ کہ اُن اقوام میں بھی جہاں کسی وقت قاعدہ چونڈہ ونڈ مروج تھا۔ یہ رواج زیادہ تر گذشتہ قریب ایام میں اپنے ہیئت بدلتا رہا ہے۔ اور بجائے اوّل الذکر کے پگونڈ تقسیم مروج ہوگئی ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ چنانچہ ہیئت تبدیل ہونے کی ایک نظیر ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں لاہور کے ایک موضع میں ظہور میں آئی تھی۔ جس میں کلارک صاحب چیف جج لکھتے ہیں کہ وراثت کا عام قاعدہ (۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء) پگونڈ قیاس کیا جا سکتا ہے۔ اور قاعدہ چونڈہ ونڈ جہاں کہیں مروج تھا۔ اب یہ غیر مستعمل ہو رہا ہے۔

پنجم رول۔ پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ چونکہ چونڈہ ونڈ قاعدہ مذکور کی استثناء ہے۔ اور معمولی قاعدہ کی استثناء استعمال میں نہ آنے سے غیر مستعمل ہو جاتی ہے ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۰۶۔

ششم رول۔ چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ جب کبھی واجب العرض یا رواج عام میں

چونڈہ ونڈ کی تائید کی گئی ہو تو اس کے اندراجات بہت ہی قابل وقعت ہوتے ہیں - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء - ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷۰ میں ضلع جھنگ کا رواج عام پگونڈ کی تائید میں تھا - اور یہ پگونڈ کے قاعدہ کو تقویت پہنچانے والا قرار پایا تھا -

**چونڈہ ونڈ کا ثبوت** - جیساکہ ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں قرار پایا تھا - کہ چونڈہ ونڈ کا قاعدہ یا تو اس طرح ثابت کیا جائے کہ فریقین کے مورث اعلیٰ نے جائداد اپنی حین حیات میں تقسیم کی تھی - یا اگر ایسا نہیں کیا تھا - تو رواج خاندان اس کی اجازت دیتا ہے - اوّل الذکر محض امر واقعہ کا سوال ہے - مگر موخر الذکر خالص رواج کا سوال ہے -

امر اوّل کی نسبت مورث اعلیٰ کی جانب سے تقسیم ناطق ہونی چاہئے - تو اس کے کچھ معنی ہو سکیں گے - ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں باپ کا ایک ہی پسر الف ایک بیوی سے اور تین پسر دوسری بیوی سے تھے - اس نے اپنی مسلم جائداد تقسیم کی تھی - جس سے اس کا چہارم حصہ الف کو دیا تھا - اور الف نے باپ کے مرنے کے بعد قاعدہ چونڈہ ونڈ سے نصف کی بابت دعوے کیا تھا -

قرار پایا کہ باپ کی حین حیات میں جائداد کی کوئی تقسیم نہیں ہوئی تھی اور جائداد کے قریباً چہارم حصہ پر علیحدہ قبضہ کاشت ... واسطے انتظام تھا - اور پگونڈ تقسیم نہیں ہوئی تھی - دوسرے امر کی نسبت ہم یہ نوٹ کر سکتے ہیں کہ رواج چونڈہ ونڈ بھی تمام دیگر امور کے متعلق رواج کی طرح بذریعہ رواج عام پیدائش نظائر اور جوڈیشل فیصلجات سے ثابت کیا جا سکتا ہے - چیف کورٹ کے بعض منفصلہ مقدمات بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ پگونڈ کا قاعدہ چونڈہ کو مغلوب کر رہا ہے - لیکن جب رواج چونڈہ ونڈ ایک دفعہ خاندان میں مروّج ثابت ہو - تو صرف یہی واقعہ اس بات کو ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہوتا کہ پرانا رواج ترک کیا گیا ہے - شہادت حسب ذیل ہیں :-

۱ - مثلاً ۱۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں اطمینان بخش طور پر ثابت کیا گیا تھا کہ اصلی رواج چونڈہ ونڈ ہے - یہ محض قیاس قرار پایا تھا کہ یہ رواج کچھ سالوں سے

جلد اپنی ہیئت تبدیل کر رہا ہے۔اور اس کا میلان پگونڈ کی جانب ہے۔لیکن چونکہ پھر بھی یہ ثابت نہیں کیا گیا تھا کہ پُرانا رواج بالکل ساقط ہو گیا ہے۔لہذا فریقین پر قاعدہ چونڈہ ونڈ ہی مروج ہونا قرار پایا تھا۔

۲۔ اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ" عدالتیں رواج کے سوالات کے ساتھ برتاؤ کرنے میں رواج کے ترقی پذیر تبادلہ کو تسلیم نہیں کر سکتیں۔اور پُرانے رواج کا اُس وقت تک مروج رہنا لازم ہے جب تک کہ نیا رواج اس پر غالب نہ آئے اور اسطرح بعض دفعہ ان کی کارروائی موجودہ رواج کو مجتلا کرنے کا بُرا اثر پیدا کرتی ہے۔خواہ یہ رواج کچھ ہی ہو۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

۳۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں ایسے قاعدہ کی پیروی کی گئی تھی جہاں تقسیم کا خاندانی قاعدہ چونڈہ ونڈ تھا اور رواج کچھ عرصہ سے ہیئت تبدیل کر رہا تھا یعنی پگونڈ کا قاعدہ چونڈہ ونڈ کے قاعدہ کو دبا تا جا تا تھا۔قرار پایا کہ مدعی کو یہ ثابت کرنے میں کامیابی ہوئی ہے کہ فریقین کی قوم میں پُرانا رواجی قانون چونڈہ ونڈ ہے اور کہ پگ ونڈ کے رواج نے اس کو منسوخ یا تبدیل نہیں کیا۔

دراصل جدی سوضع میں خاندان کا رواج معلوم کرنا اہم ہے۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

ھ۔مقدمات متعلقہ چونڈہ ونڈ و پگ ونڈ۔

## اوّل۔پٹھان

امرتسر

پٹھانان ضلع امرتسر پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## دوم۔جاٹ

۱۔ ہندو رندھاوا جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ ہندو دھبار جاٹان تحصیل و ضلع امرتسر پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔بارِ ثبوت چونڈہ ونڈ پر۔

۳۔ ہندو اولک جاٹان ضلع امرتسر چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

پشاور

## اوّل۔ پٹھان

پشاور کے مسلمان یوسف زئی پٹھان چونڈہ وند کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۵۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۰۹ء

لاہور

## اوّل جاٹ

۱۔ مسلمان چوہل جاٹان ضلع لاہور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۵۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۰۹ء۔

۲۔ ہندو سندھو جاٹان تحصیل چونیاں ضلع لاہور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں بار ثبوت چونڈہ وند پر۔ ۴۷، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

گورداسپور

## اوّل۔ گجر

۱۔ گجران ضلع گورداسپور قاعدہ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

## دوم۔ جاٹ

۱۔ ہندو سمرائی جاٹان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ چونڈہ وند کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴۸ ۱۸۹۳ء پنجاب ریکارڈ۔

۲۔ ہندو سندھو جاٹان تحصیل و ضلع گورداسپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۳۔ ہندو بدا جاٹان تحصیل و ضلع گورداسپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۴۔ سرائی جاٹان ضلع گورداسپور چونڈہ وند کی پیروی کرتے ہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

فیروزپور

## اوّل۔ جاٹ

۱۔ مسلمان ستگھرا جاٹان تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ بار ثبوت چونڈہ وند پر۔ ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۰۹ء۔

۲۔ ہندو سندھو برار جاٹان تحصیل موگا ضلع فیروزپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۱۴ء

۳ - ہندو جاٹان ضلع فیروزپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء -

۴ - ہندو جاٹان ضلع فیروزپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

دوم - ڈوگرے

ضلع فیروزپور کے ڈوگرے پگونڈ کے پیرو ہیں - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

جالندھر

اول ارائیں

ارائیان ضلع جالندھر پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

دوم - راجپوت -

راجپوتان ضلع جالندھر پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

لودھیانہ

۱ - جاٹ

ہندو بندیہر جاٹان تحصیل لودھیانہ چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۱۹ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲ - پٹھانان ضلع لودھیانہ - چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

دوم - ارائیں

ارائیان ضلع لودھیانہ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

سوم - معمار

معماران ضلع لودھیانہ پگونڈ کے پیرو ہیں - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

سیالکوٹ

اول جاٹ

۱ - ہندو گھمن جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲ - جاٹان ضلع سیالکوٹ چونڈہ ونڈ کے پیرو ہیں - ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

دوم - کھتری

بیدی کھتریان تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

رہتک

**اول - جاٹ**

۱- ہندو لتاریان جاٹ تحصیل و ضلع رہتک پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - بار ثبوت چونڈہ ونڈ پر - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۲- ہندو سنوان جاٹان تحصیل جھجر ضلع رہتک چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء -

۳- جاٹان ضلع رہتک پگونڈ کے پیرو ہیں - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

**دوم - پٹھان**

پٹھانان ضلع رہتک پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

**سوم - سید**

سیدان ضلع رہتک پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

گجرات

**راجپوت**

چھمبار راجپوتان ضلع گجرات چونڈہ ونڈ کے پیرو ہیں - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

جہلم

**اعوان**

اعوانان ضلع جہلم پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - بار ثبوت چونڈہ ونڈ پر - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

حصار

**راجپوت**

راجپوتان ضلع حصار پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

شاہپور

**اعوان**

اعوانان ضلع شاہپور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء

انبالہ

**اول - جاٹ**

۱- ہندو جاٹان ضلع انبالہ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

**دوم - شیخ**

۱- شیخان ضلع انبالہ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

ملتان

**اروڑے**

ضلع ملتان کے اروڑے پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

گوجرانوالہ

## جاٹ

ہندو سورا جاٹان تحصیل حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

متفرق

مقدمات ضلع گوجرانوالہ جو ابتداء میں ضلع گورداسپور سے آئے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

کیمل پور

## آوان

ا۔ آوانان ضلع کیمل پور پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں ۹۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

جھنگ

## سیال

سیالان ضلع جھنگ پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

کانگڑہ

## راٹھی

ا۔ راٹھان ضلع کانگرہ چونڈہ ونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

دہلی

## پٹھان

یوسف زئی پٹھانان دہلی پگونڈ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

# باب یازدہم

## بیوہ کا جانشین ہونا

**ا۔ بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔** خواہ بیوہ کی حقیت متعلقہ وراثت گذارہ سے پیدا ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء کم سے کم یہاں تک یقینی امر ہے کہ جب بیوہ کے خاوند کے پسر یا دیگر نرینہ صلبی اولاد نہ ہو تو پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص میں عام رواج ہے کہ بیوہ بہ ترجیح تمام دیگر اشخاص کے خواہ یہ دختر یا جدی ہی کیوں نہ ہوں اپنے متوفی خاوند کی سالم جائداد بطور حقیت حیات کے لیتی ہے۔ اور یہ قاعدہ اُس وقت بھی حاوی ہوتا ہے جبکہ بیوہ ادنیٰ یا اعلےٰ ذات کی ہو۔ اس سے کہ خاوند دیگر مالکوں کے ساتھ مل کر قابض ہو یا کہ نہ ہو۔ اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اس صوبہ کے غیر زراعت پیشہ اشخاص نے جو زرعی رواجوں کے پابند نہیں۔ بعض خاص خاص حالات میں

اس رواج کو اختیار کر لیا ہے۔ جس کا پتہ مقدمات محولہ ذیل سے ملتا ہے۔

۱۔ بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء میں جدیوں نے یہ حجت پیش کی تھی کہ بے اولاد مسلمان بیوہ اپنے خاوند کی جائداد میں حقیت حیات نہیں لیتی۔ مگر قرار پایا تھا کہ یہ حسب رواج ملتان حقیت حیات لیتی ہے۔

۳۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ کریوا والی بیوہ گذارہ کی مستحق ہے۔ قرار پایا تھا کہ اس قسم کا رواج ثابت کرنے کا بار جدیوں پر ہے جس کو یہ نباہ نہیں سکے۔

ملتان

۴۔ سیدان

گردیزی سیدان تحصیل سرائے سدھو ضلع ملتان۔ بیٹوں کی عدم موجودگی میں بیوہ بہ ترجیح دختر و بہنان وارث ہوتی ہے۔ ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

انبالہ

۵۔ سیدان ضلع انبالہ رواج کے پیرا ہیں۔ بیوہ سالم جائداد کی حقیت حیات لیتی ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

فیروزپور

۶۔ سیدان ضلع فیروزپور۔ بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

ملتان

۷۔ گردیزی سیدان ضلع ملتان رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ بے پسر بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

گورداسپور

۸۔ منہاس راجپوتان ضلع گورداسپور۔ باقاعدہ شادی شدہ بیوہ کریوا والی بیوہ کے ساتھ مساوی وارث ہوتی ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

اٹک

۹۔ راجپوتان ضلع اٹک ادنیٰ ذات کی بیوہ گذارہ نہیں بلکہ حقیت حیات لیتی ہے ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

بنوں

۱۰۔ قصوریہ پٹھانان ضلع بنوں۔ بیوہ بہ ترجیح بعید رشتہ داران حقیت حیات لیتی ہے۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

دہلی

۱۱۔ بُخاری شیخان ضلع دہلی رواج کے پیرا ہیں۔ بیوہ سالم جائداد لیتی ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

سیالکوٹ

۱۲۔ غیر زراعت پیشہ کشمیری باشندگان قصبہ سیالکوٹ۔ بیوہ بموجودگی جدیان

حقیت حیات لیتی ہے - ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

امرتسر — ۱۳- ہندوسُنار ضلع امرتسر - بیوہ مشترکہ جائداد میں اپنے خاوند کے حصّہ کی مستحق ہے - ۱۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

پشاور — ۱۴- پشاور کے کھتریوں - بیوہ اپنے خاوند کی جائداد میں حقیت حیات لیتی ہے - اور نہ کہ محض گذارہ کی مستحق ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

کرنال — ۱۵- غیر زراعت پیشہ برہمنان ضلع کرنال - بیوہ اس جائداد کے حصّہ کی وارث ہونے کی مستحق ہے - جس پر اُس کا متوفی خاوند بالاشتراک قابض رہا ہو - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

فیروزپور — ۱۶- جاگیردار سوڈھی کھتریان فیروزپور - بیوہ گذارہ نہیں بلکہ حقیت حیات لیتی ہے - بارثبوت جدیوں پر ہے - ۱۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

کریوا بیوہ دوسری بیوہ کے ساتھ مشترکاً حقیت حیات لیتی ہے — ۱۷- کریوا بیوہ دوسری بیوہ کے ساتھ مشترکاً لیتی ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۱۸- نیز اس امر کے متعلق دیکھو ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء - ۱۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء - ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء - ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء - ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

**مستثنیات** - مگر بعض اقوام میں خاص خاندانی رواج ہے جس سے بیوہ حقیت حیات نہیں لیتی - بلکہ صرف گذارہ کی مستحق ہوتی ہے - مگر یہ خاص رواج ثابت کرنیکا بار اس فریق پر ہوتا ہے جو اس امر کا اصرار کرے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

لودھیانہ — ۱- جاگیرداران گیروں گوت ضلع لودھیانہ - بیوگان وراثت سے بالکل محروم کی گئی ہیں - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

ہوشیارپور — ۲- ہندو ودوھ راجپوتان خاندان راناصاحب منوال ضلع ہوشیارپور بیوہ حقیت حیات نہیں بلکہ گذارہ لیتی ہے - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

ڈیرہ غازیخان — ۳- گورمنی بلوچیان ڈیرہ غازیخان رواج کی پیروی کرتے ہیں - بیوہ صرف

گذارہ لیتی ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۴۔ پٹھانان ضلع ہزارہ۔ بیوہ صرف گذارہ لیتی ہے۔ ۲۲ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۳ء

۵۔ آنزوے ستلج کے چھوٹے چھوٹے سرداروں میں مستورات منقولہ اور غیر منقولہ میں حقیت حیات نہیں لیتیں۔ محض گذارہ کی مستحق ہیں۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔

ہزارہ

۶۔ جاگیرداران سنگھ پوریہ۔ بیوہ کو علاوہ نقد گذارہ کے کچھ زمین حقیت حیات ملتی ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۷۔ نیز دیکھو ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

حقیت حیات کی مراد۔ حقیت حیات کے معنے یہ ہیں کہ بیوہ اس مفہوم میں کامل مالک نہیں ہوتی کہ اس کے مرنے کے بعد اس جائداد کا نزول اس کے خاوند سے نہیں بلکہ اس عورت کی ذات سے خیال کیا جائے۔ اس بارہ میں نظائرات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب بیوہ محض حقیت حیات کی وارث ہوتی ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد جو اشخاص وارث ہونے کے مستحق ہیں یہ بیوہ کے وارث نہیں بلکہ اس کے خاوند کے وارث ہیں۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲۔ حقیت حیات کی مراد یہ ہے کہ بیوہ کے مرنے کے بعد جائداد اس کے خاوند کے ورثاء کو ملتی ہے۔ نہ کہ بیوہ کے ورثاء کو ملتی ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳۔ لاہور کے ہندو سود۔ جو بیوہ وارث ہوتی ہے اسکو قطعی حقیت نہیں ملتی اس کے مرنے کے بعد جائداد اس کے خاوند کے ورثاء کو جاتی ہے نہ کہ بیوہ کے ورثاء کو۔ ۱۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

بعض اقوام ذاتی قانون کی تابع ہیں۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ گردیزی سادات ضلع ملتان رواج کے پابند نہیں۔ بیوہ صرف گذارہ لیتی ہے۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ قصور کے خویشگی۔ بیوہ کامل ملکیت سے سالم جائداد لیتی ہے۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔

دوم۔ لیکن بیوہ کو بموجودگی پسر حقیت حیات نہیں ملتی۔ بیوہ بموجودگی پسر اپنے خاوند کی جائداد کی وارث ہونے کی مستحق نہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ آوانان ضلع راولپنڈی۔ بیوہ بموجودگی پسر حصہ نہیں لیتی۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء۔

۲۔ ہندو ڈہلن جاٹان ضلع فیروزپور۔ بے پسر بیوہ بموجودگی پسران اپنے خاوند کے جو دوسری بیوی سے ہوں وارث نہیں ہوتی۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء

۳۔ مسلمان ارائیان ضلع فیروزپور۔ بے پسر بیوہ بموجودگی پسران بطور وارث کے جائداد نہیں لیتی۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء۔

۴۔ چوہان راجپوتان ضلع راولپنڈی۔ بیوہ بموجودگی پسر اپنے خاوند کی جائداد میں سے حصہ لینے کی مستحق نہیں۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ء۔

۵۔ ارائیان ضلع لودھیانہ۔ بیوہ سوتیلے پسر کے ساتھ حصہ نہیں لیتی۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

۶۔ نیز دیکھو ۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

اس صورت میں اس کو گذارہ ملتا ہے۔ ہم نے اوپر بعض سندات کا حوالہ دیا ہے۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جب مالک اپنے مرنے کے بعد ایک بے پسر بیوہ اور دوسری بیوی سے ایک یا زیادہ پسر چھوڑ مرے تو بیوہ اپنے سوتیلے پسر کی موجودگی میں اپنے خاوند کی جائداد کا حصہ بطور وارث کے نہیں لیتی۔ لیکن یہ بلاشبہ گذارہ کی مستحق ہوتی ہے۔ اور یہ گذارہ اس کو سوتیلے پسر نقد یا جنس کی صورت میں دیتے ہیں۔ یا آئندہ تنازعہ اور غیر ضروری مقدمہ بازی کی انسداد کے واسطے زمین کی معقول مقدار بطور حقیت حیات دیتے ہیں۔ فیصلجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ چیف کورٹ موخر الذکر طریق اختیار کرنے کی جانب مائل ہے۔ اور قریباً تمام مقدمات میں بیوہ کو گذارہ کے واسطے زمین کا علیحدہ قبضہ ہی دلایا ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندو ڈھلن جاٹان ضلع فیروزپور۔ بیوہ کو بموجودگی پسر گذارہ ملتا ہے۔ یعنی اس کے خاوند کی زمین کا ایک حصہ بطور معمولی حقیت بیوہ کے دیا جاتا ہے۔

۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۱- چوہان راجپوتان ضلع راولپنڈی - بیوہ سوتیلے پسر کی موجودگی میں گذارہ لیتی ہے - جو اس کے خاوند کی جائداد میں سے معینہ حصہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

۲- ارائیان ضلع لودہیانہ - بیوہ بموجودگی پسر گذارہ لیتی ہے - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۴- منلان ضلع راولپنڈی - بانجھ بیوہ کو سوتیلے پسر کی موجودگی میں خاوند کی جائداد کا ایک حصہ تاحیات خود بطور گذارہ کے ملتا ہے - ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

زمین کی مقدار جو ان مقدمات میں دیجاتی ہے - کسی برعکس رواج کی عدم موجودگی میں زمین کی جو مقدار اسطرح دیجاتی ہے معقول ہونی چاہئے - جس میں امور ذیل کا لحاظ رہنا چاہئے - (۱) مقدار محال (۲) تعداد اشخاص جن کو گذارہ ملتا ہو - (۳) بیوہ کی مناسب ضروریات اور (۴) زندگی میں اس کی حیثیت - مقدمات حسب ذیل ہیں:-

۱- جو زمین بیوہ کو دیجاتی ہو - اس جائداد کے مساوی ہو سکتی ہے - جو پسر کو ملے - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

۲- اس مقدمہ میں متوفی ۷۰۳ کنال زمین چھوڑ مرا - جن میں سے ۱۲۰ کنال بیوہ کو دی گئی تھی - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

**سوم - شریک بیوگان** - شریک بیوگان کی وراثت کے متعلق قواعد حسب ذیل ہیں:-

**رول اوّل** - جب بیوگان ہوں تو یہ بالاشتراک وارث ہوتی ہیں - اسبارہ میں مقدمات یہ ہیں:-

(۱) منہاس راجپوتان ضلع گورداسپور - باقاعدہ شادی شدہ بیوہ کریوا شادی والی بیوہ کے ساتھ مساوی وارث ہوتی ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

(۲) نیز دیکھو ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء

(۳) نیز ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

(۴) نیز ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

رول دوم - ان میں سے ایک کی وفات پر دوسری حی القائمی سے لیتی ہے - مقدمات

(۱) حی القائم بیوہ سالم لیتی ہے - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

(۲) پٹھانان ضلع پشاور - جب ایک سے زیادہ بیوگان مشترکاً وارث ہوں - تو ایک کی وفات پر دوسری بیوی زندہ رہنے سے وارث ہوتی ہے - اور جدی اُس وقت تک نہیں آتے - جب تک کہ یہ سب فوت نہ ہوں -

(۳) دیکھو ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

(۴) نیز دیکھو ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء اور ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

رول سوم - حی القائم بیوہ - حی القائمی سے سالم جائداد لینے کا حق اس وجہ سے زائل نہیں کرتی کہ اس نے اپنے متوفی خاوند کے بھائی کے ساتھ کریوا شادی کرلی ہے

مقدمہ :-

۱- جاٹان ضلع فیروزپور - جو بیوہ اپنے پہلے خاوند کے بھائی کے ساتھ شادی کرے بہ ترجیح جدیان شریک بیوہ کی وارث ہوتی ہے - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

چہارم - بیوہ کا جدی طور پر وارث ہونا - جب بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کی وارث ہو تو عموماً یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ آیا یہ بحیثیت قائمقام ہونے اپنے خاوند کے دوسرے جدی کی جائداد کی اُسیطرح وارث ہوتی ہے جسطرح اس کا خاوند زندہ رہنے کی صورت میں ہوتا ہے - اس قسم کے مقدمات میں بار ثبوت اہم ہوتا ہے لہٰذا مقدمات ذیل قابل ملاحظہ ہیں :-

(الف) بار ثبوت کی تاریخ - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں جو ضلع ہوشیارپور کے مسلمان راجپوتوں کا مقدمہ تھا - ضلع کی کاشتکار آبادی میں بالعموم بہت احتیاط سے تحقیقات کرنے کے بعد قرار پایا تھا کہ ضلع کے راجپوتوں میں ایک رواج موجود ہے جس کے رو سے بیوہ اس جائداد کی وارث ہوتی ہے جو اس کے خاوند کو زندہ رہنے کی صورت میں ملتی - یہ فیصلہ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء میں پسند کیا گیا تھا - اور قرار پایا تھا کہ ضلع ہوشیارپور کے ہندو جاٹوں میں بیوہ دوسرے بے پسر مالک کی جائداد کے حصہ کی جب کہ مؤخر الذکر کی بیوہ اگر کوئی ہو فوت ہو) دیگر نرینہ

جدیوں کے ساتھ جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہوں مساوی حصہ لیتی ہے یا باخراج نرینہ جدیوں کے جو اس طرح تولد نہ ہوئے ہوں وارث ہوتی ہے۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ جدی وراثت میں بیوہ کی وہی پوزیشن ہوتی ہے۔ جو وراثت کی گنجائش نکلنے کے وقت اس کے خاوند کے زندہ رہنے کی صورت میں ہوتی۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں جو جاٹوں کا مقدمہ تھا۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء پسند کیا گیا تھا۔ اور اس کی پیروی کی گئی تھی۔ اور اخیر میں قرار پایا تھا کہ زراعت پیشہ لوگوں میں یہ عام قاعدہ ہے کہ بیوہ اس جائداد کی جدی طور پر وارث ہوتی ہے جو اس کا خاوند ورثتاً لیتا اور بار ثبوت فریق ثانی پر عائد کیا گیا تھا۔

یہ امر قابل نوٹ ہے کہ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں جس میں بیوہ نے جدی وراثت کا دعوےٰ کیا تھا۔ اور یہ ضلع فیروزپور کے ہندو جاٹوں کا مقدمہ تھا) ۔ یہ ریمارک کیا گیا تھا۔ کہ یہ حق مستثنےٰ قسم کا ہے۔ اور یہ ثابت کرنیکا بھاری بار بیوہ پر عائد کیا گیا تھا کہ یہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ اور اخیر میں دعوےٰ خارج کیا گیا تھا۔ لیکن ۱۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں بشرح و بسط تحقیقات کرنے کے بعد بیوہ کے حق میں نتیجہ نکالا تھا۔ اور اس پر استعجاب ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں جو رائے ان الفاظ میں ظاہر کی گئی تھی۔ کہ اس قسم کی وراثت نرالے قسم کی ہے۔ اور ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔ اور ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں بے تاثیر کی گئی تھی۔ جہاں قرار پایا ہے کہ یہ حق نہ تو غیر معمولی اور نہ ہی مستثنےٰ قسم کا ہے۔ ۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۴ میں یہ ریمارک کیا گیا تھا کہ بیوگان کا جدی طور پر وارث ہونا۔ کسی طرح غیر معمولی وراثت ہیں۔

۱۵۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں بطور امر واقعہ ابتدائی بار ثبوت بیوہ پر عائد کیا گیا تھا۔ مگر اس کی صحت کی نسبت شک کیا گیا تھا۔ کیونکہ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں تجویز کے سہارے پر اس کے برخلاف کچھ کہنے کی گنجائش تھی۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں فاضل ججوں نے یہ بیان کیا تھا کہ اس میں بھاری شک کرنے کی گنجائش ہے کہ "آیا ہندو بیوہ کا حق جدی طور پر وارث ہونے کی غیر معمولی یا مستثنےٰ قسم کی ہے ہم قیاس کریں گے۔ کہ بار ثبوت اس عورت پر لاحق

ہوتا ہے"۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر بار ثبوت بیوہ پر بھی ہو۔ تاہم یہ اس قدر سنگین نہیں۔

اقتباسات مذکور سے ظاہر ہوگا کہ اس وقت چیف کورٹ نے جو خیال قائم کیا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ حق مذکور بہت ہی مستثنےٰ قسم کا نہیں۔ اور بادی النظر میں یہ ثابت کرنے کا بار بیوہ پر ہوتا ہے کہ اس کو وارث ہونے کا حق حاصل ہے۔ اور بار ثبوت کا سنگین ہونا یا نہ ہونا مقدمہ کے حالات پر موقوف ہوتا ہے۔

مگر امرتسر اور ہوشیارپور کی نسبت قاعدہ مختلف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ۵۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۱ پر قرار پایا تھا کہ "یہ کہنا معقولیت میں داخل ہے کہ بیوگان کا جدی طور پر وارث ہونا بہت مستثنےٰ قسم کا ہے"۔

تین اس بارہ میں جو نتیجہ نکالتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس صوبہ میں کوئی عام رواج نہیں جس سے بیوگان اسطرح جدی طور پر وارث ہوں جسطرح کہ ان کے خاوند وارث ہوتے۔

**ب۔ کیا بیوگان کی صورت میں وراثت کی نسبت کوئی حد ہے۔** بار ثبوت کے سوال کو چھوڑ کر دیگر دو سوال یہ ہیں (۱) کہ کیا بیوگان صرف خاوند کے برادر یا دیگر قریبی رشتہ داروں کی وارث ہوتی ہیں۔ (۲) کیا وراثت کی کوئی حد نہیں۔ سنہ ۱۹۰۹ء سے پہلے اس امر پر بہت زور ملتا ظاہر ہوتا ہے کہ چھوٹے گروہ اور بالعموم جدی وراثت کے مابین فرق ہو شلاً "پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء میں عدالت نے یہ ریمارک کیا تھا کہ "جس حال میں یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا کسیقدر بعید جدی کی بیوہ کو وارث ہونیکا حق ہے۔ تو بھائی کی بیوہ کا حق زیادہ تر بعید جدیوں کو صرف اپنی حین حیات تک خارج کرنے کی نسبت مختلف بنیاد پر ہے۔ اور یہ باآسانی تسلیم کیا جا سکتا ہے"۔ پھر نمبر ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء عام جدی وراثت اور خاوند کے قریبی رشتہ داروں کے وارث ہونے کے مابین فرق کو واضح کرتا ہے مگر اس کے بعد مقدمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی پختہ دلیل نہیں کہ کیوں یہ فرق قائم رکھا جائے۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:-

ا۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء میں بیوہ کا خاوند اُس شخص سے جس کی جائداد

زیر تنازعہ تھی۔ سہ پشتیں دور تھا - اور پھر بھی بیوہ کو وارث ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔

۲- ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں تمیز مذکور کی بابت حجت نامنظور کی گئی تھی - اور بیوہ کو جس کا خاوند ۵ پشتیں دور تھا ڈگری ملی تھی - چنانچہ فاضل صاحب جج صفحہ ۱۱۵ پر لکھتے ہیں :- "اگر بیوہ اپنے خاوند کی جگہ لیتی ہے - جو کئی فیصلجات میں اس کا لینا بیان کیا گیا ہے - تو اس کے جدی طور پر وارث ہونے میں صرف وہی قید سد راہ ہو سکتی ہے - جو اس کے خاوند کے وارث ہونے میں حائل ہوتی ہو"

ج- کیا وہ بیوہ جو اپنے خاوند کی جائداد پر قابض نہ ہو جدی طور پر وارث ہو سکتی ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء میں عدالت ایک قدم آگے تجاوز کر گئی تھی - اور ایسی بیوہ کے حق میں جدی وراثت کی ڈگری دی تھی - جو کبھی جائداد پر قابض نہیں ہوئی تھی - اور در اصل بیوہ نہیں بلکہ ماں تھی - جیسا کہ شجرہ نسب ذیل سے ظاہر ہوتا ہے :-

الف

ب - ھ کے ساتھ شادی کی | ج
والپس گ سے شادی کی | د بیوہ

الف کے دو پسر ب اور ج تھے - اور دونو باپ کی جائداد کے وارث ہوئے - پہلے ج فوت ہوا - اور ایک بیوہ د چھوڑ گیا - جو بیوہ کی معمولی حیثیت کی وارث ہوئی - اس کے بعد ب فوت ہوا - اور ایک پسر و چھوڑ گیا - جو ب کی جائداد کا وارث ہوا - پھر و راہی ملک بقا ہوا اور ایک بیوہ گ چھوڑ گیا - جس نے حیثیت حیات لی - یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ ب کے خاندان میں و کے مرنے کے وقت دو بیوگان زندہ تھیں ایک ب کی بیوہ ھ اور دوسری و کی بیوہ گ تھی - لیکن اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ان بیوگان میں سے گ ہی تھی جو بہ ترجیح ھ کے و کی وارث ہوئی تھی - بعد وفات د یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا ھ یا گ کو جدی وراثت کا حق حاصل ہے ؟-

رابرٹسن صاحب جج نے تجویز کیا تھا۔کہ " ہمارے خیال میں محض یہ قاعدہ خیال کرنا چاہیئے کہ اس فرقہ میں جس سے فریقین متعلق ہیں بیوہ کو اُس جائداد کے وارث ہونے کی اجازت ہے۔جو اس کے خاوند کے جدی حصہ پڑے۔ اور یہ اپنی اس حقیت حیات پر اسطرح قابض ہوتی ہے جسطرح کہ اس کا خاوند زندہ رہنے کی صورت میں ہوتا۔ اور یہی شخص نہ کہ اس کا پسر د وارث ہو سکتا تھا۔ لہذا جب ذ فوت ہوا اُس وقت ب کی بیوہ ہی وارث ہو سکتی تھی۔کیونکہ یہ اُس شخص کی بیوہ تھی جو اُس وقت وارث ہوتا۔ اور د کی بیوہ نہیں تھی۔خواہ ب کی وفات کے وقت د زندہ بھی ہوتا۔ کیونکہ اوّل الذکر ہی اس کی جائداد کا وارث ہو سکتا تھا۔ لہذا ھ کے حق میں ڈگری صادر ہوئی۔

نکتہ چینی۔جہاں تک ہم جانتے ہیں ہمیں فیصلہ میں یہ امر نیا معلوم ہوتا ہے اور کو اس امر کے متعلق کوئی نظائر نہیں تاہم میں کہنے کا حوصلہ کرتا ہوں کہ گ کو بمقابلہ ھ کے بہتر حق تھا۔ اور اس قسم کے مقدمات پر جو اصول حاوی ہوتا ہے یہ قائممقامی کا حق ہے۔ اور بیوہ اس وجہ سے کامیاب ہوتی ہے یہ اپنے خاوند کی جگہ پر آجاتی ہے۔ اور جو بیوہ اسطرح خاوند کی جگہ پر نہ ہو محض اس وجہ سے وارث نہیں ہوتی کہ بیوہ ہے۔فرض کرو کہ بیوہ بعد وفات خاوند مکرر شادی کرتی ہے۔ اور بروئے رواج اس کی حقیت حیات سلب ہوتی ہے۔تو کیا حق قائممقامی خاوند خود تلف ہونے کے بعد جدی طور پر وارث ہونے کی مستحق ہے۔ میرے خیال میں ہرگز نہیں یہاں ھ اپنے خاوند کی وارث نہیں ہوئی تھی۔ لہذا یہ اس کی قائممقام نہیں تھی۔

اس قسم کے تمام مقدمات میں صرف یہ سوال قابل غور ہوتا ہے کہ آیا بیوہ اپنے خاوند کی وارث ہوئی ہے یا کہ نہیں ہوئی۔ اگر یہ ہوئی ہو تو جدی طور پر وارث ہو سکتی ہے۔ ورنہ اس کو یہ حق نہیں ہوتا۔ میں اپنی اس رائے کی تائید میں ۹۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء کا حوالہ دیتا ہوں۔جس میں نسلی قائممقامی کے مقدمہ میں پوتا الف۔ جس کا باپ الف کے دادا کی عین حیات میں فوت ہوا تھا بوجہ حق قائممقامی اپنے دادا کی جائداد کا وارث ہوا تھا۔لیکن فیصلہ میں یہ صریحاً بیان کیا گیا ہے۔

پر اگر الف اپنے باپ کا وارث ہوتا۔ تو حق قائمقامی نہ ہوتا۔ کیونکہ قبل اس کے کہ کوئی شخص دوسرے کا قائمقام ہوسکے اس کو موخر الذکر کا وارث ہونا لازم ہے۔

بیوگان کی جدی وراثت کے متعلق مقدمات کا خلاصہ۔ ذیل میں اُن تمام مقدمات کا اختصار درج ہے۔ جو امر زیر بحث کے متعلق فیصل ہوئے ہیں۔

جھنگ

## کھتری

ڈھل کھتریان تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ۔ جدی کی بیوہ (اس مقدمہ میں متوفی قریبی چچیرا برادر) جدی طور پر وارث ہونے کی مستحق نہیں۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

ہوشیارپور

## راجپوت

۱۔ مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور:۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوسکتی ہے۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۲۔ ہندو برہیر راجپوتان صندل گوت تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۳۔ ہندو راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۴۔ ہندو بہونت راجپوتان تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور۔ گو بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کی وارث نہ ہو تاہم جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔

۵۔ راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۱۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

جالندھر

## اول۔ ارائیان

ارائیان تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ بھائی کی بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے اور ساتویں پشت کے جدی کو خارج کرتی ہے۔ ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

## دوم۔ راجپوتان

راجپوتان ضلع جالندھر۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔

سوم۔ جاٹ

مسلمان جاٹان ضلع جالندھر۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ع۔

فیروزپور

اوّل جاٹ۔

ہندو اولک جاٹان ضلع فیروزپور۔ بیوہ جدی طور پر وارث نہیں ہوتی۔ یہ حق مستثنیٰ قسم کا ہے۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ع۔

۲۔ ہندو اولک جاٹان ضلع فیروزپور۔ بیوہ جدی طور پر وارث نہیں ہوتی۔ یہ حق مستثنیٰ قسم کا ہے۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ع

دوم۔ سدھو۔

اور اسی سدھان کا ضمنی حصہ لیکھ جاٹان فیروزپور بیوہ وارث ہوتی ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ع۔

امرتسر

اوّل

۱۔ ہندو جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر۔ بیوہ اپنے خاوند کے برادری کی جائداد کی جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۱۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ع۔ بار ثبوت بیوہ پر۔

۲۔ بھلر جاٹان ضلع امرتسر۔ جس بیوہ نے اپنے خاوند کی جائداد جدی طور پر لی ہو۔ اُس جائداد کی وارث ہوتی ہے۔ جو اس کا خاوند زندہ رہنے کی صورت میں لیتا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ع

لودھیانہ

اوّل۔ جاٹ

۱۔ ہندو جاٹان ضلع لودھیانہ۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ع

۲۔ چوہان جاٹان تحصیل جگراؤں ضلع لودھیانہ۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ع۔

کانگڑہ

اوّل۔ گھرتھ

۱۔ گھرتھان ضلع کانگڑہ۔ بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ع

دوم - راجپوت -

راجپوتان ضلع کانگڑہ - بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء - بار ثبوت بیوہ پر -

اوّل - راجپوت

راجپوتان ضلع گورداسپور - بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

دوم - جاٹ

ا - کھکر جاٹان ضلع گورداسپور - بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے - ۵۱ - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

سوم - برہمن

برہمنان ضلع گورداسپور - بیوہ جدی طور پر وارث ہوتی ہے - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

اوّل - جاٹ

چوہتا جاٹان ضلع گوجرانوالہ - جدی وراثت کا فیصلہ نہ کیا گیا - مگر شک ظاہر کئے گئے تھے - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۹۵ -

پنجم وراثت کے بعد بیوہ کی حقیت حیات کا زائل ہونا - بیوہ خاوند کی جائداد کے متعلق حقیت حیات لینے کے بعد اس سے حسب ذیل صورتوں میں محروم ہو جاتی ہے - (الف) یا تو ازدواج ثانی سے یا (ب) بےعصمتی سے - مگر یہ بات باتباع بعض شرائط کے ہوتی ہے جن کا ابھی تذکرہ کیا جائے گا -

(الف) ازدواج ثانی - اس صوبہ میں عام رواج یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ کی حقیت حیات مکرر شادی کرنے سے زائل ہو جاتی ہے - اس قاعدہ کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ بیوہ کو یہ حق محض خاندان کا ممبر ہونے کے باعث ملتا ہے - لہذا یہ ازدواج ثانی کرنے سے اس پوزیشن سے باہر ہو جاتی ہے - اور اس کا حق مذکور قائم نہیں رہتا - سندات حسب ذیل ہیں :-

اوّل - شیخ

شیخان ضلع رہتک - مکرر شادی کرنے سے بیوہ کی حقیت زائل ہو جاتی ہے -

۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

دوم۔ سید

۱۔ سیدان تحصیل سانپلہ ضلع رہتک۔ معمول رواج یہ ہے کہ بمجرد شادی کرنے سے بیوہ کی حقیت سلب ہو جاتی ہے۔ ۱۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲۔ سیدان تحصیل سانپلہ ضلع رہتک۔ بکر شادی کرنے سے حق مذکور تلف ہو گیا تھا۔ بار ثبوت بیوہ پر تھا۔ ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

سوم۔ پٹھان

۱۔ پٹھانان تحصیل سانپلہ ضلع رہتک۔ از دواج ثانی سے حق مذکور زائل ہو گیا تھا۔ بار ثبوت بیوہ پر تھا۔

فیروزپور　جاٹ

ہندو جاٹان تحصیل موگا ضلع فیروزپور بیوہ قریبی رشتہ دار کے ساتھ کریوا کرنے سے حقیت حیات زائل کرتی ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

امرتسر　جاٹ

سکھ جاٹان ضلع امرتسر۔ بیوہ اپنے پہلے خاوند کا گھر چھوڑنے سے اور بکر شادی کرنے سے محروم ہو جاتی ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

کرنال　نور

نوران ضلع کرنال۔ بیوہ اپنے خاوند کے برادر کے ساتھ نکاح کرنے سے اپنی حقیت سے محروم ہو جاتی ہے۔ ۱۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

متفرق　جاٹ

۱۔ جاٹ۔ بیوہ اپنے خاوند کے چچیرے برادر کے ساتھ شادی کرنے سے حقیت زائل کرتی ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

یہ قاعدہ ماؤں پر حاوی ہوتا ہے۔ اس بارہ میں مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ سکھ جاٹان ضلع فیروزپور۔ جب کوئی شخص ایک بیوہ اور ایک پسر چھوڑ مرے اور پسر وارث ہو کر مر جائے تو وہ بیوہ جو اپنے خاوند کے برادر کے ساتھ

نکاح کرے۔ وارث نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اپنے پہلے خاوند کی بیوہ نہیں رہتی۔ ۶۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۲۔ جب بیوہ مکرر نکاح کرے تو یہ اپنے پہلے خاوند کی بیوہ نہیں رہتی۔ اور یہ بیوہ بعید جدیوں کے مقابلہ پر بھی وارث نہیں ہوتی۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء اجلاس کامل۔

۳۔ شمس جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ جو بیوہ اپنے متوفی خاوند کے بھائی کے ساتھ نکاح کرے۔ مکرر نکاح کرنے کے بعد اس جائداد کی وارث نہیں رہتی جو اس کا متوفی پسر چھوڑ جائے۔ اور یہ جائداد پسر کو بیوہ کے پہلے خاوند سے ملی تھی۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء۔

۶۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء محولہ مذکور کی نسبت اعتراض صاحب فاضل جج مسٹر جسٹس جانسٹن نے ۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء میں اس بیوہ کے مابین جو اپنے خاوند کے برادر کے ساتھ دوسری شادی کرنے کے بعد اپنے لڑکے کی وارث ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور اس بیوہ کے مابین فرق کیا ہے۔ جس کو پہلے خاوند کے وارث ہونے کے بعد خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کرنے کی وجہ سے بے دخل کرنے کی کوشش کی جائے۔ مگر مجھے کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہ صحیح ہے کہ بیوہ پہلے خاوند کے خاندان کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے وارث ہوتی ہے۔ اگر صرف یہی وجہ ہے تو پہلے خاوند کے برادر کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد جائداد پر قبضہ رکھنے کی اجازت دینے کے کیا معنے ہیں۔ جیسا کہ ۸۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔ اور ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء میں کیا گیا تھا۔ ۹۔ یہ ہر دو مقدمات مذکورہ میں بلاشبہ خاندان میں رہی تھی۔ کیونکہ اس نے اپنے پہلے خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کی تھی۔ اور یہ پہلے خاوند کی بیوہ نہیں رہی تھی۔ اس کو مکرر بیاہ کرنے کے بعد جائداد مذکور پر قابض رہنے کا حق نہ تھا۔

اس بات کو چھوڑ کر بدقسمتی سے ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں یہ فرق نظر انداز کیا گیا ہے کہ یہاں بیوہ بحیثیت بیوہ ہونے اپنے پہلے خاوند کے وارث ہونے کا دعوے نہیں کر تی تھی۔ بلکہ اپنے پہلے خاوند کے پسر کی ماں ہونے کی حیثیت سے ایسا کر رہی تھی۔ اس صورت میں اس کے دعاوی محض اس کے ماں ہونے کی وجہ پر مبنی تھے۔ اور میری رائے میں اس منصب میں دعوے اس بات کو ضروری نہیں ہونے دیتا کہ آیا عورت نے دوسرا نکاح کیا ہے یا کہ نہیں کیا۔ کیونکہ کرر نکاح کرنے سے اس کی ماں ہونے کی حیثیت ساقط نہیں ہو جاتی۔ یہ فرق بیوہ (بیوی) کی صورت میں بلاشبہ اہم ہے۔ مگر ماں ہونے کی حیثیت میں ایسا نہیں۔ مقابلہ کرو۔ ۱۱ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء اور ۸ پنجاب ریکارڈ جس میں ماں باوصف از دواج ثانی کے جائداد کی وارث ہوئی تھی۔ ہر دو مقدمات مذکور بحوالہ رواج پنجاب نہیں بلکہ بروئے دھرم شاستر فیصل کئے گئے تھے۔ مگر جہاں تک اصول سے تعلق ہے۔ یہ واقعہ ضروری نہیں۔

**مستثنیات** - بیوہ دوسری شادی کرنے سے یا دوسری شادی کرنے کے بعد اپنے پہلے خاوند کا گھر چھوڑ جانے سے حقیت حیات سے محروم ہو جاتی ہے۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ مگر اس قاعدہ کی تین مستثنیات ہیں۔ اوّل - جب بیوہ متوفی خاوند کے برادر یا کسی دیگر قریبی رشتہ دار کے ساتھ شادی کرتی ہے۔ ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء - ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء - اور صفحہ ۱۳۸ - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء - اور صفحہ ۹۰ - نمبر ۲۹ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۱ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب یہ خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کرتی ہے تو اس کے حقیت حیات زائل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ حقیت بیوہ کو بحیثیت ممبر ہونے خاندان کے بطور گذارہ کے دیجاتی ہے۔ لہذا جب یہ خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کرتی ہے۔ تو اس کا ممبر ہونا ساقط نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ یہ پہلے گھر ہی میں رہتی ہے۔

دوسری استثناء یہ ہے کہ جب بیوہ غیر کے ساتھ بھی شادی کرتی ہے۔ اور اپنے پہلے خاوند کے گھر میں رہتی ہے۔ تاہم یہ حقیت سے محروم نہیں ہوتی۔

کیونکہ یہ اپنے متوفی خاوند کے گھرانے کی ممبر رہتی ہے۔

تیسری استثناء یہ ہے کہ اگر کوئی رواج بیوہ کے حق میں ہو تو یہ دوسری شادی سے پہلے خاوند کی جائداد کو نہیں چھوڑتی۔

مقدمات ذیل ان مستثنیات کو ثابت کرتے ہیں :-

**پہلی استثناء - مقدمات ذیل ہیں :-**

۱- ہند و ہنجرا جاٹان تحصیل و ضلع امرت سر - جو بیوہ اپنے خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کرتی ہے - اور اسی گھر میں رہتی ہے جو اس کے خاوند کا شاملاتی ہو - اپنا حق زائل نہیں کرتی :- ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۲ - سکھ جاٹان ضلع سرسہ - بیوہ پہلے خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کرنے سے حق زائل نہیں کرتی - ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۳ - سکھ جاٹان ضلع سرسہ - بیوہ خاوند کے برادر کے ساتھ شادی کرنے سے پہلے خاوند کی نسبت حق زائل نہیں کرتی - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۴ - رہنبر ضلع سرسہ - قریبی رشتہ دار کے ساتھ بیوہ کی شادی حق زائل نہیں کرتی - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

۵ - جاٹان ضلع فیروزپور بیوہ اپنے خاوند کے بھائی کے ساتھ شادی کرنے سے اپنے پہلے خاوند کی جائداد سے محروم نہیں ہوتی - ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۶ - جاٹان ضلع فیروزپور میں خاوند متوفی کے برادر کے ساتھ کریوا بیوہ کو جائداد سے محروم نہیں کرتا - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

نوٹ - ۹۹ پنجاب لاء رپورٹر ۱۹۰۱ء صفحہ ۹۸ میں یہ ریمارک کیا گیا تھا کہ خاوند کے بھائی کے ساتھ اور دیگر قریبی رشتہ دار کے ساتھ شادی میں فرق ہے - مؤخرالذکر صورت میں یہ اس وقت بالخصوص حق زائل کرتی ہے جب یہ پہلے خاوند کے گھر کو چھوڑتی ہے -

**دوسری استثناء - مقدمات**

۱- سیدان سانپلہ ضلع رہتک - یہ عام رواج کہ بیوہ مکرر شادی سے حق زائل کرتی ہے - سیدوں پر حاوی ہوتا ہے - لیکن اگر یہ پہلے خاوند کے گھر میں رہے۔

تو یہ حق زائل نہیں کرتی - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

۲- پٹھانان تحصیل سانگلہ ضلع رہتک - پٹھان اس معمولی رواج کی پیروی کرتے ہیں کہ بیوہ نکاح شادی سے حق زائل کرتی ہے - لیکن اگر پہلے خاوند کے مکان میں رہے تو اس کا حق زائل نہیں ہوتا - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

نکاح شادی کرنے پر کون وارث ہوتا ہے - مقدمات یہ ہیں -

ا- ہندو - بعید بعد بیان جو بدرجہ غائت دور ہوں - بیوہ کے نکاح شادی کرنے پر قبضہ کے مستحق ہوتے ہیں - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۲- **بے عصمتی** - ازدواج ثانی سے بیوہ کی حقیت حیات زائل ہو جاتی ہے - مگر بے عصمتی سے ایسا نہیں ہوتا - یہ فرق ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں اس طرح واضح کیا گیا ہے - "یہ ہرگز نتیجہ نہیں نکلتا کہ محض معمولی بے عصمتی سے حق زائل ہو گا - ازدواج ثانی سے بیوہ دوسرے خاندان میں چلی جاتی ہے جہاں اسکو دیگر حقوق حاصل ہو جاتے ہیں اور گذارہ کے واسطے خاوند کا حصہ لینا ضروری نہیں رہتا - اور یہ حصہ مذکور دوسرے خاوند کے مفاد کے واسطے نہیں لے سکتی - ورنہ اپنے خاوند کے خاندان میں نئے غیر ممبر داخل کر سکتی ہے جن کی امداد اپنے حصہ کے انتظام کے واسطے ضرورت ہو گی - اور اسطرح ایسی کھچ پچ اور بدمزگی پیدا ہو گی کہ خاندان کا شیرازہ بکھر جائے گا - لہذا ازدواج ثانی سے حق کا زائل ہونا بہت ہی معقول اور عام رواج ہے - مگر معمولی طور پر بے عصمتی بیوہ کا محض ذاتی فعل ہے - جس سے محض اس کی اپنی بے حرمتی مقصود ہے - مگر بادی النظر میں کسی دوسرے شخص کو مطلق ضرر نہیں پہونچتا - اور خاوند کے رشتہ داروں کو ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ بیوہ کا فعل مذکور بروئے رواج اسکو حق سے محروم کرتا ہے -

بے عصمتی دو قسم کی ہے - مگر "بے عصمتی" کیا ہے ؟ - کیا ایک فعل بے عصمتی ہے یا کہ نہیں ہے ؟ - فیصلجات نے اس امر کو واضح نہیں کیا - تاہم یہاں تک یقینی امر ہے کہ (۱) اور (۲) مابعد بے عصمتی میں نمایاں فرق ہے - جب بیوی اپنے خاوند کی عین حیات میں بے عصمتی کی قصوروار ہو اور اس کا گھر چھوڑ جائے اس کو سابق بے عصمتی کہتے ہیں - قطع نظر اس کے جب بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کی وارث

سابق اور مابعد بے عصمتی کا فرق

سابق اور مابعد بے عصمتی کی تمیز

ہوکر بے عصمت ہو تو اس کو مابعد بے عصمتی کہتے ہیں۔ اب قانون یہ ہے کہ بیوہ سابق بے عصمتی کی وجہ سے اپنے خاوند کی جائداد کی وارث نہیں ہوتی۔ لیکن جب بیوہ فی الواقعہ اپنے خاوند کی وارث ہو جائے۔ تو اس کے مابعد بے عصمتی اس کو حیثیت حیات سے محروم نہیں کرتی۔ اور وہ فیصلہ جس سے اس قسم کی دو بے عصمتیوں میں فرق ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء ہے۔ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بے عصمتی کی صورتوں میں فرق ہے یعنی بیوہ کے وارث ہونے سے انکار کرنے اور اس کو وارث ہونے کے بعد بیدخل کرنے میں"۔

سابقہ بے عصمتی حق زائل کر دیتی ہے۔

اوّل۔ سابقہ بے عصمتی۔ جو عورت اسطرح کی بے عصمت ہو اپنے خاوند کی وارث نہیں ہوتی۔

۱۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں پلڈن صاحب جج نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ "قوم سے باہر شادی کرنے والی اقوام میں جیسے کہ ہندو یا سکھ جاٹ ہیں۔ بیوہ اپنے خاوند کی جائداد سے گذارہ لینے کی مستحق ہے۔ اس وجہ سے نہیں کہ یہ اس کی نسل کے خاندان کی ممبر ہے (جس کی یہ پیدائش سے ممبر نہیں۔ کیونکہ یہ دوسری گوت سے ہوتی ہے) بلکہ اس کے کنبہ کی ممبر ہوتی ہے۔ اگر اس کے (خاوند) کی حین حیات میں دوسرے شخص کے پاس رہنے کے لئے اس کے گھر کو چھوڑ جائے یا کہ زنا کاری کی وجہ سے خاوند نے اسکو گھر سے نکال دیا ہو تو پھر یہ اس کنبہ کی ممبر نہیں رہتی۔ اور گذارہ کی نسبت اس کا استحقاق ختم ہو جاتا ہے"۔

۲۔ ۴۴ پنجاب لارپورٹ ۱۹۰۳ء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ "یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیں حالت بیوگی شروع ہونے کے بعد بیوہ کے حقوق متعلق جائداد خاوند خود زائل ہونے کے متعلق تمام فیصلجات پر غور کرنا ضروری نہیں۔ بیشک اُن مقدمات میں یہ صحیح طور پر قرار پایا تھا کہ کوئی ایسا رواج نہیں جس سے وہ بیوہ جو اپنے خاوند کی جائداد کی وارث ہوئی ہو۔ یہ بعد وفات خاوند خود بے عصمت ثابت ہونے پر اس سے محروم ہو سکتی ہے۔ . . . مگر مقدمہ حال مختلف ہے۔ اور ہم یہ بے کھٹکے تجویز کر سکتے ہیں کہ فیروز پور کی زراعت پیشہ اقوام میں اگر بیوہ اپنے خاوند کی وفات سے پہلے بے عصمت رہی ہو۔ اور بمقابلہ اس کے علانیہ باغیانہ زندگی بسر کی ہو۔ تو یہ اس کے کنبہ کی ممبر

نہیں ہوتی - اور نہ وراثت ہو سکتی ہے"۔

نوٹ - سابق بے عصمتی کا مسئلہ جس سے حق زائل ہوتا ہے شرع محمدی کے برخلاف ہے - اس قانون کے مطابق بے عصمتی حقوق وراثت زائل کرنے کا باعث نہیں ہوتی۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

مابعد بے عصمتی حق زائل نہیں کرتی

دوم مابعد بے عصمتی - اس صوبہ میں کوئی عام رواج نہیں - جس سے ہندو بیوہ بوجہ بدعصمتی اپنے خاوند کی جائداد سے محروم ہو - اور کسی خاص رواج کی عدم موجودگی میں دھرم شاستر حاوی ہوتا ہے - ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - لہذا بار ثبوت اس شخص پر ہوگا جو یہ بیان کرے کہ ایسا رواج موجود ہے جس سے یہ بوجہ مابعد بے عصمتی حقیت حیات سے محروم ہو سکتی ہو - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

مگر یہ عام قاعدہ اس شرط کے تابع ہے کہ اگر بیوہ اپنے خاوند کے کنبہ کو چھوڑ دے - اور دوسرے شخص سے کم و بیش مستقل بے قاعدہ تعلق پیدا کرے - تو یہ اپنی حقیت حیات زائل کرتی ہے - سکھ جاٹاں ضلع امرتسر - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

مقدمات متعلقہ مابعد بے عصمتی -

ہوشیارپور

## پٹھان

پٹھانان ضلع ہوشیارپور بے عصمتی سے حق زائل ہوتا ہے - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

لودہیانہ

## جاٹ

جاٹاں ضلع لودھیانہ - بے عصمتی کی وجہ سے بیوہ کے حق زائل کرنے کا رواج پایہ ثبوت کو پہونچا - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

(نوٹ - یہ سرسری قول ہے کیونکہ عورت نے بطور امر واقعہ شادی کر لی تھی) -

انبالہ

## بنئے

مقصبہ انبالہ کے بنئے - بیوہ بوجہ بے عصمتی اس جائداد کی نسبت حق زائل نہیں کرتی ہے جو اس کو حاصل ہو چکی ہو - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

(نوٹ - یہ مقدمہ سند نہیں - کیونکہ یہ دھرم شاستر کے مطابق فیصل کیا گیا تھا -) -

جالندھر

## جاٹ

۱ - سنائی جاٹاں ضلع جالندھر - بیوہ بوجہ بے عصمتی اپنی حقیت زائل نہیں کرتی -

۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء -

(نوٹ - یہ امر قابل افسوس ہے کہ یہاں ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء لودھیانہ کے مقدمہ کی پیروی نہیں کی گئی تھی - اور جس مقام سے یہ آیا تھا صرف ۱۰ میل دور تھا -)

گورداسپور

راجپوت

ہندو راجپوتان ضلع گورداسپور - یہ حق زائل نہیں کرتی ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

سرسہ

جاٹ

ہندو بگری جاٹان ضلع سرسہ - اس کا حق تلف نہیں ہوتا - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

ملتان

اروڑے

اس کا حق تلف ہو جاتا ہے - ۱۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

گوجرانوالہ

جاٹ

مسلمان چیماں جاٹان ضلع گوجرانوالہ - اس کا حق زائل نہیں ہوتا - ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

دہلی

آہیر

ہندو آہیران دہلی - نہیں - یہ زائل نہیں کرتی - ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

کرنال

جاٹ

ہندو جاٹان ضلع کرنال - یہ اُس وقت زائل کرتی ہے جب یہ مشہور بد اخلاق ہو - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء -

# باب (۱۲) دوازدہم

## دختر - اُس کے پسروں اور خاوند کا وارث ہونا

**وراثت کا عام قاعدہ** - زراعت پیشہ اشخاص میں وراثت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ ان کے باپ کی جدی جائداد واراضی میں پسروں اور عصبوں کی موجودگی میں بیٹیاں وارث نہیں ہوتیں - مگر جب جائداد اپنی پیدا کردہ ہو - یا جب کہ دختر کا خاوند

خاندان ہو تو یہ بہ ترجیح جدیاں وارث ہوتی ہیں۔ مگر غیر زراعت پیشہ اشخاص میں ایسی پابندی نہیں۔ اور اس میں دختر کے حقوق اس کے باپ کے ذاتی قانون کے تابع ہوتے ہیں۔

۱۔ دختر کا بہ ترجیح پسران وارث ہونا۔ (۱) زراعت پیشہ اشخاص میں وراثت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ دختران عام اس سے کہ یہ منکوحہ یا غیر منکوحہ ہوں۔ پسروں کی موجودگی میں کسی قسم کی جائداد کی وارث نہیں ہوتیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہنود راجپوتان انبالہ۔ دختروں کو پسر محروم کرتے ہیں۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲۔ پسر دختروں کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۳۔ پسر دختر کو خارج کرتا ہے۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۴۔ پسر کی موجودگی میں دختر وارث نہیں ہوتی۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

(دوم)۔ مگر یہ قاعدہ غیر زراعت پیشہ میں مروج نہیں۔ اور انہیں بیٹیاں پسروں کی موجودگی میں اپنے ذاتی قانون کے مطابق وارث ہوتی ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کا بار کہ بیٹیاں کسی خاص رواج سے محروم ہو جاتی ہیں۔ اس شخص پر ہے۔ جو اس بات کا مدعی ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ قصور کے خوجے۔ جائداد غیر منقولہ۔ بیٹیوں کو پسر خارج کرتے ہیں۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۲۔ برہمنان سیالکوٹ۔ پسر بیٹیوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۱۱۳۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳۔ برہمنان لاہور۔ پسر بیٹیوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۴۔ سیدان ضلع گوڑگانوہ۔ پسر اور پوتے بیٹیوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۵۔ شیخ ارائیان شہر دہلی۔ اس مقدمہ میں سوال یہ تھا کہ آیا دختر پسروں کے ساتھ اپنے قانونی حصہ کی وارث ہوتی ہے؟۔ صفحہ ۱۰۹ پر قرار پایا تھا کہ "گو پنجاب کے ارائیوں میں وراثت کا رواجی قاعدہ بہ نسبت دیگر زراعت پیشہ اقوام کے زیادہ تر مستورات کے حق میں ہے۔ تاہم یہ دختروں کو پسروں کے ساتھ وارث ہونے کی اجازت نہیں دیتا" لیکن چونکہ خاندان پشتوں تک دہلی میں آباد رہا ہے۔ لہذا یہ شرع محمدی کے تابع قرار پائے گئے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

۶- مسلمان جوگی باشندگان شہر لاہور - یہ ثابت کرنے کا بار پسر پر ہے کہ یہ دختر کو خارج کرتا ہے - ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۷- مسلمان ترکمانان شہر ملتان - شرع محمدی کی پیروی کی گئی - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۸- پٹھانان ضلع سرسہ - یہ ثابت کرنے کا بار پسر پر ہے کہ یہ دختر کو محروم کرتا ہے - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۹- سیدان نبوں شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں - دختر حصہ لیتی ہے - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

۱۰- اس قسم کے تمام مقدمات کی مکمل فہرست کے واسطے دیکھو باب متعلقہ غیر زراعت پیشہ اشخاص -

**دوم - زراعت پیشہ اقوام میں بیٹیوں کا بموجودگی جدیوں کے وارث ہونا -**

زراعت پیشہ اقوام میں وراثت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ قریبی نرینہ جدی منکوحہ دختروں کو ان کے باپ کی جدی جائداد اراضی سے خارج کرتے ہیں - لیکن اس جائداد کی وراثت میں منکوحہ بیٹیاں بعید جدیوں کو خارج کرتی ہیں - اس امر کے متعلق سندات کا تذکرہ کرنے سے پہلے اس مضمون کے متعلق اس قانون کی تاریخ کو دیکھنا ضروری ہے - جو مقدمات سے قرار دیا گیا ہے -

**اوّل - کیا بیٹیاں وارث ہیں -** پنجاب میں زراعت پیشہ اقوام پر جو قانون رواج حاوی ہوتا ہے - اس کے رو سے یہ کہنا صحیح نہیں کہ دختر یا دیگر مستورات جیسی کہ بہنیں ہیں - انکو ورثاء کی فہرست میں جگہ نہیں دیگئی - سر چارلس رو صاحب کی یہ رائے تھی کہ صرف جدیوں ہی کی موجودگی میں نہیں بلکہ اجنبیوں کی موجودگی میں بھی جیسی کہ جماعت مالکان ہے - بیٹیاں زمین کے ساتھ کوئی تعلق ہونے کا دعوے نہیں کر سکتیں - چیچے کی دختروں اور جماعت مالکان دیہہ کے مابین تنازعہ میں وراثت کے تنازعہ میں جس جماعت کو متوفی کے ساتھ کوئی رشتہ نہ تھا - صاحب فاضل جج نے موخر الذکر کو باخراج اوّل الذکر کے بوجوہات ذیل ترجیح دی تھی - جدی زمین کی وراثت کا رواجی قاعدہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے - بے پسر شخص کی زمین صرف اس کے جدیوں پر نازل ہوتی ہے - اور مستورات پر نہیں ہوتی " مگر اس کے بعد جو فیصلے صادر ہوئے ہیں -

ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں مستورات کے برخلاف جو قاعدہ قرار پایا ہے اعتدال سے بڑھ کر وسیع ہے - لہٰذا اس کو قبول نہیں کر سکتے - رابرٹسن صاحب جج نے بحوالہ اس فیصلہ کے ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۳۰۰ پر یہ ریمارک کیا ہے کہ "مگر فیصلہ مذکور پدری تھیوری کا بدرجہ غایت تصور ظاہر کرتا ہے - جو اس کے نہایت ہی لائق اور قابل شارحان نے پیش کیا ہے - اس کے بعد جو تحقیقات کی گئی ہے - اور معلومات حاصل ہوئی ہیں - اُنسے ان خیالات میں بہت بھاری تبدیلی ہو گئی ہے - اور رواج کی نسبت اپنی موجودہ علم کی روشنی میں مستورات اور ان کی اولادوں کے بالکل اخراج کی نسبت کوئی قطعی قاعدہ قرار دینا ناممکن ہے - اور اب یہ کہنا مشکل ہے کہ بروئے قانون رواج وراثت کی نسبت تمام و کمال دعوے پدری نسل کی کمیونیٹی کو حاصل ہے" - اس کو چھوڑ کر ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں جو پوزیشن اختیار کی گئی ہے یہ کسیقدر غیر منطبق ہے - کیونکہ یہ فرض کرنے سے کہ بروئے قانون رواج مستورات وارث ہونے کی مستحق نہیں - کیونکہ جو اشخاص وارث ہونے کے قابل ہیں یہ صرف جدی ہی ہیں - تب زمین کس طرح جماعت مالکان لے سکتی جو متوفی کے بالکل جدی نہیں ہوتے ہیں -

اس عدالت کے غیر مشتہرہ فیصلہ دیوانی نمبر ۲۲ بابت ۱۸۹۵ء میں جس کا ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں حوالہ دیا گیا ہے - قرار پایا تھا کہ دختر بانداد جدی کی ہرگز وارث نہیں ہوتی - یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس نہایت ہی اہم امر تنقید کے واسطے کسی سند کا حوالہ نہیں دیا گیا - مگر رائے مذکور بظاہر دفعہ ۱۵ قانون عرفیہ مولفہ سر چارلس رو صاحب پر مبنی کی گئی تھی جو الفاظ ذیل میں ہے :- (صفحہ ۶۲ دفعہ ۱۵)
"یہ ظاہر ہے کہ پدری وراثت کے عام قاعدہ کے رو سے دختر کبھی وارث نہیں ہوتی دختر وارثان یک جدی میں نہیں اور ہرگز نہیں ہو سکتی - اور نہ جدیوں کے گروہ میں سے ہے - جن میں بے پسر شخص کی جائداد اس کے مرنے کے بعد تقسیم کی جاتی ہے" -

قانون عرفیہ کے فاضل مصنف کی رائے کی چیف کورٹ کے کسی مشتہرہ اور غیر مشتہرہ فیصلجات سے تائید نہیں ہوتی - اور آگے چل کر یہ ثابت کرنے کے

سے بیٹیاں خطاہ کا معاملہ دیا جائیگا - کہ صرف جدیوں ہی کی عدم موجودگی نہیں بلکہ بعض جماعات کے جدیوں کی موجودگی میں بھی بیٹیاں فی الواقعہ اپنے باپ کی جدی جائداد کی وارث ہوئی ہیں - لہٰذا جوڈیشل فیصلجات کا اس قرین انصاف امر کو پختہ طور پر قرار دینا سمجھہ سکتے ہیں کہ اس صوبہ کے زراعت پیشہ اشخاص میں بیٹیاں وارث ہیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۰ پر لعل چند صاحب جج بحوالہ فقرہ مذکور لکھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں جیسا کہ قانون فرقہ کے فاضل مصنف بیان کرتے ہیں کہ وراثت کے سلسلہ میں بیٹی کی کہیں جگہ نہیں بیٹی وارثان یک جدی میں نہیں اور نہ ہو سکتی ہے - مگر یہ فرض ہونا ظاہر ہوتا ہے کہ نرینہ اولاد اور بیوہ کی عدم موجودگی میں وراثت کا عام قاعدہ بالضرور بمقابلہ بیٹیوں کے جدی وراثت کا ہے - خواہ پدری رشتہ دار کس قدر ہی بعید کیوں نہ ہو - اور فریقین متعلقہ کا عقیدہ اور قوم کچھہ ہی کیوں نہ ہو - قانون رواج میں وراثت کے اس قاعدہ کی کوئی بنیاد نظر نہیں آتی جو اس قدر وسیع بیان کیا جاتا ہے"۔

**دوم - تمام جدیوں کا بیٹیوں کو خارج کرنا صحیح نہیں** - یہ صحیح ہونا ممکن ہے کہ اس صوبہ کی کاشتکار جماعات میں وہ جدی رشتہ دار مستورات اور ان کی اولاد کو بطور قاعدہ خارج کرتے ہیں - جو بذریعہ نرینہ اشخاص کے اپنی پیدائش کا مورث اعلیٰ سے پتہ لگا سکیں - اور وراثت کا یہ پدری اصول بقول ریٹگن صاحب جج (۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۸) ترقی کی ابتدائی نوبتوں میں قریباً بالعموم تمام آریہ سوسائیٹیز میں ملحوظ ہوتا ہے - مگر پنجاب میں اس قسم کے بیشمار مقدمات فیصل کئے گئے ہیں جن میں دختروں اور ان کے پسروں نے نرینہ جدیوں کو خارج کیا ہے - یہ یا تو اس وجہ سے ہو سکتا ہے کہ قاعدہ اس صوبہ میں بالعموم حاوی نہیں ہوتا - یا اگر بیٹیوں اور بہنوں کو خارج کرنے کے متعلق عام رواج بھی ہوتا ہم خاص رواج ہیں - جو عام رواج متذکرہ بالا پر غالب ہیں -

پنجاب میں اس قسم کا پہلا مشہور مقدمہ جس میں تنازعہ منکوحہ دختر اور جدیوں کے مابین تھا - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء ہے جو ضلع جالندھر کے مسلمان راجپوتوں کا مقدمہ تھا - مدعیہ ثابت کرنیکا بار بھائی پر عائد کیا گیا تھا کہ یہ بوجہ کسی خاص رواج کے دختر کو محروم کرتا ہے - اور اخیر میں قرار پایا تھا کہ اس بارہ میں کوئی خاص معینہ رواج نہیں

گو بیٹی کے حق میں ہبہ جائز قرار پایا تھا۔ مگر ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں یہ ریمارک کیا گیا تھا کہ پنجاب کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں عام رواج یہ ہے کہ منکوحہ بیٹیاں اپنے باپ کے بھتیجوں کی موجودگی میں اپنے باپ کی کوئی جدی زمین استحقاقاً یا تو زمین کے کسی خاص حصہ کی صورت میں یا بطور گذارہ اس کی کوئی مقدار وراثتاً لینے کی مستحق نہیں۔ لہذا یہ ثابت کرنے کا بار دختر پر عائد کیا گیا تھا۔ کہ رواج بنوع دیگر ہے۔ مگر یہ بار نہیں نبھایا گیا تھا۔ فریقین ممدوٹ کے ڈوگرے تھے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں رواج کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اور بار ثبوت حقیقی چچیرے برادر پر عائد کیا گیا تھا کہ یہ بیٹی کو محروم کرتا ہے مگر یہ ثابت نہیں کیا گیا تھا۔ پھر ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں صاحب فاضل جج نے (صفحہ ۴ پر) یہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ "بموجودگی فیصلجات عدالت ماتحت ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پنجاب میں کوئی ایسا رواج ہے۔ جو دختروں اور ان کے پسروں کو بالکل وہ جائداد نہ لینے دے جو ان کا باپ دادا چھوڑ مرا ہو۔ بیشک دھرم شاستر ان کو وارث ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ اور جب تک اس کے برعکس رواج نہ ہو۔ ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں قانون وراثت عمل پذیر نہ ہو"۔ اس خیال کو ولکنسن صاحب جج نے پسند کیا تھا۔ (۲ - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء) - اور ریمارک کیا تھا کہ "اب مقدمہ حال میں فریقین ہندو جاٹ ہیں۔ اور ان میں کسی برعکس رواج کی عدم موجودگی میں ہماری دانست میں ہمیں اس سوال کا فیصلہ کرنے کے واسطے دھرم شاستر کا قاعدہ جاری کرنا چاہیئے۔ کہ کیا اس مقدمہ میں بیٹیاں وارث ہوتی ہیں۔ تاوقتیکہ وہ فریق جن کو ان کے حق سے انکار ہو۔ ایسا رواج ثابت نہ کرے جس سے بیٹیاں وارث نہ ہو سکیں جہاں تک ہم جانتے ہیں پنجاب میں کوئی عام رواج نہیں۔ جس سے ان کو باپ کی جائداد کے وارث ہونے کا حق نہ ہو۔ اور باپ کوئی پسر یا دیگر ایسے نرینہ رشتہ دار نہ چھوڑ گیا ہو۔ جن کو دختروں سے پہلے وارث ہونیکا حق ہے"۔

۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں جہاں دختر اور بھتیجے کے مابین تنازعہ تھا۔ ثابت کرنیکا بار بھتیجے پر عائد کیا گیا تھا کہ یہ دختر کو محروم کرتا ہے۔ بھتیجے نے کچھ شہادت پیش کی تھی۔ اور یہ سوال دو ججوں کے پیش ہوا تھا۔ جن کا رواج کے سوال کی نسبت اختلاف رائے ہو گیا تھا۔ اور

دختر کا اپیل جس کے برخلاف عدالت ہائے ماتحت نے یہ سوال منفیصل کیا تھا تیسرے جج کے پیش کرنے کے بغیر خارج کیا گیا تھا۔ پھر ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء میں جہاں دختر اور جدیوں میں تنازعہ تھا یہ ثابت کرنے کا بار موخر الذکر پر عاید کیا گیا تھا کہ یہ اول الذکر کو محروم کرتے ہیں۔ قطع نظر اس کے ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۰۵ میں یہ رائے ظاہر کی گئی تھی کہ یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ بالعموم ضلع لودھیانہ میں دختروں اور ان کی اولاد کے حقوق کو ذاتوں اور اقوام کی بڑی تعداد بنظر شفقت دیکھتی ہیں۔

مقدمات مذکور کا خلاصہ اس خیال کی تائید میں ہے کہ یہ کہنا صحیح نہیں کہ تمام جدی خواہ یہ متوفی سے کس قدر دور ہی کیوں نہ ہو۔ دختر اور اس کی نرینہ اولاد کو محروم کرتے ہیں۔ اور جیسا کہ سنبٹ صاحب جج نے ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء صفحات ۴۱۲ اور ۴۱۳ پر ریمارک کیا تھا "یہ امر بہت ہی بعید از قیاس ہے کہ کوئی ایسے مقدمات میں جن میں یہ بعید جدیوں سے پہلے کہیں نہیں آتیں۔

(سوم) بیٹیاں قریبی جدیوں کے بعد اور بعیدی جدیوں سے پہلے آتی ہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں بارکلی صاحب نے اس بارہ میں شک ظاہر کیا ہے کہ آیا منفصلہ فیصلجات سے رشتہ داری کی اس پشت کی نسبت کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ جس میں جدی جو نرینہ رشتہ داروں کی طفیل وارث ہوں۔ بہنوں اور ان کی اولادوں کو وراثت سے محروم کر سکتے ہیں۔ لیکن سندات کا وزن اس خیال کی تائید میں معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ جہاں تک شادی شدہ دختر سے تعلق ہے۔ یہ اپنے باپ کی جدی جائداد اراضی کے متعلق میں ان جدیوں سے محروم کیجاتی ہے جو اس کے باپ کے قریبی نرینہ رشتہ دار ہوں۔ مگر بعید جدیوں کو محروم کرتی ہے۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب دختر اور قریبی جدیوں کے مابین اس کے باپ کی جدی جائداد کی وراثت کا تنازعہ ہو۔ تو یہ ثابت کرنے کا بار دختر پر عائد کیا جاتا ہے کہ یہ وارث ہونے کی مستحق ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ اس بارہ میں کوئی عام قیاس نہیں کہ بلالحاظ قوم۔ عقیدہ اور مقام کے جدی

خواہ کس قدر بعید نہ ہوں بیٹی کو خارج کرتے ہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۳۔ رواج قرابت کے اس درجہ کی نسبت تبدیل ہوتا ہے جس کے اندر جدی درمیان میں حائل ہونے کے مستحق ہیں۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴۸۔

۴۔ جو خیال ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں قائم کیا گیا تھا غلط ہے۔ اور کہ پانچویں یا بدرجہ غائت ساتویں پشت سے آگے جدی بیٹی اور اس کی اولاد کو خارج کرنے والے تسلیم نہیں کئے گئے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۵۔ اس خیال کی تائید کی گئی ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۶۔ رواج کسی منطق پر مبنی نہیں۔ مگر یہ کما حقہ اور عملی طور پر مسلمہ اصول ہے۔ کہ قریبی جدیوں کو بمقابلہ دختروں کے فائق ترحق وراثت حاصل ہے جو بعید جدیوں کی نسبت تسلیم نہیں کیا گیا۔ ہمیشہ یہی صورت پائی گئی ہے۔ اور عام فہم و فراست اور مصلحت کے سلیم خیال پر مبنی ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷۰۔

۷۔ زراعت پیشہ اشخاص میں دختر اور قریبی نرینہ جدیوں کے مابین تنازعہ میں قیاس یہ ہے کہ یہ دختر کو محروم کرتے ہیں۔ صفحہ ۲۰۶ نمبر ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء پھر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس قسم کا رواج (دختر قریبی جدیوں کو خارج کرتی ہے)۔ زراعت پیشہ اشخاص میں پنجاب کے عام رواج کے بالکل برخلاف ہے۔ اس کی موجودگی دختر کو ثابت کرنی لازم ہے۔

۸۔ منکوحہ دختروں اور قریبی نرینہ جدیوں کے مابین وراثت کے مقدمات میں ابتدائی بار ثبوت دختر پر ہے۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

**تشریح** ۔ جو قاعدہ چیف کورٹ نے قرار دیا ہے کہ قریبی نرینہ جدی دختر کو بالعموم خارج کرتے ہیں۔ بعض واجب العرضوں اور رواج عاموں پر مبنی ہے۔ جن میں "قرابتی" یا "قرابتیاں قریب" دختر کو خارج کرنے والے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ الفاظ بعض مقدمات میں زیر تنازعہ ہوئے ہیں۔ بعض میں لفظ "قرابتی" کی مراد کوئی قرابتی ہے۔ (دیکھو ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۷۰)۔

دوسروں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مراد صرف نرینہ جدی ہی نہیں بلکہ قریبی نرینہ جدی (۹۱، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء)۔ اس لفظ کے تحت لفظی معنے کچھ ہی ہوں۔ یہ

بیان کیا گیا ہے کہ پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص نے مسل حقیت تیار کرنے کے وقت استعمال کیا تھا - اور جیساکہ اوپر بیان کیا گیا ہے چیف کورٹ کے فیصلجات کا وزن اس امر کی تائید میں ہے کہ یہ صرف قریبی جدی ہی ہیں جو دختر کو خارج کرنے کا دعوےٰ کرسکتے ہیں - بعید جدیوں کی صورت میں یہ ثابت کرنے کا بار ان پر دینے جدیوں پر ہے کہ کوئی رواج ان کے حق میں ہے -

(چہارم) "قریبی" جدیوں کی مُراد کیا ہے - لیکن "قریبی" کے کیا معنے ہیں یہ امر قابل افسوس ہے کہ عدالت عالیہ چیف کورٹ نے اس مہمل لفظ کی تعریف نہیں کی - سالم پنجاب ریکارڈ میں فاضل ججوں نے کہیں بوضاحت بیان نہیں کیا ہے کہ "قریبی جدیوں" کی مُراد کیا ہے - اور دراصل اس لفظ کی تعریف کرنے کی فروگذاشت ہی ہے جس سے اس مضمون کے متعلق متضاد خیالات کا اظہار کیا گیا ہے - اب یہ بھی نوٹ کرسکتے ہیں کہ گو بعض مقدمات میں حدود قائم کرنے کا قاعدہ رواج عام اور قانون رواج پر مبنی بیان کیا جاتا ہے تاہم یہ بے سروپا ہے - کیونکہ اگر دختر صرف چھٹی پُشت کے جدی کو محروم کرسکتی ہے - تو کیوں یہ پانچویں پُشت کے جدی کو بھی خارج نہ کرے - ؟ لیکن عام اس سے کہ قاعدہ بے سروپا ہو یا کہ نہ ہو فیصلجات سے قانون کے قواعد ذیل قائم ہوتے ہیں -

١- یہ قریباً یقینی امر ہے کہ پانچویں پُشت کا جدی قریبی جدی ہے -

٢- آٹھویں پُشت کا پدری رشتہ دار بعید جدی ہے -

٣- چھٹی یا ساتویں پُشت کے پدری رشتہ دار قریبی ہوسکتے ہیں یا کہ نہیں ہوسکتے یہ سب کچھ ہر مقدمہ کے حالات پر موقوف ہوتا ہے - اور نیز اس خیال پر جو عدالت زیر بحث کی نسبت قائم کرے -

(پنجم) - آٹھویں پُشت کا جدی بعید ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں پول صاحب جج نے (صفحہ ۱۶۵ پر) ریمارک کیا تھا کہ "معمولی طور پر بیٹیاں بروئے رواج پنجاب جدیوں سے محروم کیجاتی ہیں - اور یہ ثابت کرنا دختروں کا فرض ہوتا ہے کہ مورث اعلےٰ سے نہم پُشت کے جدی رشتہ داری میں اس قدر بعید ہیں کہ یہ وارث نہیں ہوسکتے" - مگر مقدمہ مذکور قانون کی حد تک پہونچا - اور بہتر رائے

یہ معلوم ہوتی ہے کہ آٹھویں پشت کا جدی بعید جدی ہے - اور اس کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ دختر کو خارج کرتا ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- آٹھویں اور نویں پُشت بعید خیال کیجاتی ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۲- ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں قریباً تمام ماقبل سندات پر غور کیا گیا تھا - اور یہ قرار پایا کہ دختر اور پانچویں پُشت کے جدیوں کے مابین تنازعہ میں یہ ثابت کرنیکا بار جدیوں پر ہوتا ہے کہ جدی دختر کو خارج کرتے ہیں - بنٹن صاحب جج کے ضروری الفاظ صفحات ۴۱۲ - اور ۴۱۳ پر حسب ذیل ہیں :- اس صورت میں ہمیں یہ کہنا لازم ہے کہ ہماری معلومات کی موجودہ حالت میں چھٹی اور ساتویں پُشت کی نسبت بار ثبوت کے بارے میں کچھ شک ہو سکتا ہے - مگر اس سے آگے ہمیں معمولی حالات میں یہ کہنے میں مطلق تامل نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ جدیوں پر ہے "

ششم - ساتویں پُشت کے جدی بہت بعید خیال کئے جاتے ہیں - دختر اور ساتویں پُشت کے جدیوں کے مابین تنازع میں مقدمہ ذیل میں موخر الذکر خارج کئے گئے تھے -

۱- یہ فرض کرنا ظاہر ہوتا ہے کہ نرینہ اولاد اور بیوہ کی عدم موجودگی میں قاعدہ وراثت بالضرور دختر کے مقابلہ پر پدری رشتہ داروں کی وراثت کا ہے خواہ یہ پدری رشتہ دار کس قدر ہی بعید کیوں نہ ہو - اور فریقین متعلقہ کا عقیدہ اور قوم خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو - وراثت کے اس قاعدہ کی جو اس قدر وسیع بیان کیا گیا ہے قانون رواج میں کوئی بنیاد نہیں ملتی - لہذا قرار پایا تھا کہ دختر اور ساتویں پشت کے جدیوں کے مابین تنازع میں یہ ثابت کرنے کا بار موخر الذکر پر ہے کہ یہ دختر کو خارج کرتے ہیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

ہفتم - چھٹی پُشت کے پدری رشتہ دار کو بعید جدی خیال کرنا چاہیئے - مقدمات ذیل میں یہ ثابت کرنیکا بار چھٹی پُشت کے جدیوں پر تھا کہ یہ دختر کو محروم کرتے ہیں -

۱- ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲۰۶ پر چیٹرجی صاحب جج رقم طراز ہیں کہ

اس قسم کے مقدمات میں بارِ ثبوت کا فیصلہ ہمیشہ مشتبہ اور ادق ہوا کرتا ہے۔ مگر جہاں مقدمہ کا فیصلہ بالکل اس امر پر موقوف ہو تو ہمارے خیال میں عدالت کو بغرض عدل و انصاف نہایت ہی حزم و احتیاط سے کارروائی کرنا لازم ہے۔ اب ہمیں معلوم نہیں کہ جب جدیوں اور دختر کے مابین تنازعہ ہو تو وراثت کے فائق تر حق کے ثبوت کا بار اس عدالت کے اجلاس کامل نے یا سندات کی اتفاق سے اوّل الذکر کے حق میں اس قدر وسیع قرار دیا ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ سر چارلس رو صاحب اپنی کتاب موسومہ "قانون فرقہ" میں جو ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی تھی۔ اپنی یہ رائے ظاہر کی تھی کہ بیٹیاں ورثاء کے سلسلہ میں نہیں۔ مگر ایک دوسرے نامور مصنف سر ولیم رٹیگن صاحب نے جنہوں نے قانون رواج کو شروع میں اپنا زیرِ مشق بنایا ۱۹۰۱ء کے ڈائجسٹ میں قرار دیا ہے کہ پدری رشتہ داروں کی پانچویں پشت معمولی حد ہے جو بیٹیوں کو خارج کرتے ہیں۔ اور کہ بعض بعض مقدمات میں اس کو ساتویں پشت تک وسعت دی گئی ہے۔ اگر سر ولیم صاحب کا قول صحیح ہے تو یہ ثابت کرنے کا بار کہ آیا چھٹی پشت کے جدی دختروں کو خارج کرتے ہیں زیادہ سے زیادہ تاحال فیصل نہیں ہوا۔ اور پہلے ہی یہ فرض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ مقدمہ میں دختروں پر عائد ہوتا ہے۔ صاحب فاضل جج نے سندات وراثت کے اصولوں کی شرح و بسط نظر ثانی کرنے کے بعد یہ ثابت کرنے کا بار چھٹی پشت کے جدیوں پر عائد کیا تھا کہ یہ دختروں کو محروم کرتے ہیں۔ اور جب یہ اس امر کو ثابت نہ کر سکے دعوے کو خارج کیا تھا۔

۲- منکوحہ دختر اور چھٹی یا ساتویں پشت کے جدیوں کے مابین تنازعہ تھا۔ بارِ ثبوت موخرالذکر پر تھا۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۴۔

۳- پانچویں پشت کے جدیوں کی عدم موجودگی میں بیٹیاں لینے کی مستحق ہیں۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۴- معماران ضلع لودھیانہ۔ نواسے نے چھٹی پشت کے جدیوں کو محروم کیا تھا۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء ؎۔

ہشتم- پانچویں پشت کا پدری رشتہ دار قریبی جدی ہے۔ مقدمات

؎ نوٹ۔ یہاں دختر کا خاوند خانہ داماد تھا۔

ذیل اس سوال کا فیصلہ کرتے ہیں کہ پانچویں پشت کا جدی قریبی جدی ہے - اور وراثت میں دختر کو خارج کرتا ہے -

۱- ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں شجرہ نسب حسب ذیل تھا :-

الف

ب　　　　ج

د　　　　و　　ز

ہ دختر (مدعیہ)　　ح جدی (مدعا علیہ)

ح - جو پانچویں پشت میں تھا قریبی نرینہ جدی خیال کیا گیا تھا - اور اس نے دختر کو خارج کیا تھا -

۲- سبزانی لنڈ بلوچیان ضلع ڈیرہ غازیخان پانچویں پشت کا جدی دختر کو خارج کرتا ہے - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۳- مہتم ضلع ہوشیارپور - پانچویں پشت کو نواسہ پر ترجیح ہے - بار ثبوت موخرالذکر پر ہے - مقدمہ اخیر میں بروئے دھرم شاستر فیصل کیا گیا تھا - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۴- دختر اور پانچویں پشت کے پدری رشتہ داروں کے مابین تنازعہ میں زراعت پیشہ اشخاص کا عام رواج دختر کے برخلاف تھا - اور یہ ثابت کرنے کا بار دختر پر عائد کیا گیا تھا کہ یہ وراثت میں جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء -

۵- پانچویں پشت سب سے بعید حد ہے جو دختر کو خارج کر سکتی ہے - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۶- جو جدی ایسے مورث اعلیٰ سے تولد ہوں - جو نرینہ مالک سے تیسری پشت میں ہوں قریبی ہیں - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

نہم - قواعد مندرجہ بالا محض عام اصول ہیں - جو قواعد اوپر درج ہیں - یہ دراصل محض عام اصول ہیں جو وراثت کے مقدمات پر حاوی ہوتے ہیں - ان سے عدالت کو بعض مقدمات میں ابتدائی بار ثبوت کا فیصلہ کرنے میں امداد ملے گی -

مگر یہ بالعموم حاوی ہونے والے نہیں۔ کیونکہ سب کچھ ذات عقیدہ اور مقام پر حاوی ہوتا ہے جیسا کہ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء اجلاس کامل میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ میری رائے میں دختر کی نسبت انصاف کو ملحوظ رکھنے کے واسطے ناممکن ابتدائی بار ثبوت کا فیصلہ کرنے میں بہتر ہے کہ عدالت ہر مقدمہ میں خاص تحقیقات کرے۔ سندات حسب ذیل ہیں :-

۱۔ "رواج مختلف مقامات اور اقوام میں اس مقام کی نسبت تبدیل ہوتے ہیں جس سے دختر کا تعلق ہو اور ہمیں شک ہے کہ آیا کوئی ٹھیک قاعدہ قرار دینا ممکن ہے جو دختر اور نرینہ جدیوں کے مابین مقابلہ میں بار ثبوت کے متعلق تمام اقوام اور مقامات پر حاوی ہو سکے۔ مثلاً بعض اقوام میں بہ نسبت قریبی جدیوں کے دختروں سے زیادہ تر رعایت کی جاتی ہے۔ اور دیگر اقوام میں اس کے برعکس صورت ہوتی ہے۔ ان حالات میں ہمیشہ ابتدائی بار ثبوت اس مقدمہ میں دختر پر عائد کرنا ناممکن ہے جب کہ تنازعہ اس کے اور قریبی جدیوں کے مابین ہو۔ لہذا یہ بہت ہی انسب ہوگا جب کہ عدالت بار ثبوت کا فیصلہ کرنے سے پہلے قوم کی بابت اس قاعدہ سے بڑھ کر کچھ معلوم کرے گی۔ جو چیف کورٹ نے بعض فیصلجات میں قرار دیا ہے۔ یعنے رواج عام کو دیکھیگی یا موضع کی ساخت وغیرہ کا پتہ لگائے گی۔ اور ان باتوں سے اس سوسائٹی کی حالت کا پتہ لگے گا جس میں دختر رہتی ہو۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۱۴

۲۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں صفحہ ۱۹۵ پر رو صاحب جج نے یہ ریمارک کیا تھا کہ "مسٹر رائیگن صاحب اپنے ڈائجسٹ میں لکھتے ہیں کہ جدی بالعموم بیٹیوں کو محروم کرتے ہیں۔ بشرطیکہ یہ ساتویں پشت سے زیادہ تر بعید نہ ہوں۔ لیکن جو مقدمات زیر لکھے ذیل میں درج کئے گئے ہیں ان سے صریحاً ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس عدالت نے کوئی ایسا وسیع امر مستند طور پر قرار نہیں دیا۔ بیشک یہ قرار پایا ہے کہ بھتیجے بیٹیوں کو عموماً محروم کرتے ہیں۔ (خواہ اس قاعدہ کی بھی مستثنیات ہیں) مگر ان تمام مقدمات میں جن میں جدی زیادہ تر بعید رشتہ دار تھے۔ رواج خاص طور پر تحقیقات کا مدعا بنایا گیا تھا۔ اور اس کا نتیجہ بعض دفعہ بیٹیوں کے حق میں اور بعض ان کے برخلاف ہوا ہے۔ اور ان مقدمات کی تعداد جن میں یہ نتیجہ اخراج کے برخلاف ہوا ہے

ان کی تعداد روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ کیونکہ جدیوں کا رشتہ زیادہ تر بعید ثابت ہوا ہے۔ مگر ہر مقدمہ میں رواج کا خاص تحقیقات سے فیصلہ کیا گیا تھا۔ اور نہ کہ عام قیاس پر ایسا ہوا تھا۔

**دہم۔ کس قسم کی خاص تحقیقات ابتدائی بارِ ثبوت کو تبدیل کر سکتی ہے؟۔**

جو ابتدائی بارِ ثبوت عام قواعد مندرجہ بالا میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ ثابت کرنے سے فریق ثانی پر منتقل کیا جا سکتا ہے کہ بعض میں خاص حالات موجود ہیں جن سے قاعدہ کی تبدیلی جائز ہو سکتی ہے۔ اور وہ خاص حالات جو اس مختلف طریق کو جائز کر سکتے ہیں یہ ہیں۔ (الف) رواج عام (ب) اس بات کا ثبوت کہ اشخاص متعلقہ اپنی قوم کے اندر شادی کرنے والے ہیں۔ (ج) یہ امر کہ دختر نے پدری رشتہ دار کے ساتھ شادی کی ہے۔ (د) موضع کی ساخت نرالے قسم کی ہے۔ (ہ) دختر نا کتخدا ہے۔ (و) جائداد ذاتی پیدا کردہ ہے۔ (ز) کہ جائداد صرف ذاتی پیدا کردہ ہی نہیں بلکہ اصلی موجودہ سے باہر ہے۔ اور (ح) اخیر میں دختر خاوند خانہ داماد ہے۔

**(الف) رواج عام** ۔ اس کے متعلق مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

رواج عام یا واجب العرض دیہہ ابتدائی بارِ ثبوت کو تبدیل کر سکتی ہے۔ جب کہ اجنبیوں کو بالکل خارج کرنا مقصود ہو یا اس قسم کے آثار موجود ہوں کہ بیٹیوں کو صرف قریبی جدی ہی نہیں (جو ساتویں پُشت تک ایسے ملحوظ ہو سکتے ہیں) بلکہ بعید جدی بھی محروم کرتے ہیں۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۲۱۴۔

۲۔ واجب العرض میں یہ شرط تھی کہ بے پسر شخص کی بیوہ کی وفات پر جائداد قرابتیوں کو جاتی ہے۔ قرار پایا تھا کہ اس لفظ کے معنے قریبی نرینہ جدی کے ہیں۔ اور دختر اُن جدیوں کی وارث ہونے کی مستحق ہے۔ جو بے پسر شخص کے پڑدادا سے زیادہ تر بعید ہوں۔ ۱۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۳۔ "اولاد" اور "قرابتی" کی مراد کے لئے دیکھو "رواج عام"۔

۴۔ دیکھو مقدمات زیر "رواج عام" جو ابتدائی بارِ ثبوت کو تبدیل کرتے ہیں۔

(ب) قوم کے اندر شادی کرنا۔ ایک واقعہ جس پر اس کے متعلق غور کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آیا اس قوم کے لوگ اپنی قوم سے باہر یا کہ اس کے اندر شادی کرنے والے ہیں مؤخر الذکر امر دختر کی وراثت کے حق میں ہوگا۔ کیونکہ قوم کے اندر شادی کرنے کا قاعدہ جو دختر کے وارث ہونے کے حق میں ہے۔ محض اس وجہ سے ہے کہ یہ اپنی قوم کے اندر شادی کرنے کے بعد اپنے والدین کے موضع میں رہتی ہے۔ اور اس کے وارث ہونے سے زمین کے خاندان سے باہر اجنبیوں کے پاس جانیکا احتمال نہیں ہوتا۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۴۷۔ قوم سے باہر شادی کرنے والی گوت میں دختر کو بذریعہ وراثت جدی زمین سے حصہ نہیں ملتا۔ یہ ناکتخدا ہونے کی حالت میں گذارہ کی مستحق ہوتی ہے۔ اور اس کی شادی اس کے باپ کے مصارف سے کیجاتی ہے۔ یہ شادی کی تکمیل پر اپنے خاوند کے کنبہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور اس کے گذارہ کا مدار اس کے خاوند اور اس کی زمین پر منتقل ہو جاتا ہے۔ دختر کو اپنے اصلی خاندان میں زمین کی وراثت سے محروم کرنے کی ایک وجہ جو قوم سے باہر شادی کرنے والی اقوام میں رواج ہے، یہ ہے کہ یہ اپنی شادی کے بعد جو بالضرور دوسری گوت میں ہوتی ہے۔ اپنے اصلی موضع میں نہیں رہتی۔ اور اپنے خاوند کے موضع میں بود و باش اختیار کرتی ہے۔ اور اگر یہ اپنے خاوند کے ساتھ اپنے باپ کے گھر میں رہتی ہے اور اس کا باپ بے پسر ہو تو یہ بعض دفعہ اس کی زمین تاحیات اس کے لینے اور اپنی نرینہ اولاد کو منتقل کرنے کے قابل ہوتی ہے۔ لیکن جب قوم کے اندر شادی کرنے کا قانون ہو تو دختر کی پوزیشن مختلف ہوتی ہے۔ اب یہ قریبی رشتہ دار کے ساتھ شادی کر سکتی ہے۔ جو اسی موضع میں رہتا ہو۔ اور اپنے اصلی موضع سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ اور چونکہ اس قسم کی شادیاں اکثر ہوتی رہتی ہیں۔ لہذا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا دعویٰ جدی زمین کے حصہ کی بابت قائم ہو جاتا ہے۔

۲۔ ایک حالت ہے جس کا بعض اقوام کے متعلق اس مقام کے تعین پر اثر پڑنا ممکن ہے جہاں دختر اور اس کے پسر وارث ہوتے ہیں۔ اور یہ قوم کا رواج ہے جس سے قریبی رشتہ داروں کے آپس میں شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

مثلاً جہاں کہیں دختر کو حقیقی چچا زاد برادر کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے وہاں ہم دختر کو ترجیح ملنے کی توقع کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں دختر کو اپنے خاندان کے اندر شادی کرنے کی اجازت نہ ہو بلکہ بعید رشتہ دار کے ساتھ ایسا کرنے کی اجازت ہو جو بالکل اجنبی ہو تو صورت دگرگوں ہوتی ہے۔ اس بات سے مسلمان اقوام میں قدرتی جدیوں سے پہلے دختروں کے وارث ہونیکا پتہ ملتا ہے۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء صفحہ ۴۱۴۔

۳۔ بار ثبوت کا وزن تمام مقدمات میں ٹھیک ایک ہی نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ جو لڑکی شادی ہونے کے بعد باپ کے گھر میں رہتی ہے اس کے ساتھ عجیب عائت کیجاتی ہے۔ اور یہ اکثر اپنی زمین اپنی اولادوں کے نام منتقل کرتی ہے۔ ہم بعض دفعہ مسلمانوں میں حقیقت سے دیکھتے ہیں کہ بروئے رواج دختروں کے حقوق اُس وقت تسلیم کئے جاتے ہیں جب یہ مورث اعلیٰ کی نرینہ اولادوں کے ساتھ شادی کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔ اور شادی کرتی ہیں۔ اور ان کے حقوق اُس وقت برابر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ جب بیٹیوں نے اُسی موضع کے رہنے والے خاوندوں کے ساتھ شادیاں کی ہوں۔ بحیثیت مجموعی وہ بیٹیاں جنہوں نے اپنے موضع کو نہ چھوڑا ہو خاندانی جائداد کا دعوےٰ کرنے کی نسبت بہتر پوزیشن میں ہوتی ہیں۔ بمقابلہ ان بیٹیوں کے جنہوں نے دوسرے موضع میں بود و باش اختیار کی ہو اور اپنے موضع کے ساتھ قطع تعلق کر لیا ہو۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ یہ امر کہ فریقین میں شادی کا قاعدہ قوم کے اندر ازدواج کرنے کا ہے دختر کے حق میں ہے۔ ۲۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۵۱۔

۴۔ گنگا جاٹان ضلع مظفر گڈھ۔ جو دختر اپنے خاندان سے باہر شادی کرے یہ حق وراثت زائل کرتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۵۔ بلوچان ضلع ڈیرہ غازیخان۔ محض یہ امر کہ دختر قوم کے اندر شادی کرتی ہے۔ اور اس کو واقعی قبضہ حاصل ہے اس کو جدیوں سے فائق تر حق نہیں دیتا۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

(ج) پدری رشتہ دار کے ساتھ شادی۔ مقدمات:۔

۱۔ مسلمان سرال سیال۔ راجپوتان ضلع جھنگ۔ جو دختر پدری رشتہ دار کے

ساتھ شادی کرے۔ اس کو جدیوں پر ترجیح ہوتی ہے۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۲۔ اپنی قوم کے اندر شادی کرنے والی اقوام میں جو دختر پدری رشتہ دار کے ساتھ شادی کرے اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۳۔ جس دختر کا خاوند بعید پدری رشتہ دار ہو اس کو جدیوں پر ترجیح ہوتی ہے۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

**(د) موضع کی ساخت** ۔ چوتھی بات جس سے پوزیشن تبدیل ہوتی ہے۔ یہ موضع کی ساخت ہے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بار ثبوت کا فیصلہ کرنے میں اجلاس کامل کے دو فیصلجات کو ملحوظ رکھنا چاہیئے یعنی ۷، ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ اور ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ ان دیہات میں جن کی آبادی مخلوط یا غیر مخلوط ہو۔ بار ثبوت صرف مستورات پر ہوگا۔

۲۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء میں بار ثبوت ہمشیرہ زادہ پر تھا۔ کیونکہ صفحہ ۱۷۱ موضع پر کہتانہ گوجر قابض تھے۔ جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد تھے۔ اور موضع میں اجنبی کے داخل ہونے کی ایک بھی نظیر نہیں تھی۔ اور نہ جا مُداد کی معمولی وراثت میں مستورات کے حق میں ہبوں سے مداخلت کی گئی تھی۔

۳۔ مگر ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں موضع میں غیر مخلوط سید رہتے تھے۔ (صفحہ ۱۹۲) تاہم دختر کو ایک پُشت کے بعید چچیرے برادر پر ترجیح دی گئی تھی۔ بار ثبوت جدیوں پر تھا۔

**نوٹ** ۔ (ھ) کی بابت غیر منکوحہ دختر کے حقوق وغیرہ وغیرہ کی بابت دیکھو گے

**یازدہم۔ شُبہ کے مُقدمات میں** ۔ جن مُقدمات میں شُبہ ہو۔ یا یہ فرض کرنا ہے کہ دختر اور پانچویں پُشت سے آگے جدیوں کے مابین تنازعہ میں یہ تا حال بالکل فیصل نہیں کیا گیا کہ دختر بالعموم اس قدر بعید جدیوں کو خارج کرتی ہے۔ تب بار ثبوت بدرجہ غائت مشتبہ سمجھنا چاہیئے۔ اس قسم کے مقدمہ میں جیسا کہ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۷۶ پر ہدایت کی گئی ہے۔ عدالت کو ابتدائی بار ثبوت کسی فریق پر عائد نہیں کرنا چاہیئے بلکہ یہ ہدایت دینی چاہیئے ہر فریق وہ تمام شہادت پیش کرے جو اس کو مل سکے بار ثبوت دونوں پر مساوی ہونا چاہیئے۔

**دوازدہم۔ اگر یہ ثابت ہو کہ اس کو حقیت حیات نہیں ملتی تو یہ رہائش کی حقدار ہوتی ہے** ۔ جس مقدمہ میں یہ ثابت ہو کہ دختر اپنے باپ کی جدی اراضی کی وارث نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اس کو ان مکانات میں رہائش کا حق ہوتا ہے۔ جو باپ چھوڑ مرا ہو۔ اس بارہ میں سند یہ ہے :۔

آوانان ضلع شاہپور۔ گو بیٹیاں شادی شدہ ہوں ان کو اپنی حین حیات میں اس مکان میں رہائش رکھنے کا حق ہوتا ہے جو باپ چھوڑ گیا ہو۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

**سوم۔ غیر زراعت پیشہ میں دختروں کی وراثت ۔ (اوّل) بار ثبوت کا قاعدہ** غیر زراعت پیشہ اشخاص میں اس بارہ میں قیاس نہیں ہوتا کہ قریبی نرینہ جدی دختران اور ان سے پسروں کو محروم کرتے ہیں ۔ یہ اپنے ذاتی قوانین کے پیرو خیال کئے جاتے ہیں ۔ اور گو ان میں خال خال ایسے مقدمات بھی ملتے ہیں جن میں ان لوگوں میں بھی اس قسم کی نظائر وقوع میں آئی ہیں جہاں دختریں محروم کی گئی ہیں ۔ تاہم مقدمات مذکور اس قاعدہ کی استثناء ہیں ۔ بہرحال اس امر کے متعلق قانون کو غیر منفقد کہہ سکتے ہیں ۔ اور چونکہ ان پر حاوی ہونیوالا کوئی عام رواج نہیں ۔ لہٰذا بار ثبوت ان پر عائد ہوتا ہے جو اس امر کا اصرار کرتے ہیں کہ بیٹیاں وراثت سے محروم کیجاتی ہیں ۔ اس امر کے متعلق تمام سندات غیر زراعت پیشہ اشخاص والے باب میں جمع کی گئی ہیں ۔ اور یہاں صرف سندات ذیل درج کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے :۔

۱۔ برہمنوں کا مقدمہ ۔ رواج کا ثبوت نہ تھا ۔ اور یہ ثابت کرنیکا بار قریبی چچیرے برادر پر عائد کیا گیا تھا ۔ کہ یہ دختر کو خارج کرتا ہے ۔ مگر یہ ثابت نہ کر سکا ۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ سید کا مقدمہ ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں بعض شرع محمدیؐ کا اصرار کرتے ہیں ۔ اور دیگر رواج کے تابع ہونا تسلیم کرتے ہیں ۔ اور اس بارہ میں جو کچھ کہہ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ دراصل یہ لوگ ابھی بہت کچھ رواج پر قائم ہیں ۔ جس کو کسی حد تک قانون کا رنگ ملا ہوا ہے ۔ لہٰذا قانون کی ترمیم میں کبھی کوئی معین قاعدہ بیان نہیں کیا جا سکتا ...... اور عدالتوں کو شرع محمدیؐ کی پیروی کرنی چاہیئے ۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۳۔ مستورات کو خارج کرنے کا اصول پنجاب میں بہت ہی عام معلوم ہوتا ہے ۔ کیونکہ بیشمار جاٹ ۔ ارائیں ۔ گوجر ۔ اور گکھڑ اور کئی دیگر اقوام جن سے ہماری آبادی کا بڑا حصہ

† نوٹ ۔ فیصلے سے ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا مکان جدی تھا یا کہ نہ تھا ۔ کیونکہ اگر یہ فانی بیہ اکردہ تھا تو اس کو وارث ہونیکا حق تھا ۔

قائم ہوتا ہے - دراصل خانہ بدوش تھے - اور ازاں بعد بوسعت تمام کاشتکار ہوگئے تھے اور گو ملٹری یا زرعی نقطہ خیال سے زبردست اقوام نے مستورات کو قدرے تو اس خیال سے کہ ان میں قدرتی ناقابلیت تھی اور قدرے اس وجہ سے کہ یہ غیر اشخاص کو یعنے خاوندوں کو قوم میں داخل کرتی ہیں ان کو وراثت سے محروم کرنے کا رواج قائم کیا گیا تھا - اور یہی خیالات اس آبادی کی نسبت اُس وقت بھی تھے - جب کہ یہ قصبات میں آباد ہوگئے - اور اس طرح یہ رواج اقوام مذکور میں اَب بھی وہاں بہت کچھ قائم ہیں - جہاں کہیں یہ ملتے ہیں - ہمیں دیگر اقوام میں ان کے کم تر زبردست ملنے کی توقع کرنی چاہیئے - جن کے خیالات بالکل ہندؤوں کے سے ہوگئے ہیں اور بالخصوص اعلیٰ جماعات میں جو قصبات میں آباد ہیں - اور ان کا قدرتی میلان ان اصولوں کی طرف ہے جو دھرم شاستر میں تسلیم کئے گئے ہیں ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۴ - برہمنان ہرسر - اعلیٰ جماعات کے قصباتی ہندوؤں میں جن کا زراعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں - کوئی ایسا عام اور مسلمہ رواج نہیں جس سے بیٹیاں یا بیٹیوں کے پسر کبھی علیحدہ ہوسکیں - اور بار ثبوت ان پر لاحق ہو جو اس حق کا اصرار کریں - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

(دوم) بار ثبوت ہلکا یا سنگین ہوسکتا ہے - گو غیر زراعت پیشہ اشخاص میں بار ثبوت بنظر حالات سنگین یا ہلکا ہوسکتا ہے - مثلاً ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء جس میں تنازع دختر اور جدیوں کے مابین تھا - یہ حجت پیش کی گئی تھی - (صفحہ ۱۸) دھرم شاستر کے برخلاف رواج کی موجودگی ثابت کرنے کا بار نسبتاً ہلکا ہے - اور یہ یا تو بوسعت بتا گیا ہے - یا کم سے کم مدعا علیہم پر منتقل کیا گیا ہے - فریقین برہمن تھے جو چیف کورٹ کے کئی فیصلجات کے مطابق رواج کی نہیں بلکہ دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں - مگر صاحب فاضل جج نے اس حجت کو قبول کرکے حسب ذیل ریمارک کیا تھا (صفحہ ۲۲) جو واقعات اور خیالات اوپر بیان کئے گئے ہیں - ان کو بحیثیت مجموعی دیکھنے سے یہ نتیجہ نکالنے میں مدد ملتی ہے کہ سارست برہمنان ضلع گورداسپور کو زراعت پیشہ سمجھنا چاہیئے - اور یہ ثابت کرنیکا بار جو مدعیوں پر تھا کہ یہ لوگ وراثت میں دھرم شاستر کے نہیں بلکہ رواج کے تابع ہیں - بنظر حالات مقدمہ نسبتاً

ہلکا ہے۔"

جن حالات میں یہ نتیجہ نکالا گیا تھا۔ وہ یہ تھی کہ (اول) فریقین موضع میں رہتے تھے۔ جس کی بنیاد ان کے بزرگوں نے دو پشتیں پہلے ڈالی تھی۔ (دوم) ان کی آمدنی کا بڑا ذریعہ کاشتکاری تھی۔ (سوم) فریقین قصبہ نہیں بلکہ موضع میں رہتے تھے۔ (چہارم) مدعیوں کا خاندان سالم محال کا مالک تھا جو موضع کی غیر مخلوط آبادی کے ممبر قرار پائے گئے۔

**سوم۔ بارثبوت کا نباہ۔** غیر زراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں ابتدائی بارثبوت خواہ یہ بھارا یا ہلکا ہو ایسی شہادت سے بنایا جاتا ہے۔ جس میں بعض مقدمات میں امور ذیل شامل ہو سکتے ہیں۔ (اول) واجب العرض دیہہ (دوم) تحصیل کا رواج عام (سوم) رواج کا بیان۔ جیسا کہ ضلع کے قانون رواج کے انگریزی انتخابات میں ہوتا ہے اور (چہارم) نظائر سے عام اس سے کہ پرائیویٹ یا جوڈیشل ہوں۔ مثلاً ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں سوال یہ تھا کہ آیا بیٹیاں وراثت سے جدیوں کو محروم کرتی ہیں۔ قرار پایا تھا کہ بارثبوت (صفحہ ۲۵) میں اسلہ جات حقیت سے بنایا گیا ہے۔ یعنی واجب العرض بابت ۱۸۵۲ء۔ رواج عام بابت ۱۸۶۵ء۔ اور ضلع گورداسپور کے قانون رواج سے۔ اور ان سب کے رو سے جدی بیٹیوں کو خارج کرتے ہیں۔

**چہارم۔ دختر کی وراثت کے متعلق مقدمات کا اختصار۔** ذیل میں زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ اقوام میں دختروں اور ان کے پسروں کی وراثت کے متعلق مقدمات کا اختصار ہے۔ جب تنازعہ مابین ان کے اور ان کے باپ کے نرینہ جدیوں کے مابین جائداد جدی کی بابت تھا۔

## اول۔ راجپوت

جالندھر

۱۔ مسلمان راجپوتان ضلع جالندھر۔ جھگڑا دختر اور بھائی کے مابین تھا۔ اور بارثبوت موخرالذکر پر تھا۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ منجھ راجپوتان تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ پڑدادا کی اولاد کو دختر پر ترجیح دی گئی۔ ۱۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۳۔ مسلمان نارو راجپوتان تحصیل پھلور ضلع جالندھر۔ پانچویں پشت کے جدی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

## دوم - سیّد

۱ - سیدان جالندھر - دختر اور اس کے پسر چہارم پشت کے جدیوں کو خارج کرتے ہیں - ۱۷۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۰۹ء -

۲ - زراعت پیشہ سیدان تحصیل و ضلع جالندھر - بھائی اور اس کا پسر دختر کو محروم کرتا ہے - ۸۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء -

## سوم - بافندے

بافندگان ضلع جالندھر - بھائی کے پسروں اور بیویوں کو دختر خارج کرتی ہے - ۶۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷ء

## چہارم - پٹھان

لودھی پٹھانان ضلع جالندھر - جدیوں کو دختر خارج کرتی ہے - ۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

## اوّل - راجپوت

ہوشیارپور

۱ - مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور - پانچویں پشت کے جدیوں نے دختر کو محروم کیا تھا - ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۵ء

۲ - نارو راجپوتان ضلع ہوشیارپور - دختر نے پانچویں پشت کے جدی کو خارج کیا تھا - ۱۷۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء

۳ - چوہان راجپوتان ہوشیارپور - تنازع مابین نواسہ و پدری رشتہ داران شرع محمدی سے فیصل کیا گیا تھا - ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء -

## دوم - پٹھان

۱ - پٹھانان ضلع ہوشیارپور - جائداد جدی کی وراثت میں پانچویں پشت کے جدی بیٹیوں کو خارج کرتے ہیں - ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

۲ - لودھی پٹھانان ضلع ہوشیارپور - قریبی جدیوں کی موجودگی میں بیٹیاں جدی زمین کی وارث نہیں ہوتیں - بار ثبوت دختر پر - ۲۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

## سوم - مہتم

ہندو مہتم ضلع ہوشیارپور - پانچویں پشت نواسوں کو خارج کرتی ہے - ۵۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۱ء

## چہارم۔ روات۔

۱۔ روائیتان ضلع ہوشیارپور۔ بیٹیاں جدیوں کو محروم کرتی ہیں۔ جائداد ذاتی پیدا کردہ تھی۔ اور جدی موضع کے رہنے والے تھے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

امرتسر

## اوّل۔ جاٹ

ہندو جاٹان ضلع امرتسر۔ بیٹیوں کو بھتیجے خارج کرتے ہیں۔ ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

## دوم۔ زرگر

ہندو زرگران امرتسر۔ دختر بعید پدری رشتہ داران کو محروم کرتی ہے۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

## سوم۔ برہمن

۱۔ برہمنان شہر امرتسر۔ قریبی جدیوں کو دختر خارج کرتی ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲۔ برہمنان شہر امرتسر دھرم شاستر کے پیرو ہیں۔ نواسہ بھتیجے کو محروم کرتا ہے۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

## چہارم۔ اروڑے

امرتسر کے اروڑے۔ نواسہ کو بھتیجے خارج کرتا ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

جھنگ

## اوّل۔ سیال

مسلمان سیالان ضلع جھنگ۔ جدی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

## دوم۔ راجپوت

مسلمان سیال راجپوتان ضلع جھنگ۔ نرینہ پدری رشتہ داروں کو اس دختر پر ترجیح ہے۔ جو بعید جدی سے بیاہی ہو۔ ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## سوم۔ برہمن

ترکھا برہمنان ضلع جھنگ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ دختر اور اس کا پسر دوسری پشت کے چچیرے برادر کو خارج کرتا ہے۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

ملتان

## اوّل۔ جاٹ

۱۔ مسلمان جاٹان ضلع ملتان۔ بھائی کے پسر دختر کو محروم کرتے ہیں۔ ۱۲۰ ۔

پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۲۔ مسلمان کالرا جاٹان ضلع ملتان۔ دختر کو بھائی کا پسر محروم نہیں کرتا۔ مگر بروئے شرع محمدی حصہ لیتا ہے۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## دوم۔ سید

۱۔ گردیزی سیدان ضلع ملتان۔ دختروں کو بھائی کا پسر محروم کرتا ہے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۲۔ ملتان کے سید شرع محمدی کے پیرو ہیں۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۳۔ سیدان ضلع ملتان۔ دختر کو بھتیجا خارج کرتا ہے۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

## سوم۔ کھتری

کھتریان شہر ملتان۔ دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

## چہارم۔ اروڑے

ملتان کے اروڑے۔ نواسہ کو بھتیجا خارج کرتا ہے۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

لاہور

## اوّل۔ خوجے

۱۔ تحصیل قصور ضلع لاہور کے خوجے۔ پسر دختروں کو اور دختریں بھینوں کو خارج کرتی ہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## دوم۔ تیلی

تیلیان ضلع لاہور رواج کے تابع ہیں۔ بھائی دختر کو مکانی جائداد سے محروم کرتا ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## سوم۔ کنبوہ

کنبوہ ضلع لاہور۔ ضلع لاہور کے کنبوہ سے دختر جدی زمین کی وراثت میں چچیرے برادر سے خارج کیا جاتا ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

## چہارم۔ ارائیان

۱۔ ارائیان تحصیل شرقپور ضلع لاہور۔ بھائی کے پسروں کی موجودگی میں دختر وارث ہوتی ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## پنجم۔ گجران

گجران شہر لاہور۔ دختر کو بھائی کے پسر پر ترجیح ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

## ششم۔ جاٹ

رتال جاٹان تحصیل و ضلع لاہور۔ دختر آٹھویں پشت کو خارج کرتی ہے۔ اس کے حق میں وصیت تھی۔ اور یہ قابض تھی۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

## ہفتم۔ کھتری

۱۔ کھتریان لاہور۔ نواسہ جدی جائداد کے معاملہ میں بھتیجے کو خارج کرتا ہے۔ ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

## ہشتم۔ ڈوگرے

ڈوگران ضلع لاہور۔ دختر چھٹی اور ساتویں پشت کو خارج کرتی ہے۔ پنجاب لا رپورٹر ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۳۔

## نہم۔ اروڑے

لاہور کے اروڑے۔ بھائی بیٹی کو خارج کرتا ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

## دہم۔ کنجر

۱۔ کنجران لاہور شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۲۔ کنجران لاہور شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

پشاور

## اوّل۔ کھتری

کھتریان شہر پشاور۔ دختر بھتیجے کو خارج کرتی ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## دوم۔ پٹھان

زراعت پیشہ پٹھان ضلع پشاور۔ جدی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔

## سوم۔ بنئے

ہندو بنیان شہر پشاور۔ دختر کو بھتیجوں پر ترجیح ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

## چہارم۔ آوان

آوانان شہر پشاور۔ جدیوں کی موجودگی میں دختر گذارہ لیتی ہے۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

سرسہ

## اوّل۔ پٹھان

کاشتکار پٹھانان ضلع سرسہ۔ دختر پسروں کے ساتھ وارث ہوتی ہے۔
۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

گورداسپور

اوّل۔ سیّد

سبزواری سیدان تحصیل شکرگڈھ ضلع گورداسپور۔ دختر دیگر پھیرے برادر کو جو ایک پشت دور ہو خارج کرتی ہے۔ بار ثبوت موخر الذکر پر ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

دوم۔ پٹھان

۱۔ پٹھانان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پانچویں پشت کا پدری جدی دختر کو خارج کرتا ہے۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۲۔ پٹھانان سکنے زیئیان۔ قصبہ بٹالہ۔ دختر۔ شرع محمدی کے مطابق حصہ لیتی ہے۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

سوم۔ برہمن

سارست برہمنان گورداسپور دھرم شاستر کے نہیں بلکہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ قریبی پدری رشتہ دار دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

چہارم۔ کھتری

لودھی کھتریان بٹالہ رواج کی پیروی نہیں کرتے۔ بروئے دھرم شاستر دختر اور پسر۔ بھائیوں اور بھتیجوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

انبالہ

اوّل۔ سیّد

۱۔ سیدان ضلع انبالہ۔ غیر زراعت پیشہ مالکان اراضی ہیں مگر خود کاشت نہیں کرتے۔ پسر دختروں کو خارج کرتے ہیں۔ مگر دختران جدیوں کو خارج کرتی ہیں۔
۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۲۔ سیدان ضلع انبالہ۔ دختر بھتیجوں کو خارج کرتی ہے۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

دوم۔ شیخ

مسلمان ضلع انبالہ۔ نرینہ جدی زمین اور دیہاتی مکانات کی وراثت میں دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

سوم۔ راجپوت

۱- چوہان راجپوت تحصیل جگادھری ضلع انبالہ - منکوحہ دختر ساتویں پشت کو خارج کرتی ہے - بار ثبوت موخر الذکر پر ہے - اس بارہ میں کوئی قیاس نہیں کہ بلحاظ قوم - عقیدہ - یا مقام جدی خواہ کس قدر بعید ہوں دختر کو خارج کرتے ہیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۲- ہندو چوہان راجپوتان تحصیل نرائن گڈھ ضلع انبالہ - دختر چھٹی پشت کو خارج کرتی ہے - بار ثبوت جدیوں پر ہے - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

چہارم - زرگر

ہندو زرگران شہر انبالہ دھرم شاستر کے پیرو ہیں - دختر پانچویں پشت کو خارج کرتی ہے - بار ثبوت جدیوں پر ہے - ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء -

پنجم - بنیئے

جگادھری کے اگروال بنیئے - دختر بھتیجوں کو خارج کرتی ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

ششم - برہمن

برہمنان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ - قریبی جدیان دختر کو خارج کرتے ہیں - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

دہلی

اوّل - ارائیں

ارائیان شہر دہلی جو غیر زراعت پیشہ ہیں - پسر و دختروں کو محروم نہیں کرتے - ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء -

[illegible]

اوّل - کنیت

کنیتان ضلع کانگڑہ - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

دوم - گھرتھ

گھرتھان ضلع کانگڑہ - نواسے نے جدیوں کو خارج کیا - کیونکہ زمین اصلی ضلع کے باہر پیدا کردہ تھی - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

سیالکوٹ

اوّل - وڑائچ

ہندو وڑائچ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ - آٹھویں اور بعید تر پشت سے

جدی دختر کو خارج کرتے ہیں - بار ثبوت اس عورت پر ہے - ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## دوم - برہمن

برہمنان ضلع سیالکوٹ - بیٹیاں بھتیجوں کو خارج کرتی ہیں - ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## سوم - قریشی

قریشیان فدیر آباد - چچا کی موجودگی میں دختر قانونی حصہ لیتی ہے - ۱۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

[ڈیرہ اسمعیلخان]

## اوّل - جاٹ

سلمان اُتھیرا جاٹان تحصیل ضلع ڈیرہ اسمعیلخان - جو بیٹی دوسری قوم میں بیاہی گئی ہو - اس کو بھائی محروم کرتا ہے - ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

## دوم - اروڑے

ڈیرہ اسمعیلخان کے اروڑے - جدی غیر منقولہ جائداد کی وراثت بین بھتیجہ بترجیح دختر وارث ہوتے ہیں - ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

[گجرات]

## اوّل - برہمنان

تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے برہمن - بیٹی اور اس کے پسروں کو جدی خارج کرتے ہیں - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

## دوم - وڑائچ

مسلمان وڑائچان تحصیل وضلع گجرات - دختر جس کا خاوند خانہ داماد ہو - چچیرے بھائی پر تفوق رکھتی ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

[راولپنڈی]

## اول - گوجر

مسلمان گوجران تحصیل وضلع راولپنڈی - دختر کو جس کا خاوند بعید پدری رشتہ دار ہو جدیوں پر ترجیح دیجاتی ہے - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

## دوم - آوان

آوانان قصبہ راولپنڈی - بار ثبوت عموماً دختر اور اس کے پسر کے برخلاف بھائی اور بھتیجوں کے حق میں ہے - ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## اوّل - جاٹ

گنگا جاٹان ضلع مظفرگڈھ - جو دختر قوم سے باہر شادی کرے - حق وراثت

نائل کرتی ہے - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

دوم - بلوچ

بلوچان ضلع مظفرگڈھ - شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

اوّل - بلوچ

۱- سنجرانی لنڈ بلوچ ضلع ڈیرہ غازیخان - جدی دختر کو خارج کرتے ہیں - بار ثبوت سو خالہ کر پر ہے ، ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۲- گرمانی بلوچ ڈیرہ غازیخان - قریبی جدی دختر کو خارج کرتے ہیں - ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳- ملکانی بلوچ تحصیل سنگڑ ضلع ڈیرہ غازیخان - شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۴- لگھاری بلوچ تحصیل سنگڑ ضلع ڈیرہ غازیخان - شرع محمدیؐ کی پیروی کرتے ہیں - دختر دادا کی اولادوں کی موجودگی میں حصّہ لیتی ہے - ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

دوم - جاٹ

جاٹان ضلع ڈیرہ غازیخان - قریبی جدی دختر کو خارج کرتے ہیں - ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

اول - بنئے

اگروال بنئے تحصیل بھوانی ضلع حصار - دختر بہ ترجیح جدیان وارث نہیں ہوسکتی - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

اوّل - کھتریان

سوڈھی کھتریان ضلع لودھیانہ - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

دوم - آوان

مسلمان آوانان ضلع لودھیانہ - دسویں پشت کے پدری رشتہ داروں کو دختر پر ترجیح ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

سوم - معماران

مسلمانان لودھیانہ - نواسہ چھٹی پشت کو خارج کرتا ہے - ۱۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

چہارم - میو

مسلمانان میو ضلع لودھیانہ - بھتیجے کو جدیوں پر ترجیح ہے - ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء -

پنجم - جاٹ

لودہران جاٹ جاگیرداران ضلع لودھیانہ - مستورات وراثت سے محروم کی گئی ہیں - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

ششم - راجپوتان

راجپوتان ضلع لودھیانہ - بیٹیوں کو جدی خارج کرتے ہیں - ۱۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

فیروزپور

اوّل - مراسی -

مسلمان مراسیان ضلع فیروزپور - نواسہ - ایک پشت کے بعید چچیرے برادر کو خارج کرتا ہے - ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

دوم - گجر

گجران ضلع فیروزپور - دختر بعید جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

گوڑگانوں

اوّل - سیّد

۱ - سیدان ضلع گوڑگانوں - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - مگر پسروں کو نہیں - ۱۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۲ - سیدان ضلع گوڑگانوں - دختر چوتھی پشت کو خارج کرتی ہے - ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

رہتک

اوّل - شیخ

شیخان ضلع رہتک - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

بنوں

اوّل - سیّد

سیدان تحصیل بنوں - غیر منکوحہ دختر کا حصہ بموجودگی پسر شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء -

کرنال

اوّل - راجپوت

نارو راجپوتان تحصیل تھانیسر ضلع کرنال - جائداد جدی پانچویں پشت دختر کو

خارج کرتی ہے۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

## اوّل۔ راجپوت

مسلمان راجپوتان ضلع اٹک۔ دامادی اولاد دختر کے پسر کو خارج کرتی ہے۔ ۱۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

## اوّل۔ آوان

آوانان ضلع شاہپور۔ چوتھی پُشت کے پدری رشتہ داروں کو منکوحہ دختروں پر ترجیح ہے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

## اوّل۔ مسلمان

مُسلمان دختر کو پدری رشتہ داروں نے خارج کیا تھا۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

## دوم۔ بنئے

اگروال بنئے۔ قریبی جدی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

## سوم۔ ڈوگرے۔

ممدوٹ کے ڈوگرے۔ بھتیجے دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء

## چہارم۔ ڈوگرے

دختر جدیوں کی رضامندی سے وارث ہوتی ہے۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

**پنجم دختروں کے خاص مقدمات۔** اس سے پہلے ہم منکوحہ دختر اور اس کی اولاد کے جدیوں کی موجودگی میں اسکے باپ کی جائداد جدی کی وراثت کے متعلق غور کرتے آئے ہیں۔ اب ہم زراعت پیشہ اشخاص میں بعض خاص مقدمات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جو اس قاعدہ کی استثناء قائم کرتے ہیں۔ اور یہاں میں اس مضمون کو حسب ذیل ترتیب دینا چاہتا ہوں۔ (الف) غیر منکوحہ دختر کے حقوق (ب) ذاتی پیدا کردہ جائداد کی نسبت دختر کا حق (ج) دختر اور جدیوں کے مابین تنازعہ جب کہ زمین اصلی موضع کے اندر واقعہ نہ ہو۔ اور (د) اُن دختروں کے حقوق جن کے خاوند خانہ داماد تھے۔ مگر ان مقدمات کی مستثنیات ہیں۔ اور جیسا کہ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں ریمارک کیا گیا تھا۔ جہاں منکوحہ دختر اپنے باپ کی جدّی جائداد کی قریبی نرینہ جدی کو خارج کرنا چاہیئے۔ تو بار ثبوت اس پر ہوتا ہے۔

**(الف) غیر منکوحہ دختر کے حقوق۔** پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص کا عام رواج یہ ہے کہ غیر منکوحہ دختر اپنے باپ کی جدی یا ذاتی پیدا کردہ جائداد کو اپنے مرنے یا شادی کرنے تک قبضہ میں رکھنے کی مستحق ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندو جاٹان ضلع لودھیانہ۔ ناکتخدا دختر گذارہ لیتی ہے۔ اور بعض دفعہ شادی کرنے یا مرنے تک قبضہ لیتی ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ اوانان ضلع پشاور۔ قریبی جدیوں کی موجودگی میں دختروں کو گذارہ ملتا ہے۔ اور نہ کہ اپنے باپ کی جدی زمین۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳۔ پٹھانان ضلع پشاور۔ غیر منکوحہ دختران شادی ہونے تک صرف گذارہ لیتی ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۴۔ کہوٹان تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ ناکتخدا دختران مرنے یا شادی کرنے تک زمین کی وارث ہوتی ہیں۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۵۔ ارائیان تحصیل کیتھل ضلع کرنال۔ غیر منکوحہ دختر کو جو تھی اور پانچویں پشت کے جدیوں پر ترجیح ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۶۔ ہندو جاٹان ضلع کرنال۔ غیر منکوحہ دختر کو تاحیات زمین ملتی ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

۷۔ دختر اپنے باپ کی جائداد پر اپنے مرنے تک قابض رہتی ہے۔ ۱۲۹۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۴۷۵۔

۸۔ اسی بارہ میں ہے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

**بیوہ شدہ دختر۔** میری رائے میں وہ بیوہ شدہ دختر جو بعد وفات خاوند خود اپنے باپ کے گھر میں رہے اسی بنا پر ہوتی ہے جس پر غیر منکوحہ دختر ہوتی ہے۔ اور قریبی نرینہ جدیوں کے منکوحہ دختر کو خارج کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے باپ کی جائداد سے گذارہ لینے کی محتاج نہیں ہوتی۔ اور نیز اگر ایسا کرنے جائداد اس کے خاوند کو جائے گی۔ جو بسا اوقات اس کے باپ کے خاندان میں اجنبی ہوتا ہے۔ مگر یہ حالات غیر منکوحہ دختر کی صورت میں نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں وہی صورت بیوہ شدہ دختر کی ہے جب کہ یہ بحالت بیوگی اپنے باپ کے گھر میں آباد ہو۔ مگر مقدمات ذیل

سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیوہ شدہ دختر وارث ہونے کی مستحق نہیں :-

۱- بیوہ شدہ دختر وارث ہونے کی مستحق نہیں - ۵۰ اپنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۲- بیوہ شدہ دختر وارث ہونے کی مستحق نہیں - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

(ب) حق بیوہ متعلقہ ذاتی پیدا کردہ جائداد - دختر معمولی طور پر اپنے باپ کی پیدا کردہ جائداد کی وارث ہوتی ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں -

۱- ۳، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۲۵ - اگر گ متوفی کی موضع میں جدی زمین ہوتی تو یہ تجویز کرنا بہت ہی ممکن ہوتا کہ قیاس یہ ہے کہ جدی باخراج اس کی دختر کے وارث ہونے کے مستحق تھے - مگر ہمیں اس بارہ میں کوئی سند نہیں ملتی جس سے اس قیاس کو اس پیدا کردہ زمین تک وسعت دیجائے جو موضع میں واقعہ ہو- اور اس کے ساتھ جدیوں کو مطلق سروکار نہ ہو-

۲- برہمنان ضلع سیالکوٹ - پیدا کردہ جائداد کی وراثت میں دختر بھتیجوں کو خارج کرتی ہے - ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۳- گجران ضلع فیروزپور - یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر ہے کہ پیدا کردہ جائداد کی وراثت میں دختر کو خارج کرتے ہیں - ۵۰، پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء - یہاں یہہ رواج ثابت نہ کر سکے -

۴- الحقن برہمنان شہر امرتسر - دختر باخراج قریبی پدری رشتہ داران ذاتی پیدا کردہ زمین کی وارث ہوتی ہے - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۵- جھیور آوانان شہر راولپنڈی - بھائی اور بھتیجے پیدا کردہ پن چکی کی وراثت میں دختر کو خارج کرتے ہیں - ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

۶- آوانان ضلع ہوشیارپور - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - بار ثبوت موخرالذکر پر ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۷- مسلمان ضلع شاہپور ذاتی پیدا کردہ زمین کی وراثت میں نواسہ جدیوں کو خارج کرتا ہے - ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۸- ڈیرہ اسمعیلخان کے اعوان - جائداد پیدا کردہ تھی - بھتیجا دختر کو خارج کرتا ہے - ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۹- جائداد پیدا کردہ تھی - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۱۰- مسلمان گجران ضلع فیروزپور - جدیوں پر دختر کو ترجیح ہے - بار ثبوت موخرالذکر پر ہے - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۱۱- اگروال بنئے - جگادھری ضلع انبالہ - دختر بھائی اور بھتیجوں کو خارج کرتی ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء - ۹۳ سنہ ۱۸۹۳ء

۱۲- دختر بہ ترجیح جدیان ذاتی پیدا کردہ جائداد کی وارث ہوتی ہے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ

(ج) دختر اور جدیاں جب زمین اصلی موضع میں ہو - جب زمین ذاتی پیدا کردہ ہو - اور اصلی موضع سے باہر کسی دیہہ میں واقعہ ہو - دختر جدیوں کو خارج کرتی ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں:-

۱- ہندو گھرتھان ضلع کانگڑہ - جب کسی شخص نے اپنے موضع سے باہر کسی دیگر دیہہ میں زمین بہم پہونچائی ہو - تو اصلی موضع کے جدیوں کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ وہ دختر کو خارج کرتے ہیں - ۶۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء -

۲- عیسیٰ خیل پٹھانان ضلع بنوں - جب ایک شخص نے اپنے موضع کے سوا دیگر موضع میں زمین بہم پہونچائی - اور جدیوں کی زمین صرف اپنی اصلی موضع میں تھی یہ قرار دیا کہ خانہ داماد جدیوں کو خارج کرتا ہے - اور بار ثبوت موخرالذکر پر ہے - ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

۳- آوانان ضلع ہوشیارپور - تنازعہ دختر اور جدیوں کے مابین تھا - مالک ایک موضع سے نکل کر دوسرے کے موضع میں جا کر آباد ہوا تھا - جہاں یہ زمین چھوڑ گیا تھا - اور اس نئے موضع میں جدیوں کی کوئی زمین نہیں تھی - یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر عائد کیا گیا تھا - کہ یہ دختر کو خارج کرتے ہیں - مگر یہ اس کو ثابت نہیں کر سکتے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء -

۴- ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء تنازعہ دختر اور جدیوں کے مابین تھا - مالک اپنے موضع کو چھوڑ کر دوسرے کے موضع میں آباد ہوا تھا - جہاں اس نے زمین چھوڑی - جدیوں کی جدید موضع میں کوئی زمین نہیں تھی - یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر عائد کیا گیا تھا کہ یہ بیٹی کو محروم کرتے ہیں - مگر یہ ثابت نہ کر سکے - (زراعت پیشہ کھتریان ضلع مظفرگڑھ)

۵- تیلیان ضلع شاہپور - جس موضع میں آباد ہوا تھا وہاں ذاتی پیدا کردہ جائداد

تھی۔ جدی جن کی موضع میں زمین نہیں تھی۔ بہ ترجیح نواسوں کے وارث نہیں ہو سکتے تھے۔ بار ثبوت جدیوں پر تھا۔ ۳۔ ۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء۔

۴۔ ہندو راجپوتان ضلع کانگڑہ۔ دختر اُس وقت جدیوں کو خارج کرتی ہے جبکہ موضع میں جدی جائداد موجود نہ ہو۔ مگر ذاتی پیدا کردہ ہو۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

د۔ **خانہ دامادی۔ دختر۔ اس پسروں اور خاوند کا حق۔** خانہ داماد کی تعریف یہ معلوم ہوگا کہ اس دختر کے حقوق جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ معمولی دختر کے حقوق سے بالکل مختلف ہیں۔ اور اول الذکر صورت میں یہ اور اس کے پسر ہمیشہ بہ ترجیح جدیان وارث ہوتے ہیں۔ مگر اس امر کی تائید میں مقدمات کا تذکرہ کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خانہ داماد کے معنی کیا ہیں۔ خانہ داماد سے ایسا شخص مراد ہے۔ جو مالک کی دختر کے ساتھ شادی کرے۔ اور شادی کے وقت سے لیکر اپنے خسر کے پاس رہائش اختیار کرے۔ اور مالک زمین کی نیت دختر اور داماد کو اپنا وارث مامور کرنے کی ہو۔ ۱۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء۔ اور یہ اپنے مرنے تک اپنے خسر کے ساتھ برابر کاشت کرتا رہا ہو۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۰۵۔ مگر قبل اس کے کہ کوئی شخص خانہ داماد ہونے کا دعوےٰ کرے۔ اس کو شرائط ذیل پوری کرنی لازم ہیں۔

(اول) جو صاحب زمین خانہ داماد مامور کرے اس کا بے پسر ہونا ضروری ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء میں گورڈن واکر صاحب جج لکھتے ہیں کہ:۔

ا۔ ہمیں خانہ دامادی کی جزو جلی یہ معلوم ہوتی ہے کہ نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں مالک اپنی دختر اور داماد کو اپنے ساتھ رہنے کے لئے لے سکتا ہے۔ تاکہ اس کی نرینہ اولاد کی ضرورت رفع ہو۔ خانہ دامادی کے رواج میں اس امر کا ہونا بالکل متضاد ہے کہ دختر اور اس کے پسر مالک کے پسروں کی موجودگی میں وراثت کے متعلق کوئی حقوق لینے کے قابل ہوں گے۔

۲۔ ارائیاں تحصیل و ضلع لودہیانہ۔ جب پسر زندہ موجود ہوں تو اس صورت میں دختر اور اس کے خاوند کا شادی کے دن سے لیکر باپ کے پاس رہائش رکھنا موخر الذکر کو خانہ داماد نہیں کرتا۔ داماد کو خانہ داماد بنانے کے واسطے اولاد کا نہ ہونا

خانہ دامادی کی تعریف

خانہ داماد کی لازمی شرائط

ضروری امر ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

شرط

مگر شرط یہ ہے کہ اگر مالک کے پسر ہوں۔ جو سول طور پر فوت ہو گئے ہوں۔ یا شائد مجذوم ہوں تو یہ خانہ داماد بنا سکتا ہے۔ اس بارہ میں اسناد حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں صاحب فاضل جج نے تحریر فرمایا کہ "پسر کے عارضہ نے ایسی سخت نوعیت اختیار نہیں کی تھی کہ یہ خاندانی معاملات کا انتظام کرنے کے ناقابل ہو گیا تھا۔ اور یہ اپنی دختر یا اس کی اولاد سے امداد لینے کو مجبور رہا تھا۔ اور ایسے شخص کا جس کی نرینہ اولاد موجود ہو خانہ داماد رکھنا بہت ہی غیر معمولی بات ہے۔ اس طرح اس تھیوری کو رنگ ملتا ہے کہ خانہ داماد خاص خاص حالات میں ہو سکتا ہے۔

بیوہ تقرر نہیں کر سکتی

دوم۔ خود مالک ہی اور نہ کہ اس کی بیوہ اس قسم کا تقرر کر سکتی ہے۔ اسنادات

۱۔ مالک ایک بیوہ چھوڑ مرا۔ اس نے اپنی دختر کی ایک شخص الف کے ساتھ شادی کی۔ جس نے شادی کے دن سے بیوہ کے پاس بود و باش اختیار کر لی۔ قرار پایا تھا کہ یہ عورت کا خانہ داماد نہیں۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۲۔ اراثیان ضلع انبالہ۔ بیوہ خانہ داماد نہیں کر سکتی۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

شرط

مگر شرط یہ ہے کہ اگر مالک لڑکے کو خانہ داماد بنانے کے لئے اپنے گھر میں لایا ہو اور قبل شادی فوت ہو گیا ہو۔ اور اس کی بیوہ نے اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی کر دی ہو تو یہ خانہ داماد ہے۔ اسنادات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں یہ ثابت ہوا تھا۔ کہ جس شخص نے دختر کا خاوند ہونا تھا۔ یہ دوسرے ضلع سے لا کر اس کے گھر میں بطور خانہ داماد کے رکھا گیا تھا۔ مگر چونکہ لڑکی نابالغ تھی۔ لہٰذا اس کی شادی نہیں کی گئی تھی۔ اس اثناء میں مالک مذکور فوت ہو گیا۔ اور بیوہ نے شادی اس کے مرنے کے بعد کی تھی۔ یہ قرار پایا تھا کہ ان حالات میں دختر کا خاوند خانہ داماد ہو گیا تھا۔ اور لڑکی بہ ترجیح برادر زادگان وارث ہونے کی مستحق تھی"۔

وجہ

اس فیصلہ کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ اسکو خانہ داماد کرنے کی نیت تھی۔ اور اس ارادہ کو پورا کرنے کے واسطے لڑکا مذکور لایا گیا تھا۔ اور اس کی عین حیات میں لڑکی کے

نابالغ ہونے کی وجہ سے شادی کا نہ ہونا ضروری امر نہیں ۔

سوم ۔ فی الواقع شادی کا ہونا ضروری ہے ۔ محض شادی کرنے اور خانہ داماد بنانے کی نیت اس کو فی الواقع خانہ داماد نہیں بناتی ۔ مقدمات یہ ہیں :۔

۱۔ مسلمان وڑائچ جاٹان ضلع گجرات ۔ دستاویز میں یہ بیان کہ واہب اپنی دختر کے خاوند کو خانہ داماد بنانا چاہتا ہے ۔ وراثت کا مستحق ہونے کے واسطے کافی نہیں کیونکہ یہ اس سے کوئی شخص خانہ داماد نہیں ہوتا ۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ۔

۲۔ سیدان ضلع گجرات ۔ ایک داماد جس نے ابھی شادی کی ہو ۔ اور اس شخص کے گھر میں آباد ہو گیا ہو جس نے اس کا خسر بننا ہو ۔ یہ خانہ داماد نامزد نہیں ہو سکتا ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء ۔

چہارم ۔ داماد کو خسر کے گھر میں لانا ضروری ہے ۔ اور اگر موخرالذکر داماد کے گھر جائے تو یہ کافی نہیں ہوتا ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ جب خسر اپنا گھر فروخت کر کے اپنے دختر کے خاوند کے گھر میں رہنے کے واسطے چلا گیا ہو تو موخرالذکر خانہ داماد نہیں ہوتا ۔ ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۰۴

پنجم ۔ کسی کو خانہ داماد بنانے کے واسطے یہ ضروری نہیں کہ دختر کی ڈولی نے خسر کے گھر کو نہیں چھوڑا تھا ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ شادی کے بعد دختر کی ڈولی کا پہلے ایک دوسرے موضع میں خاوند کے گھر میں جانا ۔ خانہ دامادی کے سررشتہ کے واسطے اس وقت ضروری نہیں ہوتا ۔ جب کہ خاوند اور دختر نے واپس آکر مالک یعنے دختر کے باپ کے گھر میں مدت مدید تک جائے رہائش رکھی ہو ۔ ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۔

۲۔ دختر کا خاوند اس صورت میں بھی خانہ داماد ہوتا ہے جب کہ اس نے شادی کی تاریخ سے لیکر رہائش اختیار نہ کی ہو ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء ۔

۳۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۰۹ میں گو دختر کی ڈولی پہلے اس کے باپ کے گھر سے چلی گئی تھی ۔ اور پھر اس کے دوسری شادی کرنے پر یہ بالیقین معلوم نہ ہوا ۔ کہ اس نے کب باپ کے پاس رہائش اختیار کی تھی ۔ تاہم یہ خانہ داماد کی بیوی خیال کی گئی تھی ۔ کیونکہ اس کا خاوند مسلسل طور پر اپنے خسر کے گھر میں رہتا تھا ۔ جہاں

داماد کی شادی عملی لازمی ہے

بچے تولد ہوئے تھے۔

۴۔ نیز دیکھو ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۴۳۸۔

(ششم) حسب ذیل اشخاص خانہ داماد ہو سکتے ہیں :-

۱۔ مسلمان دو آبہ جاٹان تحصیل و ضلع گجرات صرف دختر کا خاوند خانہ داماد ہو سکتا ہے۔ خاوند ہمشیرہ ایسا تسلیم نہیں کیا گیا۔ ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ ہنجرا جاٹان ضلع جہلم۔ ہمشیرہ زادہ خانہ داماد تسلیم کیا گیا تھا۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۳۔ گجران ضلع گجرات۔ صرف دختر کا خاوند خانہ داماد ہو سکتا ہے بھتیجی کے خاوند کو ایسا قرار نہیں دے سکتے۔ اور یہ بحیثیت خانہ داماد کے وارث نہیں ہو سکتا۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

۴۔ پسر کی دختر خانہ داماد ہو سکتی ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۵۔ دو دختروں کا خاوند خانہ داماد نہیں ہو سکتا۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۶۔ چار داماد وں کا خانہ داماد ہونا ممکن نہیں۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء *

۷۔ مسلمان نبگل جاٹان ضلع گجرات۔ کوئی شخص اس وقت بھی خانہ داماد ہوتا ہے جب کہ یہ پہلی بیوی کے خاندان میں خانہ داماد رہ چکا ہو۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

ب۔ خانہ دامادی تسلیم نہیں کی گئی تھی۔ مقدمات ذیل سے ظاہر ہو گا کہ خانہ دامادی کا دستور صرف بعض اضلاع میں مروج ہے :-

۱۔ خانہ دامادی کا صوبہ میں بحیثیت مجموعی مروج ہونا نہیں کہہ سکتے۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۹۰۔

۲۔ ضلع جالندھر میں خانہ دامادی کا دستور مروج نہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳۔ ضلع شاہپور کے رہنے والی اقوام میں خانہ دامادی کا دستور تسلیم نہیں

* نوٹ۔ یہ رائے سرسری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی کوئی وجوہات نہیں دی گئیں۔ ایک سے زیادہ خانہ داماد ہونے ممکن ہیں۔ کیونکہ یہ مشترکاً کاشت میں مدد دیں گے۔

کیا گیا ۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء ۔

۴۔ خانہ دامادی کا دستور زیادہ تر ضلع گجرات میں ملتا ہے ۔ ۵ ۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء

۵۔ مگر ہندو جاٹان ضلع لودھیانہ میں یہ دستور تسلیم نہیں کیا گیا ۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۳۸ ۔

۶۔ راجپوتان ضلع ہوشیارپور خانہ دامادی کو تسلیم نہیں کرتے ۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۱۰ ۔

بعض اضلاع میں خانہ دامادی کا دستور تسلیم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ گجرات کے سوا دیگر اضلاع میں ، بیٹیوں کے نام ہبوں کی صریحاً بلاروک ٹوک اجازت دیگئی ہے لہذا خانہ دامادی کی مصنوعی پوزیشن کا قائم کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا ۔ کیونکہ یہ محض دختروں اور ان کی اولادوں کے حق میں ہبوں کا ڈھنگ نکالا گیا ہے ۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء ۔

ج۔ خانہ دامادی سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں ۔ جو حقوق خانہ دامادی کے دستور سے پیدا ہوتے ہیں یہ ہیں کہ دختر اور اس کے پسر اور اس کا خاوند بحیثیت جدیوں کے اس عورت کے باپ کی جائداد کے وارث ہوتے ہیں ۔ اور اس قسم کی وراثت کی اغراض کے واسطے اس کے حق میں ہبہ کرنا ضروری نہیں ہوتا ۔ سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ لفظ خانہ دامادی کے ساتھ یہ عجیب منصب شامل ہوتا ہے کہ داماد کے خسر کے ساتھ مل کر رہنے سے اس کو اس کی بیوی اور بچوں کو خسر کی جائداد کے وارث ہونیکا حق حاصل ہوجاتا ہے ۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء

۲۔ ان حالات (خانہ دامادی) میں دختر بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے اور اس کے وارث ہونے سے پہلے صریحاً ہبہ کرنا ضروری نہیں رہتا ۔ ۱۶۲۔ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

۳۔ جہاں بے پسر شخص کی دختر تاریخ تولید سے اور پھر شادی ہونے کے بعد اپنے باپ کے گھر میں رہی ہو ۔ اور اس کے باپ کی نیت اس کے پسروں کو اپنا وارث بنانے کی ہو تو بارہا یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ عورت اور اس کے بچے

ہبہ اور تبنیت کے بغیر وارث ہوتے ہیں۔ یہ بات دھرم شاستر کے زیر وراثت مقرر کی ہوئی دختر کے مساوی ہے۔ یہاں باپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں۔ اور اس کے نزدیک دختر بمنزلہ پسر کے ہے۔ یہ مکان میں رہتی ہے۔ یہ اور اس کا خاوند اور ان کے بعد اس کے پسر مکان کے مالک کی خدمت کرتے ہیں۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء صفحہ ۲۴۵۔

۴۔ کسی امر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خانہ داماد کے سسر کی جائداد کے وارث ہونے کے متعلق خانہ داماد کا حق قائم کرنے کے واسطے کسی ہبہ کی ضرورت ہے۔ ۱۳۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۴۰۔

مگر فرض کرو کہ دختر کا خاوند خانہ داماد بنایا گیا ہے۔ مگر اس کے نام کوئی صریح ہبہ نہیں کیا گیا۔ اور بعد وفات مالک اس کی بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ کیا یہ بات دختر کے وارث ہونے کی مانع ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ اس کی تائید میں سندات ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء ۱۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۳ء اور ۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء ہیں۔

## (د) اس دختر کی وراثت کے متعلق فیصلجات جو خانہ داماد کی بیوی ہے

### اوّل۔ گجراں

لودہیانہ

مسلمان گجراں ضلع لودہیانہ۔ جس دختر کا خاوند خانہ داماد ہو بہ ترجیح برادران وارث ہوتی ہے۔ ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء۔

### دوم۔ معماران

معماران ضلع لودہیانہ۔ اُس دختر کے پسر جس کا خاوند خانہ داماد ہو چھٹی پشت کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء

گجرات

### اوّل۔ گجر

گجراں ضلع گجرات۔ دختر اُس وقت وارث ہوتی ہے۔ جب اس کا باپ اس کو اور اس کے خاوند کو اپنے گھر اور زمین پر اسکو اپنا وارث کرنے کی نیت سے آباد کرے۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

### دوم۔ جاٹان

۱۔ مسلمان منگل جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ جس دختر کا خاوند خانہ آباد

ہو یہ واقع ہوتی ہے - ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۲- مسلمان ورپس جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - جس دختر کا خاوند خانہ داماد ہو اس کو بھائی کے پسروں پر ترجیح ہوتی ہے - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء -

سوم وڑائچاں -

وڑائچاں تحصیل وضلع گجرات - جس دختر کا خاوند خانہ داماد ہو اس کو چچیرے براد پر ترجیح ہوتی ہے - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

مسلمان

۱- مسلمان - دختر کو جس کا خاوند خانہ داماد ہو جدیوں پر ترجیح ہے - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

۲- مسلمان - دختر کو جس کا خاوند خانہ داماد ہو جدیوں پر تفوق ہوتا ہے - ۱۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

ھ- خانہ داماد کا حق وراثت - خانہ داماد وارث ہونیکا دعوے کر سکتا ہے (اوّل) اپنے حق سے اپنے سسر کا یا (دوم) اپنی بیوی کی جائداد کا جب کہ یہ بھی وارث ہو - (سوم) یہ اپنے قدرتی خاندان میں حق وراثت زائل نہیں کرتا - مقدمات ذیل سے ظاہر ہوگا کہ اس قسم کے مقدمات میں خانہ داماد کو کیا حق حاصل ہوتا ہے -

(اوّل) خانہ داماد کی وراثت شرسسر - مقدمات ذیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب خانہ داماد کی بیوی اپنے باپ سے پہلے فوت ہو تو خانہ داماد کو سسر کی جائداد کے وارث ہونے کا حق نہیں رہتا -

۱- گجرات کا مقدمہ - خانہ داماد اپنے سسر کا وارث ہوتا ہے - ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۲- منجھ راجپوتان - مسلمانان تحصیل رائے پور ضلع لودھیانہ - خانہ داماد بموجودگی جدیان سسر کی جائداد کا وارث نہیں ہوتا - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

۳- امبالہ کا مقدمہ - یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جہاں خانہ دامادی کا دستور مروّج ہے وہاں نواسہ کو مستغیث کرنا مدنظر ہوتا ہے - دختر اور اس کا خاوند

عارضی طور پر متمتع ہوتے ہیں۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ راجپوتان۔

۴۔ مسلمان گجران آوان گوت تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ سوال یہ ہے کہ کیا خانہ داماد کو اپنے سسر کی جائداد کا وارث ہونے کی نسبت ذاتی حق ہے؟۔ فیصلہ کے صفحہ ۲۲۵ پر یہ بیان کیا گیا ہے۔ "اس پوزیشن کو شروع میں صریحاً سمجھنا ضروری ہے جو خانہ داماد لیتا ہے۔ اس کی حجت یہ ہے کہ یہ خانہ داماد ہونے کے باعث متوفی کی زمین کا اسطرح مالک ہوتا ہے کہ گویا یہ اس کا وارث ہے۔ یہ تحریک نہیں کی گئی کہ سسر کی وفات کے بعد زمین متوفی کی دختر پر نازل ہوتی ہے دجو خانہ داماد ہو) یا کہ یہ اپنی بیوی کے حق سے یا کہ اس اولاد کے حق سے وارث ہوتا ہے جو اس شادی سے پیدا ہو۔ اور دراصل صرف اس اپیل کی سماعت پر معلوم ہوا کہ اس شادی سے اولاد تولد ہوئی ہے۔ اور خانہ داماد نے جو حق پیش کیا ہے۔ بہ حیثیت وارث اس کا ذاتی حق ہے۔ اور یہ اس وقت وارث اور کامل مالک ہے۔ نمبر ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ ۱۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔ اور ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء سے یہ ثابت ہونا قرار نہیں دے سکتے۔ کہ خانہ داماد اپنے سسر کا وارث ہوتا ہے اور اس حال میں بھی جب کہ یہ پیچھے داخل کیا گیا ہو۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دختر یا اس کی اولاد کے حق کا سوال ہمارے پیش نہیں جو اس مقدمہ میں فریق نہیں۔ اور صرف سوال خانہ داماد کے ذاتی حق کا زیر بحث ہے۔ ۱۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۵۔ ہندو گھر یتھان تحصیل و ضلع کانگڑہ۔ جب بیوی اپنے باپ سے پہلے فوت ہو اور کوئی اولاد نہ چھوڑ مری ہو۔ تو اس کا خاوند سسر کی جائداد کا قطعی طور پر یا تاحیات جائداد جدی کا وارث نہیں ہوتا۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۶۔ جہاں رواج خانہ دامادی مروج ہو وہاں فاسہ کو فائدہ پہونچانا مدنظر ہوتا ہے دختر اور اس کا خاوند عارضی طور پر وارث ہوتے ہیں۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

۷۔ گجران ضلع گجرات۔ خانہ داماد کا خانہ داماد اوّل الذکر کے پسر کی جائداد کا وارث نہیں ہوتا۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۸۔ نیز دیکھو ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء مسلمان ساہو ضلع منٹگمری۔ خانہ داماد کا بطور پسر کے پرورش کرنا جائز قرار پایا تھا۔

۹۔ اراشیان ضلع فیروزپور۔ خانہ داماد۔ باخراج برادر وارث ہونے کا اُمیدوار کیا جا سکتا ہے۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۱۰۔ پٹھانان ضلع بنوں۔ جب جائداد ذاتی پیدا کردہ اس کی موضع کے باہر واقعہ تھی خانہ داماد کو جدیوں پر ترجیح دی گئی تھی۔ ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

دوم۔ خانہ داماد۔ یا داماد کا اپنی بیوی کا وارث ہونا۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ وڑائچان ضلع گجرات۔ سوال یہ تھا کہ اس دختر کے مقدمہ میں جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ جب دختر خاوند سے پہلے فوت ہو اور اپنے باپ کی جائداد مذکور کے قبضہ میں چھوڑ مرے تو کیا خانہ داماد کو جدی بیدخل کر سکتے ہیں۔ یا کہ یہ اپنی حیات میں اس پر قابض ہو سکتا ہے؟ قرار پایا کہ جب ایک دفعہ بذریعہ ہبہ یا بنوع دیگر وارث مقرر کیا گیا ہو۔ تو خانہ داماد تا وفات قابض رہے گا۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۲۔ جب دختر کا خاوند خانہ داماد ہو۔ اور یہ عورت وارث ہو یا وارث مقرر کی گئی ہو تو اس تقرر سے دختر اور اس کی اولاد کو فائدہ پہونچانا مدنظر ہوتا ہے۔ بصورتیکہ یہ موجود ہوں۔ نہ کہ خانہ داماد کو ذاتی طور پر مستفید کرنا مدنظر ہوتا ہے۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۳۔ جب وہ دختر جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ بے پسر فوت ہو تو جائداد پھر اس کے باپ کو بازگشت کرتی ہے۔ اور داماد وارث نہیں ہوتا۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۰۴۔

۴۔ ہندو جاٹان تحصیل موگہ ضلع فیروزپور۔ خاوند اُس جدی جائداد کا وارث ہونے کا مستحق نہیں جو اس کی بیوی کے قبضہ میں ہو۔ اور یہ اس کو باپ کے ورثہ سے ملی ہو۔ بالخصوص جب کہ قبضہ اجازتی ہو۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۵۔ مسلمان سیالان ضلع جھنگ۔ جب دختر فوت ہو۔ اس کا خاوند بہ ترجیح جدیان اس کے باپ کے وارث نہیں ہوتا۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۶۔ گجران ضلع گجرات۔ خانہ داماد اپنی بیوی کا وارث نہیں ہوتا۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

**سوم - خانہ داماد کی اپنے قدرتی خاندان میں وراثت** - مقدمہ حسب ذیل ہے -

ا - خانہ داماد اور اس کی اولاد جدی جائداد میں حصہ کا دعوے کرنے سے محض اس وجہ سے منع نہیں ہو جاتے کہ بحیثیت خانہ داماد اپنے سسر کی جائداد کا وارث ہوا ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء

**پنجم - مابین دختر وجماعت مالکان وراثت پر تنازع** - پنجاب کے عام رواج کے مطابق دختر اس موضع کی جماعت مالکان دیہ کو وراثت سے خارج کرتی ہے جہاں زمین واقعہ ہو - اور یہ ثابت کرنے کا بار موخرالذکر پر ہوتا ہے کہ ان کو بہ ترجیح اس عورت کے وارث ہونیکا حق ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

ا - دختر اور اس کی اولاد جماعت مالکان کو خارج کرتے ہیں - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۲ - پتی داروں کا بیٹیوں کو خارج کرنا عام رواج کے برخلاف ہے - اور خاص رواج ثابت کرنیکا بار جس سے یہ دختر کو خارج کریں ان پر لاحق ہوتا ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

۳ - دختر اور پتی دار کے مابین تنازع میں یہ ثابت کرنیکا بار دختر پر ہوتا ہے کہ انہیں دختر کو خارج کرنے کا حق حاصل ہے - ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء - ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء - ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء - ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۴ - ان مقدمات کی پوری تفصیل کے واسطے دیکھو عنوان "وراثت جماعت مالکان" -

**ششم - دختر اور نواسہ کا جدی طور پر وارث ہونا** - معمولی طور پر دختر اپنے باپ کے پدری جدیوں کی جدی طور پر وارث ہونے کی مستحق نہیں - مگر داماد کا پسر وراثت میں موخرالذکر کا قائمقام ہوتا ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں -

ا - کھتانان ضلع کانگڑہ - دختر اپنے باپ کے جدیوں کو جدی طور پر وارث نہیں ہوتی - قانون اقوام کا ابتدائی اصول پدری وراثت کا ہے - اور بعض دفعہ

اس اصول کی دختروں کے حق میں ترمیم کیجاتی ہے :۔ (۱) ان کو شادی ہونے تک جائداد پر قابض رہنے کی اجازت دیجاتی ہے ۔ اور بجائے گذارہ اور مصارف شادی کے ایسا کیا جاتا ہے ۔ جس کی یہ بلاشبہ مستحق ہوتی ہے ۔ ۰۰۰۰ (۲) عورت کو عملی طور پر پدری رشتہ کی پوزیشن دینا بالکل مختلف امر ہے ۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء ۔

۲۔ معماران ضلع لودھیانہ ۔ خانہ داماد کے پسر جائداد کی وراثت میں اپنے باپ کا حق نیابت سے لیتے ہیں ۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء ۔

## ہفتم ۔ فرض کرو کہ دختر اس کا پسر یا خاوند وارث ہوتا ہے

انکی وفات پر کون وارث ہونے کا مستحق ہے ۔ فرض کرو کہ مالک فوت ہوتا ہے ۔ اور ایک دختر اور اس عورت کے پسر یا خاوند چھوڑ جاتا ہے ۔ جو اس جائداد کے وارث ہوتے ہیں جو مالک مذکور چھوڑ گیا ہو تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون شخص بعد وفات (۱) دختر (۲) اس کے پسروں اور (۳) اس کے خاوند کے وارث ہوگا ۔ مقدمات ذیل سے اس کا جواب اسطرح ملتا ہے :۔

**(ایک) جائداد دختر کی وراثت** ۔ اُن اقوام میں جو زرعی رواج کی تابع ہیں ۔ جب منکوحہ دختر پدری رشتہ داروں کی موجودگی میں اپنے باپ کی جائداد کی وارث ہوتی ہے ۔ تو اس سوال کا جواب کہ اس دختر کی وفات پر کون شخص وارث ہوگا اس حقیقت کی نوعیت پر موقوف ہوتا ہے جو اس کو بغرض وراثت اپنے باپ کی جائداد میں حاصل ہوتی ہے ۔ یہ یا تو محدود حقیقت ہوتی ہے جو ناکتخدا لڑکی کو تاحیات حاصل ہوتی ہے ۔ اور یہ اس کی زندگی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے ۔ اور جائداد باوصف اس امر کے اس کے باپ کے جدیوں کو بازگشت کرتی ہے ۔ کہ یہ پیچھے اولاد چھوڑ جائے یا یہ ایسی حقیقت ہونی ممکن ہے جو اس کی اولاد کے قابل وراثت ہو جو از قسم اناث یا ذکور یا دیگر اشخاص سے ہو ۔ بہتر خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ منکوحہ دختر قابل وراثت جائداد لیتی ہے ۔ اور اس کے وارث حسب ذیل ہیں :۔ (الف) اس عورت کے پسر (ب) اس کی بیٹیاں (ج) اس کی ہمشیرہ یا (د) اس کا خاوند ۔

**(الف) پسر** ۔ پسروں کے وارث کی نسبت مقدمات ذیل قابل ملاحظہ ہیں ۔

۱۔ جب دختر جائیداد کی وارث ہوتی ہے۔ یہ اس کے قبضہ میں جدّی رہتی ہے۔ یہ اس جائداد کو اپنے پسروں کو اور ان کی اولاد کو منتقل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ اجلاس کامل۔

۲۔ جب دختر وارث ہوتی ہے تو اس کے سب پسر جائداد سے حصّہ لیتے ہیں۔ عام اس سے کہ یہ پسر ایسے خاوندوں کی اولاد ہوں جو اس کے باپ کے جدّی ہوں۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳۔ جب دختر اپنے باپ کی جائداد لیتی ہے۔ یہ جائداد اپنے پسروں کو پہونچاتی ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

۴۔ جب دختر اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے۔ یہ جائداد اپنے پسروں کو پہنچاتی ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۵۔ جب بیٹیاں وارث ہوتی ہیں۔ یہ حق اپنے پسروں کے پاس پہنچانے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ یعنی اپنے باپ کے نواسوں کے پاس۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۰۴۔

(ب) دختران۔ دختر کی وفات پر نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں جائداد دختر کی دختر کو ملتی ہے۔ اس بارہ میں مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مسلمان راجپوتان ہوشیارپور۔ اُن اقوام میں جو زرعی رواج کی تابع نہیں وراثت کا یہ بالعموم قاعدہ نہیں کہ جب دختر اپنے باپ کی جدّی جائداد کی وارث ہو تو نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں وارث نہیں ہوتیں۔ اور جدی وارث ہونے کے مستحق ہوتے ہیں۔ بحوالہ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ اور رد صاحب کے "قانون اقوام" کے صاحب فاضل جج نے یہ بیان کیا تھا کہ "ہم خیال نہیں کرتے کہ یہ کہنے کے واسطے کافی سند ہے کہ جب دختر کو اپنے باپ کی جائیداد کا وارث ہونے کی اجازت ملی ہو تو پھر اس کی دختر کو وارث ہونے کی اجازت نہیں دیجاتی۔ ..... کیوں یہ وراثت ایک ہی زینہ پر محدود کیجائے؟ ہم خیال کرتے ہیں کہ آیا آپ نے محدود حقیت ملی تھی۔ یا کہ نہیں ملی تھی۔ یہ یقیناً جدیوں کو خارج کرتی ہے۔ اور بطور وارث کے جائداد لیتی ہے۔ اور اسطرح جائداد اپنی دختر کو آگے پہنچانے کے قابل ہے"

۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۲- ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۲ء میں شجرہ نسب حسب ذیل تھا :-

الف

ب — ج — د مدعی

ب : ھ نے دیکہ تھا شادی کی

ج : و دختر

ھ : دختر — ناکتخدا دختر

دختر : پسر ض

ج کی جائداد کی اس کی منکوحہ دختر و وارث ہوئی جو ھ کی بیوی تھی - اور اس عورت سے اس کی دو بیٹیاں پیدا ہوئیں - و کی وفات کے بعد جائداد دونوں دختروں نے لی - جن میں سے ایک منکوحہ اور دوسری غیر منکوحہ تھی - اور منکوحہ کا ایک پسر ض تھا - اور غیر منکوحہ دختر کی وفات کے بعد ض نے سالم جائداد پر قبضہ کیا تھا - اور مدعی د کی اولاد نے بہ ترجیح ض کے جائداد لینے کا دعوے کیا - اور یہ وجہ پیش کی کہ و کی حیثیت وفات یا شادی کرنے پر غیر منکوحہ دختر کو ملی تھی اور چونکہ ض کو کوئی حق نہ تھا - کیونکہ اس کی ماں منکوحہ دختر تھی - لہذا غیر منکوحہ دختر کی وفات پر جائداد الف کے جدیوں کو جاتی ہے - قرار پایا کہ یہ خاندان اپنی قوم کے اندر شادی کرنے والا ہے - جس میں چچیرے آپس میں شادی کر سکتے ہیں - لہذا اس امر میں کوئی استعجاب نہیں کہ دختر جائداد اپنے باپ سے لے یہ قابل وراثت ہے - اور اس کی اپنی اولاد پر نازل ہوگی اور کہ مدعیوں کو وارث ہونیکا کوئی حق نہیں -

(۳) لودھی پٹھانان تحصیل جالندھر - جب دختر وارث ہو تو اس کی وفات پر اس کی دختر اول الذکر کے باپ کے جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۶۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

(۴) سیالان ضلع جھنگ - یہ ثابت کرنیکا بار دختر کے وارث پر ہے کہ یہ بترجیح باپ کے جدیوں کے وارث ہوتا ہے - ۳۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء

ج - ہمشیرگان - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- سارست برہمنان تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر - دختر اپنے باپ کی

وارث ہوئی۔ قرار پایا کہ اس کے بعد اس کی ہمشیرہ کا پسر بہ ترجیح اس کے خاوند کے جدیوں کے وارث ہوتا ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۲۔ مسلمان راجپوتان ہوشیارپور۔ دختر وارث ہوتی ہے۔ قرار پایا کہ اس کی دختر اور ہمشیرہ اپنے باپ کے جدیوں کو خارج کرتی ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

د۔ خاوند۔ آیا دختر کا خاوند اس دختر کا وارث ہوتا ہے۔ دیگر مقدمات خانہ دامادی جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

دوم۔ دختر کے پسر کی جائداد کی وراثت۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب دختر کا پسر وارث ہو۔ تو جائداد اس کی وفات پر اصلی مالک کے نرینہ سلسلہ کو بازگشت نہیں کرتی۔ بلکہ دختر کے پسر کے قدرتی ورثاء کو جاتی ہے۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۲۔ جب دختر کا پسر بذریعہ ہبہ یا بنوع دیگر وارث ہو۔ اس کی وفات کے بعد جائداد نانا کے جدیوں کو بازگشت نہیں کرتی۔ بلکہ اس کے اپنے باپ کے ورثاء کو جاتی ہے۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۳۔ جب دختر کا پسر وارث ہوتا ہے۔ جائداد اس کی ماں کے باپ کے جدیوں کو ملتی ہے۔ نہ کہ اس عورت کے باپ کے پدری رشتہ داروں کو ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۶۵۔

۴۔ جائداد سق کو اس کی ماں کی وساطت سے ملی۔ یعنے اس پر بحیثیت نواسہ وارث ہوا۔ قیاس یہ ہے کہ اس کے بے اولاد مرنے پر جائداد اس کے باپ سے شروع ہو کر اس کے نرینہ جدیوں کو نہیں بلکہ اس کی ماں کے باپ کے نرینہ جدیوں کو جاتی ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

سوم۔ دختر کے خاوند کی جائداد کا وارث نہ ہونا۔

۱۔ بے پسر خانہ داماد کی صورت میں ورثا خانہ داماد کے قدرتی خاندان میں تلاش کرنے چاہئیں۔ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

۲۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء میں پلوڈن صاحب جج نے بیان کیا تھا کہ "

خانہ داماد کے مقدمات کو جس قدر بنظر تعمق دیکھتے ہیں یہ زیادہ تر ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ جو کچھ خانہ داماد لیتا ہے یہ اس کی بیوی کے حق سے ملتا ہے۔ اور دختر کی اولاد کو پہونچایا جاتا ہے۔ اور اسیطرح دختر کی اولاد کے ان تمام مقدمات میں ٹھیک نیت ہے وہ یہ ہے کہ پرانی نسل کی بلاواسطہ اولادوں کو (خواہ مستورات کی وساطت ہی سے کیوں نہ ہو) فائدہ پہونچایا جائے۔ اور نہ کہ ورثاء کی عدم موجودگی میں خاوند کے خاندان کو مستفید کیا جائے"

۳۔ ریمارک مذکور کا ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل میں پسندیدگی کے ساتھ حوالہ دیا گیا تھا۔

۴۔ گجرات کا مقدمہ۔ جس داماد کے نام ہبہ کیا جائے یہ جائداد موہوبہ میں صرف حقیت حیات کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اس کو اپنے پسروں کے نام بھی منتقل نہیں کرسکتا جو دوسری بیوی کے بطن سے تولد ہوں۔ اور اس کے بعد جو اشخاص وارث ہونے کے مستحق ہیں وہ نرینہ اولاد ہے۔ جو مالک کی دختر کے بطن سے تولد ہو۔ اور اس اولاد کی عدم موجودگی میں اس کے جدی وارث ہوتے ہیں۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۵۔ خانہ داماد کے حق میں ہبہ سے سچے مستفید ہونے والے دختر کے پسر ہیں۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۴۰۔

۶۔ سیالکوٹ کا مقدمہ۔ خانہ داماد کے نام ہبہ۔ ہبہ دختر کے پسروں کے مفاد کے واسطے ہے۔ لہذا خانہ داماد کے برادر کو وارث ہونیکا حق نہیں۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۷۔ سیالکوٹ کا مقدمہ۔ اس مقدمہ میں اصول مذکور کی تائید کی گئی۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۸۔ دہلی کا مقدمہ۔ خانہ داماد کے پسر جو دوسری بیوی سے ہوں۔ (یہ مالک جائداد کی دختر نہ ہو) بہ ترجیح جدیان مالک وارث ہونیکا حق نہیں رکھتے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

۹۔ گجروان ضلع گجرات۔ جب خانہ داماد اپنے سسر کی جائداد کا وارث ہوتا ہے

تو فاتح داماد مذکور کا خانہ داماد اس جائداد کا وارث نہیں ہوتا - ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۱۰- جو زمین دختر اور اس کی اولاد کے واسطے داماد کے نام ہبہ کی جائے - یہ واہب کے خاندان کی جانب بازگشت کرتی ہے - اور داماد کے حقداران بازگشت کو اس کی بابت تنازعہ کرنے کا حق نہیں ہوتا - ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۱۱- جو زمین داماد کے نام ہبہ کی گئی ہو یہ واہب کی دختر اور اس کی اولاد کے مفاد کے واسطے جاتی ہے - ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

۱۲- جو زمین دختر کو اس کے باپ سے ملی ہے - یہ اس کی قطعی جائداد ہو گئی ہے - اور اس عورت نے اپنے خاوند کے نام ہبہ کر دی ہے - یہ اس کے مرنے کے بعد اس عورت کی جانب بازگشت کرتی ہے - اور اس کی دختر یہ نازل ہوتی ہے - اور متوفی خاوند کے جدی اس کے وارث نہیں ہوتے - ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

---

# باب ۱۳ سیزدہم

## مستورات کا وارث ہونا

### (بجز بیوہ اور دختر کے)

اس باب کے مضامین حسب ذیل ہیں:- (اوّل) ماں - (دوم) دادی - (سوم) ہمشیرہ - (چہارم) پسر کی دختر - (پنجم) پسر کی بیوہ (ششم) بھائی کی دختر (ہفتم) دختر کی دختر - (ہشتم) بھائی کی بیوہ - (نہم) چچے کی دختر اور اس کی اولاد (دہم) بعید جدیان جو بذریعہ مستورات کے رشتہ دار ہوں - (یازدہم) مستورات کی جدی وراثت -

اوّل - ماں - ماں اور سوتیلی ماں کی وراثت قواعد ذیل کے تابع ہے -

(اوّلاً) - متوفی کی بیوہ کی موجودگی میں ماں کو صرف گذارہ کا حق ہوتا ہے -

اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- بخاری زراعت پیشہ سیدان ضلع جھنگ - بیوہ کی موجودگی میں ماں

کو صرف گذارہ لینے کا حق ہوتا ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۴- ہندو گرسائیان ضلع کانگڑہ - مندرجہ کے قابض کی بیوہ ماں کو محروم کرتی ہے

۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

گذارہ کی بابت اس کو زمین دے سکتے ہیں - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

(ثانیاً) نرینہ اولاد اور بیوہ کی عدم موجودگی میں ماں بہ ترجیح منکوحہ دختر اعد جدیوں کے وارث ہونے کی مستحق ہے - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں -

اسگجران ضلع گجرات - ماں بعید جدیوں کو محروم کرتی ہے - ۹۵ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲- ہندووان ضلع گجرات - ماں جدیوں کو خارج کرتی ہے - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۳- سنگھپوریہ جاگیرداران - ماں بمقابلہ برادر کے نقد گذارہ کے علاوہ جائیداد میں باحقیت حیات لیتی ہے - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

(ثالثاً) مگر سوتیلی ماں کو وارث ہونے کا حق نہیں - مقدمات حسب ذیل ہیں -

۱- سوتیلی ماں جائداد کی وارث نہیں ہوتی - ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۲- سوتیلی ماں بہ ترجیح جدیان وارث نہیں ہوتی - ۲، پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

(رابعاً) جب ماں مکرر شادی کرے تو یہ سوال پیدا ہوتا ہو کہ کیا یہ اپنے پسر کی وارث ہوتی ہے - یا کہ شادی کرنے سے اس کے حقوق زائل ہو جاتے ہیں میری رائے میں سب کچھ اس بات پر منحصر ہوتا ہے کہ آیا یہ بحیثیت بیوہ ہونے اپنے خاوند کے وارث ہوتی ہے یا کہ محض ماں کی حیثیت میں ایسا کرتی ہے - موخرالذکر صورت میں اس کے مکرر شادی کرنے سے کوئی تفاوت پیدا نہیں ہوتا - کیونکہ اس کی مکرر شادی کرنے سے اس کے مادری منصب میں مطلق فرق نہیں آتا اس کے مخالف اور موافق سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- ہندو سوس جاٹان ضلع ہوشیارپور - جب ماں اپنے پسر کی وفات سے پہلے مکرر شادی کرے - یہ وارث ہونے کی مستحق نہیں ہوتی - ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲- ہندو سندھو جاٹان تحصیل چونیاں ضلع لاہور - ماں نے مکرر شادی کی اور پسر مر گیا - بروئے رواج قرار پایا کہ یہ بحیثیت ماں وارث ہونے کی مستحق نہیں

کیونکہ یہ اپنے پسر کے باپ کی بیوہ نہیں ہتی - ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء اجلاس کامل

۳- اہل ہنود میں ماں باوصف اپنی شادی کے بہ ترجیح جدیان وارث ہوتی ہے ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۴- ماں باوصف اپنی مکرر شادی کے وارث ہوتی ہے - بیوہ ازدواج ثانی سے موجودہ حقوق زایل کرتی ہے - مگر اپنی شادی کے بعد جائداد کی وارث ہوسکتی ہے - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۵- ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء کے واقعات حسب ذیل تھے -

الف

ب مرد نے د کے ساتھ بیاہ کیا

ج نے د کے ساتھ شادی کی جو ھ کی ماں تھی بعد وفات ب

ھ پسر

ب - ایک بیوہ د چھوڑ مرا جس کے بطن سے اس کا پسر ھ تھا - بعد وفات ب اس کا پسر ھ وارث ہوا - مگر قبل وفات ھ اس کی ماں د نے ج کے ساتھ شادی کر لی - سوال یہ تھا - کہ آیا د مکرر شادی کرنے کے بعد اپنے پسر ھ کی جائداد کی وارث ہوتی ہے - فریقین ضلع گجرات کے گجر تھے - اور صرف قابل فیصلہ سوال یہ تھا کہ آیا د بحیثیت بیوہ اپنے پہلے خاوند ب کے یا صرف بحیثیت ماں کے لیتی ہے ؟ - اول الذکر صورت میں یہ زیادہ تر ب کی بیوہ نہیں رہی تھی - اور اسکو وارث ہونیکا حق نہ تھا - قرار پایا کہ یہ بحیثیت ماں وارث ہونے کی مستحق ہے اور باوصف ازدواج ثانی کے وارث ہوتی ہے -

(خامساً) جو ماں وارث ہوتی ہے یہ صرف حقیت حیات کی وارث ہوتی ہے

مقدمہ -

گجران ضلع گجرات - جو ماں وارث ہوتی ہے اسکو حقیت حیات ملتی ہے ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

دوم - دادی (جدہ)

۱- ضلع حصار کے مسلمان ڈوگر سے - دادی کو دادا کے بھائی پر ترجیح ہے

۱۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۲۔ دادی بکر ثانی شادی کرنے سے وارث ہونے کا حق زائل نہیں کرتی۔ ۱۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

**سوم دختر اور اس کی اولاد۔** یہ صحیح نہیں کہ پنجاب کا رواج ہمشیرہ اور اس کی اولاد کے حق وراثت کو تسلیم نہیں کرتا۔ مقدمات ذیل اس بیان کی تصدیق کرتے ہیں:۔

۱۔ تنازع مابین ہمشیرہ اور جماعت مالکان کے تھا۔ اس پر صاحب فاضل جج نے بیان کیا تھا :۔ "بیشک بڑی بڑی زراعت پیشہ اقوام میں عام قاعدہ مستورات کو ورثاء کی فہرست سے خارج کرنیکا ہے۔ لیکن اس کا حصر اس بات پر ہوتا ہے کہ جائداد شخصی ملک سے بڑھ کر خاندان کا حق خیال کیجاتی ہے۔ چونکہ مستورات جنگ میں شریک ہونے کے قابل نہیں اور بالعموم حفاظت اور دوسروں پر سہارا کرنے کے قابل ہیں۔ لہذا کوئی نرینہ رشتہ دار جو قابل لحاظ قریب کے درجہ میں ہو تفوق رکھتا ہے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ اخراج قطعی ہے۔ اور قریبی عورت رشتہ دار کو خاندان کی نیابت کا حق نہیں ہوتا۔ یا ان حالات میں نرینہ سلسلہ کے تمام رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں دعوے نہیں کرسکتی۔ ہم یہ کہنے کی حد تک نہیں جاتے کہ عورت جس کو بعید رشتہ داری کا دعوے ہو۔ اس کو کوئی منصب حاصل ہے۔ یہ سوال ہمیشہ مشکل ہوگا۔ کیونکہ اس امر کا فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کس پشت کا بعید حقدار بازگشت انتقال جائداد کی نسبت تنازعہ کرنے کا مستحق ہے۔ لیکن اس مقدمہ میں ہم ایک عورت رشتہ دار کے ساتھ برتاؤ کر رہے ہیں جو حصہ داران میں سے ایک ہی ہمشیرہ ہے۔ اور دوسرے کی چچیری بہن ہے۔ اس صورت میں یہ ثابت کرنیکا بار مدعا علیہم اجنبی پر ہے کہ مستورات کو خارج کرنیکا رواج مدعیہ کو جو قریبی نسلی رشتہ دار ہے۔ اس صورت میں بھی وراثت سے محروم کرتا ہے۔ جب کہ کوئی جدی تعلق اس کے (مدعا علیہ) کے حق میں بیان نہ کیا جائے۔ ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۲۔ بعض اجنبیوں نے جو اپنے آپ کو مالکان دیہہ بیان کرتے تھے۔ پیش ہوکر بیان کیا کہ ان کو متوفی کی زمین کے وارث ہونے کی نسبت بمقابلہ ہمشیرہ کے جو بروئے قانون رواج وارث نہیں فائق تر حق حاصل ہے۔ متوفی صرف ان کی خدمت کا کھاتا

اور ان کا آپس میں کوئی رشتہ نہ تھا۔ قرار پایا کہ حجت ناقابل پذیرائی ہے۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۵ء

۳۔ بلاشبہ عام قاعدہ یہ ہے کہ رواج ہمشیرہ یا اس کی اولاد کو ورثاء کے سلسلہ میں ملحوظ نہیں کرتا۔ (جب کہ جدی موجود بھی نہ ہوں۔ اسمیں مستثنیات بھی ہو سکتی ہیں۔ مگر یہ ثابت کرنیکا بار کہ ہمشیرہ کی اولاد وارث کے زمرہ میں نہیں آتی۔ اس شخص پر ہے جو یہ بیان کرے"۔ مقدمہ مذکور ضلع کانگڑہ کے راجپوتوں کا تھا۔ اور اعلیٰ مالک کو پھر بھی ترجیح ہوتی ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔ (نوٹ۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ ۹۵ سنہ ۱۹۰۵ء کا تذکرہ نہیں کیا گیا تھا) ۔

ثانیاً۔ ہمشیرہ اور جدی۔ ہمشیرہ اور جدیوں کے مابین اس عورت کے بھائی کی جائداد کی وراثت کے متعلق تنازعہ میں بار ثبوت کا قواعد ذیل سے فیصلہ کیا جائیگا۔

رول اوّل۔ دختر اور ہمشیرہ کی پوزیشن میں اہم فرق ہے۔ اور محض یہ امر کہ قوم یا خاندان میں دختر کو فائق تر حق ہے یہ قیاس پیدا نہیں کرتا کہ یہی قاعدہ دختر پر حاوی ہوگا۔ سنمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہمیں ہمشیرہ کے پسر اور دختر کے پسر کے مابین اختلاف کا اہم نقطہ معلوم ہوتا ہے۔ رواج سے دختر کے پسروں سے جو رعایت مدنظر رکھی گئی ہے۔ یہ نرینہ اولاد کے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ بے پسر شخص کی صورت میں دختر اور اس کی اولاد پسر اور اس کی اولاد کی جگہ پر آسکتے ہیں۔ مگر دختر اور اس کی اولاد کی صورت میں یہ عورت اور اس کے پسر۔ مالک کے پسر اور اس کی اولاد کی جگہ پر نہیں آتے یہ اس شخص کی دختر ہے جس کی اولاد یعنی برادر موجود ہے۔ اور نہ یہ عورت اور نہ ہی اسکی اولاد بے پسر شخص کی اولاد ہیں۔ ......۔ باپ کے گھر میں رہائش رکھنے والی دختر کے پسروں کی وراثت کی نظائر یا نواسوں کے نام ہبوں کے جواز کی عام اس سے کہ یہ رہائش رکھتے ہوں یا کہ نہ رکھتے ہوں زبردست قیاس پیدا نہیں کرتا۔ کہ ہمشیرہ کے پسر کے نام ہبہ جائز ہوگا۔ عام اس سے کہ اس کے والد کے گھر میں پرورش کی گئی ہو۔ یا کہ نہ کی گئی ہو۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۴۷۔

۲۔ ہم خیال نہیں کرتے کہ اسبارہ میں شک ہو سکتا ہے۔ ہمشیرہ اور اس کی

اولاد کی وراثت اسی بناء پر جو دختر اور اس کی اولاد نہیں - جو اوّل الذکر اکثر میں موخر الذکر کے بعد آتی ہے - اور یہ وہاں ہوتا ہے جہاں مستورات کی وراثت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۸۰ -

۳- قانون کے کسی دستور میں جس سے ہم واقف ہیں - دختر اور ہمشیرہ کے دعاوی ایک ہی بناء پر نہیں رکھے گئے - اور ہم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ اس صوبہ کے زراعت پیشہ اشخاص بحث کے نازک سلسلہ سے انکو کبھی ایک ہی بناء پر لاتے گئے لہذا اقرار پایا کہ ہمشیرہ کا منصب دختر کے منصب سے مختلف ہے - اوّل الذکر آخری قابض کی ہمشیرہ ہے - اور نہ کہ آخری نرینہ قابض کے باپ کی دختر ہے - ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء - اجلاس کامل -

۴- جہاں دختروں کے حق میں بندوبست قیاس بھی ہو - یہ ہمشیرگان کے حق میں بہت کمزور ہوتا ہے - اور محض یہ امر کہ بعض دفعہ بیٹیوں کو بہ ترجیح نرینہ جدیان وارث ہونےکی اجازت ہے - ہمشیرہ کے حق میں کوئی قیاس پیدا نہیں کرتا - ۱۷۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

رول دوم - قریبی نرینہ جدیوں کی عدم موجودگی میں دختر لیتی ہے - لہذا بار اُس فریق پر ہوتا ہے جو اس کے برعکس رواج کا مصر ہو - سندات حسب ذیل ہیں:

۱- ہمشیرہ اور چھٹی پشت کے جدیوں کے مابین تنازعہ میں ایسا رواج ثابت کرنیکا بار موخر الذکر پر ہوتا ہے - کہ اوّل الذکر خارج کیا جاتا ہے - ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۲- ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں بار ثبوت کی بابت کچھ بیان نہیں کیا گیا - مگر ہمشیرہ اس وجہ سے وارث ہوئی تھی کہ رواج عام اور نظائر اس کے حق میں تھیں -

۳- یہ تنازعہ کیا گیا تھا کہ پنجاب کے قانون رواج کے مطابق جو زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہوتا ہے - پانچویں پشت کے جدی ہمشیرگان کو خارج کرتے ہیں - فاضل صاحب جج نے اس حجت کو سطرح نامنظور کیا تھا - ہم اس امر کو منظور کرنیکو تیار نہیں کہ اس قسم کا رواج عام موجود ہے - مگر یہ قیاس کرنے سے بھی کہ اس قسم کے رواج کی موجودگی سے جو نتیجہ نکلتا ہے اسکی تردید کرنے کے واسطے وراثت کے قواعد جن کی لودھیانہ کے رواج عام میں تفصیل درج ہے - جدیوں پر بار عاید کرنے کے واسطے کافی ہیں - ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۴۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۴۳ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہمشیرہ اور کسی پشت کے جدیوں کے مابین تنازعہ میں بار ثبوت ہمشیرہ پر ہوتا ہے۔

۵۔ بخاری سیدان ضلع جھنگ۔ یہ ثابت کرنیکا بار ہمشیرہ پر ہے کہ یہ پانچویں پشت کو محروم کرتی ہے۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ صفحہ ۱۷۱

۶۔ ہمشیرہ اور ساتویں پشت کے جدیوں کے مابین تنازعہ میں ثابت کرنے کا بار (۱) بوجہ رواج عام اور (۲) ہمشیرہ اور اس کی اولاد کے منصب کی نسبت سندات کے لمبے سلسلہ کے ضلع ہوشیار پور کے افغانوں میں ہمشیرہ پر عائد کیا گیا تھا۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۷۔ جاٹان ضلع ہوشیار پور۔ یہ ثابت کرنے کا بار کہ یہ خارج کرتا ہے۔ ہمشیرہ زادہ پر ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۸۔ مغلان ضلع رہتک۔ یہ ثابت کرنے کا بار دختر پر ہے کہ جدیوں کو خارج کرتی ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## ثالثاً۔ ہمشیرہ اور دختر کے مابین تنازع۔

۱۔ بطور قاعدہ۔ ہمشیرہ اور اس کی اولاد کو دختر خارج کرتی ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

## رابعاً۔ وراثت سے ہبہ کی صورت مختلف ہے۔

یہ امر قابل نوٹ ہے کہ جہاں ہمشیرہ یا کسی دیگر عورت کی وراثت کا سوال پیدا ہو غیر وصیتی وراثت ان مقدمات سے قابل تمیز ہے۔ جن میں ہمشیرہ کو جائداد بذریعہ ہبہ یا وصیت ملے۔ موخر الذکر صورت میں بار ثبوت بہت بھاری نہیں۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۹۲۔

## (پنجم) غیر زراعت پیشہ قواعد مذکورہ کی پیروی نہیں کرتے۔

ہمشیرہ کو خارج کرنے کی نسبت قواعد غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی نہیں ہوتے۔ یہ اپنے ذاتی قانون کی پیروی کرتے ہیں۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ گل فروشان لاہور و امرتسر۔ ہمشیرہ بھائی کے پسروں کو خارج کرتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۲۔ دیکھو دیگر مقدمات زیر باب غیر زراعت پیشہ اشخاص۔

(ششم) ہمشیرہ کا کون وارث ہوتا ہے؟ - مقدمات حسب ذیل ہیں -

۱- مسلمان وڑائچان تحصیل و ضلع گجرات - زمین ہمشیرہ کے نام کی گئی تھی - اسکی وفات پر یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا اس کے خاوند کو ملے - یا کہ بھائی کو جو ہبہ کا پسر ہے - زمین موخر الذکر کو ملی تھی - اور بار ثبوت خاوند پر تھا - ۷۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء -

۲- ہندو چیوان جاٹان تحصیل جگراؤں - ضلع لودھیانہ - جب بھائی اپنے ہمشیرہ کے نام ہبہ کرے - تو اس عورت کی وفات پر جائداد اس کے خاوند کے وارث کو جاتی ہے - اور اس کے بھائی کے جدیوں کو بازگشت کرتی ہے - ۶۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

(ہفتم) مقدمات کا خلاصہ متعلقہ ہمشیرہ کے پسر اور پوتے کے -

اوّل - گلفروش

گلفروشان لاہور - ہمشیرہ بھائی کے پسروں کو محروم کرتی ہے - ۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء -

دوم - کنبوہ

ضلع لاہور کے کنبوہ - ہمشیرہ کے پسر کو دوسرا چچا زاد جدی زمین سے خارج کرتا ہے - ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء -

سوم - ارائیان

۱- مسلمان ارائیان گوت بھٹی ضلع لاہور - ہمشیرہ بھتیجی کو خارج کرتی ہے - ۱۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء

۲- مسلمان گیلان ارائیان ضلع لاہور - ہمشیرہ چچیرے رشتہ داروں کو خارج کرتی ہے - ۴۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

۳- مسلمان بھٹی ارائیان لاہور - ہمشیرہ کا پسر بھائی کے پسروں کو خارج کرتا ہے - ۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء -

۴- ارائیان ضلع لاہور میں ہمشیرہ وارث ہے - ۲۹ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۲ء -

چہارم - خوجے

تحصیل قصور ضلع لاہور کے خوجے - دختر ہمشیرہ کو خارج کرتی ہے ۵۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء

تحصیل لاہور کے خوجے۔ دختر ہمشیرہ کو خارج کرتی ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

امرتسر

### اوّل۔ ارائیں

مسلمان بھٹی ارائیان ضلع امرتسر۔ ہمشیرہ کا پسر بھائی کے پسروں کو خارج کرتا ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

### دوم۔ برہمن

سارست برہمنان تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر۔ پہلے دختر وارث ہوئی اور پھر مر گئی۔ اس کی بھین کے پسر کو بمقابلہ اس کے متوفی خاوند کے برادر کے ترجیح دی گئی۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

### سوم۔ گلفروش

گلفروشان ضلع امرتسر۔ ہمشیرہ بھائی کے پسروں کو خارج کرتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

جھنگ

### سیّد

بخاری سیّدان ضلع جھنگ۔ بھینوں اور ان کے پسروں کو پانچویں پشت کے جدی محروم کرتے ہیں۔ بار ثبوت اوّل الذکر پر۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

گجرات

### اوّل۔ جاٹ

مسلمان جاٹان ضلع گجرات۔ قریبی جدی ہمشیرہ کے پسروں کو خارج کرتے ہیں۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء (مقدمات بروئے شرع محمدی فیصل کئے گئے تھے)۔

### دوم۔ برہمن

برہمنان ضلع گجرات۔ بھین کو بھین کے پسر خارج کرتے ہیں۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

### سوم۔ گجران

۱۔ مسلمان گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ ہمشیرہ چھٹی اور ساتویں پشت کو محروم کرتی ہے۔ یہ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲۔ گجران ضلع گجرات۔ ساتویں اور آٹھویں پشت کے پدری رشتہ دار ہمشیرہ کے پسروں کو خارج کرتے ہیں۔ اس صورت میں بھی جب کہ وہ خانہ کر

مدت مدید سے متوفی کے ساتھ شامل رہے ہوں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

سرکانگڑہ

اوّل - گھرتھ

گھرتھان ضلع کانگڑہ - ہمشیرہ کا پسر مرض کے مالک کو محروم کرتا ہے - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

دوم - راجپوت

ٹھکر راجپوتان ضلع کانگڑہ - جاگیردار اعلیٰ مالک ہمشیرہ کے پسر کو محروم کرتا ہے ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

رہتک

اوّل - شیخ

جھجر شیخان ضلع رہتک - سوتیلا برادر بہین کو خارج کرتا ہے - بار ثبوت ہمشیرہ پر ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

دوم - مغل

مغلان ضلع رہتک - ہمشیرہ داماکی اولاد کو خارج کرتی ہے - بار ثبوت ہمشیرہ پر تھا - مگر یہ جدیوں پر عائد کیا گیا تھا - اور بادی النظر میں مقدمہ ثابت کیا گیا تھا - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

سوم - سیّد

۱ - سیّدان کہارکودا ضلع رہتک - ہمشیرہ زادہ دوسرے درجہ کے چچیروں اور ممیروں کو خارج کرتا ہے - ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲ - سیادان - کہارکودا ضلع رہتک - چچے کا بیٹا ہمشیرہ کے پسر کو محروم کرتا ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

فیروزپور

جاٹ

ہندو دھدیراں جاٹان تحصیل فاضلکا ضلع فیروزپور جو جدی متوفی کے داماکی اولاد ہوں یہ ہمشیرہ کو محروم کرتے ہیں - ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

ملتان

اوّل - برہمن

برہمنان ملتان - ہمشیرہ کا پوتا بحیثیت بندہو کے وارث ہوتا ہے - ۱۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

دوم۔ جاٹ

چنار جاٹان تحصیل لودہران ضلع ملتان۔ ہمشیرہ اُن جدیوں کو محروم کرتی ہے۔ جو پڑدادا کی اولاد ہوں۔ ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

انبالہ

اوّل۔ جاٹ

ہندو جاٹان ضلع انبالہ۔ ہمشیرہ مالکان دیہ کو محروم کرتی ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

دوم۔ گجر

مُسلمان گجران تحصیل روپڑ ضلع انبالہ۔ ہمشیرہ اُن مالکان دیہہ کو محروم کرتی ہے جو رشتہ دار نہ ہو۔ ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

جالندھر

پٹھان

لودھی پٹھانان ضلع جالندھر۔ قریبی نرینہ رشتہ دار ہمشیرہ کے پوتے کو خارج کرتے ہیں۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

ہوشیارپور

اوّل۔ جاٹ

مسلمان جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ پڑپوتا ہمشیرہ کے پسر کو خارج کرتا ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔ بار ثبوت موخرالذکر پر ہے۔

دوم افغان

افغانان ضلع ہوشیارپور۔ ساتویں پُشت کے جدی رشتہ دار جائداد جدی کی وراثت میں ہمشیرہ کو خارج کرتے ہیں۔ بار ثبوت ہمشیرہ پر ہے۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

مظفرگڈھ

اوّل۔ بلوچ

بلوچان ضلع مظفرگڈھ شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں ہمشیرہ حصہ لیتی ہے۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

دوم۔ پنوار

پنواران ضلع مظفرگڈھ۔ ہمشیرہ جدی جائداد کی وراثت میں پانچویں پُشت کو خارج کرتی ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

بنوں

برہمن

برہمنان ضلع بنوں۔ غیر منکوحہ ہمشیرہ اپنے بھائی کی جائداد کی تاحیات یا

شادی کرنے تک وارث ہوتی ہے۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء

## جاٹ

تفرقہ

۱۔ جاٹ سکھوں میں ہمشیرہ وارث نہیں۔ جائداد جدیوں کو ملتی ہے۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۰ء

۲۔ مقامی رواج کے مطابق ہمشیرہ زادہ وارث نہیں۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

۳۔ ہمشیرہ کا پسر ۱۴ویں پشت کو خارج کرتا ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء

چہارم۔ پسر کی دختر۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ چوہتان جاٹان ضلع گجرانوالہ۔ پوتی کو بموجودگی جدیان شادی کرنے تک وارث ہونے کی اجازت ہے۔ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۹۵

۲۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء میں تنازع مابین دختر کے پسر اور بھتیجے کے حسب ذیل تھا۔

الف

ب — ج

د۔ مدعا علیہ (ب کا پسر)

ھ (ج کا پسر)

د۔ پوتی مدعیہ تھی

ج کی جائداد کی بابت تنازع تھا۔ اس کا پسر ھ اپنے باپ کی حین حیات میں ایک دختر د چھوڑ مرا۔ جو اس میں مدعیہ تھی۔ د مدعا علیہ ج کا بھتیجا تھا۔ اس مقدمہ میں بار ثبوت کی نسبت کچھ بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن یہ ریمارک کیا گیا ہے کہ تمام دیگر وارثوں کی عدم موجودگی میں پوتی کو خارج کرنیکا رواج ثابت نہیں کیا گیا۔ شائد اس کے معنے یہ ہیں کہ بھتیجے کو ثابت کرنا لازم ہے۔ کہ بروئے رواج پوتی کو وراثت سے محروم کرتا ہے۔ بہر حال کسی رواج کی عدم موجودگی میں مقدمہ شرع محمدی کے مطابق فیصل کیا گیا تھا۔ جس سے دختر کو حصہ ملتا ہے۔

پنجم۔ پسر کی بیوہ۔ مقدمات ذیل پر غور کرنے کے بعد ۶۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء ۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء ۱۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء ۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔ ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء۔ ۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء — ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء — ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء اور ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔ ہم نے حسب ذیل نتیجہ نکالا ہے :۔

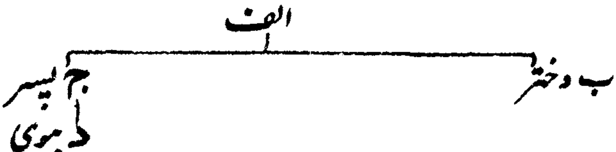
(اوّل) یہ کہنا صحیح نہیں کہ پسر کی بیوی کسی ممکن صورت میں اپنے سسر کی وارث ہونے کی مستحق نہیں۔

(دوم) اس عورت اور اس کے سسر کی صلبی اولادوں کے مابین تنازعہ میں یہ ثابت کرنے کا بار بہو پر بھاری ہوتا ہے کہ یہ موخر الذکر کے ساتھ وارث ہوتی ہے۔

(سوم) اس عورت اور اُن جدیوں کے مابین تنازعہ میں جو ان کے علاوہ ہوں جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ قیاس کرنے سے کہ بار ثبوت اس عورت پر ہے۔ یہ بہت بھاری نہیں اور ہلکا ہے۔ اور باآسانی بنایا جا سکتا ہے۔

اب ہم ان امور کی تائید میں سندات کا حوالہ دیتے ہیں۔

(اوّل) پسر کی بیوی وارث ہو سکتی ہے۔ اگر مَیں غلطی نہیں کرتا۔ تو پسر کی بیوی کی وراثت کا پہلا مقدمہ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء ہے۔ جس میں شجرہ نسب حسب ذیل تھا۔




الف ۔ کا پسر ج تھا۔ اور ایک دختر ب کی تھی۔ پسر مذکور اپنے باپ کی حین حیات میں فوت ہوا۔ اور ایک بیوی د چھوڑ گیا۔ الف کی وفات کے بعد اس کی بہو د نے بہ ترجیح ب کے جائداد لینے کے واسطے دعوےٰ کیا۔ دعوےٰ مذکور خارج کیا گیا تھا۔

۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء میں قرار پایا تھا کہ پسر کی بیوی سسر کی جائداد کی وراثت میں اپنے خاوند کی جانشین ہونے کی مستحق نہیں۔ مگر برعکس اس کے ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء — ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء — ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء — ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء — ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء — ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء — ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء — اور ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء میں پسر کی بیوی کو وارث ہونے کی اجازت

دی گئی تھی - اور میں اس سے نتیجہ نکالتا ہوں کہ اس صوبہ میں پسر کی بیوی ورثا کے زمرہ میں آتی ہے -

(دوم) پسرانِ شُسر پسر کی بیوی کو خارج کرتے ہیں - اور بار ثبوت اس عورت پر ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- پسر کی بیوی کی جانب سے یہ بیان کیا گیا تھا کہ یہ رواج میں نیا اصول نہیں کہ بیوہ اپنے خاوند کی قائمقام ہوتی ہے - اور جسطرح کہ مالک کی بیوہ کے حق گذارہ سے خاوند کی زمین پر قابض ہونے کا حق پیدا ہو گیا ہے - اسیطرح اس مقام کے ہتھنوں میں پسر کی بیوہ کا ویسا ہی حق پیدا ہو گیا ہے - یعنی حجت یہ تھی - کہ متوفی کے بلاواسطہ صلبی وارثوں کی موجودگی میں استحقاقاً حصہ لینے کی مستحق تھی - اور عدالت نے بار ثبوت کے سوال پر بیان کیا تھا کہ "بجز اس کے اس میں کوئی سوال نہیں کہ بار ثبوت بیوہ پر ہے - جو اس غیر معمولی حق کا اصرار کرتی ہے اور نہ اس بارہ میں بہت کچھ شک ہو سکتا ہے کہ بار بہت بھاری ہے" ..... ۵ پنجاب ریکارڈ [illegible]
یہ ہندوؤں کا مقدمہ تھا -

۲- مسلمان راجپوتان ضلع لاہور - ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء کے اصولوں کے مطابق بار ثبوت پسر کی بیوی پر عائد کیا گیا تھا - اور اس کا دعوے خارج کیا گیا تھا - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء -

(سوم) دیگر جدیوں اور بیٹے کی بیوی کے مقدمہ میں بار ثبوت -
بیشک یہ صحیح ہے کہ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء - ۱۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء - اور ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں عدالت نے خاص رواج ثابت کرنیکا بار پسر کی بیوہ پر عائد کیا تھا کہ یہ بہ ترجیح جدیان وارث ہو سکتی ہے - مگر ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں سر چارلس رو صاحب نے بتایا تھا کہ "یہ امر ایسا ہے - جس کے متعلق رواج تبدیل ہوتا ہے - اور قطعی طور پر کوئی عام رواج قرار نہیں دے سکتے" - لیکن جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے - جن مقدمات میں پسر کی بیوی بہ ترجیح جدیان اپنے سُسر کی جائیداد کی وارث ہوتی ہے - جو متوفی کے پسر نہ ہوں ان مقدمات میں مختلف بنا پر جن میں تنازعہ مابین ان

عورت اور خسر کی اولاد ہو۔ اور جہاں تک میں دریافت کر سکا ہوں پہلا مقدمہ جس میں اس امر کا پہلی دفعہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء ہے۔ یہ فیصلہ اس امر کے لئے سند ہے کہ یہ ہمیشہ اس کی پیروی نہیں کرتا۔ کیونکہ پسر کی بیوی موخر الذکر قسم کے مقدمات میں وارث نہیں ہوتی لہذا اسے اوّل الذکر قسم کے مقدمات میں بھی محروم کیجائے گی۔ یہ فرض کرنے سے کہ اوّل الذکر قسم کے مقدمات میں بار ثبوت عورت پر ہوتا۔ میری رائے میں بار ثبوت اس قدر سنگین نہیں جیسا کہ خیال کیا جاتا تھا۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء (قریشیاں شہر فیروزپور) میں یہ ثابت کرنیکا بار پسر کی بیوی پر تھا۔ کہ یہ قریبی سرینہ جدیوں کو خارج کرتی ہے۔ جس کو یہ نباہ نہ سکی۔ جیسا کہ فیصلے کے حجم میں بیان کیا گیا ہے۔

چہارم۔ یہ گذارہ لیتی ہے۔ جن صورتوں میں بیوہ اپنے خسر کی وارث نہیں ہوتی۔ یہ گذارہ کی مستحق ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جہاں بیوہ وراثت کی نسبت اپنا حق ثابت نہ کر سکے۔ اس کو گذارہ ملنا چاہیئے۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

۲۔ اس مقدمہ میں بھی گذارہ دلایا گیا تھا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔

اگر یہ حقیت حیات لے تو اس کی نوعیت کیا ہوگی۔ جب پسر کی بیوی حقیت حیات لے تو یہ بیوہ کی وراثت کی سی ہوگی۔ جس کو یہ بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکیگی۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔

## (پنجم) پسر کی بیوہ کی وراثت کے مقدمات۔

### اوّل۔ جاٹ

گجرات ۱۔ وڑائچ جاٹان ضلع گجرات۔ پسر کی بیوہ اپنے خسر کی جائداد کی وارث ہوتی ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء

### دوم۔ گجر

۱۔ گجران ضلع گجرات۔ یہ عورت وارث ہوتی ہے ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

۲۔ گجران ضلع گجرات۔ خاوند کا بھائی اور اس عورت کے پسر کی بیوہ کو خارج

کرتا ہے۔ نمبر ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

جاٹ

سیالکوٹ

چیماں جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ یہ وارث ہوتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

اوّل۔ جاٹ

ہوشیارپور

ڈھلوں جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ فیصلہ میں متنازعین کی رشتہ داری درج نہیں کی گئی۔ یہ وارث نہیں ہوتی۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

دوم۔ راجپوت

راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ یہ وارث ہوتی ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

سوم۔ ہتم

ہتمان ضلع ہوشیارپور۔ خاوند کا برادر اس عورت کو خارج کرتا ہے۔ ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

جاٹ

امرتسر

اینوان جاٹان ضلع امرتسر۔ یہ وارث ہوتی ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲۔ رندھاوا جاٹان ضلع امرتسر۔ یہ عورت خسر کے بھائی کو محروم کرتی ہے ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

جالندھر

جاٹ

نگرہ جاٹان ضلع جالندھر۔ یہ وارث ہوتی ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

دہلی

سیّد

سیّدان ضلع دہلی۔ یہ وارث نہیں ہوتی۔ ۱۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

لاہور

راجپوت

۱۔ راجپوتان ضلع لاہور۔ یہ وارث ہوتی ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲۔ راجپوتان ضلع لاہور۔ خاوند کا برادر اس کو محروم کرتا ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

قریشی۔

فیروزپور

قریشیان شہر فیروزپور۔ قریبی نرینہ جدی اسکو خارج کرتے ہیں۔ ۵۰

پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

پٹھان

میانوالی

عیسیٰ خیل پٹھانان تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی اکلوتے پسر کی بیوہ جو قبل باپ فوت ہو حقیت حیات لیتی ہے۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

کھتری

لدھیانہ

کھتریان ضلع لودھیانہ دھرم شاستر کی پیروی کرتے ہیں۔ اس پسر کی بیوی جو قبل باپ فوت ہو خسر کی جائیداد کی وارث نہیں ہوتی۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

ششم۔ بھائی کی بیٹیاں۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

لاہور

۱۔ مسلمان ارائیان ضلع لاہور۔ بھتیجی بھین کو محروم نہیں کرتی۔ ۱۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء

۲۔ مسلمان ارائیان ضلع لاہور۔ قریبی چچیرا برادر جو ایک درجہ آگے ہو۔ بھتیجی کو محروم کرتا ہے۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء۔

متفرق

ہفتم۔ دختر کی دختر

پدری رشتہ دار دختر کی دختر کو خارج کرتے ہیں۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء

ہشتم۔ بھائی کی بیوہ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

اوّل۔ راجپوت

۱۔ راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ بھائی کی بیوہ وارث ہوتی ہے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

۲۔ راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ بھائی کی بیوہ وارث ہوتی ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

۳۔ نارو راجپوتان (مسلمان) ضلع ہوشیارپور۔ یہ عورت وارث ہوتی ہے ۱۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء

دوم۔ ارائیان

۱۔ ارائیان تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ بھائی کی بیوہ وارث ہوتی ہے۔ ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء

۲۔ اور لک جاٹان ضلع فیروزپور۔ یہ وارث نہیں ہوتی۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

اس عنوان میں دیگر مقدمات کی بابت دیکھو "بیوہ کی جدی وراثت"

**نہم۔ چچا کی دختر اور اس کی اولاد۔**

چچا کی دختر کا پسر قانون کے رو سے وارث ہوتا ہے۔ ۱۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

**دہم۔ دیگر مستورات اور بعید جدی جو ان کی وساطت سے رشتہ دار ہوں۔** مقدمہ حسب ذیل ہے:۔

بعید جدی قریبیوں کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔ محض اس وجہ سے کہ یہ عورت کی طفیل رشتہ دار ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

**یازدہم۔ عورت کی جدی طور پر وراثت۔** ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بعض صورتوں میں بیوہ کو جدی طور پر وارث ہونے کی اجازت ہے۔ مگر یہ قاعدہ دیگر مستورات پر حاوی نہیں ہوتا۔

مقدمہ یہ ہے:۔

۱۔ عورت اپنے باپ کے چچیرے برادر کی جائیداد کی بموجودگی جدیان وارث نہیں ہوتی۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

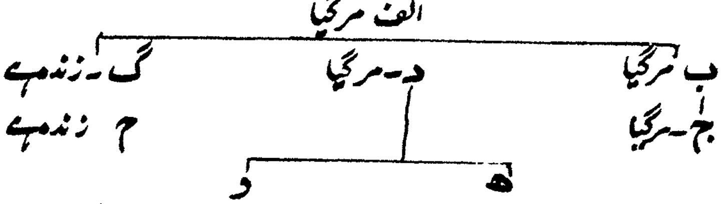
# باب چہاردہم

## جدّی وراثت کی تعریف

متوفی کی نرینہ اولاد اور بیوہ کی عدم موجودگی میں جائیداد باتباع قواعد مذکور متوفی کے جدیوں کو ملتی ہے۔ الفاظ "جدی وراثت" الفاظ "نسلی وراثت" کے مترادف ہیں۔ جب دو اشخاص کے مابین تعلق ایسا ہو کہ ان میں سے ایک بلاواسطہ سلسلہ میں دوسرے شخص کی اولاد ہو۔ یعنی ایسا رشتہ ہو۔ جیسا کہ کسی شخص کا اپنے باپ دادا۔ پسر اور پوتے کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو اس تعلق یا رشتہ داری کو "نسلی قرابت" بولتے ہیں۔ مگر جب یہ تعلق اس قسم کا ہو کہ ان میں سے کوئی دوسرے سے بلاواسطہ سلسلہ میں نہ ہو۔ گو وہ دونوں ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہوں تو یہ

جدی قرابت کا تعلق ہوتا ہے ۔ اور اشخاص جدی یا ایک دوسرے کے جدی رشتہ دار ہوتے ہیں۔

اب جدی وراثت کا سب سے پہلا قاعدہ یہ ہے کہ نسلی اولادوں کی عدم موجودگی میں بیوہ یا دختر بصورتیکہ یہ وارث ہو متوفی کی جائداد اس کے قریب ترین نرینہ نسلی اولاد کو بازگشت کرتی ہے ۔ اور یہی شخص ہے جس سے اولاد کا پتہ لگایا جاتا ہے۔




مثلاً اگر ج نرینہ مالک فوت ہو ۔ اور دیگر ورثاء چھوڑ جائے ۔ اس کی جائداد ب کو بازگشت کرتی ہے ۔ اور اگر ب خود مرگیا ہو ۔ تو یہ اوپر الف تک جائیگی جو ایسا جدی ہے ۔ جہاں سے اس کا پتہ ملتا ہے ۔ اب شجرہ مذکور میں خود الف مرگیا ہے ۔ مگر اپنے پسران د اور گ سے نسلی اولاد چھوڑ گیا ہے ۔ یہ اشخاص د اور گ یا ان کی اولادیں بصورتیکہ یہ فوت ہو گئے ہوں ۔ جدی وراثت سے جائداد کے وارث ہوں گے۔

مگر اوز ایک کسیقدر اہم سوال درپیش ہے ۔ فرض کرو کہ د مرگیا ہے ۔ اور دو پسر ھ اور و چھوڑ گیا ہے ۔ مگر گ خود زندہ ہے ۔ تو کیا گ جو ھ اور و سے زیادہ قریبی ہے ۔ وراثت میں موخرالذکر کو محروم کرتا ہے ؟ ۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ قایممقامی کے قاعدہ کے مطابق یہ ایسا نہیں کرسکتا ۔

**اول قایممقامی کا قاعدہ** ۔ (اولاً) زراعت پیشہ اشخاص میں جو حق قایممقامی وراثت پر حاوی ہوتا ہے یہ ایسا حق ہے جس سے مورث اعلیٰ کی اولادیں خواہ یہ اس سے کیسی ہی دور کیوں نہ ہوں سب مل کر وارث ہوتی ہیں ۔ اور اس حق کی وجہ سے ایک پسر جس کا باپ موخرالذکر کے باپ کی عین حیات میں فوت ہو گیا باپ مذکور کے حق القائم پسروں کے ساتھ مساوی طور پر وارث ہوتا ہے ۔ دیگر الفاظ میں دادا کی جائداد کی تقسیم میں پوتا اپنے چچا کے ساتھ مساوی وارث ہوتا ہے

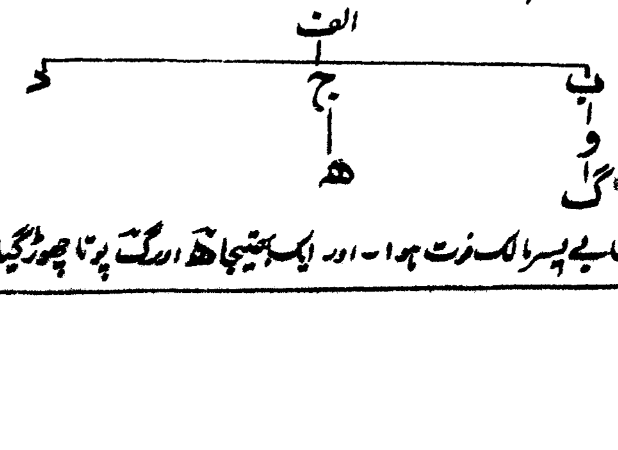
اور یہ پوتا نہ تو اس وجہ سے وراثت سے محروم کیا جاتا ہے کہ اس کا اپنا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اور نہ ہی اس وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ چچا سے ایک پُشت دور ہے۔ یہ اپنے متوفی باپ کی جگہ پر آ جاتا ہے۔ اور وراثت میں اس کا قائمقام ہو جاتا ہے۔ اہل ہنود اور اہل اسلام کے ذاتی قانون کے مطابق اس شخص کو اپنے چچوں کے ساتھ وارث ہونے کی اجازت نہیں مگر اس صوبہ میں پنجاب کا عام رواج یہ ہے کہ حق قائمقامی موجود ہے۔ اور یہاں پسر یا پوتا جس کا باپ فوت ہو وراثت کی گنجائش نکلنے کے وقت مورث اعلیٰ کی جائیداد کا اُسی طرح وارث ہوتا ہے جس طرح کہ اس کا باپ زندہ رہنے کی حالت میں وارث ہوتا ہے۔ اس حق کو حق قائمقامی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ باپ کی جگہ پر آتا ہے۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ قانون رواج کے مطابق وراثت کا معمولی قاعدہ یہ ہے کہ مالک کی بلا واسطہ نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں اس کے جدی قائمقامی کے قاعدہ سے مل کر وارث ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو محروم نہیں کرتے۔ اور یہ عام بات ہے کہ خود مالک کو اس قسم کی وراثت تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۴۷۴۔

۲۔ ہم جانتے ہیں کہ زراعت پیشہ اشخاص میں عام اس سے کہ یہ ہندو یا مسلمان ہوں مورث اعلیٰ سے مختلف پشتوں کی اولادیں خاندان کے بے پسر شخص کی وراثت کے معاملہ میں عموماً مساوی طور پر مستحق ہوتی ہیں۔ ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۳۔ ہم باور کرتے ہیں کہ اس صوبہ کے مسلمان زراعت پیشہ اشخاص میں حق نیابت کا عام رواج ہے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔ صفحہ ۳۳۱۔

۴۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۱ء میں شجرہ نسب حسب ذیل تھا:۔




جب بے پسر مالک فوت ہوا۔ اور ایک بھتیجا ھ اور گ پوتا چھوڑ گیا۔ ج۔ د

اور ت اس کی حین حیات میں فوت ہو گئے تھے۔ سوال یہ تھا کہ آیا دوسری شاخ کا پڑپوتا گ جس کا باپ مالک ب سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ ھ کے تقساوی وارث ہوتا ہے۔ دھرم شاستر کے مطابق نہیں ہوسکتا قرار پایا تھا کہ ایسا رواج ثابت ہوگیا ہے۔ جس کے رو سے بچے اپنے باپ کے قانونی دعاوی کے وارث ہوسکتے ہیں۔ اور وراثت بذریعہ قایمقامی تھی۔

۵۔ نیز دیکھو ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

ثانیاً۔ قاعدہ قایمقامی نسلی اور جدی وراثت پر حاوی ہوتا ہے۔ یہ نوٹ کرسکتے ہیں کہ یہ قاعدہ جیسا کہ جدی وراثت پر حاوی ہوتا ہے ویسا ہی نسلی پر ہوتا ہے۔ مثلاً پوتا نسلی قایمقامی سے اپنے باپ کے بھائی کے ساتھ وارث ہوتا ہے قطع نظر اس کے جدی قایمقامی سے بھائی کا پوتا بھتیجے کے ساتھ وارث ہوتا ہے۔

ثالثاً۔ یہ قاعدہ غیر زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ زراعت پیشہ پر حاوی پایا گیا ہے۔ عام اس سے کہ یہ قصبہ میں رہتے ہوں یا کہ نہ رہتے ہوں۔ دیکھو ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء اور مقدمات کے خلاصے زیر۔

رابعاً۔ یہ رواج اس قدر عام ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے واسطے شہادت مطلوب ہے۔ چیف کورٹ کا خیال ہے کہ یہ رواج قرین انصاف ہے۔ اور یہ اس قدر عام ہوگیا ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے واسطے کسی شہادت کی ضرورت نہیں۔ اور غیر زراعت پیشہ اشخاص میں بھی بعض ایسے مقدمات ظہور میں آئے ہیں جن میں شہادت کی تھوڑی سی مقدار نے دھرم شاستر اور شرع محمدی کے قواعد کو باطل کر دیا ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جو فریق ایسا رواجی حق قایمقامی بیان کرے جو نسلی وراثت پر ایسا ہی حاوی ہو جیسا کہ جدی پر ہو اسکو یہ حق قایم کرنے کے واسطے شہادت دینا ضروری ہے۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ اس عدالت میں کئی ایسی نظائر ظہور میں آئی ہیں۔ جن میں حق قایمقامی بلا تنازعہ

تسلیم کیا گیا تھا - پلوڈن صاحب جج - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

خامساً - لیکن اگر پسر اپنے باپ کا وارث نہ ہو - تو اس کو حق قایمقامی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ پنجاب ریکارڈ نمبر ۰۰ میں ان مقدمات میں تمیز کی گئی ہے - جن میں وہ پسر جس کا باپ اس شخص سے پہلے فوت ہو جس کی جائداد زیر تنازعہ ہو - موخرالذکر کا وارث ہوتا ہے - اور اس کا جو اپنے باپ کا وارث نہ ہو - لہذا موخرالذکر صورت میں حسب منشائے فیصلہ مذکور کوئی حق قایمقامی نہیں ہوتا -

## ہفتم - قایمقامی کے متعلق مقدمات کا خلاصہ -

### پٹھان

بنوں

۱- عباس خیل پٹھانان تحصیل و ضلع بنوں - حقیقی چچیرے برادر - اس حقیقی چچیرے کے بچوں کو خارج نہیں کرتے - جو متوفی سے پہلے فوت ہو - ۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲- پٹھانان تحصیل بنوں - قریب ترین جدی ان قریب ترین جدیوں کے پسروں کو خارج نہیں کرتے جو قبل متوفی فوت ہو - ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳- منل خیل ضلع بنوں - بھائی اس برادر کے پسروں کو خارج نہیں کرتے - جو متوفی سے پہلے مرا ہو - ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

### جاٹ

سیالکوٹ

ہندو جاٹان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ - بھائی کے پوتے بھتیجوں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں - ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

### اروڑے

ڈیرہ اسمعیلخان

ڈیرہ اسمعیلخان کے اروڑے - متوفی کے بھتیجے اس کے بھائیوں کے ساتھ مساوی وارث ہوتے ہیں - ۱۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

### سید

رہتک

۱- سیدان ضلع رہتک - پسر جن کا باپ پہلے فوت ہو اپنا حصہ لیتے ہیں - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲- سیدان رہتک - پوتا اور پسر مساوی وارث ہوتے ہیں - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

جالندھر

## اوّل - کشمیری

مسلمان کشمیریان بنگا ضلع جالندھر - پوتا جس کا باپ فوت ہو گیا ہو - اپنے دادا کے دیگر پسروں کے ساتھ وارث ہوتا ہے - شرع محمدی حاوی نہیں ہوتی - ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

## دوم - جاٹ

ہندو جاٹان ضلع جالندھر - حق قایمقامی مرجوح ہے - ۵، پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

کرنال

## مہاجن

مہاجنان کرنال - بھتیجے چچوں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں - ۱، پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

گوڑگانوں

## بنئے

اگروال بنئے ضلع گوڑگانوں قاعدہ قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں - ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

کیمبل پور

## پٹھان

پٹھان زمینداران تحصیل اٹک - پوتا حق قایمقامی سے پسروں کے ساتھ وارث ہوتا ہے - ۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

شاہپور

## جاٹ

رانجھا جاٹان تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور - پوتا پسروں کے ساتھ وارث ہوتا ہے ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

پشاور

## پٹھان

پٹھانان ضلع پشاور - پوتے بیٹوں کے ساتھ مل کر وارث ہوتے ہیں - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

لاہور

## ۱ - خوجے

۱ - ضلع لاہور کے شمسی خوجے رواج کی پیروی کرتے ہیں - پہلے فوت شدہ جدی کا پسر حق قایمقامی سے چچے کے ساتھ اپنے باپ کا حصہ لیتا ہے - ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

دوم - کھتری - کھتریان لاہور حق قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

گورداسپور

## جاٹ

جاٹان ضلع گورداسپور۔ پوتا پسروں کے ساتھ ل کرلیتا ہے۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

امرتسر

## راجپوت

راجپوتان ضلع امرتسر۔ پسر پوتوں کو محروم نہیں کرتا۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

امبالہ

## اوّل۔ جاٹ

ہندو جاٹان ضلع امبالہ۔ قایمقامی کے قاعدہ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ جاٹان پیلی ضلع امبالہ۔ قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

## دوم۔ بنئے

جگادہری ضلع امبالہ کے بنئے قایمقامی کی اجازت دیتے ہیں۔ ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

جہلم

## آوان

آوانان ضلع جہلم۔ قایمقامی کے قاعدہ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

گوجرانوالہ

## اوّل۔ کھتری

سکھ کھتریان گوجرانوالہ۔ قاعدہ قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

دوم۔ برہمن۔ زراعت پیشہ برہمنان ضلع گجرانوالہ قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

دہلی

## جاٹ

دہلی کے ہندو جاٹ قایمقامی کے قاعدہ کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

لودھیانہ

## جاٹ

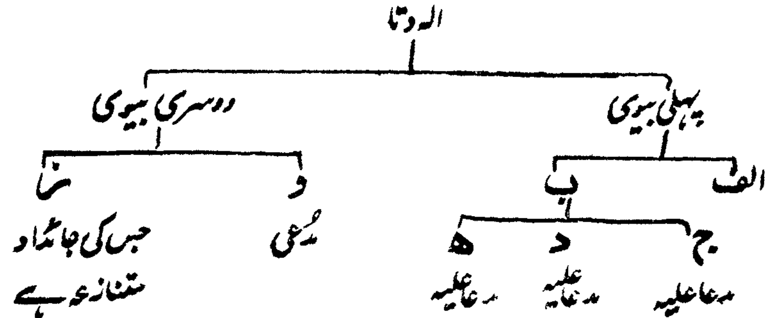
جاٹان ضلع لودھیانہ قاعدہ قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں۔ ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

برہمن۔

زراعت پیشہ برہمنان ضلع فیروزپور قانون قایمقامی کی پیروی کرتے ہیں۔ فیروزپور
۱۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

سوم۔ حقیقی اور سوتیلے۔ (۱) آیا جدی وراثت میں یہ دیگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں۔ یا کہ وراثت میں حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں؟ ایک شخص الف دو پسر ب اور ج چھوڑ مرا۔ جن میں سے پہلا حقیقی اور دوسرا سوتیلا پسر ہے۔ کیا ب دوسرے پسر ج کو خارج کرے گا یا کہ یہ مل کر وارث ہوں گے۔ (۲) اس سوال کا جواب اس امر پر موقوف ہے۔ کہ فریقین کا رواج کیا ہے۔ کیا حقیقوں کے سوتیلوں کو خارج کرنے کی تائید میں کوئی قیاس پیدا ہوتا ہے یا کہ نہیں پیدا ہوتا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء سے پہلے اس بارہ میں کوئی منفصلہ قواعد نہیں تھے۔ نمبر ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء ۱۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ اور ۱۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ مشتہرہ مقدمات ہیں جو اس سوال کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی ایسا عام قاعدہ قرار نہیں دیتے۔ جس کے رو سے حقیقی رشتہ دار سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ بطور ۹ روا تو صرف ایک مقدمہ (۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء) میں قرار پایا تھا کہ سوتیلوں کو خارج کرنیکا قاعدہ مثبت طور پر ثابت ہو گیا ہے۔ قطع نظر اس کے ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء اور ۱۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں ایسا رواج پایہ ثبوت کو پہونچا تھا۔ جس کے رو سے حقیقی اور سوتیلوں کے حقوق مساوی قرار پائے تھے اور باقی مقدمات بعدم موجودگی رواج دھرم شاستر اور شرع محمدی کے مطابق فیصل کئے گئے تھے۔

(ثانیاً) - حقیقی اور سوتیلوں کے سوال کا اس امر پر مدار ہوتا ہے کہ آیا اصلی تقسیم پگونڈ یا چونڈہ ونڈ ہے - یہ مقدمہ بالتفصیل ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - اجلاس میں عدالت عالیہ چیف کورٹ کے پیش ہوا تھا - واقعات حسب ذیل تھے:-




زؔ فوت ہوا - اور اپنا حقیقی برادر وؔ اور تین بھتیجے جؔ - دؔ اور ھؔ جو اس کے سوتیلے برادر بؔ کے پسر تھے - چھوڑ مرا - اور سوال یہ تھا کہ آیا حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں یا کہ نہیں ؟ - اور شہادت میں ثابت کیا گیا تھا کہ الہ دتا کے مرنے کے بعد تقسیم اس کے چار پسروں الفؔ - بؔ - وؔ اور زؔ کے مابین قاعدہ پگونڈ سے مساوی طور پر ہوئی تھی - اور اس پر صاحب فاضل جج نے یہ ریمارک کیا تھا - کہ " ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ تسلیم کرنا چاہئیے کہ اس امر کا پدری جائداد کی تقسیم پگونڈ یا کہ چونڈہ ونڈ کے قاعدہ سے ہوئی تھی - متوفی بھائی یا چچیرے برادر کی جائداد کی آپس میں تقسیم پر حقیقوں اور سوتیلوں کے رشتہ کا بہت بھاری اثر ہوتا ہے " اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ :-

جدی وراثت کے مقدمات میں جو پنجاب میں پیدا ہوتے ہیں - اور ان کا فیصلہ رواج کے تابع ہوتا ہے - اور اس میں متوفی اور دعویداروں کے مورث اعلےٰ کی جائداد کا حصہ زیر تنازعہ ہو - اور جب یہ معلوم ہو کہ :-

(الف) مورث اعلیٰ کی جائداد قاعدہ چونڈہ ونڈ کے مطابق کیگئی تھی - یا

(ب) مورث اعلیٰ کی جائداد قاعدہ پگونڈ کے مطابق تقسیم کی گئی تھی -

تو تاوقتیکہ اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے -

(الف) کی صورت میں حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - اور بصورت بؔ

حقیقی اور سوتیلے مساوی وارث ہوتے ہیں۔

اس کی وجہ کہ کیوں چونڈہ ونڈ کی تقسیم کے مطابق حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ (جیسا کہ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء (صفحہ ۱۹۲ پر بیان کیا گیا تھا) یہ ہے کہ خاندان اور خاندان کی جائداد گروہوں اور حصوں میں بکھر جاتی ہے۔ اور یہ بات قرین قیاس ہے کہ حقیقیوں کو سوتیلوں پر ترجیح اخیر میں خاندان کی ساخت پر موقوف ہوتی ہے۔

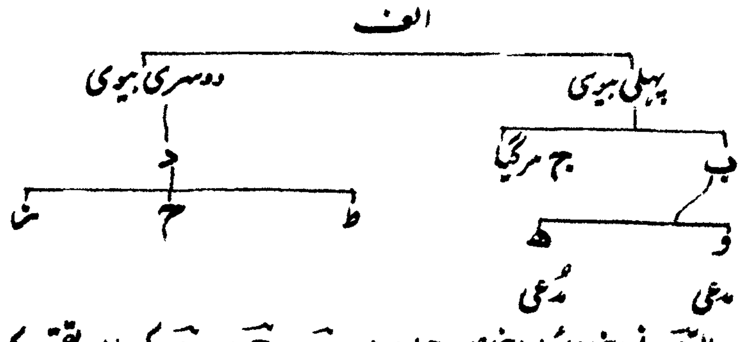
(ثالثاً) اگر چونڈہ ونڈ سے تقسیم نہ ہو۔ تو اس صورت میں بھی حقیقی سوتیلوں کو خارج کریں گے۔ بشرطیکہ تقسیم گروہوں میں ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء اجلاس کامل میں صرف یہ قاعدہ قرار دیا گیا ہے کہ اصلی تقسیم پگونڈ یا چونڈہ ونڈ کے مطابق ہوئی تھی۔ مگر فرض کرو کہ اس قسم کی تقسیم نہیں ہوئی۔ یا جہاں یہ بخوبی عیاں نہ ہو۔ ابتدائی تقسیم چونڈہ ونڈ کے مطابق ہوئی تھی یا کہ نہیں ہوئی تھی۔ پھر عدالت کو یہ دیکھنا لازم ہوگا کہ آیا حالات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے یا کہ نہیں ہوتا کہ جائداد پسروں میں مجموعوں یا گروہوں کے مطابق تقسیم کی گئی تھی۔ اجلاس کامل کے فیصلہ (۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء) نے اس بات کا تصفیہ نہیں کیا تھا مگر اجلاس کامل کے مقدمہ میں جو اصول پایا جاتا ہے یہ اس قسم کے مقدمہ پر بھی حاوی ہوتا ہے۔

مگر یہ امر ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں فیصل کیا گیا تھا۔ جس میں مالک کی دو بیویاں تھیں۔ اور اس کی وفات پر جائداد دو گروہوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ اور ایک گروہ کو ۱/۲ حصہ اور دوسرے کو ۱/۲ حصہ ملا تھا۔ اور تب سے ہر گروہ اپنے اپنے حصے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ برتاؤ کرتا رہا۔ اور پسروں میں سے ایک کی وفات پر تنازعہ برپا ہوا تھا۔ کہ آیا نالش کی تاریخ کو بوقت رواج چونڈہ ونڈ یا کہ پگونڈ مروج تھا مگر قرار پایا تھا کہ پرانا رواج چونڈہ ونڈ مروج ہے۔ بلوڈن صاحب جج نے تجویز کیا تھا کہ چونکہ باپ کی وفات پر تقسیم میں فریقین کو یہ مدنظر تھا کہ آئندہ پسروں کا ہر گروہ اپنے اپنے حصوں پر دوسروں سے الگ تھلگ قابض رہے۔ اور چونکہ تب سے حقیقیوں کا ہر گروہ دوسروں سے علیحدہ رہتا ہے۔ لہذا یہ فی الحقیقت چونڈہ ونڈ

تقسیم تھی ۔ اور کسی خاص رواج کی عدم موجودگی میں قیاس یہ تھا کہ جو حقیقی ایک مجموعہ میں سے تھے ۔ یہ دوسرے گروہ کے سوتیلوں کو خارج کرتے تھے ۔

یہی اصول ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں حاوی کیا گیا تھا ۔ جو ضلع لودھیانہ کے جاٹوں کا مقدمہ تھا ۔ اور ابتدائی تقسیم نہ تو موجب قاعدہ پگونڈے اور نہ ہی چونڈہ ونڈہ سے ہوئی تھی ۔ مگر یہ ایسی تقسیم قرار پائی تھی جس میں ہر بیوی سے دو خاندانوں کی موجودگی تسلیم کی گئی تھی ۔ لہذا قرار پایا تھا کہ حقیقی رشتہ دار سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں ۔

ان سندات سے جو قاعدہ منتج ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حقیقی اور سوتیلوں میں جدی وراثت کی اغراض کے واسطے عدالت کو جس امر کو دیکھنا لازم ہے وہ یہ ہے کہ آیا جدی تقسیم چونڈہ ونڈ کے مطابق ہوئی ہے یا کہ نہیں ہوئی ۔ اور آیا یہ مجموعوں کے مطابق ہوئی ہے ۔ دیگر الفاظ میں سوال یہ ہے کہ آیا کئی پسروں کے مابین تقسیم ہر بیوی کے لحاظ سے ہوئی ہے ۔ یا کہ خاندان کے سرکردہ شخص کے لحاظ سے ہوئی ہے ؟ اگر ایسا ہوا ہو تو حقیقی سوتیلوں کو خارج کریں گے ۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں یہ امر مختصر طور پر اسطرح واضح کیا گیا ہے :-




الف نے اپنی جائداد اپنی عین حیات میں ب ۔ ج اور د کے مابین تقسیم کی ۔ ب اور ج نے ۳/۵ حصہ اور د نے ۲/۵ حصہ لیا ۔ بعد وفات الف کے اس کے پسران ب اور ج مل کر د سے علیحدہ رہتے تھے ۔ اور ج کی وفات تک ان کے کھاتے علیحدہ تھے ۔ سوال یہ تھا کہ آیا د کے پسر جو سوتیلے تھے ۔ ب کے پسروں کے ساتھ جو حقیقی تھے ۔ اس جائداد کے وارث ہوئے تھے ۔ جو ج چھوڑ گیا تھا ۔ قرار پایا کہ الف کی جانب سے تقسیم بعینہ قاعدہ چونڈہ ونڈ یا پگونڈ کے مطابق نہیں

تھی۔ مگر یہ ایسی تقسیم تھی جس سے اس کی دو بیویوں کے بیٹوں کے مابین خوب نمایاں ہوتی تھی۔ جن دو خاندانوں کا قائم کرنا مدنظر تھا۔ جو ہر ایک بیوی کی اولاد سے خاندان کے مابعد رہتا۔ جج سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تمیز قائم رکھی گئی تھی۔ اور حقیقی برادر مل کر قابض ہوئے تھے۔ لہذا حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے تھے۔ اور صاحب فاضل جج نے بیان کیا تھا کہ اُن گروہوں کے مطابق تقسیم جو ان اولادوں سے قائم کئے گئے تھے۔ اس قسم کی تقسیم زیادہ تر ضروری خاصیت ہے بہ نسبت حصص کی مساوات کے جو سر گروہ کو دئے جاتے ہیں"۔

پرانے فیصلہ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء میں (جو ہندوؤں کا مقدمہ تھا)۔ باپ نے مو دیہات اپنی حین حیات میں اپنے پانچ پسروں میں تقسیم کئے تھے۔ اس نے ایک موضع دو پسروں کو اور دوسرا باقی تین کو دیا تھا اور قرار پایا تھا کہ چونکہ جدی ورثا میں تقسیم مکمل ہوئی تھی۔ لہذا ایک موضع کے اشخاص کو دیگر موضع پر ترجیح تھی۔

(چہارم) یہی قاعدہ اُس صورت میں حاوی ہوتا ہے جب کہ تقسیم پگونڈ سے ہو۔ مگر اس تقسیم کے بعد ہر بیوی کے پسر گروہوں میں علیحدہ ہوگئے ہوں۔ مرکب خاندان میں جہاں مختلف بیویوں کے پسروں میں تقسیم قاعدہ پگونڈ سے ہوئی ہو۔ مگر اس تقسیم کے بعد ہر بیوی کے کئی پسروں نے اپنا گروہ دوسری بیوی کے پسروں سے علیحدہ قائم کر لیا ہو تو گویا اُنہوں نے ایک خاندان قائم کر لیا ہے جس کے اوپر ان کی علیحدہ علیحدہ مائیں ہیں۔ اس قسم کے مقدمہ میں بھی ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء اجلاس کامل کا اصول حاوی ہوگا۔ اور گو ابتدائی تقسیم پگونڈ سے ہوئی ہے۔ تاہم حقیقی سوتیلوں کو خارج کریں گے۔ صاحب فاضل جج ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔ صفحہ ۳۰۵ میں سے نے بیان کیا ہے کہ "اس سالم معاملہ کو مختصراً حالات میں لانے کے واسطے حقیقی اور سوتیلوں کے مابین مقاومت میں جو کسی خاص مقدمہ میں ہو۔ ہمیں کم سے کم اس سوال میں آینوالی معلوم ہوتی ہے کہ آیا حقیقی اور سوتیلے دعویدار بنظر رواج متنازعہ کے معاملے بارہ میں ایک ہی خاندان کے ممبر ہیں"۔ صاحب سابق سینیر جج (صفحہ ۲۲ مذکور) بیان کرتے ہیں کہ کس طرح کئی بیویوں کے پسر بعد وفات اپنے باپ کے پگونڈ تقسیم میں اپنی اپنی ماؤں کی طفیل رشتہ داری کے مطابق جداگانہ

گروہ قائم کرتے ہیں ۔ اور ان مقدمات میں کس طرح جدی وراثت کا اصول بعینہ اُس طرح ہوگا جسطرح کہ یہ بھائیوں اور ان کی اولادوں میں ابتدائی تقسیم سے چونڈہ ونڈ کے سلسلہ پر پیدا ہوتا ہے ۔ حقیقیوں کو ترجیح دینے کی بنیاد جہاں کہیں یہ اس قسم کے مقدمہ میں موجود ہو ۔ صریحاً حقیقی بھائیوں کا جداگانہ مجموعوں میں ملاپ ہے ۔ باوجودیکہ پگونڈ کا قاعدہ مروّج ہو۔

جو خیال قائم کیا گیا ہے ۔ اس کی ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء سے تائید ہوتی ہے ۔ جہاں یہ صریحاً تجویز کیا گیا ہے کہ جہاں حقیقی برادر اپنے باپ کی وفات کے بعد علیحدہ مجموعے قائم کریں تو جدّی وراثت کا قاعدہ ہوگا کہ حقیقی سوتیلے کو محروم کرے گا ۔ نیز دیکھو ۹۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء ۔

(پنجم) اگر تقسیم یا مابعد سلوک کا ثبوت نہ ہو تو عدالت کا فریقین کا رواج معلوم کرنا لازم ہے ۔ اگر کسی مقدمہ میں (۱) نہ تو ابتدائی تقسیم کا ثبوت ہو ۔ اور (۲) اور نہ ہی مابعد برتاؤ محولہ مذکور کا پتہ لگ سکتا ہو ۔ تو عدالت کو یہ دریافت کرنا لازم ہے ۔ کہ آیا فریقین بطور قاعدہ پگونڈ رواج کے تابع ہیں اور اس کے مطابق حقیقیوں اور سوتیلوں کا فیصلہ کرنا چاہیے ۔ مثلاً ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء میں واقعات مقدمہ یہ تھے ۔ کہ باپ کی ۲ بیویاں تھیں ۔ ہر بیوی کے دو پسر تھے ۔ اور یہ چاروں پسر بعد وفات باپ زندہ رہے تھے ۔ اور یہ بمشکل کہہ سکتے تھے کہ باپ کے مرنے کے بعد آیا تقسیم پگونڈ یا کہ چونڈہ ونڈ تھی ۔ مگر چیف کورٹ نے یہ دریافت کرنے کے بعد کہ ان میں رواج کا قاعدہ پگونڈ ہے قرار دیا کہ حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں ۔

## (ششم) حقیقی اور سوتیلوں کے مقدمات کا اختصار ۔

### جاٹ

لاہور — مسلمان چہل جاٹان ضلع لاہور ۔ حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں ۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء ۔

۲ ۔ جاٹان ضلع لاہور ۔ سوتیلوں کو حقیقی خارج کرتے ہیں ۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

### اول ۔ پٹھان

پشاور — مشاخیل پٹھانان تحصیل و ضلع پشاور ۔ حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں

بار ثبوت حقیقی پر ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۱ اول - جاٹ ہندو جاٹان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ حقیقی اور سوتیلے وارث ہوتے ہیں - ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

دوم - راجپوت - مسلمان راجپوتان تحصیل پپلی ضلع انبالہ - حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

سوم - ہندو

ہندوآن ضلع انبالہ - بروئے دھرم شاستر فیصلہ کیا گیا تھا - ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

راجپوت

شاہپور

ہندو بھٹی - راجپوتان ضلع شاہپور - حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - بار ثبوت سوتیلوں پر - ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

فیروزپور

اول - جاٹ

۱ - مسلمان ڈوگر جاٹان ضلع فیروزپور - حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - بار ثبوت سوتیلوں پر ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۲ - ہندو جاٹان تحصیل موگہ ضلع فیروزپور - حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

دوم - راجپوت

ہندو کھوسہ راجپوتان تحصیل موگا ضلع فیروزپور - حقیقی بھتیجے سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - ۱۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

سوم - مسلمان

مسلمانان ضلع فیروزپور - شرع محمدی کی پیروی کرتے ہیں - ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

چہارم - ڈوگرے

ضلع فیروزپور کے ڈوگرے - حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

لودھیانہ

جاٹ

۱ - ہندو جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ - حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں - ۱۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۲- ہندو سکھ جاٹان ضلع لودھیانہ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۳- ہندو جاٹان ضلع لودھیانہ - بروئے دھرم شاستر فیصلہ کیا گیا تھا - ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## اوّل - راجپوت

۱- مسلمان نارو راجپوتان ضلع ہوشیارپور حقیقی سوتیلوں کے ساتھ مل کر وارث ہوتے ہیں - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۲- نارو راجپوتان تحصیل و ضلع ہوشیارپور - حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء -

## دوم - جاٹ

۱- مسلمان جاٹان ضلع ہوشیارپور حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۲- ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور - دھرم شاستر کی پیروی کی گئی - ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

## اوّل - شیخ

مسلمان شیخان تحصیل اٹک ضلع کیمبل پور - حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں - بار ثبوت حقیقیوں پر - ۸ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## دوم - آوان

قطب شاہی آوانان تحصیل اٹک ضلع کیمبل پور - حقیقی - اور سوتیلے بھتیجے مل کر وارث ہوتے ہیں - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

## اوّل - جاٹ

ہندو سندھو برار جاٹان تحصیل فتح آباد ضلع حصار :-

حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں - ۱۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

اوّل - ہندو ضلع جالندھر کے ہندو دھرم شاستر کی پیروی کی گئی - ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## دوم - جاٹ

ہندو جاٹان تحصیل نواشہر ضلع جالندھر حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۲۔ ہندو جاٹان تحصیل پھلور ضلع جالندھر۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

سوم۔ مسلمان

ضلع جالندھر کے مسلمان۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

چہارم۔ راجپوت

ہر یہ ضلع جالندھر۔ حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

جاٹ

رہتک — ہندو مسلمان جاٹان ضلع رہتک۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

اوّل۔ آوان

جہلم — آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم۔ حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

گجرات — قریشیان ضلع گجرات۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

دوم۔ جاٹ

ضلع گجرات۔ حقیقی اور سوتیلے مل کر وارث ہوتے ہیں۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

راٹھیان

کانگڑہ — راٹھیان تحصیل پالم پور ضلع کانگڑہ۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۲۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

کرنال — بنئے۔

ضلع کرنال کے بنئے۔ رواج ثابت نہ ہوا۔ دھرم شاستر کی پیروی کی گئی تھی۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

ملتان — اروڑے۔

ملتان کے اروڑے۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء

متفرق

## اوّل۔ مسلمان

حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

## دوم۔ ہندو

ہندو:۔ حقیقی سوتیلوں کو خارج کرتے ہیں۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

(چہارم) جو مل کر رہتے ہوں۔ اور علیحدہ ہوں۔ زراعت پیشہ اشخاص میں مروّجہ رواج یہ ہے کہ جو رشتہ دار مل کر نہ رہتا ہو۔ اس کو مل کر رہنے والا برادر متوفی کی جائیداد کی وراثت سے محروم نہیں کرتا۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص عام اس سے کہ کاشت کرتے ہوں یا کہ نہ ہوں۔ اس زرعی رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ اس کے متعلق پنجاب ریکارڈ میں جو مقدمات مشتہر ہوئے ہیں ان کو ملاحظہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریباً یہ تمام مقدمات رواج سے بڑھ کر عدل کے قواعد سے فیصل کئے گئے تھے۔ کیونکہ بعض مقدمات میں علیحدہ بھائیوں کے حق میں شہادت بہت کمزور تھی۔ تاہم فیصلہ ان کے حق میں دیا گیا تھا۔ لیکن عام اس سے کہ قاعدہ بعینہ رواج کے مطابق ہو یا کہ نہ ہو۔ اب یہ عام قاعدہ ہو گیا ہے یہ رواج یا قاعدہ (یاد رکھنا چاہئے۔) صرف مرکب خاندان پر ہی حاوی نہیں ہوتا۔ بلکہ مفرد خاندان پر بھی حاوی ہوتا ہے۔ جہاں تمام پسر ایک ہی بیوی سے ہوں۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

## جاٹ

جالندھر

جاٹان ضلع جالندھر۔ علیحدہ شدہ برادر مل کر رہنے والے برادر کے ساتھ مساوی وارث ہوتا ہے۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## جاٹ

لودھیانہ

جاٹان ضلع لودھیانہ۔ علیحدہ شدہ اور مل کر رہنے والے مساوی وارث ہوتے ہیں۔ ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

## اوّل۔ جاٹ

انبالہ

* جاٹان ضلع انبالہ۔ علیحدہ اور مل کر رہنے والے برابر وارث ہوتے ہیں۔ ۲۱

پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

دوم۔ بنئے

ضلع امبالہ کے بنئے۔ مل کر رہنے والے اور علیحدہ برادر مساوی وارث ہوتے ہیں۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

اوّل۔ جاٹ

سیالکوٹ

ہندو جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ ملے جلے اور علیحدہ برادر مساوی وارث ہوتے ہیں۔ ۱۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

لاہور

اوّل۔ ہندو:۔ ۱۸۷۷ء

ہندوان ضلع لاہور۔ ملے جلے اور علیحدہ مل کر وارث ہوتے ہیں۔ ۹ پنجاب ریکارڈ

دوم۔ کھتریان

کھتریان ضلع لاہور۔ مل کر رہنے والا برادر علیحدہ برادر کو خارج کرتا ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

فیروزپور

برہمن

زراعت پیشہ برہمنان ضلع فیروزپور۔ ملے جلے اور علیحدہ برادر مساوی وارث ہوتے ہیں۔ ۱۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

گوجرانوالہ

برہمن

ضلع گوجرانوالہ کے برہمن ملے جلے اور علیحدہ برادر برابر وارث ہوتے ہیں ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

ہوشیارپور

راجپوت

راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ مل کر رہنا فائق تر حق نہیں دیتا۔ ۵، پنجاب لاءرپورٹر ۱۹۰۴ء

متفرق

متفرق

۱۔ مل جل کر رہنے والا علیحدہ رہنے والے کو خارج کرتا ہے۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۲۔ یہ امر غیر منفصلہ چھوڑا گیا تھا۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء۔

۳۔ مل کر رہنے والا علیحدہ رہنے والے کو خارج نہیں کرتا۔ (جاٹ) ۱۴۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء۔

۴۔ یہ عام رواج ہے کہ مل کر رہنے والا بھتیجا اور علیحدہ رہنے والا مل کر وارث ہوتے ہیں۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۵۔ زراعت پیشہ میں مل کر رہنے والے کو ویسا ہی حصّہ ملتا ہے جیسا کہ علیحدہ رہنے والے کو ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۶۔ پنجاب کے عام رواج کے مطابق مل کر رہنے والا علیحدہ رہنے والے برادر کو خارج نہیں کرتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

**پنجم۔ موضع میں نہ رہنے والا شخص:۔** پنجاب کا عام رواج یہ ہے کہ جدی متوفی کی جائداد کے اس وجہ سے وارث ہونے سے منع نہیں ہو جاتے کہ جدی مذکور موضع میں نہیں رہتا۔ عام اس سے کہ جائداد پیدا کردہ اور اصلی موضع کے اندر واقعہ ہو یا کہ نہ ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جو جدی اُسی موضع میں نہ رہتے ہوں اُنکو متوفی کے موضع کے مالک محروم نہیں کر سکتے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۲۔ یہ کہنے کے واسطے کوئی سند نہیں کہ جو جدی دوسرے موضع میں رہتے ہوں ان کو دیگر مالک جو متوفی کے موضع میں ہوں خارج کرتے ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۷۴۔

۳۔ نیز دیکھو ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۴۔ ایک پدری رشتہ دار۔ متوفی رشتہ دار کی ذاتی پیدا کردہ زمین کا وارث ہونے سے منع نہیں ہو جاتا ہے کہ یہ مختلف موضع میں رہتا ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل۔

۵۔ جہاں متوفی زمین چھوڑ مرا ہو وہاں وہ بھتیجا جو وہاں نہ رہتا ہو۔ اور نہ زمین کا مالک ہو وارث ہونے سے منع نہیں کیا گیا۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

۶۔ جب کوئی شخص اپنا جدی کھاتہ چھوڑ کر مختلف موضع میں رہنے کے واسطے چلا جائے۔ تو اس کے پسروں کے اس جائداد کے وارث ہونے کا مانع نہیں ہوتا۔

جو جدی اپنے جدی موضع میں چھوڑ جائے۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

**شرط۔** مگر یہ قاعدہ شرط کے تابع ہے کہ جب کوئی شخص اپنے آپکو اپنے اصلی خاندان کے موضع سے علیحدہ کرے۔ اور دوسرے ملک پر چلا جائے۔ اور موضع میں زمین بہم پہونچائے۔ اگر تنازعہ مابین اُن جدیوں کے جو اصلی موضع میں رہتے ہوں اور متوفی کی دختروں کے ہو۔ یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر ہوتا ہے۔ کہ یہ اُس صورت میں دختروں کو خارج کرتے ہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ایک شخص نے اپنے اصلی موضع کے علاوہ ایک دوسرے دیہہ میں زمین بہم پہونچائی۔ قرار پایا کہ اس کے اصلی مقام کے نرینہ رشتہ دار بہ ترجیح اس کے نواسوں کے جائیداد مذکور کے وارث ہونے کے مستحق نہیں۔ ۶۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۲۔ الف اپنے اصلی موضع کو چھوڑ گیا۔ اور دوسرے موضع میں کچھہ زمین بہم پہنچائی اور ایک دختر چھوڑ مرا۔ قرار پایا کہ بروئے خاص حالات مقدمہ چونکہ زمین جدی نہیں تھی۔ اور مدعی اس موضع میں نہیں رہتا تھا۔ جہاں یہ واقعہ تھی۔ لہذا یہ ثابت کرنیکا بار مدعی پر تھا کہ یہ کسی خاص رواج سے بمقابلہ دختر کے فائق ترحق رکھتا ہے۔ مگر یہ اس بار کو نباہ نہیں سکا۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۳۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء اسی بارہ میں ہے۔

**ششم۔ قریبی پُشت کے جدی بعید کو خارج کرتے ہیں۔** جب متوفی کے مورث اعلیٰ سے مختلف پشتوں کے جدیوں کے مابین تنازعہ ہو تو وراثت کا قاعدہ یہ ہے کہ جو مورث اعلیٰ سے قریب تر درجہ میں ہوں انکو خارج کرتے ہیں۔ جو بعید جدی کی اولاد ہوں۔ اس بارہ میں مقدمہ حسب ذیل ہے:۔

۱۔ سیتان تحصیل و ضلع انبالہ بعید نرینہ جدی جو بذریعہ مستورات ہی رشتہ دار ہوں۔ بہ ترجیح جدیان ملحقہ نہیں ہوتے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

---

# باب (۱۵) پانزدہم
## جماعت مالکان کی وراثت

## اور نزول سرکار

**اول۔ جماعت مالکان کی وراثت**۔ جب صاحب زمین بیوہ چھوڑ مرے۔ اور اس کی نرینہ اولاد نہ ہو۔ تو گاہے گاہے جماعت مالکان موضع متوفی مالک کے وارث ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ یہ متوفی کے رشتہ دار ہیں۔ بلکہ یہ ہوتی ہے کہ یہ مالکانہ موضع ہیں۔ یہ یا تو بروئے رواج بہ ترجیح دیگر رشتہ داران متوفی جیسے کہ دختر یا ہمشیرہ یا جدی ہیں۔ یا جب کوئی ایسا رشتہ دار موجود نہ ہو تو نزول کے حق سے ایسا کرتے ہیں۔

**(اول) دختر اور جماعت مالکان**۔ دختر اور حقداروں کے مابین تنازعہ میں ابتدائی بار ثبوت موخر الذکر پر ہوتا ہے کہ ان کو دختر کے محروم کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس کی تائید میں سندات حسب ذیل ہیں۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء۔ ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء۔ ۸۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔ اور ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء۔

**دوم ہمشیرہ اور دیگر مستورات**۔ ہمشیرہ جماعت مالکان کو خارج کرتی ہے۔ اس کے مخالف اور مطابق سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جاٹان ضلع انبالہ۔ اس بارہ میں اتفاق ہے کہ بروئے دھرم شاستر ہمشیرگان وارث نہیں مگر اس مقدمہ کے فریق جاٹ ہیں۔ اور یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ یہ امور وراثت میں موجود دھرم شاستر کے تابع ہیں۔ رواج کا ثبوت عمدہ ہے۔ موضع کی ساخت پر غور کرنے سے جو بھیا چارہ ہے۔ (مالک فرقہ جاٹ کے ممبر نہیں)۔ ہمشیرہ جماعت مالکان کو خارج کرتی ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء۔

۲۔ مسلمان گجران تحصیل روپڑ ضلع انبالہ۔ ہمشیرہ موضع کے مالکوں کو خارج کرتی ہے۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ء

۳۔ گھرتھان ضلع کانگڑہ۔ ہمشیرہ زادہ موضع کے مالکوں کو خارج کرتا ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ء

۴۔ ٹھکر راجپوتان ضلع کانگڑہ جاگیردار جملہ مالک ہمشیرہ زادہ کو خارج کرتا ہے

۶۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء۔

۵۔ جدی کی دختر اور اس کے پسر جماعت مالکان کو خارج کرتے ہیں۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

۶۔ چچی کا پسر پتہ میں شریک حصہ دار کو جو رشتہ دار نہ ہو خارج کرتا ہے۔

۳۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

۷۔ ہندو جاٹان ضلع جالندھر جماعت مالکان چچا کی بیٹی کے پسر کو خارج کرتی ہے۔ ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء۔

(سوم) پدری رشتہ دار اور جماعت مالکان۔ پدری رشتہ دار مالکانہ جماعت کو خارج کرتے ہیں۔ اس کے مخالف اور موافق سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ پدری رشتہ دار متوفی کی پیدا کردہ زمین کا وارث ہونے سے اس وجہ سے محروم نہیں ہو جاتا کہ یہ ایک دوسرے موضع میں رہتا ہے۔ اس کے برعکس ثابت کرنیکا بار موضع کے مالکوں پر ہوتا ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل۔ صفحہ ۱۴۱۰۔

۲۔ جب مداخلت کی بابت تنازعہ جماعت مالکان اور متوفی کے بھتیجوں کے مابین ہو۔ جو اس موضع میں نہ رہتا ہو۔ جہاں متوفی زمین چھوڑ گیا ہو۔ اور نہ ہی اس کا مالک ہو۔ بادی النظر میں یہ ثابت کرنیکا بار جماعت مالکان پر ہے۔ کہ یہ بھتیجے کو خارج کرتے ہیں۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۳۔ جو جدی دوسرے موضع میں رہتے ہوں ان کو متوفی کے موضع والے دیگر مالک خارج نہیں کرتے۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۷۴۔

۴۔ فیروزپور کا مقدمہ۔ ادنیٰ مالک کی وفات پر اعلیٰ مالک متوفی کے جدیوں کو خارج نہیں کرتا۔ ۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء۔

(چہارم) نزول کا حق۔ نمبر ۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء ۹۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۸ء۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء ۲۶ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۴ء۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء۔ ۱۳۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء۔ اور ۱۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء اس امر کے لئے سندات ہیں کہ حق نزول کا موجود ہونا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ

یہ جماعت مالکان میں جبلی ثابت کرنا لازم ہے - فیصلجات محولہ کے انتخابات اس امر کے بہتر طور پر سمجھنے میں مدد دیں گے :-

۱- ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں جو نتیجہ نکالا گیا ہے - اور اس میں تمام سندات جمع کر کے ان کی نظر ثانی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی عام قاعدہ بے کھٹکے قرار نہیں دیا جا سکتا کہ پنجاب میں کوئی عام رواج ہے نہ صاحب زمین کے لاوارث فوت ہونے پر مالکان دیہ کے حق میں نزول کا استحقاق ہوتا ہے - لہٰذا ہر مقدمہ میں جماعت مالکان کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ ان کو استحقاق حاصل ہے -

۲- ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں سوال یہ تھا کہ آیا بیوہ کی وفات پر زمین جماعت مالکان کو ملتی ہے - جس سے یہ اس انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں جو بیوہ کی جانب سے کیا گیا تھا - مگر یہ قرار پایا تھا کہ اس بارہ میں کوئی قیاس نہیں کہ کانگڑہ کے علاقہ میں نزول کا حق ہے - کیونکہ (۱) ضلع کانگڑہ میں زمین معمولی طور پر قومی اصولوں پر زیر قبضہ نہیں ہوتی - اور وہاں کی دیہاتی جماعت میدانوں کی دیہاتی جماعت سے مختلف ہوتی ہے" - اور فیصلہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بالضرور یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ (اول) محض چونکہ موضع کی بنجر میں جو موضع کے ساتھ شامل ہے - مشترکہ حق ہے - اور (۲) موضع کی مشخصہ مالگذاری کی بابت مشترکہ ذمہ داری ہے - لہٰذا حق نزول موجود ہے -

۳- متوفی کی پتی کے مالکان زمین کو بیوہ کی جانب سے ہبہ کرنے کی بابت اعتراض کرنے کا حق نہیں - بار ثبوت مالکان زمین پر ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۴- مالکان تھلا کو اعتراض کرنیکا حق نہیں - کیونکہ یہ ثابت نہیں کر سکے - کہ ان کو حق وراثت حاصل ہے - اور بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت اعتراض نہیں کر سکتے - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۵- جماعت مالکان دیہہ کو صاحبان زمین میں سے ایک کی جانب سے ہبہ کی بابت اعتراض کرنے کا حق نہیں - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۶- دعوے جدی رشتہ داری پر مبنی کیا گیا تھا - اور جماعت مالکان کی جانب سے مشترکہ ملکیت پر نہ تھا - قرار پایا کہ مدعیان صاحبان زمین کے اسی گروہ میں سے

ہیں ۔ جس سے متوفی تعلق رکھتا ہے ۔ اور اس نتیجہ کے واسطے زبردست وجہ ہے کہ یہ سب ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں ۔ اور اس طرح وارث ہونے کے مستحق ہیں ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء ۔

۷ ۔ مالک کے وارث ہونے کی نسبت وہوے جس کے کوئی وارث نہیں تھے ۔ اور اس کی بیوہ نے مکرر شادی کر لی تھی ۔ قرار پایا تھا کہ جماعت متوفی کے جدی تھے ۔ خواہ یہ بہت بعید تھے ۔ اور وارث ہونے کے مستحق تھے ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۸ ۔ ضلع کرنال ۔ مالکان پتی کو اس مالک کے وارث ہونیکا حق نہیں جو بے اولاد فوت ہو ۔ اور مختلف قوم سے ہو ۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء ۔

(پنجم ۔) ہم جنس دیہات میں حق نزول کی نسبت قیاس ۔ سندات نے اس امر کو عیاں کر دیا ہے کہ نزول کے حق کی نسبت کسی قیاس کے برخلاف قاعدہ صرف اُن مالکوں کی صورت پر حاوی ہوتا ہے ۔ جہاں موضع میں ملی جلی آبادی ہو ۔ نزول کے حق میں قیاس اُس وقت ہو سکتا ہے جب کہ موضع کی آبادی ہم جنس ہو ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

۱ ۔ موضع بھیاچارہ یا برادری رشتہ داری مختلف لوگوں کے اشخاص سے متعلق ہو ۔ وہاں یہ قیاس نہیں ہوتا ۔ کہ بعد وفات مالک جائداد جماعت مالکان پر نازل ہوتی ہے ۔ ۲۶ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۲ء

۲ ۔ ہر مقدمہ کے واقعات اور اس کی ساخت پر بہت کچھ موقوف ہوتا ہے ۔ جو موضع بالکل قومی حقیت یا زیر قبضہ ہو ۔ یا جس میں آبادی محض یا غیر مخلوط ہو قیاس یہ ہوتا ہے کہ موضع کی جماعت یا قوم کے اشخاص زمین پر قابض ہوتے ہیں اور اجنبی خارج کئے جاتے ہیں ۔ ان جماعات میں لاوارث زمین کا نزول تاریخی بنیاد پر مبنی کیا گیا ہے ۔ لیکن وہاں کوئی ایسا نتیجہ نہیں نکلتا جہاں مالک مختلف اشخاص اقوام کا مجموعہ ہوں ۔ اور اس وجہ سے قبضہ حق کا موازنہ ہو ۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۳ ۔ ہماری رائے میں یہ تجویز کرنا مشکل ہے کہ شہر امبالہ کی پتی کلالان کے مالک ایسی محض یا غیر مخلوط یعنے ہم جنس جماعت کے مالک ہیں کہ وراثت کا جو قاعدہ جماعت مالکان پیش کرتے ہیں ان میں قیاس کرنا چاہئے ۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۴۳

۴۔ ہم جنس دیہ کی جماعت مالکان کے دعاوی بالعموم تسلیم کئے گئے ہیں۔ ۱۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

اعتراض۔ مجھے یہ کہنا مشکل ہے کہ موضع کی غیر مخلوط حالت کس طرح اور کیوں جماعت مالکان حق میں نزول کے استحقاق کی بابت قیاس پیدا کرے۔ میری رائے میں فیصلجات مذکور میں مخلوط اور غیر مخلوط دیہات کے مابین جو تمیز کی گئی ہے یہ بالکل غیر ضروری ہے۔ کیونکہ مطلق کوئی وجہ نہیں کہ غیر مخلوط دیہہ والوں کو مخلوط دیہہ والوں پر ترجیح دیجائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس بارہ میں جو امر ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آیا سرقبیح غفس ہے یا کہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ آیا رواج جماعت مالکان کو وارث ہونے کی اجازت دیتا ہے۔

ششم۔ جہاں جماعت مالکان وارث ہو ان کے آپس میں حقوق۔

مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ تنازع اس تھلا کے مالکوں کے مابین تھا جس میں زمین واقعہ تھی۔ اور نیز پتی کے مالکوں کے۔ اول الذکر اس وجہ سے وارث ہوئے تھے کہ یہ متوفی کے ساتھ سرکاری مالگذاری کی ذمہ داری تھی۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء

۲۔ جب ادنیٰ مالک پتی میں ورثاء نہ چھوڑے تو زمین شاملات پتی ہو جائے گی اور پتی داروں میں تقسیم کی جائے گی۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

دوم نزول سرکار۔ تمام ورثاء اور دعویداروں کی عدم موجودگی میں جیسے کہ ہم جنس موضع کے مالک ہیں۔ جائداد سرکار کی جانب بازگشت کرتی ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء مال میں اس مضمون کے متعلق قواعد ذیل قرار پائے ہیں صفحہ ۵:۔

۱۔ سرکار کا نزول کی نسبت دعوے کرنے کا حق کسی قانون رواج یا دھرم شاستر پر مبنی نہیں۔ حالانکہ دھرم شاستر اس نزول کو تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ عام یا عالم گیر قانون کی وجہ سے ہے۔

۲۔ یہ حق صرف ان رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں پیدا ہوتا ہے۔ جو بروئے قانون یا رواج وارث ہو سکتے ہیں۔

۳۔ جماعت مالکان کا حق بحیثیت مجموعی اُن صورتوں میں وارث ہونے کی

نسبت جن میں یہ موجود ہے۔ بادی النظر میں مالکان زمین کے ساتھ اصلی یا قیاسی رشتہ داری پر مبنی ہوتا ہے۔ یا جماعت مالکان کے اشخاص کے ساتھ جن سے یہ اپنا حق حاصل کرتا ہے۔

۴۔ اس قسم کا حق ہم جنس محال یا محال کے سب ڈویژن میں قیاس کرنا چاہیئے۔ جب کہ سب مالک یا قریباً سب مالک اُسی قوم سے ہوں جو زمین کے آخری مالکوں یا جماعت مالکان کے اشخاص کی ہو۔ جس سے اس نے حق حاصل کیا ہو۔

۵۔ یہ مخلوط محال یا محال کے ایسے سب ڈویژنز میں قیاس نہیں کرنا چاہیئے جو مختلف اقوام کے اشخاص یا اُسی قوم کی مختلف گوتوں کے اشخاص کے زیر قبضہ ہوں۔ اس قسم کے مقدمات میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ نزول کی بابت سرکار کو حق حاصل ہے۔

۶۔ جب جائداد میں ملکیت در اصل ابتداء میں اصلی جماعت مالکان کی قوم کے شخص سے بذریعہ ہبہ حاصل کی گئی ہو۔ تو واہب اور موہوب الیہ کے ورثا کی عدم موجودگی میں اس جماعت کا حق تسلیم کیا جائے۔

۷۔ جس مقدمہ میں واجب العرض میں بے وارث مالکوں کی زمین کے وارث ہونے کا حق جماعت مالکان کی نسبت قرار دیا گیا ہو۔ وہاں گورنمنٹ کو اپنا حق پیش نہیں کرنا چاہیئے۔

۸۔ اس قسم کے تمام مقدمات کے ساتھ برتاؤ کرنے میں یہ قیاس کرنا چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ وہاں جماعت مالکان کا حق وراثت تسلیم کرے گی۔ جہاں یہ کسی قسم کا غالب حق پیش کر سکے۔

۹۔ جہاں نزول کی بابت صریحاً دعوے ہو سکے اس کو نافذ کرنا لازم ہے۔

۱۰۔ لیکن اس صورت میں جائداد کو فروخت کرنا لازم ہے۔

# باب (۱۶) شانزدہم
## وراثت کے خاص مقدمات

**اول مستورات کی خاص جائداد** ۔ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ جہاں عورت ۔ بیوہ دختر یا ماں ہو امر اپنے نرینہ رشتہ دار کی جائداد کی وارث ہو ۔ تو اس کے مرنے کے بعد جائداد متوفی نرینہ رشتہ دار کی جانب بازگشت کرتی ہے ۔ اور بجائے عورت کے ورثا کو ملنے کے نرینہ مالک کے جدیوں کو جاتی ہے ۔ مگر یہ قاعدہ مستورات کی خاص جائداد پر حاوی نہیں ہوتا ۔ سندات حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ جب عورت اپنے روپیہ سے جائداد خرید کرتی ہے ۔ تو یہ جائداد اس کی خاص جائداد ہوتی ہے ۔ اور اس کے وارث بہ ترجیح خاوند کے جدیوں کے وارث ہوتے ہیں ۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ مگر جو زیور خاوند اپنی بیوی کو دے ۔ یہ موخر الذکر کی خاص جائداد نہیں ہوتے ۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۳۔ نہ ہی وہ جائداد جو بیوہ نے اپنی جائداد کی آمد کے پس انداز سے خرید کی ہو جس پر بہ حیثیت حیات سے وارث ہو ۔ اس کی خاص جائداد ہوتی ہے ۔ ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۴۔ اسی بارہ میں ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء ہے ۔

**دوم ۔ حق دخیلکاری کی وراثت** ۔ اس بارہ میں مقدمہ ذیل ہے :۔

۱۔ وراثت کے حق کی نسبت تحقیقات میں جو رواج متعلقہ زمین ویسے ہی حقوق کی نسبت مروج ہونا ثابت کیا جائے (اور یہ زمین اُس موضع میں حق مالکانہ سے زیر قبضہ ہو جس میں کھاتہ دخیلکاری واقعہ ہے) متعلقہ ہوگا ۔

# باب (۱۷) ہفدہم

## وراثت سے اخراج

جو باعث وراثت سے محروم کرتے ہیں ۔ جو شخص بنوع دیگر متوفی کی جائداد کے وارث ہونیکا مستحق ہو ۔ وہ اپنا حق زائل کر سکتا ہے ۔

(اول) مذہب تبدیل کرنے سے ۔ (دوم) مصلحت عامہ کی وجوہات سے (سوم) بیاہی بھیکھ میں داخل ہونے سے جس سے سول موت وقوع میں آتی ہے ۔

(اول) مذہب تبدیل کرنا - پنجاب میں مذہب تبدیل کرنے سے حقوق وراثت زائل نہیں ہوتے - اس کے برعکس رواج کالعدم و باطل ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

استبادلہ مذہب یا ذات سے اخراج حق وراثت کو زائل نہیں کرتا - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء -

۲ - مورث اعلیٰ کا مذہب تبدیل کرنا حق وراثت کو زائل نہیں کرتا - ایکٹ ۲۱ ۱۸۵۰ء مذہب تبدیل کرنے والے شخص اور اس کی اولادوں کو محفوظ کرتا ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۳ - شفع کے دعوے میں قرار پایا کہ نومسلم رشتہ داری کی وجہ سے دعوے دائر کر سکتا ہے - جب کہ بائع ہندو تھا - ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء -

۴ - اس فیصلہ کی نسبت ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں شبہ ظاہر کیا گیا تھا اور یہ سوال کہ آیا ایسا رواج ثابت ہو گیا ہے جس سے نومسلم ہندو رشتہ دار کا وارث ہوتا ہے غیر منفصلہ چھوڑا گیا ہے - (صفحہ ۳۲۲) -

۵ - یہ شک ظاہر کیا گیا تھا کہ آیا ایکٹ ۲۱ ۱۸۵۰ء مذہب تبدیل کرنے والے کی اولاد کو محفوظ کرتا ہے - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

دوم - مصلحت عامہ - فیصلجات -

۱ - قاتل مقتول کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۲ - قاتل اور اس کی اولادیں وراثت سے محروم کی گئی تھیں - ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

سوم - مذہبی بھیکھ میں داخل ہونا - یہ بات صحیح نہیں کہ جو شخص کسی مذہبی بھیکھ میں داخل ہو اپنے قدرتی خاندان میں حق وراثت زائل کرتا ہے - بعض لوگ حق زائل کرتے ہیں - اور بعض نہیں کرتے - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء - اور ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء سے اس امر کے متعلق قواعد ذیل مرتب ہو سکتے ہیں -

اول رول - وہ شخص اپنے قدرتی خاندان میں حق وراثت سے محروم ہوتا ہے -

جو مذہبی بھیکھ میں صرف اس نیت سے داخل ہوتا ہے اور فی الواقع دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور اگر فقیر دنیا کو نہ چھوڑے تو یہ اپنا حق وراثت ترک نہیں کرتا۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محض یہ امر کہ کوئی شخص اداسی فقیر ہوتا ہے اس کو بالضرور حق وراثت سے محروم نہیں کرتا۔ بشرطیکہ اس نے نہ تو دنیاوی معاملات کو ترک کیا ہو اور نہ ہی اس کی ایسا کرنے کی نیت ہو۔ اس مقدمہ میں قرار پایا تھا کہ ضلع جالندھر کے اداسی فقیر دنیا کو نہیں تیاگتے۔ لہٰذا اس بھیکھ کا فقیر جائداد پر قابض ہونے اور اس کو منتقل کرنے کا مجاز ہے۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں فقیر جو گوسائیں تھا۔ موضع چھوڑ گیا تھا۔ مگر دنیا سے دست بردار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ تین بچوں کا باپ تھا۔ قرار پایا تھا کہ اس نے دنیا کو نہیں چھوڑا تھا۔ اور اپنے قدرتی خاندان میں وارث ہونے کا مستحق تھا۔

**دوم معل** - بعض فقیروں کی نسبت یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے دنیا کو خیرباد کہہ دیا ہے۔ اور دوسروں کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اوّل الذکر صورت میں فقیر کو ثابت کرنا لازم ہوگا کہ اس نے بطور امر واقعہ دنیا کو ترک نہیں کیا۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:-

۱- ا پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء میں فیصل کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اداسی فقیر ہو تو یہ دنیاوی تعلقات سے قطع تعلق کرتا ہے۔

۲- ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں مدعی بار اداسی فقیر تھا۔ یہ ثابت کرنیکا بار اس پر عائد کیا گیا تھا کہ اس نے دنیا سے قطع تعلق نہیں کیا۔

۳- ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء میں زاہد اور بیراگی میں فرق بتایا گیا تھا۔ اوّل الذکر سول طور پر مر جاتا ہے۔ حالانکہ موخر الذکر جائداد پر قبضہ کر سکتا ہے اور بنظر قانون فوت نہیں ہوتا۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ایک صورت میں یہ دنیا کو چھوڑتے ہیں۔ اور دوسری میں ایسا نہیں کرتے۔ فقیروں کے متعلق مقدمات کا خلاصہ۔

۱- ا پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء - ایک شخص فقیر ہونے سے سول طور پر مر جاتا ہے۔

۲- ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء - جو شخص زاہد ہوتا ہے یہ سول طور پر مرجاتا ہے۔ یہ اپنے جتیکہ کو چھوڑ کر متبنٰے نہیں کرسکتا۔

۳- ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - بیراگی فقیر نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ یہ زاہد نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی دنیا سے کنارہ کش ہوتا ہے۔

۴- ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء - مدعی جو گوسائیں تھا۔ دنیا سے قطع تعلق نہیں کیا تھا۔ قرار پایا تھا کہ یہ اپنے قدرتی خاندان میں وراثت کا حق زائل نہیں کرتا۔

۵- ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء اودا سی فقیران ضلع جالندھر۔ اودا سی فقیر جو تجارت اور شادی کرتے ہیں۔ سول طور پر فوت نہیں ہوتے۔ یہ جائداد رکھ سکتے ہیں اور اس کو منتقل کرسکتے ہیں۔ قدرتی وارث کو اودا سی فقیر کی پیدا کردہ جائداد کے بارہ میں چیلے پر ترجیح دیجاتی ہے۔

۷- ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء - قیاس یہ ہے کہ اودا سی دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ ثابت کرنیکا بار اس شخص پر ہوتا ہے کہ یہ ایسا نہیں کرتا۔

# باب (۱۸) ہژدہم

## ضابطے کے قواعد

اوّل کئی ورثاء میں سے ایک صرف اپنے حصّہ کی بابت دعوے کرسکتا ہے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:-

۱- پنجابی نساعت پیشہ کی جائداد پر جدی ورثاء کے وارث ہونیکا حق ایک ہی قسم کا حق نہیں کہ ہر جدی کو سالم کی نسبت بنائے دعوے حاصل ہو۔ ہر ایک کا حصّہ علیحدہ قابل فیصلہ ہوتا ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۲- ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں پیروی کی گئی تھی۔

۳- کئی جدیوں میں سے ایک نے دعوے دائر کیا تھا۔ اس کو سالم نہیں بلکہ اس کے حصّہ کی ڈگری ملی تھی۔

۴- بعض جدیوں نے دختر کو سالم جائداد سے محروم کرنے کا دعوے دائر کیا تھا

جو ایک بیوہ کے قبضہ میں تھی اسکو مرے ہوئے تھوڑا عرصہ گذرا تھا۔ قرار پایا تھا کہ یہ سالم کے مستحق ہیں۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۵۔ نمبر ۵ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۳ء کی ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء سے تمیز کی گئی تھی۔ اور قرار پایا تھا کہ جب دو اشخاص وراثت کے مستحق ہوں۔ اور ان میں سے ایک شامل نہ ہو تو دوسرا صرف نصف لے سکتا ہے۔ (صفحہ ۸۸) ۲۶ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۴ء۔

۶۔ جب کئی ورثاء میں سے ایک عمل کرے تو یہ سالم جائیداد نہیں لے سکتا۔ بلکہ صرف اپنا حصہ لے سکتا ہے۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

**دوم۔ کامیاب وارث کو قرین انصاف چارج ادا کرنے لازم ہیں**

جب عدالت حقدار وارث کو بمقابلہ مدعا علیہ قابض جائیداد دلائے۔ تو اس کو مدعا علیہ کے حق میں قرین انصاف بار ادا کرنے کی ڈگری دینی چاہیئے۔ سندات یہ ہیں:۔

۱۔ جب وارث جائیداد میں سے اپنے حصہ کی وراثت کا دعویٰ کرے۔ اور مدعا علیہ (جو خود بھی وارث ہو) یہ عذر پیش کرے کہ اس نے (یعنی مدعا علیہ نے) متوفی کے قرضے ادا کئے ہیں تو اُسی نالش میں اس سوال کا فیصلہ کرنا چاہیئے کہ آیا اس نے قرین انصاف بار ادا کئے ہیں اور کس قدر کئے ہیں۔ اور مدعا علیہ کو علیحدہ نالش کرنے کو مجبور نہیں کرنا چاہیئے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۲۔ متوفی کی تجہیز و تکفین کی بابت مبلغ ۵۰ روپیہ دختر (مدعا علیہا) کو دلایا گیا تھا۔ تنازعہ جدیوں اور دختر کے مابین وراثت کی بابت تھا۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۱۹۔

# باب (۱۹) نوزدہم

## انتقال جائیداد

## پدری لکھیوی

**اوّل ۔ زراعت پیشہ بلا ضرورت جدّی جائداد منتقل نہیں کر سکتا :۔**

عقیدہ ۔ قوم ۔ اور مقام کو چھوڑ کر پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص میں عام رواج یہ ہے کہ صاحب زمین جو موضع کی آبادی میں سے ہو اپنی جدی زمین بلا ضرورت منتقل نہیں کر سکتا

سندات یہ ہیں :۔

ا ۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء اجلاس کامل میں صاحب فاضل جج نے یہ بیان کیا تھا ۔ (صاحب جج ۔ اُس کنبہ میں بحیثیت ممبر ہونے آبادی موضع کے ملی تھی جو بہت ہی قریب وقت میں سالم زمین پر باشتراک قابض تھے ۔ اور شخصی ممبروں کو صرف اس کی پیداوار سے متمتع ہونیکا استحقاق تھا ۔ یعنی اراضی شاملات کے اُس حصہ کی پیداوار سے متمتع ہونیکا جس کو یہ خود اور اس کا خاندان کاشت کرتے تھے ۔ اور اُن حصص سے مستفید ہونیکا جو ابھی ان کی مشترکہ اہتمام کے زیر تھا ۔ اس قسم کی آبادی میں حق مالکانہ اور شاملاتی جائداد کے حصص مستقل طور پر منتقل کرنے کا اختیار سالم جماعت کو حاصل ہوتا ہے ۔ اور یہ جماعت یا دیہات سوسائیٹی کی اس حالت سے زیادہ تر ابتدائی حالت سے پیدا ہوئے تھے ۔ جس میں مالکان ایک ہی قوم کے تھے ۔ اب مروجہ حالت کا جو پتہ ملتا ہے محض یہ ہے کہ جو دیہات اس قوم سے بنے ہیں ۔ بالعموم گروہوں میں آباد ہیں ۔ اور ایک ہی رواج کے تابع ہیں ۔ اور قوم کے افراد میں تبنیت تسلیم کی گئی ہے ۔ دیہات میں سے بعض میں اب تک مشترکہ جماعت مالکان کی سی ابتدائی حالت چلی جاتی ہے ۔ حالانکہ دوسروں میں جن کی تعداد زیادہ ہے (زمین شاملات یا اس کا بڑا حصہ خاندانوں میں مستقل طور پر تقسیم کر لیا گیا ہے ۔ بلکہ بعض صورتوں میں شخصی طور پر بٹ گیا ہے ۔

یہ قیاس کرنا معقولیت میں داخل ہے کہ نرینہ نسلی ورثاء کی عدم موجودگی میں مالک کو اس سے بڑھکر حق نہیں دیتی جو اس کے آبائی جنس کو حاصل ہوتا ہے ۔ اس صورت میں یہ منطقی بات ہونی لازم ہے ۔ کہ دوسرا نرینہ جدی (بصورتیکہ یہ رشتہ داری کے معقول درجہ کے اندر ہو بلکہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس قدر قریبی ہو کہ اس کو اسی خاندان کا ممبر کہہ سکیں) نسلی ورثاء کی جگہ پر آئیگا ۔ اور اس زمین کے انتقال کی نسبت اس کی رضامندی ایسی ضروری ہوتی ہے جو وراثت کے بھی قواعد کے مطابق [illegible] ہو سکتی ہے جس

کو ابھی صرف پالیسی یا پچاس سال ہی گذرے ہیں ۔ بجز ضرورت کے انتقالات کا
کوئی نام نہیں لیتا تھا۔ رواج کو واضح کرنے والے دیگر اشخاص حکام بندوبست ہیں
جنہوں نے پہلے "رواج عام" یا مسودجات حقیت تیار کی تھیں ۔ اُن میں ایسے
رواج کی بابت شہادت نہایت ہی سادہ طور پر درج کی گئی تھی ۔ جس سے انتقال
جائداد محدود کیا گیا تھا ۔ . . . . . ہم خیال نہیں کرتے کہ مالک کے قدرتی حقوق
کی نسبت کوئی کہہ سکتے ہیں (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے) ۔ اس کو حقوق مذکور یا
تو حقیقی قانون سے یا قانون رواج سے لینے چاہئیں ۔ یہ بیان نہیں کیا گیا کہ
واضعان قانون نے کبھی اپنے کسی ایک سے جاٹ مالکوں ۔ کہ اُن اختیارات
کی تنظیم کی ہے جو زمین کو منتقل کرنے کی نسبت ہیں ۔ لہذا ان کے حقوق مذکورہ قانون
رواج سے لئے جاتے ہیں ۔

پلوڈن صاحب جج لکھتے ہیں کہ : ۔ مروجہ خیال یہ ہے کہ کسی شخص کی غیر منقولہ جائداد
میں جدی اشیاء میں جو پہلے مالک یا مالکان کی جماعت کی اولادوں کو ایک طرح
کا پسماندہ حق حاصل ہوتا ہے ۔ خواہ اس قسم کی اولادوں کو اس جائداد سے مستفید
ہونے کی اُمید کیسی ہی موہوم کیوں نہ ہو ۔ اور جو مالک قابض ہو اس کو جائداد میں تمام
کمال حقیت حاصل ہونا ملحوظ نہیں کر سکتے ۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہمارا یہ کہنا بطور عام
اصول کے جو واقعات کے متعلق ہو مناسب معقول ہے کہ محض یہ امر کہ جائداد غیر
منقولہ جدی ہے یہ قیاس پیدا کرتا ہے کہ جو شخص بطور مالک جائداد پر قابض ہے
اس کو منتقل کرنے کا غیر محدود اختیار حاصل نہیں " ۔

۲ ۔ اس قاعدہ کی ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں اسطرح تائید کی گئی ہے ۔ دیہات
میں زمین کی وراثت اور تمتع میں جو سالم اصول شامل ہے ۔ جس پر ایک ہی قوم کے
مالک قابض ہوں ۔ یا ایک ہی مورث اعلیٰ سے نازل ہوئی ہو وہ یہ ہے کہ زمین
شخصی قابض کی قطعی ملکیت نہیں ہوتی ۔ یہ خاندان یا جماعت سے تعلق رکھتی ہے ۔
۳ ۔ پنجاب کے بندوبست پیشتر میں منتقل کرنے کا اختیار دیہاتی آبادیوں میں جدی
زمین کے متعلق ابتداء میں محدود کیا گیا تھا ۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء ابتدائی
اعتراض ۔ فیصلہ جات مذکورہ اس امر کو مستحکم کرتے ہیں کہ پنجاب میں مالک کے

اختیارات محدود کئے گئے ہیں۔ مگر فاضل ججان چیف کورٹ کی مناسب تعظیم کے ساتھ جنہوں نے ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء اجلاس کامل اور ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء اور ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ اجلاس کامل کا فیصلہ کیا ہے۔ میں یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہوں کہ یہ خیال کرنے کے واسطے کوئی عمدہ وجہ نہیں کہ یہ جدی غیر منقولہ جائداد بجبر ضرورت کے فروخت کر سکتا۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا یہ امر سلیم ہے یا کہ نہیں ہے۔ ان وجوہات کو دیکھنا ضروری ہے۔ جن پر ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء اجلاس کامل مبنی کیا گیا تھا اور دلائل مندرجہ فیصلہ مذکور مختصر طور پر حسب ذیل ہیں۔

(۱) وہ حالات جن کے رو سے جاٹ مالک نے جدی زمین حاصل کی ہے۔ یا اس پر قابض ہے۔ ان سے بجبر ضرورت کے منتقل کرنیکا اختیار مفہوم نہیں ہوتا۔ (۲) سکھوں کے عہد میں یہ اختیار موجود نہ تھا۔ (۳) مسلہ جات حقیت صریحاً اس اختیار کے برخلاف ہیں۔ (۴) مالک کو اپنا اختیار قانون رواج سے حاصل کرنا چاہئے۔

پہلی وجہ اس قیاس پر مبنی معلوم ہوتی ہے کہ پنجاب کے دیہات میں صاحبان زمین یا تو قوم کے متعلق حقیت کے دستور پر بسر کرتے ہیں۔ یا دیہاتی آبادی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے زمین پر قابض ہوتے ہیں۔ میں بلا تامل باور کرنے کو تیار نہیں کہ پنجاب میں قومی حقیت کا دستور کبھی مروج تھا۔ مگر یہ فرض کرنے سے کہ ایسا بھی تھا تاہم میری رائے میں پنجابی زراعت پیشہ اس پر ایمن زبت سے گذر چکا ہے جب کہ زمین میں صرف مجموعی ملکیت خیال کیجاتی تھی۔ اور یہاں ہمارے پاس شخصی ملکیت ہے۔ جس کی وجہ سے ہر ایک شخص اس زمین کا تنہا مالک ہوتا ہے۔ جو اس کے زیر قبضہ ہے۔ اور قومی حقیت کی جو کچھ مراد ہے وہ مین صاحب نے فقرہ ۲۱۰ میں بیان کی ہے "ہم قیاس کرتے ہیں کہ" میں فرض کرتا ہوں کہ اصلی اقوام اپنے آپ کو ملک کے کسی حصہ میں پاکر یہ خیال کریں گے کہ بحیثیت مجموعی قوم کو سالم قطع سے مستفید ہونیکا حق ہے۔ یہ کبھی ان کے خیال میں نہیں آئے گا۔ کہ قوم کا کوئی شخصی ممبر کسی دیگر ممبر کو اس کے کسی حصہ سے مستقل طور پر محروم کرتا ہے۔ یہ مال کر شکار کرتے ہیں اور مویشی چراتے ہیں۔ اور جب زمین کاشت کرنے کو آتے ہیں تو ہر ایک شخص اس حصہ کو کاشت کرتا ہے جو اس کو مطلوب ہو۔ اس کی پیداوار کاشتکار اور اس کی خاندان کے گذارہ

میں صرف کیجاتی ہے ۔ مگر زمین سب کی مشترکہ جائیداد ہوگی"۔

کیا یہ حالت نہیں اس صوبہ میں کہیں ملتی ہے ؟ کیا نہیں کوئی ایسا قطع نظر آتا ہے جس پر کوئی قوم اس طرح قابض ہو ؟ ۔ ہم نے سنا ہے کہ کسی زمانہ میں اس قسم کی حیثیت پنجاب میں مروج تھی ۔ مگر کیا نہیں یہ قیاس کرنا چاہیئے کہ وہاں شخصی ملکیت کا خیال لوگوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا ؟ یہاں بیشمار صاحبان زمین ہیں جن کو یہ معلوم ہے کہ یہ پیداکردہ زمین منقولہ جائدادوں کے قطعی مالک ہیں ۔ اور چیف کورٹ ان کو ایسا ہی قیاس کرتی ہے ۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ شخصی ملکیت کا خیال پنجاب کے زراعت پیشہ کے نزدیک نیا نہیں ۔ جب یہ صورت ہے تو کیوں کسی شخص کو یہ وہم میں لانا چاہیئے کہ جائداد جدی کی بابت ان کے دماغ میں شخصی ملکیت کا خیال نہیں گھسا ۔ کیا محض یہ امر کہ دیہاتی جماعات یا مخلوط آبادی والے دیہات موجود ہیں ۔ یہ ثابت نہیں کرتا کہ مالکوں کو شخصی ملکیت کا خیال نہیں رہا ۔ یہ یاد رکھنا یہ سوال نہیں کہ موضع کی آبادی مخلوط ہے یا کہ اس میں غیر مخلوط آبادی ہے بلکہ یہ ہے کہ یہ قومی حیثیت سے زیر قبضہ ہے ۔ محض یہ امر کہ موضع میں ایک ہی فرقہ ہے بالضرور اس کو ایسا موضع نہیں کرتا کہ یہ قومی حیثیت سے زیر قبضہ ہے ۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ غیر مخلوط آبادی والے دیہات میں زمین شخصی ملکیت سے زیر قبضہ ہوتی ہے ؟ ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ سکھوں کے عہد میں منتقل کرنے کا اختیار موجود نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔
بحث
فیصلہ زیر ( ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء ایڈیشن کالم ) میں یہ ثابت کرنے کے لئے مقدمات کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں ایسے انتقالات ظہور میں آئے تھے ۔ جن کو سکھوں کی زیر حکومت عدالت نے منتقل کرنے والے کے اختیار سے باہر تجویز کیا تھا ۔ اس قسم کے واقعات کے بغیر ہم یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ سکھوں کے عہد میں یہ اختیار فی الواقعہ موجود نہ تھا ۔ بلکہ برعکس اس کے یہ امر کہ بندوبست اول کے وقت صاحبان زمین نے اس اختیار کی موجودگی کا اصرار کیا تھا ۔ زبردست تخیل پیدا کرتا ہے کہ ان ایام میں بلا روک ٹوک منتقل کرنیکا اختیار موجود تھا ۔

تیسری وجہ کہ رواج کے ریکارڈ اس اختیار کے صریحاً برخلاف ہیں ۔ بہت زبردست نہیں ۔ کیونکہ یہ ثابت کرنے کے واسطے بیشمار مقدمات کا حوالہ دے سکتے ہیں کہ حکام بندوبست اور صاحبان زمین کی آراء پر عمل نہیں کیا گیا تھا کیونکہ زیادہ تر

عدالت میں یہ قرار دینا مدنظر تھا کہ رواج کیا ہونا چاہیئے - اور نہ کہ رواج کیا تھا - بالخصوص جب کہ افسران بندوبست "بہت سوالات پر عام رائے کو اس ڈھنگ پر لانا چاہتے تھے جو مدید تجربہ کار افسروں کو قرین انصاف معلوم ہوتا تھا" چنانچہ مسٹر تھارنٹن صاحب اس بات کو صاف دل سے تسلیم کرچکے ہیں -

آخری وجہ کہ مالک کو اپنا اختیار قانون رواج سے لینا چاہیئے وہاں تک پابند کرنے والا سمجھنا چاہیئے کہ معترض کو ثابت کرنا لازم ہے کہ اسکو بروئے قانون رواج انتقال کی نسبت تنازع کرنیکا اختیار ہے - نیز یہ مالک کے اختیارات مشعر انتقال زمین عام اس سے کہ یہ جدی ہو یا کہ نہ ہو عالمگیر قانون سے لئے خیال کئے جائیں گے - جس سے اختیار میں آزادی مجوز کی گئی ہے - یہ بھی فرض کرنے سے کہ یہ قانون رواج ہی ہے - جس نے اس امر کا فیصلہ کرنا ہے - عدالت کو اس وقت فریقین کے ذاتی قانون کی طرف رجوع ہونا لازم ہے - جب کہ قانون رواج میں جدی زمین کے انتقال کے موافق یا مخالف کوئی معین قاعدہ نہ ملے - ۱۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل -

اس کے ساتھ ہی اس بارہ میں کوئی ایسا عام قاعدہ مقرر کرنا مشکل ہے - جو اس صوبہ کے تمام زراعت پیشہ اشخاص پر حاوی ہو - یہ بالکل ممکن ہے کہ بعض خاندان یا اقوام کے رواج منتقل کرنے کے برخلاف ہوں - مگر تمام زراعت پیشہ اشخاص کے واسطے عام قاعدہ قرار دینا بہت ہی وسیع امر ہے - چنانچہ مسٹر جسٹس بارکلی صاحب ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء (صفحہ ۱۶۶) میں تحریر کرتے ہیں کہ یہ سوال کہ آیا عام رواج ہبوں کے برخلاف ہے یا کہ نہیں ہے - اُن آرائے پر موقوف ہے جو اس عدالت کے ججوں یا کمشنروں یا اڈیشنل کمشنروں کی ہیں - اور ہمارے خیال میں یہ مناسب طور پر تجویز نہیں ہوسکتا کہ وہ اضلاع (جالندھر اور ہوشیارپور) کی قریباً تمام زراعت پیشہ جماعات میں اس حد تک پہنچنے والا دعوے موجود ہے جو صاحب کمشنر نے کبھی پایہ ثبوت کو پہنچنا تجویز کیا ہوگا -

نیز اس امر کے متعلق ۱۸۸۰ء سے پہلے مقدمہ والے قانون کی تاریخ یہ شک کرنے کی گنجائش نہیں رہنے دیتی کہ اُس وقت اختیار کے برخلاف - کوئی عام رواج نہ تھا - جب کہ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء اجلاس کامل صادر ہوا تھا - ان مالکوں میں جن کے

پسر تھے اور ان کے مابین تمیز کی گئی تھی۔ جن کے پسر نہیں تھے۔ اور بے پسر ہونے کی صورت میں قرار پایا تھا کہ مالکوں کے اختیار محدود کئے گئے تھے۔ (دیکھو ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء - ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء بے پسر ہونے کی صورت میں قاعدہ مختلف تھا۔

۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء - ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء - ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء میں بار ثبوت اس پر عاید کیا گیا تھا جو اس امر کا مصر ہو بے پسر مالک اپنی مرضی سے جائداد جدی فروخت نہیں کرسکتا اور قریباً تمام مقدمات میں پدری رشتہ دار اس کے برعکس کوئی رواج ثابت نہیں کرسکے تھے۔ اور اس وقت یہ خیال قائم کیا گیا تھا کہ جب بیوہ محدود مالک ہوتی ہے جس کے منتقل کرنے کے اختیار اس کے خاوند کے رشتہ داروں کے ذریعہ اقتدار ہوتے ہیں۔ اس نرینہ مالک کی صورت میں کوئی ایسی تمیز ملحوظ نہیں ہوتی جو کامل مالک ہو۔ اس کی تائید میں ہم ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء کا حوالہ دیتے ہیں۔ بیوگان کی بابت سے انتقالات کی نظائر کو مسترد کرنے کے بعد یہ متعلق قرار نہیں دی جاسکتیں۔ بیوہ کی حقیت بعض اغراض کے واسطے اس کے خاوند کی حقیت کا جاری رہنا ملحوظ کیجاتی ہے اور یہ امر فیصل کیا گیا ہے کہ یہ جائداد کو صرف اُن اغراض کے واسطے منتقل کرسکتی ہے جو ضروری خیال کیجاتی ہیں۔ بے اولاد مالک کی حقیت سے اس مالک کی حقیت کی طرح جس کے پسر ہوں اپنے حق سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء وارث ہوتے ہیں۔ لہذا یہ قیاس نہیں کرتے کہ منتقل کرنے کی نسبت اس کے اختیارات بیوہ کے اختیارات کی طرح بعض قیود کے تابع ہوتے ہیں۔ بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کی وارث ہوتی ہے اور اس کے بعد اس کے خاوند کے وارث جائداد لیتے ہیں۔ اخیر میں یہ قرار پایا تھا کہ اگر جدی چاہیں تو خاص رواج ثابت کرسکتے ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ ۱۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء میں یہ ثابت کرنیکا بار بے اولاد مالک پر عائد کیا گیا تھا کہ اس کو بروئے رواج منتقل کرنے کا بے روک اختیار ہے

مگر اس خیال پر ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء صفحہ ۴۴۲ پر اعتراض کیا گیا تھا - جہاں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمہ میں عام رواج کی موجودگی قیاس کی گئی ہے جس سے مالک کا اختیار بغرض انتقال جائداد محدود ہوتا ہے - نیز دیکھو ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء - ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء - ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء - ۱۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء -

یہ نوٹ کر سکتے ہیں کہ نرینہ مالک کے جدی جائداد کو منتقل کرنیکا اختیار (بروئے قانون رواج جیسا کہ اجلاس کامل کے فیصلجات ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء وغیرہ سے قرار پایا ہے) اُس سے بھی زیادہ تر محدود کیا گیا ہے - جس قدر کہ یہ دھرم شاستر کے رو سے ہے - موخر الذکر قانون کے مطابق جدی کو اس انتقال کی نسبت اعتراض کرنے کا حق نہیں جو نرینہ مالک کی جانب سے وقوع میں آیا ہو - بشرطیکہ موخر الذکر جائداد پر علیحدہ قابض ہو - اور اول الذکر قانون کے رو سے جائداد مشترکہ ہو یا کہ نہ ہو تاہم جدی رشتہ دار کو اعتراض کرنیکا حق ہوتا ہے - میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس صوبہ میں جدی جائداد کو منتقل کرنے کے اختیار کے برخلاف جو قاعدہ قرار دیا گیا ہے - یہ محض پالیسی کا امر ہے - اور اُن ایام میں جب کہ یہ ملک ابھی فتح ہی کیا گیا تھا - سرمایہ داروں اور اجنبیوں کو دیہات میں آباد ہونے سے روکنا مقصود تھا تاکہ پولیٹکل امن میں کسی طرح فتور برپا نہ ہو - مگر اب چونکہ ملک میں امن ہو گیا ہے لہذا اس بندش کے دور کرنے سے کوئی ضرر نہیں پہنچیگا - میں اپنے اس خیال کی تائید میں نمبر ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء سے کرسٹی صاحب جج کے بیانات کا حوالہ دیتا ہوں - "اس میں کوئی شک نہیں کہ" ایام قدیم میں جب کہ جسکی لاٹھی اُسی کی بھینس کا مقولہ صادق آتا تھا قانونی ضابطہ نامعلوم تھا - اُس وقت خاندان کے افراد اور موضع کی آبادی کے اشخاص کو مل جل کر رہنا ضروری تھا - کیونکہ طاقت اتفاق اور اتحاد ہی پر موقوف ہوتی ہے - اور اراضی کو جس پر خاندان کا گذارہ منحصر تھا - خاندان کے زیر قبضہ رکھنا - اور اجنبیوں کے دخل یاب ہونے کو مسدود کرنا ضرور ہی تھا - مگر اب زمانہ تبدیل ہو گیا ہے ...... اور ہم بحیثیت جوڈیشل افسر مدید تجربہ کے بعد کہتے ہیں کہ اب یہ عام رائے سنائی دیتی ہے کہ چیف کورٹ بے پسر مالکوں کی جانب سے انتقالات کی عموماً اجازت نہیں دیتی

جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی انتقال جو اگلے سالوں میں نوٹس لینے کے بغیر گذر جاتے تھے۔ اب ان کی نسبت عدالتوں میں تنازع کئے جاتے ہیں - اور اس بارہ میں مقدمہ بازی بہت بڑھ گئی۔ . . . . . جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ گذشتہ زمانہ میں خاندان کے حلقہ سے باہر منتقل کرنے کی نسبت زبردست اعتراض تھا - جس کی نسبت معقول وجوہات تھیں - مگر جب سے برٹش حکومت مستحکم ہوئی ہے وجوہات مذکور بالکل ساقط ہوگئی ہیں - اور اب جو رواج موجود ہے اس کی تائید کرنی چاہئے - اور نہ کہ اس کی جو گذشتہ ایام میں مروّج تھا - ہم نے کئی یوروپین اور دیسی حکام کے ساتھ اس بارہ میں مشورہ کیا ہے - اور وہ سب ہمارے ساتھ ہم صفیر ہیں - کہ انتقالات پر جو قیود عائد کی گئی ہیں - یہ پنجاب میں بالعموم نقصان پہونچا رہی ہیں - . . . . . ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے - جب کہ جائداد اراضی کے عام اس سے کہ یہ جدی یا دیگر قسم کی ہو - زراعت پیشہ اشخاص کو منتقل کرنیکا عام اختیار دینا چاہئے - اور اس قسم کے انتقالات کو ناجائز ثابت کرنیکا بار ان پر عائد کرنا چاہئے جو اس کے مصر ہوں "۔

دوم - پدری رشتہ داروں کی تھیوری سالم صوبہ پر حاوی ہوتی ہے - یہ قاعدہ کہ جو مالک زرعی رواج کے تابع ہے اس کو جائداد جدی منتقل کرنے کی نسبت غیر محدود اختیار نہیں ہوتا - پہلے پنجاب کے ایک خاص حصہ پر حاوی کیا جاتا تھا - یعنے وسطی اضلاع پر - مگر یہ بتدریج تمام صوبہ بھر میں پھیلتا گیا - حتےٰ کہ اب پنجاب کے تمام صاحبان زمین پر حاوی ہوتا ہے - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں -

۱ - پنجاب کے وسطی اضلاع میں جدی غیر منقولہ جائداد بجز ضرورت کے منتقل نہیں ہوسکتی - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء اجلاس کامل -

۲ - یہ قاعدہ ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء صفحہ ۴۸۱ سے ضلع گجرات میں اس طرح وسیع کیا گیا تھا - " اب پہلے یہ مشکل شک کرسکتے ہیں - کہ جب سے اجلاس کامل کا فیصلہ (۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء) - آیا گجرات اور سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ بلحاظ پوزیشن و تمدنی حالت کے بروئے قانون رواج وسطی پنجاب کے جاٹوں کے ٹھیک منطبق ہیں یہ بلایقین ایسے موقع میں قوم کی طرح آباد ہیں - جہاں تمام رواج اُس نوبت کا پتہ دے رہے ہیں -

جس میں جائداد شخصی ملک سے بڑھ کر (جس پر کوئی قید نہ ہو) خاندان کا ملک خیال کیجاتی ہے ۔ پھر بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو یہ اصرار کرے کہ کھاتہ میں سالم جدی حصہ کا ہبہ جائز ہے ‘‘۔

۳ ۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں یہی ابتدائی قیاس تحصیل تلہ گنگ کے آوانوں پر حاوی ہونے والا قرار پایا تھا ۔

۴ ۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں ایسا ہی خیال ظاہر کیا گیا تھا ۔

۵ ۔ قرار پایا کہ پدری رشتہ داروں کی وراثت کی نسبت ابتدائی قیاس جس سے اس بار کی تنظیم ہوتی ہے جو ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء اجلاس کامل میں قرار پایا تھا ۔ مغربی پنجاب پر ویسا ہی حاوی ہوتا ہے ۔ جیسا کہ وسطی پر حاوی ہوتا ہے ۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل ۔

۱۔ نمبر ۳ ، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل اس قاعدہ کو سالم صوبہ پر اسطرح پھیلاتا ہے ’’ جب واقعات ویسے ہی ہوں جیسے کہ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء اجلاس کامل کے تھے ۔ یعنی وہ زمین جس کو اُس وقت منتقل کرنا مطلوب ہو مورث سے بطور اس کے حصہ کے نازل ہوئی قرار پائے ۔ جس پر یہ بحیثیت ممبران دیہاتی آبادی قابض تھے ‘‘ ۔ تو جو اصول اس مقدمہ میں حاوی ہونے والا قرار پایا تھا ۔ یہ ابتدائی بار ثبوت کے متعلق ویسا ہی حاوی ہوتا ہے ۔ عام اس سے کہ زمین وسطی پنجاب یا کسی دیگر ضلع میں واقعہ ہو ۔

سوم ۔ پدری جدیوں کی بیعودری کے عمل کرنے سے پہلے جن اصلی جزویات کی موجودگی لازم ہے ۔ جو زراعت پیشہ رواج کے تابع ہو یہ جائداد جدی کو بجز جائز ضرورت کے منتقل کرنے کا مجاز نہیں ہوتا ۔ لیکن یہ ایک خاص قسم کی جائداد ہے (اور بعض خاص حالات میں) جس کو یہ منتقل نہیں کرسکتا ۔ مثلاً ذاتی پیدا کردہ جائداد ہے ۔ جس کو یہ بلا روک ٹوک منتقل کرسکتا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی منتقل کرنے کے برخلاف قیاس پیدا ہونے سے پہلے جائداد کا دیہاتی جماعت کے درمیان واقع ہونا ضروری ہے ۔ مثلاً ایک مکان قصبہ میں واقع ہے ۔ یہ منتقل ہوسکتا ۔ کیونکہ یہ ایسی جائداد ہے جو موضع میں آباد نہیں اسطرح پدری رشتہ داروں کی بیعودری کو حاوی

کرنے سے پہلے حسب ذیل جزویات اصلی کا موجود ہونا ضروری ہے۔

(اوّل) یہ زراعت پیشہ اشخاص ہی ہیں جو پدری تھیوری کے پابند ہیں۔

(دوم) جو جائداد منتقل کیجائے یہ جدی ہونی چاہیئے۔

(سوم) یہ صرف غیر منقولہ جائداد ہونی ضروری ہے۔

(چہارم) یہ دیہاتی آبادی کے اندر واقعہ ہونی لازم ہے جسپر قومی حیثیت سے قبضہ ہو۔

(پنجم) جائداد متنازع منتقل کیگئی ہو۔

(ششم) یہ مان لینا چاہیئے کہ انتقال کی نسبت تنازع کرنیکا حق بے اولاد مالک کی صورت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اس کی صورت میں ہے جس کے ہاں پسر ہوں۔

اوّل - پدری رشتہ داروں کی تھیوری کے صرف زراعت پیشہ اشخاص ہی پابند ہیں۔ صرف زراعت پیشہ اشخاص ہی ہیں جن کے اختیارات محدود کیے گئے ہیں۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص زرعی رواجوں کے پابند نہیں اور ان میں زمین کے مالک کو اپنی جدی زمین بلا روک ٹوک منتقل کرنیکا اختیار ہوتا ہے۔ تب موخر الذکر اشخاص کی صورت میں یہ ثابت کرنے کا بار کہ مالک کو منتقل کرنیکا محدود اختیار ہے۔ اس شخص پر ہے جو اس امر کا مصر ہو۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:-

۱ - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل - پنجاب کے زراعت پیشہ اشخاص میں منتقل کرنیکا اختیار جدی اراضی واقعہ دیہاتی جماعات کی نسبت ابتدائً محدود کیا گیا ہے۔

۲ - غیر زراعت پیشہ اشخاص کی نسبت دیکھو باب متعلقہ غیر زراعت پیشہ اشخاص۔

دوم - صرف جدی اراضی ناقابل انتقال ہے۔ سندات محولہ مذکورہ کے مطابق (۱۰۷ پنجاب ریکارڈ [illegible] - اجلاس کامل - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل) صرف جائداد جدی ہی ناقابل انتقال ہے۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد حسب مرضی خود منتقل کیجا سکتی ہے۔ مقدمات ذیل حوالہ کی سہولت کے واسطے درج کیے جاتے ہیں۔

**الف** ذاتی پیدا کردہ جائداد -

اوّل - پٹھان

پٹھانان تحصیل دیپالپور ضلع منٹگمری۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کا بذریعہ وصیت انتقال منجانب سونیہ مالک جائز ہے۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

دوم۔ کھتریاں

بیدی کھتریان ضلع منٹگمری۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کا ہبہ ایک پسر کی موجودگی میں بحق دوسرے پسر کے جائز قرار پایا تھا۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

فیروزپور

ارائیاں

ارائیان ضلع فیروزپور۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کی وصیت بحق ایک پسر جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے۔ جائز ہے۔ ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

آوان

پشاور

آوانان ضلع پشاور۔ دختر اور اس کی ماں کے حق میں ذاتی پیدا کردہ جائداد کا ہبہ جائز ہے۔ ۱۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

حصار

اول۔ جاٹ

گھرپوال جاٹان ضلع حصار۔ بے پسر مالک کی جانب سے اپنی دختر کے حق میں ہبہ اس وقت جائز ہوتا ہے جب کہ جائداد ذاتی پیدا کردہ ہو۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

دوم۔ ڈوگرے

مسلمان بہاج ڈوگرے تحصیل بردالہ ضلع حصار۔ پیدا کردہ جائداد کا ہبہ منجانب شوہر بحق زوجہ جائز ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

گجرات

اول۔ راجپوت

چب راجپوتان ضلع گجرات۔ ذاتی پیدا کردہ زمین کا ہبہ منجانب بے اولاد مالک بحق نواسہ جائز ہے۔ ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

دوم۔ گجر

مسلمان گجران تحصیل کھاریان ضلع گجرات ذاتی پیدا کردہ جائداد ایک تہائی تک منتقل کی جا سکتی ہے۔ ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

لودھیانہ

جاٹ۔

مبنس جاٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ۔ بے پسر شخص کی جانب سے دختر کے حق

میں جائداد جدی کا ہبہ جائز ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

شاہپور

## آوان

آوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور۔ مرد کو اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل کرنیکا غیر محدود اختیار ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

سیالکوٹ

## جاٹ

۱۔ ہندو گھمن جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ ایک بے پسر شخص اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد دختر اور اس کے پسروں کے نام ہبہ کر سکتا ہے۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲۔ ہندو پریوال جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ ایک بے پسر شخص ذاتی پیدا کردہ جائداد بلا رضامندی جدیان داماد کے نام ہبہ نہیں کر سکتا۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

جہلم

## اول۔ آوان

۱۔ آوانان ضلع جہلم۔ بے پسر شخص بھتیجے کی موجودگی میں بعید رشتہ داروں کے نام ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل کر سکتا ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

## دوم۔ سید

سیدان ضلع جہلم۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کی وصیت جائز ہے۔ ۱۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

راولپنڈی

## اروڑے۔

ضلع راولپنڈی کے اروڑے۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کا ہبہ بحق بیوی بموجودگی چچا جائز ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔

سرسہ

## جاٹ

سکھ جاٹان ضلع سرسہ۔ باپ کو ذاتی پیدا کردہ غیر منقولہ جائداد اپنے پسروں میں غیر مساوی تقسیم کرنیکا اختیار ہے۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

ڈیرہ اسمعیلخان

## قریشی

ڈیرہ اسمعیلخان کے قریشی۔ مالک اپنی سالم جائداد منتقل کرنے کا مجاز نہیں۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

انبالہ

## برہمن

برہمنان تحصیل جگادھری ضلع انبالہ - ذاتی پیدا کردہ جائداد کا ہبہ بحق دختر ناجائز ہے ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## متفرق

متفرق

۱۔ مرد کو اپنی ذاتی پیدا کردہ زمین جس کو چاہے دینے کا اختیار ہے - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۲۔ برہمنان قصبہ کمالیہ - ذاتی پیدا کردہ سکونتی مکان کا ہبہ جائز ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۳۔ مرد اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل کر سکتا ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ۱۴ کہ جدی جائداد کے منافعے خرچ کر سکتا ہے - اور اس کے منافعوں سے اسطرح خرید کر سکتا ہے - کہ گویا اس کی پیدا کردہ جائداد ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۵۔ کپورتھلہ ہندو - ہمشیرہ زادہ کے حق میں جدی جائداد کا ہبہ جدیوں کی موجودگی جائز ہوتا ہے - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۶۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کی وصیت یا ہبہ بحق دختر یا ہمشیرہ جائز ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۷۔ ہبہ بجانب مرد متشرع ذاتی پیدا کردہ جائداد بحق ہمشیرہ زادہ جائز ہے - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء کے آخر میں -

۸۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد قابل انتقال ہے - ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۵۹ -

۹۔ نیز دیکھو اسی بارہ میں پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء صفحہ ۵۵ -

۱۰۔ بے اولاد شخص اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد اپنی دختر کے نام ہبہ کرنے کا مجاز ہے پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء صفحہ ۵۳۲ -

۱۱۔ جائداد جب زیر حق ہو اور ذاتی پیدا کردہ ہو اسکو حسب مرضی خود منتقل کرنیکا اختیار رہتا ہے - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۱۲۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد کا ہبہ جائز ہے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۱۳۔ مالک کو ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل کرنیکا اختیار ہے - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۱۴۔ دیکھو اسی بارہ میں - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۱۵۔ نیز ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۱۶۔ نیز ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء

## ذاتی پیدا کردہ جائداد میں بار ثبوت اور اسکا بناہ -

۱۔ بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس امر کا مصر ہو کہ ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل نہیں کی جا سکتی۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

۲۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی۔ کہ مرد اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد بھی منتقل نہیں کر سکتا۔ مگر کوئی رواج پایہ ثبوت کو پہونچا قرار نہیں پایا تھا۔

۳۔ غیر جدی یا ذاتی پیدا کردہ جائداد کی نسبت ہم اُس خیال کی تائید نہیں کر سکتے جو صاحب ڈسٹرکٹ جج نے قائم کیا تھا۔ عدالتوں نے جدی اور ذاتی پیدا کردہ جائداد میں تمیز کو ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ سچ ہے کہ رواج ناموں وغیرہ کی تالیف کے وقت سوالات کے جواب بطرح ملے ہیں۔ یہ خوب ظاہر ہے کہ پنجاب کے قانون رواج کی رو میں پدری ورثاء کی جو تھیوری پائی جاتی ہے۔ یہ اس وقت جاری نہیں ہوتی جب کہ جائداد ایک ہی مورث اعلیٰ سے نازل نہ ہوئی ہو۔ یعنے ان فریقوں کے مشترکہ دادا پڑدادا وغیرہ سے نازل نہ ہوئی ہو جو مقدمہ میں حصہ لیتے ہوں۔ ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء۔ اور ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء۔ اس خیال کی تائید کے واسطے سندات ہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

۴۔ عام شرع حقیت (یعنی رواج عام) سے ظاہر ہے کہ مالک جائداد کو منتقل نہیں کر سکتا تھا۔ مگر یہ قید صرف جائداد جدی پر عائد ہوتی ہے۔ اور مالک اپنی جدی جائداد منتقل کرنے کا مجاز قرار پایا تھا۔ حالانکہ رواج عام میں ان جائدادوں کے مابین تمیز نہیں کی گئی تھی۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۴۷۔

۵۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد پر قیود عائد کرنا غیر معمولی بات ہے۔ جو رواج عام جدی اور پیدا کردہ جائداد کو مساوات پر رکھے رواج کی عمدہ شہادت نہیں ہوتا۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء

۶۔ دو مسٹر شفیع کی بحث۔ (پیدا کردہ جائداد کی صورت میں حقداران بازگشت کا اس شخص کے زیرو عویدار ہونا خیال کرنا چاہیئے جس کی جائداد کے وارث ہونیکا ان کو دعوے ہو) بالعموم صحیح ہے۔ لیکن اگر مُدعیان حال کا یہ بیان کرنا کہ ان کی قوم کا رواج جدی اور پیدا کردہ جائداد کو ایک ہی بُنیاد پر رکھتا ہے۔ اور دونوں میں سے کسی جائداد کے انتقال کی ممانعت کرتا ہے۔ پایہ ثبوت کو پہونچے تو مُدعی کا حق قبضہ کی بابت نالش کے بارہ میں باوصف اس کے کہ نرینہ مالک نے جائداد کو منتقل کیا ہو۔ مالک یا کسی دیگر

شخص سے حاصل نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اجلاس کامل کے فیصلہ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء کے الفاظ کے مطابق رواج کے قاعدہ سے لیا جائے گا۔ جو مالک کی ذاتی پیدا کردہ جائداد کو منتقل کرنے کے اختیار پر قید عائد کرتا ہے۔ اور اس کو جدیوں کے زیر اقتدار کرتا ہے۔ ...... رواج کا یہ قاعدہ کہ پیدا کردہ جائداد ناقابل انتقال ہے۔ بہت ہی نرالے قسم کا ہے۔ جس کو ثابت کرنیکا بار معترض پر ہوگا۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔

## ذاتی پیدا کردہ جائداد کے انتقال کی نسبت کون تنازع کر سکتا ہے ؟۔

پسر اعتراض کرنیکا مجاز ہے۔ ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۸ء

## اگر پدری ورثاء کی تھیوری صحیح ہے۔ تو کیوں ذاتی پیدا کردہ جائداد ناقابل انتقال ہونی چاہیئے۔

میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اگر پدری تھیوری صحیح ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں شروع ہی میں یہ قیاس نہیں ہونا چاہیئے کہ ذاتی پیدا کردہ جائیداد بھی ناقابل انتقال ہے۔ اب پدری ورثاء کی تھیوری یا یہ قاعدہ کہ حقداران بازگشت کو مرد کی جانب سے جدی جائداد کے انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق ہے۔ جب کہ اس کے واسطے ضرورت نہ ہو۔ محض اس وجہ پر مبنی کیا گیا ہے کہ ان دیہات میں جن کی آبادی غیر مخلوط ہے۔ زمین قومی حقیت سے زیر قبضہ ہوتی ہے۔ جو شخصی ملکیت سے مختلف ہے۔ فیصلہ نمبر ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اجلاس کامل میں صرف یہ بیان نہیں کیا گیا۔ کہ قدیم الایام میں زمین قومی حقیت کے دستور سے زیر قبضہ تھی۔ بلکہ اس پر اب بھی اسیطرح قبضہ کیا گیا ہے۔ تب کیوں اُن زمین میں جس کو جدی جائداد کہتے ہیں اور ذاتی پیدا کردہ میں تمیز کی گئی ہے۔ ؟۔ اگر اراضیات صرف قومی حقیت سے زیر قبضہ ہیں۔ تو سب اراضیات پر اسی حقیت سے قبضہ ہونا چاہیئے۔ جس سے جدی اور پیدا کردہ کے مابین تمیز دور ہوتی ہے۔ یہ باور نہیں ہو سکتا کہ اس صوبہ کے صاحبان زمین نے کبھی آپس میں یہ قرارداد کی ہے کہ صرف اس جائداد کی بابت قومی حقیت تسلیم کی جائے گی جو جدیوں سے نازل ہوگی۔ اور نہ کہ اس کی بابت جسکو ذاتی پیدا کردہ کہتے ہیں۔ پس بطور امر واقعہ غیر مخلوط دیہات میں قومی حقیت یا تو موجود ہے اور یا نہیں ہے۔ اگر یہ موجود ہے تو جماعت کے سب ممبر جو خاندان یا قوم میں شامل ہیں ہر قسم کی جائداد کے مشترک مالک ہوتے ہیں۔ جو خواہ بزرگوں سے نازل ہوئی ہو

* * * * * * * * * * *

+ + + + یا ذاتی کوششوں سے خاندان کے مشترک کھاتہ میں ڈالی گئی ہو۔ یہ ہرگز فرض نہیں کیا جا سکتا کہ مالکوں نے ایک جائداد کو جو بزرگوں سے میراث میں نازل ہوئی ہو ایک حیثیت سے اور دوسری جائداد کو جس کو انہوں نے ذاتی پیدا کردہ بتایا ہے دوسری حیثیت سے یعنے شخصی ملکیت سے قابض رہنے کا اقرار کیا تھا۔

اس کے متعلق جو امر ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے اس قدر نہیں کہ جائداد جدی ہے یا کہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ آیا یہ قومی حیثیت سے زیر قبضہ ہے۔ اور یہ خیال کرنا لغویت میں داخل ہے کہ ذاتی پیدا کردہ جائداد حیثیت مذکور سے ہرگز زیر قبضہ نہیں ہو سکتی بنوع دیگر تجویز کرنے سے لغویات پیدا ہوں گے۔ مثلاً برعکس خیال کی مراد یہ ہوگی کہ جب خانہ بدوش قوم پہلی دفعہ ملک کے کسی حصہ میں آباد ہو کر موضع پر قبضہ کرے۔ تو قوم کے اشخاص کی حیثیت قومی نہیں ہوتی۔ کیونکہ جائداد پیدا کردہ ہوتی ہے۔ اگر یہ قومی حیثیت نہیں تو کب اور کس طرح قومی ہوتی ہے؟ ۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو جائداد قومی حیثیت سے باپ کے ہاتھوں میں نہ ہو یہ اس کے مرنے کے بعد ایسی ہو جاتی ہے۔ جب کہ یہ جائداد اس کے پسروں پر نازل ہوتی ہے؟۔ لیکن اگر یہ صورت ہوتی ہے۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔

**ب۔ جدی۔** یہ سوال کہ آیا جائداد جدی ہے۔ امر واقعہ کا سوال ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ع۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ع صفحہ ۵۲۔ بار ثبوت اس شخص پر ہوتا ہے جو اس کا مصر ہو کہ جائداد جدی ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ع۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ع۔ ذیل میں جو جائدادیں درج ہیں یہ جدی ہیں یا کہ نہیں ہیں: ۔

**الف۔ اس پر مورث اعلیٰ کا قبضہ ہونا لازم ہے۔**

۱۔ بلحاظ پسران جو جائداد بلا واسطہ نرینہ جدی سے ورثہ میں آئی ہو جدی ہے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ع صفحات ۱۱۷۔ اور ۱۱۸۔ ۶، پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ع

۲۔ جائداد کے جدی ہونے کے پہلے اس کا مدعی اور منتقل کرنے والے کے مورث اعلیٰ کے زیر قبضہ ہونا لازم ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ع

۴۔ جس جائداد پر مدعیوں کا مورث اعلیٰ قابض نہ ہوا ہو جدی نہیں۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ع

۴- جب جائداد الف اور ب جد یان کے مابین جدی ہو تو یہ الف اور ب کی بیوگان کے مابین جدی نہیں ہوتی - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

۵- جو جائداد کبھی مورث اعلیٰ کے زیر قبضہ نہ آئی ہو - جدی نہیں ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۴۷ -

۶- جو جائداد ایک دفعہ باپ کی رہ چکی ہو - اور ازاں بعد پسروں کے زیر قبضہ ہوئی ہو - یہ ان کے ہاتھوں میں جدی ہوتی ہے - اور اگر ایک پسر بے اولاد فوت ہو اور جائداد اس کے برادر کے قبضہ میں آئی ہو - یہ وہاں تک جدی ہی رہتی ہے - جہاں تک حق القائم برادر کے پسروں سے متعلق ہے - ۸ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۷- جہاں تک جدیوں سے تعلق ہے - جائداد اس صورت میں جدی ہوتی ہے جب کہ یہ کبھی مورث اعلیٰ کے قبضہ میں آئی ہو - ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۸- جو جائداد بھتیجے کو اپنے چچا سے ملی ہو وہاں تک جدی نہیں جہاں تک بھتیجوں کے پسروں کا تعلق ہے - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۹- جو جائداد داماد کے نام ہبہ کیجائے - یہ اس کے پدری رشتہ داروں کی جدی نہیں - کیونکہ پدری رشتہ داریں کسی کے مورث کے زیر قبضہ نہیں رہی تھی - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

ب- جو جائداد مردوں یا عورتوں کے اور صحیح النسب یا غیر صحیح النسب پسروں کے قبضہ میں آئی ہو - جدی ہے -

۱- جہاں تک جدیوں سے تعلق ہے وہ جائداد جدی ہے - جو مورث اعلیٰ سے ورثہ میں آئی ہو - جدی جائداد کی جو تعریف دھرم شاستر میں دیکھی ہے حاوی نہیں ہوتی - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء - ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲- جب مابین دو جدیوں کے جائداد جدی ہو یہ ایک جدی اور دوسرے کی بیوہ کے مابین جدی رہتی ہے - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳- جو جائداد غیر صحیح النسب پسر بطور حصہ خود لے یہ جدی ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۴- جو جائداد دختر اپنے باپ سے لے - یہ اس کے قبضہ میں جدی ہی رہتی ہے

یہ دختر مذکور کے پسروں کے مابین بھی ایسی ہی رہتی ہے۔ کیونکہ یہ اس کو آگے منتقل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل۔

۵۔ جو جائداد پسر متبنٰی لے یہ اس کے قبضہ میں جدی رہتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

ج۔ جائداد موہوبہ۔

۱۔ جو زمین دختر اور اس کے پسروں کے نام ہبہ کیجائے۔ یہ جدی ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۲۔ جو جائداد دختر یا اس کے خاوند کے نام ہبہ کیجائے ان کے قبضہ میں جدی رہتی ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

۳۔ جب اراضی موہوبہ واہب کے جدیوں کو بازگشت کرے یہ موخرالذکر کے قبضہ میں جدی ہوتی ہے۔ بشرطیکہ یہ کبھی مورث اعلیٰ کے قبضہ میں آئی ہو۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ صفحہ ۴۷۔

۴۔ جائداد موہوبہ موہوب الیہ کے قبضہ میں جدی رہتی ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ اور ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ اجلاس کامل۔

۵۔ جو زمین خانہ داماد کے نام ہبہ کی گئی تھی۔ قرار پایا تھا کہ داماد کی بیوی سے جو پسر ہو اعتراض کر سکتا ہے۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

۶۔ جائداد موہوبہ موہوب الیہ کے قبضہ میں جدی رہتی ہے۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء صفحہ ۴۷۳۔

۷۔ ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء اسی بارہ میں ہے۔

۸۔ اور ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۲۵۔

د۔ ترک کی گئی۔

۱۔ جو جدی جائداد اولاد کو وراثتاً نہیں بلکہ قبضہ چھوڑ دینے سے ملی ہو۔ یہ اس کے قبضہ میں جدی ہی رکھی ہے۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔ اور ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ جو قریبی رشتہ دار کی چھوڑی ہوئی زمین رشتہ دار کو ملے یہ جدی ہی رہتی

ہے - ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

**ہ- تبدیل کی ہوئی -**

۱- جدی زمین کے تبادلہ کی صورت میں جو زمین حاصل کیجائے - اس کی نوعیت اسی زمین کی سی ہوتی ہے - جو تبادلہ میں دیجاتی ہے - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء (مگر قانون ؟)

**و- واپس دی گئی ہو -**

جو جدی جائداد بیوہ کو ملے اور یہ ان پدری رشتہ داروں کے حوالہ کرے جو اس کے خاوند کا قرضہ ادا کریں یہ جدی ہی رہتی ہے - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - صفحہ ۴۰۴ - (کیا یہ بیع نہیں ؟) -

**ز- اضافہ یا ایزادی -**

۱- جب کسی شخص کے قبضہ میں جدی جائداد ہو تو اس میں جو اضافہ ہو یہ جدی ہی ہوتا ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۲- جائداد جدی سے اضافہ جدی نہیں - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

**ح- اُن سے منافع اور خریدیں -**

۱- جدی جائدادوں کے منافع اور ان منافعوں سے جو خرید کیا جائے بروئے قانون رواج جدی نہیں - ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲- جو جائداد جدی جائداد کی آمد سے پیدا کیجائے جدی نہیں - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۳- جو آمد اور منافع جائداد جدی سے حاصل ہوں جدی نہیں ۱۳- پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۴- جدی جائداد کے منافعوں سے جو جائداد خرید کی جائے - جدی نہیں - ۲۹- پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

۵- بروئے دھرم شاستر جدی جائداد کی آمد سے جو کچھ خرید کیا جائے اس فنڈ کی سی نوعیت کا ہوتا ہے - جس سے یہ بہم پہونچایا گیا ہو - ۳ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء

**ط- متفرق**

۱- جب مورث اعلیٰ عرصہ دراز تک قبضہ چھوڑ دے - اور ورثاء میں سے ایک

اس کو پھر حاصل کرے۔ تو یہ جائداد حاصل کرنے والے کے قبضہ میں جدی نہیں رہتی ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء ۔

۲۔ جو زمین محض کسی شخص کو بیچائے جو اس کو منتقل کرنے کا بیڑا اٹھائے ۔ یہ ذاتی پیدا کردہ ہوتی ہے ۔ اور اس وجہ سے جدی نہیں ہو جاتی کہ کاشت کرنے والیکا بزرگ اس پر قابض تھا۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

۳۔ جو شخص جدی جائداد رہن کرکے روپیہ بہم پہونچائے ۔ اور حق شفع سے زمین حاصل کرے ۔ یہ جدی نہیں ہوتی ۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۴۔ جو جائداد جدی زمین کے منافعوں سے خریدی جائے جدی نہیں ۔ مگر جب سرکار زمین لے اور مالک کو نقد معاوضہ ادا کرے تو یہ روپیہ جدی رہتا ہے ۔ کیونکہ اس میں جدی زمین کے تبادلہ کا وصف ہوتا ہے ۔ اور اس روپیہ سے جو زمین خرید کی جائے یہ بھی جدی ہوتی ہے۔ ۳ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۰ء ۔

۵۔ شاملات کا ایک قطع پہلے ایک شخص نے کاشت کیا جو بحیثیت ممبر ہونے جماعت مالکان کے اس کو دستیاب ہوا تھا۔ یہ اس کو بحیثیت ممبر ہونے خاندان مذکور کے ملتا ہے ۔ اور ذاتی پیدا کردہ نہیں ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ مد شاملات کی تقسیم کی صورت جو ایک شخص کی محنت سے علیحدہ قبضہ میں لائی گئی ہو۔ بعینہ اس بناء پر نہیں جس پر وہ حصہ ہے جو بذریعہ تقسیم ملا ہو ۔ تاہم عام اصول دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے ۔ اور کوئی شخص بوجہ اپنے مالکانہ منصب کے اس کو تصرف میں لانیکا حقدار ہوتا ہے"۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء صفحہ ۴۷۔

۶۔ جو زمین جدی روپیہ سے خرید کی جائے ۔ یہ جدی نہیں ہوتی ۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

۷۔ جس زمین کی کوئی بنجر شکنی کرے ۔ یہ اس کی جدی جائداد ہے ۹۔ا پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

۸۔ جو مکان جدی موقعہ پر تعمیر کئے جائیں یہ جدی ہیں ۔ ۷۔ا پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۷ء

(سوم) غیر منقولہ جائداد ۔ جائداد پر جو قیود عائد کی گئی ہیں یہ صرف جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہیں ۔ اور ان کو منقولہ جائداد کے ساتھ مطلق سروکار نہیں ۔ لہذا مالک کو حسب مرضی خود جائداد غیر منقولہ خواہ یہ جدی یا پیدا کردہ ہو منتقل کرنے کا اختیار ہے ۔ اس امر کی تائید میں اسناد ات حسب ذیل ہیں ۔

الف - منقولہ - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- جدی منقولہ جائداد کو منتقل کرنے کا اختیار غیر محدود ہے - ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲۷۷ -

۲- جائداد منقولہ مختلف بُنیاد پر ہے - پنجاب کے زراعت پیشہ کا وصیت کرنے کے ناقابل ہونا - اس کی ذاتی ذمہ واری کے باعث نہیں ہوتا - بلکہ اس شے کی نوعیت سے پیدا ہوتا ہے جس کی بابت اس کو وصیت کرنا مقصود ہو - اس کی وجہ یہ ہے کہ جدی زمین کی نسبت یہ تمام وکمال نہیں بلکہ محدود مالک ہوتا ہے - اس مضمون پر ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء اور ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۳۸ پر بحث کی گئی ہے -

۳- منقولہ جائداد کی ڈگری ہوئی تھی کیونکہ اس کا انتقال جائز قرار پایا تھا - خواہ جدی جائداد کی وصیت ناجائز قرار پائی تھی - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء - مگر بیوہ کو منقولہ بھی منتقل کرنیکا اختیار نہیں - دیکھو ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء اور ۱۶ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۱۰ء - دیگر مقدمات کے بارہ میں دیکھو انتقال جائداد منجانب بیوہ -

ب - غیر منقولہ جائداد - کیا اس کی مُراد صرف زمین ہی ہے یا کہ دیگر منقولہ بھی ہے ؟ - سندات محولہ مذکورہ کے مطابق جائداد منقولہ پر کوئی قیود عاید نہیں کی گئیں - کیا انتقال کی نسبت پابندی صرف زمین کے متعلق ہیں یا کہ یہ زمین کے سوا دیگر غیر منقولہ جائداد سے بھی تعلق رکھتی تھیں - ؟ یہ امر خوب عیاں نہیں - تاہم کم سے کم اس قدر یقینی بات ہے کہ جہاں تک جدی زمین سے تعلق ہے - اس میں شک پایا جاتا ہے - نمبر ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں فیصلہ صریحاً جدی جائداد پر حاوی ہوتا ہے - اور یہ امر ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں مزید واضح کیا گیا ہے - جس میں قرار پایا ہے کہ جدی زمینیں تمام دیگر جائداد سے خواہ یہ جدی یا غیر جدی ہوں - مختلف بُنیاد پر ہیں مگر دیگر فیصلجات بھی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے - کہ یہی قاعدہ مکانات یا دیگر غیر منقولہ جائداد پر حاوی ہوتا ہے - جو موضع میں واقعہ ہو - اس کا ثبوت ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - اجلاس کامل سے ملتا ہے - جہاں پلوڈن صاحب سینئر جج نے حکم استصواب میں الفاظ جدی غیر منقولہ

جائداد استعمال کئے ہیں"۔

ج۔ **مکانات**۔ یہ امر ناطق اور قطعی طور پر فیصل نہیں کیا گیا۔ مگر سندات کا وزن اس خیال کی تائید میں ہے جو زراعت پیشہ رواج کے تابع ہے۔ یہ جدی مکانات کی ضرورت کے بغیر منتقل نہیں کر سکتا۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ دیہاتی مکانات جدی زمین کے متعلق قواعد کی پیروی کرتے ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۲۔ یہ عذر کہ جدی مکانات وراثت اور انتقال کی نسبت جدی اراضی سے مختلف ہیں۔ غیر معقول عذر ہے۔ اور اس سے عدالت اپیل میں استفادہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ جب تک کہ یہ عدالت اپیل ماتحت میں صریحاً پیش نہ کیا گیا ہو۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۸۔

۳۔ مقدمہ حال کی اغراض کے واسطے مکانات واقعہ آبادی موضع کسی برعکس شہادت کی عدم موجودگی میں زرعی اراضی کا مضاف سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس کی نسبت استحقاق سے اُن کی نسبت استحقاق کا فیصلہ کرنا لازم تھا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ صفحہ ۴۳۹۔

۴۔ جو مکان جدی زمین پر تعمیر کئے جائیں یہ محض زمین کا مضاف اور جدی ہیں۔

۵۔ موضع میں کاشتکاروں کے مکان زمین کا مضاف سمجھنے چاہئیں۔ اور اس کے ساتھ پیوست رہتے ہیں۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

نوٹ۔ گو جو قاعدہ اوپر درج کیا گیا ہے یہ مکانات واقعہ قصبہ پر حاوی نہیں۔ اس کے موافق اور مخالف مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اگرچہ یہ بھی قرار دیا جائے کہ گو جو راجپوت تھا۔ جائداد اراضی کے انتقال کی نسبت محدود اختیار رکھتا۔ ہم صاحب فاضل ڈسٹرکٹ جج کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ قاعدہ اس جماعت کی مکانی جائداد پر حاوی نہیں جو مقدمہ حال میں زیر بحث ہے اور جو قصبہ میں واقعہ ہے۔ ہم ان کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں کہ قاعدہ اس جائداد پر حاوی ہوگا جو جائداد جدی کے متعلق ہو۔ اور نہ کہ مکانی جائداد کے

متعلق ہے۔ جس کو اس کے ساتھ مطلق تعلق نہ ہو۔ اور یہ قصبہ یا شہر میں روپیہ لگانے کے واسطے پیدا کی گئی تھی۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷۷۔

۲۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں قرار پایا تھا کہ جائداد غیر منقولہ کے انتقال پر پابندیوں کا قاعدہ قصبہ میں مکانات پر حاوی ہوتا ہے۔

فرق واضح کیا گیا اور اعتراض ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔ اور ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر میں خاندان پشتوں تک زراعت پر گذارہ کرتا رہا۔ حالانکہ موخر الذکر میں یہ مطلق زراعت پیشہ قرار نہیں پائے گئے۔ گر میری رائے میں ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء بہت بعید بطلی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ ایک ہی خاندان قواعد کے دو مجموعوں کے تابع ہوتا ہے۔ یعنی ایک زمین پر حاوی ہوتا ہے۔ اور دوسرا مکانات پر۔ فرض کرو۔ ایک مسلمان زمیندار موضع میں رہتا ہے۔ اور وہاں اسکی زمین ہے۔ اور قصبہ میں بھی اس کا مکان ہے۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء کے مطابق زمین کی وراثت رواج کے مطابق ہوگی۔ حالانکہ مکان کے شرع محمدیؐ کے مطابق حصے کئے جائیں گے۔ یہ حیرت کی بات ہے۔

د۔ دیگر غیر منقولہ جائداد۔ مکانات کے علاوہ جائداد ذیل غیر منقولہ ہے۔ جس پر قیود رواج حاوی ہوتی ہیں۔

۱۔ زر اصلات اراضی زرعی کا حصہ محفوظ ہوتی ہے۔ اور جو شخص زمین کا مستحق قرار پایا تھا۔ وہ اس کا بھی مستحق تھا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۳۴۳۔

۲۔ آئندہ ثمرہ کی فصل اور درختوں پر میوہ جات کا حق جائداد غیر منقولہ کا حق ہے ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۳۔ مرتہن کی حیثیت جو فک الرہن نہ کرائی گئی ہو جائداد غیر منقولہ میں حیثیت ہے۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۴۔ قرضہ رہن کا بار جب تک جائداد غیر منقولہ پر ہو فی نفسہ غیر منقولہ جائداد ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۵۔ زمین میں مرتہن کے حقوق زمین یا جائداد غیر منقولہ نہیں۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۰۲۔

۱۔ جائداد میں مرتہن حقوق غیر منقولہ ہیں۔ ۲۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء صفحہ ۸۰۵۔

(چہارم) قومی حیثیت سے زیر قبضہ یا موضع کی آبادی میں واقعہ ہونی چاہیئے۔ مگر قبل اس کے کہ مالک کی جانب سے انتقال کو اس وجہ سے ناجائز قیاس کر سکیں کہ یہ جائز ضرورت کے بغیر کیا گیا تھا۔ صرف یہی ثابت نہیں کرنا چاہیئے کہ جائداد جدی ہے۔ بلکہ یہ بھی ثابت کرنا لازم ہے کہ زمین متنازعہ یا تو قومی حیثیت سے زیر قبضہ ہے۔ یا کہ موضع کی جماعت میں واقعہ ہے۔ دیگر الفاظ میں اگر یہ ظاہر ہو کہ جائداد جدی ہے۔ لیکن کوئی دیہاتی کمیونیٹی نہیں۔ تو انتقال پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ اور مالک جسطرح چاہے اس کو منتقل کر سکتا ہے۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ عدالتیں اس اہم امر کو اس وقت نظر انداز کرتی ہیں۔ جب کہ ابتدائی بار ثبوت کا معاملہ زیر بحث ہوتا ہے۔ اور یہ ہمیشہ اس غلط فہمی میں رہتی ہیں کہ چونکہ جائداد جدی ہے لہذا اس کو منتقل کرنیکا اختیار ہمیشہ محدود ہوتا ہے۔

۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں یہ امر اُٹھایا گیا تھا۔ اور یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ قبل اس کے کہ نرینہ مالک کے اختیارات محدود قرار دئے جائیں۔ یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف جائداد جدی ہی نہیں بلکہ یہ بھی ظاہر ہونا چاہیئے . . . . . . . . . . . . . . . . . کہ یہ یا تو متوفی حقیت سے زیر قبضہ ہے یا اس پر بحیثیت ممبر ہونے جماعت دیہ کے دخل حاصل ہے۔ اور نہ کہ بطور منتقل کرنے والے کے بزرگوں کی بیع کی وراثت کے ایسا کیا گیا ہے۔ مگر چیٹرجی صاحب جج نے صفحہ ۸۰۵ پر اس حجت کو منسوخ کیا تھا۔ مگر ہم خیال کرتے ہیں کہ اس کے جدی جائداد ہونیکا واقعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ لہذا قیاس یہ ہے کہ منتقل کرنیکا اختیار محدود ہے۔ گو پابندی کے قاعدہ کا پہلا مخرج زمین کی قومی حیثیت ہے۔ اور اس کی تاریخ اس گذشتہ زمانہ کی ہے جب کہ زمین پر شاملاتی قبضہ تھا۔ تاہم یہ قاعدہ شخصی کھاتوں پر ایسا ہی حاوی ہوتا ہے جیسا کہ اس زمانہ کی حاصلات پر ہوتا ہے جو اقوام کے آباد ہونے کے بعد ظہور میں آئے۔ اس کے واسطے دلیل یہ ہے کہ اگر موضع ایک شخص نے آباد کیا ہو۔ تو صلبی اولاد میں اپنے مورث اعلیٰ کو انتقال سے روکنے کا دعوے نہیں کر سکیں گی بشرطیکہ یہ بیشمار جماعت نہ ہو۔ لیکن جب ان کی تعداد اس قدر بڑھ جائے کہ یکیونیٹی قائم کر سکے۔ تو

روکنے کا اختیار جدی ورثا کی طرح صلبی اولاد کو بھی ہو گا۔ اس حجت کے زور
کو بمشکل محسوس کر سکتے ہیں۔"

صاحب فاضل جج کی تمام مناسب تعظیم کے ساتھ میری رائے یہ ہے کہ بدقسمتی
سے فیصلہ میں الفاظ "دیہاتی جماعت" مندرجہ فیصلہ اجلاس کامل ۴۳ پنجاب
ریکارڈ ۱۸۹۵ء نظرانداز کئے گئے ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ
مذکور کے سیاق عبارت کو عجیب طور پر وسعت دی ہے۔ اجلاس کامل کا فیصلہ محولہ
مذکور صرف جدی زمین واقعہ آبادی دیہہ کی بابت منتقل کرنے کے اختیار کو محدود کرتا ہے
جس کے معنے یہ ہیں کہ اگر اس قسم کی جماعت نہ ہو تب اس مالک کے اختیار پر
جدی زمین کو منتقل کرنے کی نسبت کوئی قیود نہیں ہوتیں۔ بطور
امر واقعہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اجلاس کامل کے فیصلہ نمبر ۷۰ پنجاب ریکارڈ
۱۸۸۳ء میں ایک پدری رشتہ دار کا دوسرے پدری رشتہ دار کی جانب سے
بجز یہ ثابت کرنے کے انتقال کو روکنا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ منتقل کرنے والا
زمین پر قومی حیثیت سے قابض ہے۔ جس کی شخصی ملکیت سے تمیز کی گئی ہے۔
فیصلہ مذکور کے رو سے یہ معیار نہیں کہ زمین جدی یا کہ پیدا کردہ ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ
یہ قومی حیثیت سے قابض ہے۔ جس حیثیت سے قابض کو محض انتفاعی حق حاصل
ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر جائداد شخصی ملکیت کی حیثیت سے زیر قبضہ ہو۔ تو اس کے معنے
یہ نہیں کہ مالک کو حسب مرضی خود منتقل کرنے کا اختیار ہے۔ میرے خیال کرنے کے
طریق کے مطابق جائداد جدی اور پیدا کردہ میں فرق بالکل غیر ضروری ہے۔ مثلاً یہ
ثابت کیا گیا ہے کہ مالک کی جو زمین ذاتی پیدا کردہ ہے۔ یہ فی الواقعہ قومی ملکیت کے
طور پر زیر قبضہ ہے۔ اور ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء اجلاس کامل کا اصول لابدی
طور پر حاوی ہو گا۔ کیونکہ جب یہ حیثیت موجود ہوتی ہے۔ تو سالم خاندان قوم یا جماعت
جائداد مشترکہ کی مالک خیال کیجاتی ہے۔ اور اس صورت میں جائداد کسی خاص شخص کو
حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ تمام جماعت کا ملک سمجھی جاتی ہے۔ پدری تھیوری کے فاضل
شارحوں کے "جائداد جدی" پر کچھ زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ موضع کی تاریخ کا مالک
کی جانب سراغ نکالنے میں انہوں نے خیال کیا کہ چونکہ جدی زمین مالکوں کے پاس

بحیثیت ممبر ہونے جماعت کے پہونچی تھی۔ لہٰذا قیاس یہ ہے کہ زمین مذکور قابل انتقال نہیں۔ مگر فاضل ججوں کو یہ تجویز کرنا مدنظر ظاہر نہیں ہوتا کہ نوابی پیدا کردہ جائیداد کا کسی حال میں اس قید کے تابع ہونا ممکن نہ تھا۔ خواہ یہ ثابت ہی کیوں نہ کیا جائے کہ یہ قومی حقیت سے زیر قبضہ تھی۔ قطع نظر اس کے محض یہ امر کہ جائداد جدی ہے۔ فی نفسہٖ یہ قیاس کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں کہ یہ معمولی طور پر ناقابل انتقال ہے۔ دراصل جو بات اس کو ناقابل انتقال کرتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ خاندان یا قوم کی مشترکہ ملکیت ہے۔ میں اپنے اس خیال کی تائید کے واسطے حسب ذیل حوالہ دیتا ہوں :

۱۔ اپیل داخل کرنے کے وقت پلوڈن صاحب جج کا حکم مندرجہ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل۔

۲۔ رو صاحب جج کے بیانات جو اُسی مقدمہ میں ہیں۔ ”نمبر ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء کے فیصلہ کا اصول یہ ہے کہ منتقل کرنے کے اختیار کی ابتداء یہ ہے۔ کہ دیہاتی جماعات میں جائیداد جدی کے بارے میں اختیار محدود ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہماری رائے میں ناقابل تنازعہ ہے“

۳۔ ۷۰ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۰ء کے صفحہ ۲۴۴ پر رابرٹسن صاحب جج لکھتے ہیں کہ :۔ ”جہاں واقعات ویسے ہی ہوں جیسے کہ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء اجلاس کامل کے ہیں یعنی جہاں وہ زمین جس کو موجودہ مالک منتقل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے پاس بطور حصہ ایسی زمین کے آئی تھی۔ جو موضع کی جماعت کے ممبروں کی حیثیت سے ان کے قبضہ میں آئی تھی جو اصول اس مقدمہ میں قرار پائے تھے۔ یہ ابتدائی بار ثبوت کی نسبت مساوی طور پر حاوی ہوتے ہیں۔ عام اس سے کہ جائداد پنجاب کے وسط میں یا اس کے کسی دیگر حصہ میں واقعہ ہو۔ وسطی اضلاع کا خصوصیت سے اس وجہ سے حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ بطور امر واقعہ کے معلوم تھا کہ وہاں دیہاتی جماعات بطور قریباً عالم گیر قاعدہ کے مالکان کی غیر مخلوط جماعات ہیں جن کا مشہور و معروف زراعت پیشہ اقوام سے تعلق ہے۔ بلاشبہ یہ صورت اس امر سے ہے کہ دیگر اضلاع میں دیہاتی جماعات مختلف طور پر قائم کی گئی ہیں۔

لہذا فیصلہ مذکور میں احتیاط سے کوئی ایسا عالمگیر قاعدہ تجویز کرنے سے گریز کیا گیا تھا کہ پنجاب بھر میں کوئی قیاس حاوی کیا جائیگا۔ مگر جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے۔ جہاں واقعات موجود ہوں جو اصول کسی دیگر وجہ سے نہیں بلکہ محض واقعات کا قدرتی نتیجہ ہو۔ ان پر حاوی ہوگا۔

موضع کی کمیونیٹی یا غیر مخلوط موضع کی مُراد ایسی اراضیات ہیں جو قومی حقیت سے زیر قبضہ ہوں۔ جیسا کہ ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے مالک کے اختیارات مشتر انتقال جدی اراضیات محدود خیال نہیں کئے جا سکتے۔ تاوقتیکہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اراضیات مذکور قومی حقیت کے دستور سے زیر قبضہ ہیں۔ کیا یہ "قومی حقیت" وہی شے ہے جیسی کہ "موضع کی آبادی" یا "غفس یا غیر مخلوط موضع" ہے۔ میری رائے میں یہ موخرالذکر الفاظ صحیح خیال ظاہر نہیں کرتے کیونکہ اگر موضع کی آبادی غیر مخلوط بھی ہو۔ تاہم ممکن ہے کہ قومی حقیت سے زیر قبضہ نہ ہو۔

غفس موضع کی مُراد غیر مخلوط موضع کی مراد ہے۔ جس میں خاص کر کوئی فرقہ رہتا ہو۔ ۳۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۳۵۰ حصہ اخیر اور ایسے دیہات بھی ہو سکتے ہیں۔ جہاں ایک ہی قوم رہتی ہو تاہم یہ تنہا امر ثابت نہیں کرتا کہ اراضیات شخصی ملکیت سے زیر قبضہ نہیں۔ چیف کورٹ کے بعض فیصلہ جات میں جن کا آغاز ۷۰۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء اجلاس کامل سے ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے فقرہ دیہاتی جماعات پسند کیا گیا ہے۔ مگر میری رائے میں اوق امر یہ نہیں کہ موضع غفس یا دیہاتی کمیونیٹی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ آیا یہ قومی حقیت سے زیر قبضہ ہے۔ اور "قومی حقیت" کی مراد ایسا موضع نہیں جس پر ایک ہی قوم کے اشخاص قابض ہوں۔ بلکہ محض یہ ہے کہ ایک ہی خاندان یا قوم کے سب اشخاص مجموعی طور پر مالک ہیں۔ ۱۰۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء اجلاس کامل میں لفظ دیہاتی کمیونیٹی کا استعمال محض اس وجہ سے ہے کہ فاضل ججوں نے خیال کیا تھا کہ جس موضع کی ایک ہی قوم قطعاً مالک ہو ایسا موضع ہونا چاہئے۔ جس پر قومی حقیت سے قبضہ ہو مگر میری دانست میں الفاظ زیر بحث مغالطہ پیدا کرنے والے ہیں۔ کیونکہ دیہاتی کمیونیٹی (جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں) کا اس حقیت سے قابض ہونا ضروری نہیں۔ یہ کمیونیٹی اس بارہ میں قیاس پیدا کر سکتی ہے

مگر یہ بات قطعی نہیں ہوتی۔ اور قبل اس کے کہ عدالت ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء اجلاس کامل حاوی کرے - اس کو بطور امر واقعہ یہ قرار دینا لازم ہوتا ہے کہ آیا اشیاء متنازعہ موضع میں قومی حقیت سے زیر قبضہ ہیں - یا کہ نہیں ہیں - حالانکہ یہ امر کہ موضع کی آبادی مختلف ہے کسی مقدمہ میں یہ قیاس پیدا کر سکتا ہے کہ یہی صورت ہے -

**پنجم انتقال** - یہ کیا ہے - قبل اس کے کہ حقدار بازگشت کسی معاملہ کو بدین وجہ منسوخ کرائے "کہ یہ محدود مالک کی جانب سے بلا جائز ضرورت کے ہوا ہے - یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا وہ انتقال جس کی نسبت اعتراض کیا جاتا ہے - انتقال ہے یا کہ نہیں - انتقالات کی مراد اور اس میں بیع - رہن - ہبہ اور وصیتیں شامل ہیں - اور شاید کہ تبادلے بھی آتے ہیں - مگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پیٹہ بھی انتقال ہے یا کہ نہیں ہے - ہمیں عارضی پٹہ پر بحث کرنا ضروری نہیں - بلکہ پٹہ دخیلکاری یا استمراری پٹہ انتقال ہے یا کہ نہیں ہے -

(اول) مستقل پٹہ انتقال نہیں - بشرطیکہ یہ عمدہ انتظام کا معاملہ ہو - سندات کا حوالہ دینے سے پہلے اس بڑے فرق کا تذکرہ کرنا ضروری ہے جو مستقل پٹوں کے متعلق انتقال اور عمدہ انتظام کے فعل کے مابین ہے - وہ فیصلجات جن کا بارہا حوالہ دیا جاتا ہے - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء اجلاس کامل - اور ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل صرف انتقالات کی ممانعت کرتے ہیں - اور عمدہ انتظام کے طور پر انتقال نہیں - موخرالذکر قسم کا معاملہ بالکل جائز ہے - کم سے کم کسی خاص رواج کی عدم موجودگی میں اس کو ناجائز قیاس نہیں کر سکتے - بشرطیکہ یہ یا تو منتقل کرنے والے کی ذاتی نیتوں سے جائز ہو - یا عمدہ انتظام کا معاملہ ہو - یہاں جائز ہونے محولہ مذکور اور جائز ضرورت کے مابین تمیز کرنی چاہیئے کیونکہ اگر موخرالذکر صورت ہے تو معاملہ کے انتقال ہونے یا نہ ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا - کیونکہ موخرالذکر صورت میں اگر یہ انتقال بھی ہو - یہ جائز ضرورت کی وجہ سے جائز ہوگا - ہم جس جائز ہونے پر غور کرتے ہیں یہ قانونی ضرورت سے مدے رہتا ہے - اور تب ہی یہ سوال اہم ہوتا ہے کہ آیا عمدہ انتظام کا فعل ہے یا کہ نہیں ہے -

اس سوال پر غور کرنے سے پہلے اس قسم کے ہر مقدمہ میں یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا معاملہ فی الواقعہ زمین میں مستقل حقوق پیدا کرنے کا ہے۔ (جیسا کہ حقیقۃً خیلکاری یا مستقل پٹہ ہے) یا کہ فی الواقعہ بیع ہے۔ خواہ پٹہ ہی کی صورت میں کیوں نہ ہو۔ اس قسم کا مقدمہ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں وقوع میں آیا تھا۔ جس میں مالک نے حقوق وخیلکاری پیدا کئے تھے۔ مگر کوئی لگان محفوظ نہیں کیا گیا تھا۔ اور مالک نے اُسی روز اپنے حقوق مالکانہ ۱۰ سال کے واسطے رعیت وخیلکار کے نام منتقل کر دئے تھے۔ اور قرار پایا تھا کہ یہ تمام (کمال) بیع ہی ہے۔

اَب اس سوال پر کہ آیا مستقل پٹہ عمدہ انتظام یا انتقال کا فعل ملحوظ ہو سکتا ہے۔ سندات ذیل کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء مستقل پٹہ عمدہ انتظام کا فعل ملحوظ کیا گیا تھا۔ مگر یہ مقدمہ اس امر کے متعلق صریح سند نہیں کیونکہ عدالت نے صریحاً تجویز کیا تھا کہ منتقل کرنے والے کو بروئے رواج ایسا پٹہ تحریر کرنے کا اختیار تھا۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں مستقل پٹہ بطور ہبہ کے تعین کیا گیا تھا تبدل کے واسطے کیا گیا تھا۔ اور عدالت نے تجویز کیا تھا کہ یہ سادہ انتقال اور جائز ضرورت کے واسطے نہیں اور حقداران بازگشت کی اغراض کو نقصان پہنچانے کے واسطے کئے گئے تھے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں حقوق وخیلکاری کا ہبہ ناجائز قرار پایا تھا۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں مالک نے حقوق وخیلکاری پیدا کئے تھے۔ اور یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ یہ اراضی منتقل کرنے کا فعل تھا۔ اور عدالت نے تمام سابق فیصلجات کی نظر ثانی کر کے تجویز کیا تھا ہمیں اُن اصولوں کو قبول کرنے میں مطلق تامل نہیں جو اسطرح واضح کئے گئے ہیں کیونکہ اسطرح عدالتوں کو معاملہ کی صحیح نوعیت کی چھان بین کرنا لازم آتا ہے۔ مگر مناسب تعظیم وتکریم کے ساتھ ہم اس امر کو قبول کرنے کو تیار نہیں کہ معمولی طور پر حقوق وخیلکاری کا پیدا ہونا بطور نتیجہ فعل انتقال ملحوظ کیا جائے۔ ہماری رائے میں کوئی ایسا قیاس نہیں ہو سکتا ہے۔ اور محفوظ قاعدہ جس کی پیروی کرنی لازم ہے ہر معاملہ پر اس کی روئداد کے لحاظ سے غور کرنا ہوگا۔ اور پہلے کوئی قیاس پیدا نہیں کیا جائیگا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بیانات سرسری طور پر کئے گئے تھے۔ کیونکہ عدالت نے

عدالت کو بیہ دریافت کرنا لازم ہے کہ آیا بیع ہے یا کہ نہیں ہے۔

اخیر میں تجویز کیا تھا کہ اس طرح کے حقوق دخیلکاری پیدا کرنا سراپا زمین کی بیع تھا یہ امر قطعی طور پر منفیصل ہونا ظاہر نہیں ہوتا - مگر فیصلجات محولہ مذکور ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اور ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء سے قواعد ذیل کا پیدا ہونا ظاہر ہوتا ہے -

نمبر ۱ - ہر فعل پر اس کے اپنے روئداد کے مطابق غور کرنا لازم ہے - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

نمبر ۲ - ہر حقوق دخیلکاری کا پیدا ہونا بطور نتیجہ فعل انتقال متصور نہیں ہو سکتا ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

نمبر ۳ - زمین میں مستقل حقوق کا پیدا کرنا جس سے خاندان کے ملک میں اضافہ ہو (۷۹ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۳ء) یا جب یہ مناسب اور ضروری ہو - (۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء) انتقال نہیں - مگر جب حقداران بازگشت کو ضرر اور نقصان پہونچانا مدنظر ہو تو اس قسم کے معاملات محض انتقال ہیں (۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء)

لیکن فرض کرو کہ مالک حقوق دخیلکاری پیدا کرتا ہے - اور حقدار بازگشت بدیں وجہ تنازع کرنیکا دعوے کرتا ہے کہ یہ انتقال ہے اور بوجہ ضرورت ناجائز ہے - تو کیا اس کو کسی خاص رواج کا ثابت کرنا ضروری ہے جس سے یہ اس معاملہ کی نسبت اعتراض کر سکے - یا کہ اس پر وہی قاعدہ حاوی ہوگا جو جدی زمین کی بیع پر حاوی ہوتا ہے - نمبر ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء قرار دیتا ہے کہ حقدار بازگشت کو کوئی خاص رواج ثابت کرنا لازم ہے - مگر میں واجب و لازم تعظیم کے ساتھ خیال کرتا ہوں - کہ اس کو ایسا کرنا ضروری نہیں - وجہ یہ ہے کہ بروئے قواعد شہادت جب یہ سوال ہو کہ آیا حقوق دخیلکاری کا پیدا کرنا عمدہ انتظام کی کارروائی ہے یا کہ نہیں ہے - تو قیاس یہ ہوتا ہے کہ مالک جائداد کے ساتھ اسطرح برتاؤ نہیں کر سکتا کہ جو حقدار بازگشت کو اس کے واقعی استعمال سے روک دے - اب اگر منتقل الیہ یہ حجت پیش کرے کہ مالک کو حقوق دخیلکاری پیدا کرنے کا حق تھا - کیونکہ یہ زمین کے انتقال کا فعل تھا - بار ثبوت اس فریق پر ہوگا کہ جو اس واقعہ کی بابت اصرار کرے - اس بارہ

اس قسم کے مقدمات میں بار ثبوت

میں مقدمہ رعیت کی جانب سے رعیت دخیلکار کے حقوق کے انتقال کے سابق ہے تازہ سندات جن کا دوسرے موقعہ پر حوالہ دیا گیا ہے ثابت کرتی ہیں کہ کسی خاص رواج کا ثابت کرنا ضروری نہیں۔

## مقدمات حسن انتظام

۱- ہندو راجپوت تحصیل اونہ ضلع ہوشیار پور:- صاحب زمین کی جانب سے حقوق دخیلکاری کا ہبہ محض حسن انتظام کی کارروائی نہیں- اور نہ جائداد کے لئے مفید ہے - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۲- سوڈھی کھتریان تحصیل مکتسر ضلع فیروز پور:- بیع محض حسن انتظام کی کارروائی قرار نہ پائے - بلکہ انتقال کے فعل تھے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۳- خورش معاملہ انتقال محض جائداد کے انتظام یا کاشت کے واسطے - مثلاً کچھ عرصہ کے واسطے حقوق دخیلکاری کا پیدا کرنا انتقال نہیں - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۴- نرینہ مالک کی جانب سے زمین کا انتقال خاندان کی جائداد کو بڑھانے کے واسطے حسن انتظام کی کارروائی ہے - اور ناجائز نہیں - ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۵- مالک اپنی جدی زمین حقوق دخیلکاری پیدا کر سکتا ہے - اس کے ورثاء اس کے فعل کو نہیں روک سکتے - تاوقتیکہ فی الواقعہ حقوق مالکانہ کی بیع کا نہ ہو - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

## دوم - پدری مداخلت کا حق ارادی اور غیر ارادی انتقالات تک جاتا ہے

- جب مالک ضرورت کے بغیر جدی زمین منتقل کرے - اس کی پسر یا کوئی دیگر حقدار بازگشت اس انتقال کی نسبت بدیں وجہ اعتراض کر سکتا ہے کہ منتقل کرنے والے کو جائداد منتقل کرنے کا اختیار نہ تھا - مگر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ پدری مداخلت کرنیکا حق جو بالعموم انتقالات پر حاوی ہوتا ہے - ان انتقالات پر بھی حاوی ہے جو بالعموم نہ کیجائیں - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء اجلاس کامل میں قرار پایا تھا کہ نرینہ مالک بروئے قانون رواج (جو بیوہ کی ضد میں کامل مالک ہو) ایسا کامل مالک نہیں جس کو قطعی ملکیت حاصل ہو - کیونکہ یہ اپنی مرضی سے منتقل نہیں کر سکتا - اور نہ ہی اسکی جائداد اجرائے ڈگری میں نیلام ہو سکتی ہے - اور جب عدالت فوجداری زیر دفعہ ۸۸

مجموعہ ضابطہ فوجداری کا ربند ہو کر مفرور کی جدی غیر منقولہ جائیداد فروخت کرے ۔ جو قانون رواج کے تابع ہو یہ صرف اپنی حقیت حیات منتقل کرتا ہے ۔
بحث ۔ اس سوال کا فیصلہ کہ آیا پسر یا حقدار بازگشت اس بیع کو مسترد کرانے کے دعوے کر سکتا ہے جو اس کی مرضی سے نہیں کیا گیا تھا ۔ اس امر پر موقوف ہونا بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ آیا اس شخص کو جائیداد جدی میں کوئی معینہ حقیت حاصل ہے جس کو ایسی ملکیت کہہ سکیں جس کی محض عارضی حقیت سے تمیز کی گئی ہے ۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء محولہ مذکورہ میں ایک نرینہ مالک نے جو قانون رواج کے تابع تھا ۔ ایک بچے کو ہلاک کرنیکا ارتکاب کیا ۔ اور بھاگ گیا ۔ اس کے برخلاف زیر دفعہ ۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کارروائیاں کی گئی تھیں ۔ اور اس کی زمین نیلام کی گئی تھی ۔ اس کے پسر نے اس استقرار کے واسطے دعوے دائر کیا کہ جبراً انتقال بعد وفات مفرور ان کی حقیت کو پابند نہیں کرے گا ۔ قابل فیصلہ سوال یہ تھا کہ آیا نیلام نے محض اس کی حقیت کو منتقل کیا ہے ۔ یا کہ نیلام کی یہ تاثیر ہے کہ بعد وفات مفرور حق وراثت معدوم ہوتا ہے ۔ اور ان اولادوں کو حق نہیں رہتا ۔ جو مورث اعلیٰ سے پیدا ہوں ۔

یہ سوال پہلے طے کرنے سے فیصل کیا گیا تھا ۔ کہ آیا اُن اولادوں کی حقیت جو مورث اعلیٰ سے ہوں ۔ جو ایک دفعہ زمین پر قابض تھا ۔ آیا یہ معینہ حقیت ہے یا کہ عارضی ۔ کیونکہ اگر معینہ حقیت ہو ۔ تو اس قسم کے غیر ارادی انتقال سے تباہ نہیں ہو سکتی اجلاس کامل سے استصواب ہونے پر کلارک صاحب چیف جج نے بتجویز کیا تھا ۔ کہ (صفحہ ۱۱۹) انگریزی قانون کے زیر حقدار بازگشت اس حقدار بازگشت سے مختلف ہے جو پنجاب کے قانون رواج کے زیر ہے ۔ مورث کی اولاد میں جو شخص واجب القتل ہو یہ اولاد سر جائیداد کے انتقال کا مانع نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس کو جائیداد مذکور ملزم مذکور سے نہیں ملتی بلکہ سابق ہبہ کی وجہ سے ملتی ہے جو ان کے حق میں بحیثیت اس کے پسران کے ہوتا ہے ۔ اس بارہ میں قانون رواج کا حقدار بازگشت بحیثیت باللمس ہوتا ہے ۔ یہ حقدار بازگشت آخری مالک سے وراثت نہیں لیتا ۔ بلکہ مورث اعلیٰ سے لیتا ہے ۔ .... نتیجہ یہ ہے کہ حقدار بازگشت کو جائیداد جدی میں معینہ

حقیت حاصل ہوتی ہے۔ اور مالک قابض اپنے جرم یا فرار کی وجہ سے اس حق کو زائل نہیں کرتا۔ اور اس کی حقیت حیات زائل ہوتی ہے"۔ مسٹر جسٹس چیٹر جی صاحب جج نے اس خیال کی تائید کی تھی۔

ہر دو لائق ججان جیف کورٹ کی بہترین تعظیم کے ساتھ میں یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہوں کہ پسر حقدار بازگشت کو اس جدی جائداد میں کوئی معینہ حقیت حاصل نہیں ہوتی - جو نرینہ مالک کے زیر قبضہ ہو - یہاں میں کہہ سکتا ہوں کہ میری رائے میں جو انتقال بالارادہ اور بلاارادہ انتقالات میں فرق اصلی سوال زیر بحث کے منافی نہیں ہوتا کیونکہ اگر یہ معینہ حقیت نہ ہو تو یہ فی الواقعہ ہر دو انتقالات پر مساوی طور پر موثر ہوتی ہے اور میری حقدار بازگشت کی حقیت کو غیر معین سمجھنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ معین ہوتی تو پسر یا حقدار بازگشت کو اپنی معینہ حقیت کا دعوے کرنے کے قابل کرتی - مگر ہم جانتے ہیں کہ بعض مقدمات میں پسر کی جانب سے باپ پر دعوے کرنے کی قانون رواج پنجاب سے ممانعت کی گئی ہے - دیکھو تقسیم مگر یہ بحث کرنے کی گنجائش ہے کہ بالضرور یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ چونکہ پسر یا حقدار بازگشت کو اپنی حقیت علیحدہ کرانے کی بابت دعویٰ کرنیکا حق نہیں - لہٰذا اس کو معینہ حقیت حاصل نہیں - کسی شخص کو اپنی حقیت علیحدہ کرانے کے حق کے بغیر معینہ حق حاصل ہو سکتا ہے - تب اس برائے نام حق کے کیا معنے ہیں ؟ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ اس کی نوعیت کس قسم کی ہے - اور ہم کس طرح معلوم کریں کہ آیا حقدار بازگشت کو حقیت مذکور حاصل ہے یا کہ نہیں ہے ؟ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خاص یہی واقعہ کہ جس حقدار بازگشت کو نرینہ مالک کی جانب سے انتقالات کو روکنے کا اختیار ہو اس میں پہلے ہی قیاس کر لیا جاتا ہے کہ اسکو جائداد میں معینہ حقیت حاصل ہے - اگر صرف یہی دلیل اس کے حق میں ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ اس سے بہت کچھ ثابت نہیں ہوتا - کیونکہ اس سے محض یہ ثابت ہوتا ہے کہ پنجاب میں نرینہ مالک انگلینڈ مفہوم کے مطابق قطعی مالک نہیں ہوتا۔

مگر یہ امر زیر بحث نہیں کہ آیا نرینہ مالک کامل مالک ہے یا کہ نہیں ہے - سوال یہ ہے کہ آیا حقدار بازگشت کو جائداد میں معینہ حقیت حاصل ہے - یہ بالکل قریب الفہم معاملہ ہے کہ جو شخص موجودہ وقت میں قابض ہو اس کو منتقل کرنے کا اختیار قطعی نہ ہو -

مگر صرف یہی بات ثابت کرنے کے واسطے کافی نہیں کہ کوئی دیگر شخص جس کو قابض کے افعال روکنے کا اختیار ہو۔ محض اس اختیار کی وجہ سے معینہ حقیت حاصل ہے اگر یہ صورت ہو تو شفعدار جس کو زمین متنازع کے مالک کو روکنے کا زبردست اقتدار ہے۔ اس کو جائداد میں کسی قسم کی معینہ حقیت ہوتی ہے۔ مگر سندات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو یہ حقیت حاصل نہیں۔ دیکھو فیصلجات جو راقم کی شرح حق شفع میں جمع کئے گئے ہیں۔

محض یہ امر کہ یہ یہاں نرینہ مالک قطعی مالک نہیں یہ ثابت نہیں کرتا کہ اس کو جائداد میں سالم حقیت حاصل نہیں اس کو اس پر منتقل کرنے کا کامل اختیار نہ ہونا ممکن ہے۔ مگر صرف یہ واقعہ اس مالکانہ حقیت کو کم نہیں کرتا جو اس کو جائداد میں حاصل ہوتی ہے کیونکہ یہ ضرورت کی وجہ سے منتقل کر سکتا ہے۔ اگر یہ جائداد میں سالم حقیت مالکانہ کا تنہا مالک نہیں (جو حقیت زیر تنقیح ہے۔) تو یہ کسی ممکن اتفاق میں ضرورت کی وجہ سے بھی اپنے پسر یا حقدار بازگشت کی قطعی ملکیت کو منتقل نہیں کر سکتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ الف اور ب دو حقہ دار ہیں۔ اور ایک کھاتہ کے مالک ہیں اور ہر ایک کو جائداد میں معین حقیت حاصل ہے۔ ب جس کو جائداد میں سالم حقیت مالکانہ حاصل نہیں اس کو جائداد اسطرح منتقل کرنے کا اختیار نہیں۔ (خواہ اس کو ایسا کرنے کی نسبت اشد ضرورت ہو) جس کی تاثیر الف کی معینہ حقیت منتقل کرنے کی ہو۔ اگر حقداران بازگشت کی حقیت قابل تمیز ہو اور الف زیر تشریح کی حقیت کے مطابق نہ ہو۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس حقیت کی ٹھیک نوعیت یا مراد کیا ہے۔ مَیں اپنے خیال کی تائید میں سندات ذیل کا حوالہ دیتا ہوں :-

۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل میں پلوڈن صاحب جج لکھتے ہیں :-

ہم سمجھتے ہیں کہ (عام بول چال میں) بروئے رواج جو بے پسر مالک جدی زمین پر قابض ہو۔ اس کو موجودہ وقت میں سالم حقیت حاصل ہوتی ہے۔ غرضکہ عام طور پر تذکرہ کرنے سے بروئے قانون رواج جدی زمین کے نرینہ قابض کی کیفیت یہ ہے کہ کامل مالک ہے جس کو منتقل کرنے کا اختیار ہے۔ . . . مگر اس کو منتقل کرنے کا محدود اختیار حاصل ہے جس کو وارث روک سکتے ہیں"۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل میں

یہ درج ہے کہ "بیٹے پسر مالک اُس جدی جائداد کا کامل مالک ہے جو اس کے قبضہ میں ہو - خواہ اس کا اختیار مشعر انتقال جائداد محدود ہی کیوں نہ ہو گا۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۳۱ - باپ کو جدی جائداد منتقل کرنے کا اختیار ہے ......... زمین میں سالم حقیت باپ یا بیٹے پسر مالک کو حاصل ہوتی ہے - ...... ورثاء کا بطور انتقال کو روکنے کے واسطے مداخلت کرنا ممکن ہے"۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۱ میں پھر ہمارے پاس یہ ہے کہ پنجاب کے صاحب زمین اور اس کے وارث کی صورت کیسی مختلف ہے - بعض حالات میں اوّل الذکر بلا رضامندی وارث بلکہ اپنی صریحاً ظاہر کی ہوئی خواہشات کے اور وارث کے انتقال میں شامل ہونے کے بغیر زمین کو عموماً اور کامل طور پر منتقل کر سکتا ہے - ...... اور معقول طور پر یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ملکیت کی ایک جزو اس شخص کو حاصل ہوتی ہے - جس کی بجز بعض حالات کے زمین کے انتقال میں کوئی صدا نہیں ہوتی"۔

یہ بحث کر سکتے ہیں کہ حقدار بازگشت کو جدی زمین میں معینہ حقیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ اس کو حق بازگشت حاصل ہے - مگر میری رائے میں یہ کافی نہیں کیونکہ ذاتی پیدا کردہ جائداد کی صورت میں بھی جائداد اُس شخص کے جدیوں کو جاتی ہے جب کہ یہ دیگر ورثاء کے بغیر فوت ہو - حالانکہ اس صورت میں بازگشت کو وراثت کہتے ہیں -

اب آخری اور اصلی سوال یہ ہے کہ فرض کرو کہ مالک کی جدی زمین اس کے مفرور ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ نے زیر دفعہ ۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری منتقل کر دی ہے - کیا اس بلا ارادہ فروخت سے حقداران بازگشت کے حقوق معدوم ہوتے ہیں یا کہ نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں ہوتے - اور اس وجہ سے نہیں ہوتے کہ حقدار بازگشت کو جائداد میں معینہ حقیت حاصل ہوتی ہے - بلکہ اس وجہ سے کہ زمین مالک قابض کی جانب سے جائز ضرورت کے بغیر منتقل نہیں ہو سکتی - اس وجہ سے جو فرق ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۷۱ پر بالارادہ اور بلا ارادہ انتقال میں بتایا گیا ہے - غیر ضروری ہوتا ہے - یہ تجویز کرنا کہ انتقال کو محکوم کرنے کا اختیار صرف بالارادہ انتقال کی صورت میں موجود ہے گویا اس بنیاد کو غیر ملحوظ کرتا ہے جس پر دراصل پدری ورثاء کے مداخلت کرنے کا حق مبنی کیا گیا ہے - مسٹر جسٹس چیٹرجی صاحب جج (صفحہ ۲۲۲ - ۱۸ پنجاب ریکارڈ

۱۹۰۸ء) لکھتے ہیں کہ زمین مذکور کی ابتدائی حقیت کی سچی کسوٹی غالباً یہ ہے کہ قابض کو اس کے قبضہ سے مستفید ہونیکا پورا پورا حق حاصل تھا - مگر شرط یہ ہے کہ یہ جائداد کے نازل ہونے کے قدرتی طریق میں مداخلت کرے "۔

اب قابض مالک جائداد کے نازل ہونے کے قدرتی طریق میں بالارادہ انتقال سے یا بلا ارادہ انتقال سے مداخلت کرسکتا ہے - ان ہردو انتقالات میں انتقال کے جائز ہونے سے پہلے جائز ضرورت کا موجود ہونا لازم ہے - اگر یہ ضرورت نہ ہو تو وہ مالک جس کے ہاتھ اس طرح باندھے گئے ہوں کہ یہ جدی زمین کو حسب مرضی خود منتقل کرنے کے قابل نہ ہو تو یہ اس صورت میں جب کہ اپنے حقداران بازگشت کے حقوق کو تباہ کرنا چاہتا ہو یہی نتیجہ ایک برائے نام قرضخواہ نالش کرنے کے واسطے بہم پہونچانے اور جائداد کو مصنوعی قرضہ میں قرق کرانے سے یہی مہلک نتیجہ پیدا کرسکتا ہے - اس صورت میں یہ کہنا کہ چونکہ انتقال بلا ارادہ تھا - لہذا حقدار بازگشت کو اس کے متعلق کی نسبت اعتراض کرنے کا حق نہ تھا - گویا مالک کو جدی زمین کسی جائز ضرورت کے بغیر بالواسطہ ذرائع سے منتقل کرنیکا اختیار دینا ہوگا۔

**(سوم) کیا ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء اجلاس کامل صرف بے اولاد مالک پر حاوی ہے :-** کیا اجلاس کامل کا فیصلہ نمبر ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء صرف بے اولاد مالک پر حاوی ہوتا ہے - یا کہ اس مالک پر بھی حاوی ہے جس کے پسر موجود ہوں ؟ - دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ کیا پسر اپنے باپ کی جانب سے انتقال جائداد کے بارے میں تنازع کرسکتا ہے ؟ - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ فیصلہ صرف بے اولاد مالکوں کو حاوی کرتا ہے - اور کہ پسر کو اپنے باپ کے انتقالات کی نسبت تنازع کرنے کا حق نہ تھا - قرار پایا تھا کہ وہ بڑا اصول جس سے اجلاس کامل کے مقدمہ میں پدری ورثاء کے حق میں قاعدہ قرار پایا تھا یہ زیادہ تر زور کے ساتھ پسر کی صورت پر حاوی ہوتا ہے - اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی بھی غیر مخلوط جماعات میں جدی زمین اس نرینہ مالک کے قطعی اقتدار میں محفوظ نہیں ہوتی جس کے یہ قبضہ میں ہو جو اشخاص مورث اعلیٰ کی اولاد ہوں جس کا اس سے بعد مقام کے لحاظ سے بتدریج ہونے والا ہو ان کو اس میں ابتدائی حقیت ہوتی ہے - جس کو یہ بجز ضرورت کے نازل

نہیں کرسکتا۔

جن فیصلجات سے پسر کا حق مشترکہ قائم رکھنے انتقالات منجانب والد خود قائم ہوتا ہے حسب ذیل ہیں:۔

گھنگ جاٹان ضلع ہوشیار پور۔ مالک ضرورت کے بغیر بموجودگی پسر منتقل نہیں کر سکتا

۲۔ پنجاب ریکارڈ ۹۵ ۱۸۹۰ء

۲۔ نیز ۱۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۳۔ نیز ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۴۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

---

# باب (۲۰) بست

## سلسلہ انتقال جائداد

### بار ثبوت اور اس کا بناہ

**۱۔ جائداد جدی کی صورت میں بار ثبوت کے قواعد۔** ابتدائی بار ثبوت اس فریق پر ہوتا ہے جو یہ بیان کرے کہ نرینہ مالک بلاضرورت جدی غیر منقولہ جائداد کو منتقل کرسکتا ہے۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ابتدائی بار ثبوت اس شخص پر ہے۔ جو یہ بیان کرے کہ جدی غیر منقولہ جائداد بلاضرورت منتقل کی جاسکتی ہے۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲۔ بار ثبوت اس شخص پر جو اس بات کا مصر ہو کہ زراعت پیشہ بلاضرورت منتقل کرسکتا ہے۔ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

۳۔ بار ثبوت اس شخص پر ہے جو یہ بیان کرے کہ بے اولاد مالک اپنی جائداد جدی بعض جدیوں کے پاس منتقل کرسکتا ہے۔ جس سے دوسرے جدیوں کو نقصان پہونچے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

۴۔ بار ثبوت اس شخص پر ہے جو یہ بیان کرے کہ بے اولاد مالک جدی جائداد

منتقل کر سکتا ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۵- تمام دیگر جائداد سے جدی اراضیات مختلف بنیاد پر ہیں - عام اس سے کہ جائداد مذکور جدی یا غیر جدی ہو - اور بلاشبہ عام قیاس باپ کے اس جائداد جدی کو جس پر یہ قابض ہو پسروں میں غیر مساوی تقسیم کرنے کے بر خلاف ہے - جس کی تاثیر اس کی زندگی سے متجاوز ہو -

۶- ہر مقدمہ میں جہاں فریقین زراعت پیشہ ہوں اور جائداد جدی غیر منقولہ ہو - عدالت کو قبل اس کے کہ کوئی شہادت منتقل کرنے کے اختیار کے بر خلاف ہو - یہ فرض کرنا لازم ہے کہ اس جائداد کا انتقال ناجائز ہے - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۲۹

۷- یہ بیانات ، ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں پسند کئے گئے تھے - اور قرار پایا تھا کہ یہ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل کے متضاد نہیں -

۸- جہاں تک جائداد جدی سے تعلق ہے پنجاب کے وسطی اضلاع کے مسلمان جاٹ معمولی طور پر وسطی پنجاب کی زراعت پیشہ اقوام کے قانون رواج کے تابع ہیں - اور ضلع جھنگ اس قدر بعید نہیں کہ اس کا قاعدہ قانون مختلف ہو - ۸ نمبر پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۱

۹- جن مقدمات میں پنجاب کے وسطی اضلاع میں بے پسر جاٹ مالک کا اختیار بشمول انتقال جائداد جدی بلا ضرورت زیر تنازعہ ہو بار ثبوت بالعموم اس شخص پر ہوتا ہے جو اس اختیار کی موجودگی کا مصر ہو - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء - اجلاس کامل -

۱۰- اس خیال کو گجرات کے مسلمان جاٹوں تک وسعت دی گئی ہے - اور اب سب سے پہلے یہ بمشکل شک کر سکتے ہیں - کہ جب سے اجلاس کامل کا فیصلہ ۱۰۷ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صادر ہوا ہے کہ آیا گجرات اور سیالکوٹ کے وڑائچ زیر قانون رواج اور تمدنی سررشتوں کے بلحاظ پوزیشن وسطی پنجاب کے جاٹوں کے ٹھیک مساوی ہیں - یہ بالیقین ایسے مقام میں بحیثیت قوم آباد ہیں جہاں تمام رواجوں سے ایسی نوبت کا پتہ ملتا ہے - بلا روک ٹوک شخصی جائداد سے بڑھ کر جائداد خاندان خیال کی جاتی ہے - تب بار ثبوت اس شخص پر ہو گا جو یہ اصرار کرے کہ کھاتہ میں سالم جدی حصہ کا ہبہ بحق پسر متبنے جائز ہے - ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۷۰۔

۱۱- ضلع کانگڑہ کے رواجوں میں یہ ثابت کرنے کا بار منتقل الیہ پر ہے کہ انتقال بلاضرورت ہو سکتا ہے۔

۱۲- جاٹوں میں بالعموم جدی اراضی بموجودگی جدی وارثان بلا ضرورت ناقابل انتقال ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

غیر زراعت پیشہ قاعدہ مذکور کے پابند نہیں

**مستثنیٰ!** - مگر اس قاعدہ کی استثناء ہے - اور زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ میں جو قصبات میں آباد ہیں - کوئی قیاس نہیں - یہ زراعت کے کام سے بالکل علیحدہ ہو گئے ہیں - ان کی صورت میں یہ قیاس نہیں کر سکتے کہ ایسا شخص بلا ضرورت جدی زمین منتقل نہیں کر سکتا - لہذا بار ثبوت اس شخص پر ہے جو اصرار کرے کہ زرعی رواج کا یہ قاعدہ ان کے خاندان یا قوم پر حاوی ہوتا ہے - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:

۱- جب انتقال میں جدی جائداد واقعہ قصبہ کے بے روک ٹوک انتقال کے متعلق سوال پیدا ہو تو محض اس وجہ سے انتقال کے برخلاف قیاس نہیں ہو سکتا کہ فریقین راجپوت ہیں جو زراعت پیشہ قوم ہیں - اس قسم کے مقدمہ میں بار ثبوت اس شخص پر ہے جس کو اس اختیار سے انکار ہو - وجہ یہ ہے کہ جدی غیر منقولہ جائداد کے انتقال کے محدود اختیار کے حق میں جو قیاس ہے یہ صرف زراعت پیشہ اقوام کے اشخاص پر حاوی ہوتا ہے - جو ایسی جماعات کے اشخاص ہوں - اور ان کا بڑا پیشہ زراعت ہے - اور ان پر حاوی نہیں ہوتا - جو زراعت سے اس قدر گریز کر گئے ہوں کہ یہ ان کا بڑا پیشہ نہ رہی ہو - اور انہوں نے قصباتی بود و باش اختیار کر لی ہو - اور انہوں نے تجارت، صنعت یا ملازمت کو بڑا پیشہ بنا لیا ہو - اور یہی ان کے گذارہ کا ذریعہ ہو گیا ہو - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۲- جو مسلمان قصبات میں رہتے ہوں - یہ زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کے تابع نہیں - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۳- نرینہ مالک امور انتقال میں زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کے پابند نہیں ۵۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء -

۴- بار ثبوت اس شخص پر ہے جو اس بات کا مصر ہو کہ قصبہ کے رہنے والے ہندوؤں میں مرد کے اختیارات محدود ہیں - ۱۰۱ - اور ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء -

دیہاتی کمین زمینداروں کی پیروی کر سکتے ہیں

۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء - اور ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء -

گو دیہات میں جن میں مالکانہ جماعات زراعت پیشہ ہوں - دیہاتی کمین جن کا گذارہ پُشتوں تک زمین پر موقوف رہا ہو - اپنے مالکوں کے رواج کی پیروی کرنے والے قیاس کئے جاتے ہیں - اور ابتدائی بارثبوت یہ ہوتا ہے کہ یہ اموسا انتقال میں زرعی رواج کے تابع ہیں جسکے مطابق نرینہ مالک بلا جائز ضرورت منتقل نہیں کرسکتا - لہذا ابتدائی بارثبوت ان پر ہے جو اس کے برعکس خاص رواج کا اصرار کریں - اعلیٰ طبقہ کے غیرزراعت پیشہ اشخاص جیسے کہ کھتری اور سید ہیں - خواہ یہ دیہات میں بڑے بڑے زراعت پیشہ اشخاص میں رہتے ہوں - موخرالذکر اشخاص کے رواج کی پیروی کرنے والے قیاس نہیں کئے جا سکتے - کیونکہ ان کے اعلیٰ ذاتوں کے اشخاص ہونے کی وجہ سے یہ قیاس نہیں کرسکتے کہ یہ زراعت پیشہ اشخاص کی فضیلت کے جو جاولی وغیرہ کی ہے معترف ہوتے ہیں - حالانکہ دیہاتی کمین رواجوں کی پیروی کرنے سے قدرتی طور پر اپنے آقاؤں کی فرمانبرداری کرنے والے خیال کئے جاسکتے ہیں اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:-

۱- ضلع لاہور کے چھیے ساکنان موضع بھاماں کلاں قرار پایا تھا کہ یہ کمین ہیں جو اس موضع میں رہتے ہیں - جہاں مالکانہ جماعت جاٹ ہیں - تجویز ہوا کہ قدرتی طور پر یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے آقاؤں کا رواج اختیار کرلیا ہے - جو موضع کے مالک ہیں جن کے ساتھ یہ موضع میں بطور ملازمان دیہہ آباد ہوئے تھے اور اُنہوں نے اس کو وہ زمین دی تھی - جس میں اُنہوں نے حق دخیلکاری پیدا کرلیا ہے - یہ تمدنی حالت کے موازنہ میں کمتر منصب رکھتے ہیں - مگر پھر بھی زراعت پیشہ اشخاص کے رواج کی جزو ہیں - جس میں مختلف مدارج کی گنجائش ہے - لہذا یہ قیاساً جدی جائداد اراضی کے بارہ میں اُسی یا اُسی قسم کے رواج کی پیروی کرتے ہیں - ۳۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء -

۲- لوہاران ضلع جالندھر اُسی قاعدہ کی پیروی کرنے والے قرار پائے تھے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۳- چمیاس ضلع گوجرانوالہ - اسی قاعدہ کی پیروی کرنے والے قرار پائے تھے -
۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۴- جھیوران ضلع ہوشیارپور - اسی قاعدہ کی پیروی کرنے والے قرار پائے تھے - ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۵- رعالان ضلع کانگڑہ - بڑے قاعدہ کی پیروی کرنے والے قرار پائے تھے۔
۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۶- لوہار ترکھانان ضلع گجرات - اُسی قاعدہ کی پیروی کرنے والے قرار پائے تھے۔
۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۷- تمام مقدمات محولہ مذکور دیہاتی کمینوں سے متعلق ہیں - جو اس جماعت مالکان کے رواج کے تابع قرار پائے تھے - جو جدی اراضی کے انتقال کے متعلق موضع میں برتر تھے - مقدمات متعلقہ قریشیان - کھتریان و برہمنان مختلف بناء پر ہیں - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

دوم - مگر قبل اس کے کہ ابتدائی بار ثبوت منتقل الیہ پر عائد کیا جائے معترض کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ زمین موضع کی آبادی میں واقعہ ہے - یہ بات صحیح نہیں کہ جب یہ امر عدالت کے علم میں لایا جائے کہ زمین جدی ہے تو ابتدائی بار ثبوت محولہ مذکور منتقل الیہ پر عائد کرنا چاہئے کہ نرینہ مالک بلا ضرورت منتقل کرسکتا ہے قبل اس کے کہ ایسا کیا جائے معترض کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ زمین متنازعہ کسی دیہی آبادی میں واقع ہے - گو ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء - اور ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء ابتدائی بار ثبوت تمام صوبہ میں اس شخص پر عائد کرتے ہیں جو اس بات کا اصرار کرے کہ نرینہ مالک بلا ضرورت منتقل کرسکتا ہے - تاہم ان فیصلجات کی ٹھیک تاثیر پرا، پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں بحث کی گئی ہے - مگر اس آخری فقرہ سے انتخاب کا حوالہ دینے سے پہلے ہم سب سے پہلے اس ریمارک کا تذکرہ کرنا متعلقہ سمجھتے ہیں جو ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل میں پلوڈن صاحب جج نے کیا تھا - یہاں ہم ابتدائی قیاس کا تذکرہ کرتے ہیں جو قیاس شروع ہی میں فریقین کے بیانات پر شہادت لینے کے بغیر پیدا ہوتا ہے

اس قیاس کا اندر مختلف معاملہ ہے - جو کچھ کہ ابتدائی قیاس سے مفہوم ہے - وہ یہ ہے کہ جو شخص قریبی جدیوں کی موجودگی میں بے پسر شخص کا غیر محدود اختیار بیان کرے - یا اس کو دیگر الفاظ میں بیان کرنے سے کہ منتقل کرنے کا اختیار صرف نرینہ اولاد کے زیر اقتدار ہے - اس کو اس امر کی شہادت دینا لازم ہے کہ اختیار ایسا ہی ہے - جیسا کہ یہ بیان کرتا ہے - اور یہ اس کے عمل درآمد کی نظائر وغیرہ وغیرہ پیش کرنے سے کیا جا سکتا ہے کہ اس امر کو ایسا ہی قیاس کرنے سے یہ ابتدائی بار ثبوت یا تنقیح کی شکل یا بار ثبوت پر اس اصول کے مطابق موثر نہیں ہوگا - جو نمبر ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں قرار پایا ہے "

اب ہم ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء پر آتے ہیں - اس میں یہ حجت پیش کی گئی تھی - کہ یہ قیاس ہے کہ ضلع جہلم کے پچاپچر امغلوں میں بے پسر مالک اپنی زمین اپنی دختر کے نام بموجودگی بعید یا قریبی جدیوں کے منتقل کرنے کا مجاز ہے - مگر یہ حجت اس طرح نامنظور کی گئی تھی - "ہم اس امر کو بلا قید و منظور نہیں کر سکتے - پہلے گو اجلاس کامل کا فیصلہ ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء وسطی پنجاب کے باہر حاوی کیا جاتا ہے یا زیادہ تر معین کرنے سے مغربی پنجاب پر بھی ہوتا ہے - (نمبر ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء - اور ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء) یہ فیصلہ وسطی پنجاب کے جاٹوں سے متعلق ہے - اور اس کو دیگر اقطاع میں دوسری جگہ حاوی کرنے سے ہم سر میریڈیتھ پلوڈن صاحب کے الفاظ مندرجہ فیصلہ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں الفاظ "عقیدہ قوم - مقام چھوڑ کر" پڑھتے ہیں - جو انہوں نے بار ثبوت کا عام قاعدہ قائم کرنے کے واسطے استعمال کئے ہیں - اور قبل اس کے کہ تم قاعدہ مذکور کو حاوی کر سکو - تم کو ان باتوں سے واقف ہونا ضروری ہے - دیکھو ریمارک مندرجہ صفحہ ۳۵۲ فیصلہ نمبر ۳۷ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

جج نے ہر واقعہ کے تنقیح کی بابت رواج کے متعلق بار ثبوت کا جو قاعدہ قرار دیا ہے یہ اُسی بناء پر نہیں جس پر بار ثبوت کا وہ قاعدہ ہے جو قانون سے قرار دیا گیا ہے - یہ اس امر کے متعلق عام بیان ہے جو بیشمار نظائر پر غور کرنے کے بعد اسطرح اخذ کیا گیا تھا - کہ واقعات کی بعض حالت اس صورت میں اغلب ہے - جب کہ بعض دیگر واقعات موجود ہونے ثابت کئے گئے ہیں - مگر یہ اُسی جگہ پر نہیں آتا -

جس پر بار ثبوت کا وہ قاعدہ ہے جو ایکٹ شہادت سے قرار دیا گیا ہے۔ میں اپنی مراد کو ذرا وضاحت کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ فرض کرو کہ مُدعی یہاں بدیں بیان دعوےٰ کرتا ہے کہ ایسا رواج موجود ہے جس کے رو سے بے پسر مالک کی جانب سے جدی اراضی کا ہبہ بحق نواسہ یا بھانجا کے ناجائز ہے۔ میرے خیال میں زیر دفعہ ۱۰۲ ایکٹ شہادت۔ بار ثبوت مدعیوں پر عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی ضرورت یا ناقابل تردید قیاس پیدا نہیں ہوتا۔ کہ اس قسم کا رواج فریقین میں مروّج ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ مدعی اس صورت میں ناکام ہوں گے جب کہ یہ رواج کا مطلق کوئی ثبوت نہیں دیں گی۔ لہٰذا جب تنقیح مذکور زیر تجویز ہوگا تو ان کو مقدمہ شروع کرنا ہوگا۔ اور اجلاس کامل کا فیصلہ جو ان کے واسطے جو کچھ کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کو اپنا مقدمہ ثابت کرنے میں انکو شہادت میں تقویت ملنے اور اس کے بنوع دیگر زیادہ تر آسانی سے قابل قبولیت ہونے میں مدد ملتی ہے۔

مدعیوں کو کم سے کم زمین کی قومی حقیت کی نوعیت اور وہ واقعات ثابت کرنے لازم ہیں۔ جو قوم کو اس عام اصول کے اندر لائیں جو اجلاس کامل کے فیصلہ میں قرار پایا ہے۔ مگر صورت اُس حال میں مختلف ہوتی جب کہ قاعدہ مذکور اجلاس کامل کے فیصلہ یا چیف کورٹ کی ڈویژن بنچ کے فیصلجات کے اتفاق سے خود قوم پر حاوی ہونیوالا قرار پایا ہو۔ اس صورت میں بار ثبوت مناسب طور پر مدعا علیہ پر عائد کیا جاسکتا ہے ورنہ میری رائے میں صحیح ضابطہ وہی ہوگا۔ جو میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اگر ہم عام قیاس کی نسبت ان پابندیوں کے ساتھ مقدمہ پر غور کریں تو مدعیوں کو پہلے رواج کی موجودگی ثابت کرنے کے واسطے مثبت شہادت دینی لازم ہے۔ اور یہ سوال کہ آیا اجلاس کامل کا فیصلہ حاوی ہوتا ہے۔ اُن نظائر کو احتیاط سے دیکھنے پر موقوف ہوگا جو زیر بحث کے متعلق ہوں۔ اگر جوڈیشل فیصلجات کا سلسلہ اور ان نظائر کی تعداد جو پہلے وقوع میں آئی ہیں۔ یہ ظاہر کریں کہ قوم اس قسم کے مقدمہ میں جیسا کہ یہ ہے بلا روک ٹوک منتقل کرنے کے رواج کی پیروی کرتی ہے۔ اور تم ان کو ایک طرف نہیں پھینک سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہو کہ قیاس اس عام بیان کی وجہ سے جو اجلاس کامل نے بخلاف رواج کی موجودگی کے برخلاف ہے۔ اور اس بناء پہ تحقیقات کرکے

ہو۔ غرضکہ کچھ ہماری مراد ہے وہ یہ ہے کہ اس معاملہ کا پہلے ہی فیصلہ نہیں کر لینا چاہئے
بلکہ اجلاس کامل کے فرمان کو صرف اُس وقت مناسب وزن دینا چاہئے۔ جب تم
شہادت کا وزن کرنے لگو۔ جیسا کہ میں نے ابھی اوپر بیان کیا ہے کہ اگر اجلاس کامل
نے اس قوم کے ساتھ برتاؤ کیا ہوتا۔ تو اس صورت میں تمام سابق نظائر بے تاثیر
ہوئی خیال کیجاتیں۔ یہہ کہنے سے ہمارا ادعا یہ ہے کہ اجلاس کامل کے فیصلہ کی نسبت
مطلق بے اعتباری نہ ہو۔ بلکہ یہ عیاں ہو کہ ان مقدمات میں بار ثبوت کے سوال کے
ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے۔ جہاں قاعدہ صریحاً اس قوم پر حاوی نہ ہوتا ہو جو
اُس وقت عدالت کے پیش ہو''۔ یہ ریمارک ۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء میں پسند
کئے گئے تھے۔ اور ان پر عمل کیا گیا تھا۔ اور حقداران بازگشت کا دعوےٰ اُس وقت
خارج کیا گیا تھا جب کہ یہ معلوم ہوا کہ '' ان کی شہادت نرینہ مالک کے منتقل کرنے
کے اختیار کی نسبت منتقل الیہ کی شہادت سے زیادہ تر کمزور تھی ''۔ آخر کا یہ ۶۲ پنجاب
ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء میں مسٹر جسٹس راٹیگن صاحب جج کے پیش ہوا۔ جس میں یہ سوال
زیر بحث تھا کہ آیا مالک کی جانب سے دختر کے حق میں انتقال بموجودگی جدیان جائز
ہے۔ ہر دو جانب واقعی شہادت زیادہ سے زیادہ بہت کمزور تھی۔ اور اسطرح یہہ
ظاہر تھا کہ سب کچھہ اس سوال پر موقوف ہے کہ آیا بار ثبوت مدعی جدیوں پر یا کہ دختر
پر تھا۔ اس امر کے متعلق ہر دو متضاد خیالات کو دیکھنے کے بعد صاحب فاضل جج
نے حسب ذیل نتیجہ نکالا تھا۔ ہماری رائے میں وہ ریمارک جن کا ہم نے سر میریڈیتھ
پلوڈن صاحب کے حکم (محولہ مذکور) سے حوالہ دیا ہے اُن سے اس امر کے متعلق قانون
کی صحیح وضاحت ہوتی ہے۔ بطور نتیجہ جوڈیشل تحقیقاتوں کے عدالتوں نے تجویز
کیا ہے کہ ایک میں ہی عام قاعدہ یہ ہے کہ بے پسر مالک کو جدی غیر منقولہ جائداد منتقل
کرنے کی نسبت غیر محدود اختیار نہیں۔ لہذا ہر مقدمہ میں جہاں فریقین زراعت پیشہ
ہوں اور جائداد متعلقہ جدی اور غیر منقولہ ہو ہماری رائے میں عدالت مقدمہ کی اس ثبوت
میں اور قبل اس کے کہ منتقل کرنے کے اختیار کی نسبت کوئی شہادت پیش کی گئی ہو۔ یہ
قیاس کرنے کی پابند ہے کہ اس جائداد کا انتقال ناجائز ہے۔ لہذا ہم اس سوال کے
قانونی پہلو کی نسبت سر میریڈیتھ پلوڈن صاحب جج کے بیان کو بہ نسبت اس سوال کے

زیادہ تر صحیح خیال کرتے ہیں جو مسٹر جسٹس چیٹرجی صاحب نے ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں ظاہر کیا ہے"۔

یہ امر قابل افسوس ہے کہ فاضل جج مسٹر جسٹس راٹیگن صاحب نے مقدمہ محولہ مذکور میں جو الفاظ استعمال کئے ہیں یعنے کہ ہر مقدمہ میں جہاں فریقین زراعت پیشہ ہوں عدالت یہ قیاس کرنے کی پابند ہے وغیرہ"، یہ نہایت ہی وسیع امر قرار دینے والے ظاہر ہوتے ہیں جس کا ابھی ہم تذکرہ کریں گے۔ مگر آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہوں کہ گو ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں مسٹر جسٹس چیٹرجی صاحب کی رائے کسیقدر مغالطہ پیدا کرنے والی ہے۔ تاہم یہ درحقیقت پلوڈن صاحب جج کی رائے مندرجہ مقدمہ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء کے متضاد نہیں۔ مسٹر جسٹس چیٹرجی صاحب کو جو کچھ کہنا مدنظر تھا محض یہ تھا کہ ہمیشہ یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چونکہ فریقین زراعت پیشہ ہیں۔ اور جائداد جدی غیر منقولہ ہے۔ لہذا عدالت ہر مقدمہ میں یہ قیاس کرنے کی پابند ہے کہ مالک کا اختیار محدود کیا گیا ہے۔ قبل اسکے کہ یہ قیاس جائز طور پر ہو سکے۔ جیسا کہ اجلاس کامل کے فیصلجات نمبر ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل اور ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل میں حکم دیا گیا ہے۔ مدعی اپنے مقدمہ کو ان واقعات کی حالت میں لانے کا پابند ہے جو اجلاس کامل کے فیصلجات حاوی کرنے سے پہلے ضروری ہے۔ یعنی صرف اسیقدر بس نہیں کہ جائداد جدی غیر منقولہ ہے۔ اور فریقین زراعت پیشہ ہیں۔ مگر مدعی کو ایک قدم آگے بڑھ کر یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ زمین پر قومی حقیت سے یا بحیثیت ممبر ہونے دیہی جماعت کے قابض ہیں۔ یہ بات الفاظ ذیل سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں استعمال کئے گئے ہیں۔ مدعی کو کم سے کم زمین کی قومی حقیت کی نوعیت اور وہ واقعات ثابت کرنے لازم ہیں جو قوم کو اس عام اصول کے اندر لائیں۔ جو اجلاس کامل کے فیصلہ میں قرار پایا ہے اتب ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء اور ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء سے مقدمہ میں بار ثبوت کے تصفیہ کی نسبت وہاں قواعد ذیل قرار دئے جا سکتے ہیں۔ جہاں جدی غیر منقولہ جائداد بلا ضرورت منتقل کرنے کا سوال پیدا ہو۔

**رول اوّل** - جب زراعت پیشہ اشخاص میں پسر یا حقدار بازگشت جدی جائداد منتقل کرنے کی نسبت نرینہ مالک کے اختیار کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے بدیں وجہ دعوے دائر کرے - کہ منتقل کرنے والے کو بروئے رواج بلا جائز ضرورت منتقل کرنے کا اختیار نہیں تو عدالت کو یہ ابتدائی تنقیح قائم کرنا چاہیئے کہ آیا زمین متنازعہ غیر مخلوط موضع یا دیہی آبادی میں واقع ہے جس کا ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء - اور ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں حوالہ دیا گیا ہے - پنجاب کے وسطی اضلاع میں یہ قیاس ہو سکتا ہے - (ایسا قیاس ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۹ میں کیا گیا تھا - یہی صورت ہے - کیونکہ وہ اضلاع غیر مخلوط بیان کئے جاتے ہیں - مگر با وصف ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء اجلاس کامل کوئی شخص یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں - پنجاب کے دیگر حصوں میں کس قسم کے دیہات ہیں - لہذا یہ امر واقعہ کا سوال ہو گا کہ آیا موضع غیر مخلوط ہے - یا کہ نہیں ہو یا ثابت کرنیکا بار کہ موضع غیر مخلوط ہے مدعی حقدار بازگشت پر ہے

**رول دوم** - مگر مدعی کو اس صورت میں شہادت دینا ضروری نہیں - جب یہہ چیف کورٹ کا ایسا فیصلہ پیش کرسکے جس میں اس قوم کے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہو - جس سے فریقین تعلق رکھتے ہوں - اور جس میں تجویز کیا گیا ہو کہ موضع متنازعہ ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء اجلاس کامل کے معنوں میں آتا ہے - یعنے اس پر قومی حیثیت سے قبضہ ہے یا یہ دیہی جماعت ہے -

**رول سوم** - اگر عدالت کی یہ رائے ہو کہ مقدمہ اجلاس کامل کے معنوں میں آتا ہے - تو اس کے یہ معنے ہیں کہ عدالت کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ان حالات میں نرینہ مالک کا اختیار محدود ہے - اور یہ جائز ضرورت کے بغیر منتقل نہیں کرسکتا یہاں تنقیح اسطرح قائم کرنا چاہیئے کہ شروع میں بار ثبوت اس شخص پر پڑے جو اس امر کا اصرار کرے کہ منتقل کرنے کا اختیار موجود ہے - اب یہ مسٹر جسٹس پلوڈن صاحب کا ابتدائی بار ثبوت ہے - جو اس قدر مناقشہ کا مدعا رہا ہے -

**سندات** - اس امر کی تائید میں کہ زراعت پیشہ اشخاص میں بھی جو رواج کے تابع ہیں بار ثبوت منتقل الیہ پر عائد کرنے سے پہلے حقدار بازگشت کو ثابت کرنا لازم ہے موضع جہاں زمین متنازعہ واقعہ ہے غیر مخلوط موضع ہے جس سے

یہ نتیجہ نکلا کہ زمین قومی حیثیت سے زیر قبضہ ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- اس عدالت کے اجلاس کامل نے تجویز کیا ہے کہ اُن دیہات میں جن کی آبادی بالکل یا قریباً بالکل ایک ہی زراعت پیشہ قوم سے مشتمل ہو جس میں ابھی اجنبیوں کو دسترس حاصل نہ ہوئی ہو۔ اور اس میں واجب العرض بالعموم انتقالات کے مخالف ہو۔ وہاں منتقل کرنے والے اور منتقل الیہ کو اور نہ کہ اعتراض کرنے والے مدعیوں کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ منتقل کرنے والے کو منتقل کرنے کا اختیار ہے۔ چونکہ موضع قطعاً کل جاٹوں سے مشتمل ہے۔ اور واجب العرض بالعموم انتقال کے برخلاف ہے لہٰذا صاحب ڈویژنل جج کا خیال غلط ہے۔ اور مقدمہ کو اس غرض سے واپس بھیجنا لازم ہے۔ کہ صاحب موصوف اس امر کا فیصلہ کریں کہ آیا منتقل الیہ منتقل کرنے کا مدعا اختیار ثابت کر سکتا ہے۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۲- ڈویژنل کورٹ کے فیصلہ سے لیکر بارثبوت کے سوال کا اس عدالت کے اجلاس کامل کے فیصلہ سے تصفیہ ہو گیا ہے۔ (۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء) - یہاں اگر بندوبست کی مسلوں سے ظاہر ہو کہ وہ دیہاتی جماعت جس سے منتقل کرنے والا اور مدعی تعلق رکھتے ہیں۔ ارائیوں کی مخص جماعت ہیں۔ اور ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں۔ تو یہ بخوبی تجویز ہو سکتا ہے کہ حالات سے قومی کھاتہ ظاہر ہوتا ہے جس میں خاندانی حیثیت اور نہ کہ شخصی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس قسم کے مقدمہ میں بارثبوت منتقل الیہ پر ہوگا۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء صفحہ ۲۴۵-

۳- بارثبوت منتقل الیہ پر عائد کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہاں دیہاتی آبادی تھی۔ اب موضع کا شجرہ نسب ہمارے پیش ہے۔ یہ سب مالک ڈوگر جاٹ ہیں۔ جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں۔ یا دو مورث اعلیٰ کی جنہوں نے ۳۵۰ سال گذرے کہ موضع کی بنیاد ڈالی تھی تقسیم جدّی حصّوں کے مطابق ہے۔ اور اجنبیوں کے دخل ہونے کی ایک بھی نظیر موجود نہیں۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۴- بارثبوت بلاشبہ منتقل الیہ پر ہے۔ اور جیسا کہ ہم سنتے ہیں سالم موضع میں بھی راجپوت آباد ہیں۔ جن میں اجنبیوں کی مطلق آمیزش نہیں۔ لہٰذا انتقال

بہت ہی محدود ظاہر ہوتا ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۵- بڑا ایچ جاٹان ضلع جالندھر - یہ ثابت کرنے کا بار منتقل الیہ پر تھا - کہ بے اولاد مالک بلا ضرورت منتقل کر سکتا ہے - کیونکہ "گو اس تحصیل کے اس موضع میں بڑا ایچ جاٹ مالک ہیں - تاہم سارا موضع بجز ایک حصہ کے جو برہمنوں کو دیا گیا تھا - جو جاٹوں کے ہاتھ بطور پروہت کے آئے تھے - " بڑا ایچ جاٹوں کے خاندان قابض ہیں - جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں - یہ خیال کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں کہ بڑا ایچ جاٹ ان جاٹوں کی دیگر اقوام سے مختلف ہیں جن میں یہ آباد ہیں - ۱۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۶- شکو - راجپوتان ضلع سیالکوٹ - انتقال بالکل اجنبی کے پاس کیا گیا تھا اور قرار پایا تھا کہ جواز ثابت کرنے کا بار منتقل الیہ پر تھا - جس میں اس کو ناکامی ہوئی ہے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۷- کندل راجپوتان ضلع ہوشیارپور - ایک بے اولاد مالک نے جدی کھاتہ کا ایک حصہ اجنبی کے پاس منتقل کیا - موضع کے شجرہ نسب سے ظاہر ہوا کہ ۱۸۲۳ء میں اس کی تیاری کے وقت موضع پر محض اس مورث اعلیٰ کی اولاد قابض تھی - جس کی واہب اور مدعی اولاد تھے - اور ۱۸۸۵ء تک کوئی اجنبی اسمیں داخل نہیں ہوا تھا - حالانکہ اس کے بعد اجنبیوں کے پاس صرف دو بیع ہوئے ہیں - جن میں سے ایک اس مقدمہ میں واہب تھا - ان واقعات کے رو سے قرار پایا تھا - کہ انتقال کو جائز کرنے کے واسطے بار ثبوت مدعا علیہ پر تھا - جس کو یہ نباہ نہیں سکا - ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

۸- گل جاٹان تحصیل پھلور ضلع جالندھر - ایک بے اولاد شخص نے اپنی جدی زمین ایک جدی کے پاس بموجودگی دیگر قریبی جدیوں کے فروخت کی - قرار پایا تھا - کہ بار ثبوت منتقل الیہ پر تھا - کیونکہ سب مالک ایک ہی قوم سے تعلق رکھتے تھے - جو ثابت نہیں ہوا تھا - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

**سوم - جب آبادی موضع ثابت کیجائے - تو ابتدائی بار ثبوت کا فیصلہ کرنے سے پہلے قوم - عقیدہ اور مقام کے سوال کا تصفیہ کرنا لازم ہے** - جب یہ ثابت کیا جائے کہ جدی زمین موضع کی آبادی کے اندر واقعہ ہے تو عدالت کو ابتدائی بار ثبوت کا فیصلہ کرنا ہوگا - مگر اس صورت میں بھی یہ عالمگیر

قاعدہ نہیں کہ بار ثبوت منتقل الیہ پر عائد کرنا چاہیئے - قوم - عقیدہ اور مقام پر غور کرنا چاہیئے - اس ضابطہ کی ۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل سے اجازت دی گئی ہے - جس میں یہ الفاظ آتے ہیں - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱ - لیکن کسی خاص مقدمہ پر حاوی کرنے سے بار ثبوت جیسا کہ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء اجلاس کامل میں قرار پایا ہے - جو خیالات عقائد - قوم اور مقام پر مبنی کیے گئے ہیں - نظر انداز نہیں کرنے چاہئیں - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۶ء

۲ - ہندو گھمن جامان تحصیل و ضلع سیالکوٹ - بے پسر شخص کی جانب سے نہم پشت کے جدی کے پاس بیع ہوئی تھی - آٹھویں پشت کے جدیوں نے اعتراض کیا تھا - بار ثبوت مدعیوں پر ڈالا گیا تھا - (۱) اس نے اسلام قبول کر لیا تھا - اور (۲) مختلف موضع کا رہنے والا تھا - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

۳ - کھتریان سمرو کی جانب سے رہن کی نسبت جدیوں نے اعتراض کیا تھا - جو کہ دین اسلام قبول کر چکے تھے - یہ ثابت کرنے کا بار معترضوں پر عائد کیا گیا تھا - یہ اعتراض کر سکتے ہیں - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۴ - غیر زراعت پیشہ اشخاص زرعی رواجوں کی پیروی نہیں کرتے - دیکھو باب متعلقہ غیر زراعت پیشہ اشخاص -

۵ - ضلع جہلم کی بعض مسلمان اقوام کو منتقل کرنے کے وسیع اختیار ہیں - دیکھو عنوان پنجم باب نسبت -

**چہارم - اس کا جذبہ جس کو ابتدائی بار ثبوت کہتے ہیں - جب عدالت** ابتدائی بار ثبوت منتقل الیہ پر عائد کرے کہ نرینہ مالک کو موضع کی آبادی میں بموجودگی جدیان جدی جائداد غیر منقولہ منتقل کرنے کا اختیار ہے - اس طرح جو قیاس منتقل کرنے کے برخلاف پیدا ہوتا ہے اس کا جذبہ ہر مقدمہ کے حالات کے مطابق تبدیل ہوتا ہے - بعض مقدمات میں یہ ہلکا اور بعض میں بہت بھاری ہوتا ہے - مؤخرالذکر مقدمات میں بہ نسبت اول الذکر مقدمات کے یہ آسانی سے تبدیل ہو سکتا ہے - یعنی جن مقدمات میں بار ہلکا ہو منتقل الیہ تھوڑی سی شہادت سے غیر محدود اختیار کی موجودگی ثابت کر سکتا ہے - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱-۳۰۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء میں - فاضل ججوں نے فرمایا تھا کہ :-

" بیشک اس مقدمہ میں ہبہ کرنے کا اختیار ثابت کرنے کی نسبت ابتدائی بار ثبوت اس شخص پر عائد کرنا چاہیئے جو اجلاس کامل کے فیصلہ (۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۰ء) کے مطابق اس مضمون کے متعلق اصرار کرے - مگر بعض مقدمات میں بہ نسبت دیگر مقدمات کے بار ثبوت زیادہ تر آسانی سے تبدیل کیا جا سکتا ہے ...... گکھڑوں کی بڑی تعداد اس اختیار کی موجودگی کا اصرار کرتی ہے - (جہاں تک معلوم ہوتا ہے - سنہ ۱۸۸۰ء سے پہلے کبھی شک نہیں کیا گیا تھا - اور ایسی نظائر دی تھیں جن کو یہ متعلق باور کرتے تھے - اس قسم کا رواج ایک دن میں پیدا یا تباہ نہیں کیا جا سکتا اور ہم اس خیال کو بالکل قبول نہیں کر سکتے کہ جو نظائر سنہ ۱۸۸۰ء سے پہلے وقوع میں آئی تھیں - متعلق نہیں - - - - - - - - - - - اجلاس کامل کے فیصلہ میں جو کچھ قرار پایا تھا وہ یہ تھا کہ رواج ثابت کرنے کا بار پہلے اس شخص پر عائد کرنا چاہیئے جو اس کا مصر ہو - صوبہ کے کئی حصوں کی نسبت فیصلہ مذکور بھی بہت کچھ زیر بحث آچکا ہے - لہٰذا ہمیں یہاں اس کا اعادہ کرنا ضروری نہیں "

۲- ہم کسی طرح یہ نہیں کہتے کہ ابتدائی قیاس تمام مقدمات میں مساوی وزن یا جذبہ رکھتا ہے - بلکہ برعکس اس کے ہماری رائے یہ ہے کہ اس کا جذبہ حسب حالات مقدمہ جو ہمارے پیش ہے - بہت بھاری یا بہت ہلکا ہو سکتا ہے - ہر بات فریقین کے عقیدہ - قوم اور مقام پر موقوف ہوتی ہے - مثلاً اگر مقدمہ ایسا ہو جس میں فریقین وسطی پنجاب کے جاٹ ہوں - (جو زبردست مثال ہے) عدالت اپنے اجلاس میں بہت سنگین شہادت کی متقاضی ہوگی - اور پھر اس نتیجہ پر پہنچے گی کہ بے پسر مالک جس کو چاہے زمین دے سکتے ہیں ....... قطع نظر اس کے اگر عدالت یہ تجویز کرے کہ فریقین ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں - جو کسی نہ کسی وجہ سے پدری جائیداد کی تمام و کمال قبول نہیں کرتے - اور یہ بے پسر مالکوں کی صورت میں انتقال کے بہت وسیع اختیار قبول کرتے ہیں - مثلاً اگر فریقین اپنی قوم کے اندر شادی کرنے والے فرقہ میں سے ہوں - جو دختروں اور دختروں کے پسروں کے حقوق کی تائید

کرتے ہوں۔ تو دختر کے حق میں ہبہ کے جواز کے برخلاف ابتدائی قیاس اس قدر کمزور سمجھا جائیگا۔ کہ اس کی محض قوم کے اندر شادی کرنے کے واقعہ سے تردید ہو سکیگی لیکن اگر کسی مقدمہ میں عدالت کا یہاں تک دور جانا ٹھیک نہ ہو۔ تو ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ بخوبی تجویز کر سکتی ہے کہ بار ثبوت اُسی وقت تبدیل ہو گیا تھا۔ جب کہ منتقل الیہ رواج عام میں اور زیادہ تر زور کے ساتھ واجب العرض میں ہبہ مذکور کے جواز کی تائید میں اندراج پیش کر سکے۔ اس بارہ میں دیکھو ۱۱۶ و ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء ۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء۔

۳۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء میں پلوڈن صاحب جج نے اپیل داخل کرنے والے حکم میں بتایا تھا کہ بار ثبوت کی بآسانی تردید کی جا سکتی ہے۔

پنجم۔ متفرق مقدمات جن میں قرار پایا تھا کہ بار ثبوت ہلکا یا سنگین تھا۔

۱۔ تمام شہادات کی نظر ثانی کرنے سے قرار پایا تھا کہ ضلع جہلم کی مسلمان اقوام میں بے پسر مالکوں کی جانب سے جدی جائداد کے انتقال کا اختیار بہت وسیع تسلیم کیا گیا ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔ صفحہ ۵۶۔

۲۔ ضلع جہلم کی مسلمان اقوام کی صورت میں ابتدائی بار ثبوت بہت بھاری نہیں اور بآسانی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء۔

۳۔ اندنوں یہ بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ ضلع جہلم کی اقوام بیٹیوں اور بھانجوں کے حق میں بہ نسبت دیگر اقوام کے انتقال کے بہت وسیع اختیار تسلیم کرتی ہیں۔ بالخصوص وہ ہندو اقوام جو صوبہ کی وسطی حصّوں میں رہتی ہیں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۲۰

۴۔ جہلم کے مسلمانوں کا اختیار مشعر ہبہ بہت وسیع ہے۔ ۱۷ پنجاب لار پورٹ سنہ ۱۹۰۴ء

۵۔ رواج کی نسبت فیصلجات محولہ اس انتہائی حجت کی تائید نہیں کرتے کہ ضلع جہلم میں دختروں کے حق میں ہبہ بالضرور ہمیشہ ناجائز ہوتا ہے۔ ۱۳۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۵۵۔ حصّہ اخیر۔

۶۔ ضلع جہلم کے مسلمان اقوام میں بے پسر مالک کی جانب سے اس ہبہ کے جواز کے خلاف قیاس جو دختر یا نواسے کے حق میں ہو ایسا ہے جس کی بہت آسانی سے

جہلم

تردید کیجا سکتی ہے - اور اسکا وزن بہت کم ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء -

۷- ضلع جہلم کی مسلمان اقوام میں بروئے رواج جدّی جائداد کو منتقل کرنے کا وسیع اختیار تسلیم کیا گیا ہے - بالخصوص اُس وقت جب کہ منتقل کرنے والے کی عین حیات میں قبضہ دیا جائے - ۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء -

۸- مگر ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء میں فیصلجات متعلقہ کا حوالہ دینے کے بعد ریمارک کیا گیا ہے کہ فیصلجات آوانوں کے مقدمات کے سوا دوسری طرح ہوئے ہیں - اور ۲۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء کا حوالہ دیا گیا ہے جو کھوکھروں کا مقدمہ تھا - جس میں ہبہ بحال رکھا گیا تھا - مگر رواج صرف ایک موضع پر محدود کیا گیا تھا - اور اُس مقام میں بالعموم مروّج ملحوظ نہیں کیا گیا تھا - لہذا قرار پایا کہ ضلع جہلم میں ہبہ منجانب میر مناس راجپوت بحق ہمشیرہ زادہ ناجائز ہے -

راولپنڈی

۱- ضلع راولپنڈی میں انتقال اراضی بذریعہ ہبہ صرف بموجودگی بعیہ حدیان نجوبی قائم ہے - ۲۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء صفحہ ۱۸ -

۲- بلحاظ اس امر کے کہ ضلع راولپنڈی کے گجر جو صوبہ کے اُس حصہ میں رہتے ہیں - جہاں پدری کھتیوری پر تمام وکمال عمل نہیں کیا جاتا - ہم خیال کرتے ہیں - کہ مقدمہ حال میں وصیتی ہبے جائز ثابت کرنیکا بار اس قدر کافی طور پر بنایا گیا ہے کہ ناجوازی ثابت کرنے کا بار مدعیوں کے کندھوں پر عائد کرتا ہے - ۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء -

گجرات

جوڈیشل تجربہ اُن بیانات کو کامل طور پر تقویت پہونچاتا ہے - جو صفحہ ۲ فقرہ ۴ قانون رواج ضلع گجرات میں کئے گئے ہیں - کہ اُس ضلع میں چند مستثنیات کے سوا تمام مسلمان فرقے قانون رواج کو تسلیم کرتے ہیں - ۵۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

آوانان

۱- اب بے پسر آوان کے جائداد جدّی منتقل کرنے کے اختیار کے عام سوال کی جانب متوجہ ہونے سے فوراً یہ کہہ سکتے ہیں کہ اضلاع شاہپور اور جہلم کے مقدمات میں گذشتہ ایام میں جو فیصلجات صادر ہوئے ہیں - ان میں یہ صریحاً تسلیم کیا گیا ہے کہ اس امر کے متعلق قوم آوان کا رواج اس کے برخلاف نہیں - جو دیگر زراعت پیشہ اقوام پر حاوی ہوتا ہے - اور کہ اُن حالات میں آوانوں کو اپنی جائداد

منتقل کرنے کی نسبت بہت وسیع اختیار حاصل ہیں - ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۳ (نبوں کا مقدمہ)

۲- آوانان ضلع شاہپور - انتقال بھائی کی بیوی کے نام کیا گیا تھا - سوال یہ تھا کہ آیا ضلع شاہپور کے آوانوں کا رواج پنجاب کی زراعت پیشہ اقوام کے عام رواج کے برخلاف ہے - ہم ہبوں کے متعلق سوالات اور جوابات میں دیکھتے ہیں کہ جس حال میں کہ دیگر اقوام اس مشہور عام رواج کا اصرار کرتی ہیں کہ بے پسر مالک اپنی جدی اراضی بلا رضامندی پدری رشتہ داروں کے منتقل نہیں کرسکتا - آوان صریحاً بیان کرتا ہے کہ یہ اپنی دختر - نواسہ یا پدری رشتہ داروں میں سے ایک کو دے سکتا ہے - مسٹر ولسن صاحب اس پر نوٹ کرتے ہیں کہ یہ عام احساس ہے کہ بے پسر مالک تمام جائداد کا قطعی مالک ہوتا ہے جس میں اس کی زمین بھی شامل ہے اور جسطرح چاہے اس کے ساتھ سلوک کرسکتا ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء (ہبہ ثابت کیا گیا) -

۳- نیز دیکھو آوانوں کے مقدمات ذیل - ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - (آوانان ضلع شاہپور ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ) ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - (آوانان ضلع شاہپور - ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ) ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء (آوانان ضلع شاہپور بیوی کے برادر کے حق میں ہبہ جائز ہے) ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء (آوانان ضلع جہلم ہبہ بحق دختر جائز ہے) - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء (آوانان ضلع شاہپور حقیقی چچیرے برادر کے حق میں جائز ہے -

قوم کے اندر شادی کرنے والے

۱- یہ امر کہ قوم اپنے فرقہ کے اندر شادی کرنے والی ہے - جیسا کہ کہیں دوسرے موقع پر بیان کیا گیا ہے - اُس وقت بیٹیوں کے واسطے بہت مفید ہے - جب انتقال ان کے حق میں کیا گیا ہو - مسٹر چارلس رو صاحب نے جو پدری کتھوری کے دو بڑے حامیوں میں سے ہیں ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں جو ضلع راولپنڈی کے گجروں کا مقدمہ تھا - جو اپنی قوم کے اندر شادی کرتے ہیں ہندو زراعت پیشہ سے بڑھ کر جو قوم کے باہر شادی کرتے ہیں دختروں کو بڑھ کر حقوق دیتے ہیں -

**ششم - ابتدائی بارِ ثبوت منتقل کرنا یا نباہنا - اس قسم کے مقدمات**

میں جو زیر بحث ہیں جب یہ ثابت کرنے کا ابتدائی بار منتقل الیہ پر عائد کیا جائے گا۔ تو اُن اشخاص میں جو زرعی رواج کے تابع ہیں - جدی اراضی کا انتقال جائز ہے یہ بار مندرجہ ذیل طریق پر تبدیل کیا جاسکتا ہے - یا یہ ثابت کرنے سے بنایا جاسکتا ہے -

(الف) اجلاس کامل کا فیصلہ نمبر ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۷ء حاوی نہیں ہوتا - کیونکہ موضع قومی حقیت سے زیر قبضہ نہ تھا -

(ب) موضع میں کئی بیع وقوع میں آئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ منتقل کرنے کے اختیار پر پابندیاں موجود نہیں -

(ج) معترض حال اس کی نسبت رضامند ہوا تھا -

(د) اس میں رضامندی ہوئی تھی - یا کہ نالش کرنے میں توقف ہوئی ہے -

(ہ) حق ترک کیا گیا تھا - یا

(و) دعوے میں سازش کی گئی ہے - لہذا مدعی کے حق میں کوئی قانونی رعایت نہیں -

(ز) یہ اُن خاص ہبوں کی صورت ہے - جو بالعموم جائز تسلیم کئے گئے ہیں -

(ح) انتقال جائز ضرورت کے واسطے کیا گیا تھا - یا

(ط) یہ بروئے رواج جائز ہے - جو اس مقدمہ میں ثابت کیا گیا ہے -

(الف) جو موضع قومی حقیت سے زیر قبضہ نہ ہو - وہ بات جس کو ابتدائی بار ثبوت کہتے ہیں یہ ثابت کرنے سے تبدیل کیا جاسکتا ہے - کہ اس موضع میں جہاں زمین واقعہ ہے - یا تو کوئی دیہاتی آبادی نہیں - اور اگر یہ کبھی موجود بھی تھی تاہم یہ مختلف اقوام کے اشخاص کے داخل ہونے سے ٹوٹ گئی ہے - اور اس امر کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مالکوں کو اپنے جدی کھاتوں پر علیحدہ ملکیت حاصل ہو گئی ہے - سندات حسب ذیل ہیں:-

۱- موضع دودھ شاہ ضلع منٹگمری میں قرار پایا تھا کہ شاملاتی دیہی یکجہتی مختلف اقوام کی آمیزش سے ٹوٹ گئی ہے جن کی اراضیات آپس میں مل گئی ہیں قرار پایا تھا - کہ ساہو جاٹ کی جانب سے زمین کی بیع جائز ہے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۲- یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابتدا میں فیصلہ کا اصول دیہاتی جماعات میں جدی اراضی

کی بابت انتقال کا محدود اختیار رہے - ضلع جہلم میں دیہاتی جماعات بہت کچھ ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں - اور نظائر کی بڑی تعداد میں دیہاتی جماعات ٹوٹ پھوٹ گئی ہیں - اور سلسلۂ دیہات قائم نہیں رہے - ان اقطاع کے مسلمان مالکوں میں اگر پہلے دیہاتی جماعات کا سا اگر کوئی وصف ہے تو یہ بہت رہ گیا ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء (۴۰ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۴۳) دختر کے نام ہبہ جائز قرار پایا تھا - کیونکہ دیہاتی آبادی نہیں رہی تھی -

۳ - مقدمہ ذیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ موضع کی ساخت بارِثبوت تبدیل کر سکتی ہے منتقل کرنے والا کاشتکار قوم سے تعلق رکھتا ہے - دگھگ جاٹان ضلع ہوشیارپور جو وسطی پنجاب کے رہنے والے ہیں - جائداد جدی ہے - ان حالات میں ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء کا اصول صریحاً حاوی ہوتا ہے - عدالت اوّل میں یہ ثابت کرنے کے واسطے کوشش نہیں کی گئی تھی کہ مالکان جماعت کی ساخت اور کھاتہ زمین کے دیگر لوازمات فریقین کے موضع میں ایسے ہیں جس سے قیاس مندرجہ مذکور دور ہوتا ہے ۲ - پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۹ -

۴ - موضع غفس اور یک جنس قرار نہیں پایا تھا - کیونکہ اس میں دس سے زیادہ مختلف اقوام رہتی تھیں - ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۵ - ہندو جاٹان گوت بھینس موضع بھینس تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر - ہبہ سوتیلے پسر کے نام کیا گیا تھا - بخیال مختلف ذاتوں کے جن سے جماعت مالکان شامل تھی - اور نیز ہبوں کی تعداد کے جو بلا اعتراض رشتہ داروں کے حق میں کئے گئے تھے یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر ڈالا گیا تھا - اس قسم کا ہبہ ناجائز تھا - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء مگر چیٹرجی صاحب جج نے ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں تجویز کیا تھا کہ محض "یہ امر کہ جائداد بڑے مقام میں واقع ہے - جو قریباً قصبہ ہے - اور وہاں زمین مختلف اقوام کے زیر ہے اور نرینہ جدیوں کے اعتراض کرنے کے بغیر بیشمار انتقال ظہور میں آئے ہیں اس امر کو پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا تھا - کہ بے پسر مالک کو بلا ضرورت منتقل کرنے کا اختیار حاصل ہے - محض یہ امر کہ زمین واقعہ موضع پر کئی اقوام قابض ہیں - مدعیوں کے برخلاف نہیں بشرطیکہ کھاتے غیر مخلوط اور جدی ہوں" -

**ب - موضع میں کئی بیعوں کا وقوع میں آنا** - جب یہ ثابت کیا جائے کہ موضع میں بلا اعتراض کئی انتقال وقوع میں آئے ہیں - تو اس کے یہ معنے ہیں کہ انتقال پر قیود عائد نہیں - سندات :-

۱- سوال یہ تھا کہ آیا ضلع جہلم کے قریشی امور انتقال میں رواج کی پیروی کرتے ہیں - قرار پایا تھا کہ یہ اپنے آپ کو ان عام قواعد کا پابند خیال نہیں کرتے - کیونکہ اس موضع میں گذشتہ ۱۰ سالوں میں قریشیوں میں پورے ۷۰ - انتقال ظہور میں آئے ہیں - اور انہیں سے ایک کی نسبت دعوے حال تک اُن میں سے کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا - جو معمولی قواعد رواج سے تنازعہ کرنے کے مستحق تھے - اس امر سے ظاہر ہے کہ پہلے قریشی اپنے آپ کو حسب مرضی خود جائداد کو منتقل کرنے کے قابل خیال کرتے رہے ہیں - اور منتقل کرنے والے کے ورثاء نے اپنے آپکو پیش ہو کر انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کا مستحق خیال نہیں کیا - ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

۲- ہندو جاٹان ضلع جالندھر - سوتیلے پسر کے حق میں ہبہ جائز قرار پایا تھا - کیونکہ بنظر ہبوں کی تعداد کے جو بلا اعتراض رشتہ داروں کے حق میں کئے گئے تھے اور جماعت مالکان میں مختلف ذاتیں شامل تھیں یہ ثابت کرنے کا بار جدیوں پر تھا - کہ ہبہ مذکور نا جائز ہے - ۹۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء -

۳- سوڈھی کھتریاں موضع - انتقال کے حق میں رواج ثابت کیا گیا تھا - (۱) ۲۷ - انتقالات سے جن کی نسبت تنازعہ نہیں ہوا تھا (۲) اس وجہ سے کہ غیر مخلوط آبادی دیہہ نہیں تھی - ۷۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء -

۴- کشمیریان موضع جنہوں نے موضع کو پھر شروع کیا تھا - اور ان کا گذارہ زیادہ تر زمین پر تھا - اور رواج موضع میں ۳۸ - انتقالات سے ثابت کیا تھا جن کی بابت تنازعہ نہیں ہوا تھا - ۷۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

**شرط** - گر بیعوں کی بڑی تعداد کا ظہور میں آنا فی نفسہ کافی نہیں - یہ مزید ثابت کرنا لازم ہے کہ بیع ایسے تھے جن کی زرعی رواج سے اجازت نہیں تھی - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- منتقل الیہ نے یہ حجت پیش کی انتقال کے خلاف قیاس کی موضع میں انتقالات

کی ایک تعداد سے تردید کی گئی ہے - جن کی نسبت کبھی اعتراض نہیں کیا گیا تھا استقرار پایا کہ یہ انتقال جن کی کل تعداد ۱۷ ہے - داخل خارج کے رجسٹروں سے انتخابات سے ثابت کئے گئے ہیں - اور وہ حالات ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تھی - جن میں یہ انتقال ظہور میں آئے تھے - یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ بعض ضرورت کی وجہ سے کئے گئے تھے - اور بعض دیگر حقداران بازگشت کی رضامندی سے یا ان کے حق میں کئے گئے ہوں گے - اس قیاس کی تردید کرنا ہی کافی نہیں کہ انتقالات کی ایک تعداد اس قوم کے اشخاص نے کی تھی - جس سے فریقین متعلق ہیں - جب تک کہ یہ امر نہ ثابت نہ کیا جائے کہ جو انتقال کئے گئے تھے - یہ ایسے تھے کہ جن کی قانون رواج سے اجازت نہیں دیگئی - ۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء - صفحہ ۱۷۴ -

۲ - ترینہ مالک کو بلا ضرورت منتقل کرنیکا اختیار قرار نہ پایا تھا - حالانکہ ۱۸۵۱ء اور ۱۹۰۹ء کے مابین ۵۵ - انتقال وقوع میں آئے تھے - کیونکہ ان میں سے ۳۷ رہن تھے - اور صرف ۱۴ میں منتقل الیہم ایسے اشخاص تھے جو جماعت مالکان میں سے نہیں تھے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء -

ان کی تعداد معقول طور پر زیادہ ہونی چاہئے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱ - "عورت رشتہ داروں کے حق میں چند نظائر میں جدیوں کی خاموشی کافی شہادت نہیں جس پر یہ تجویز مبنی کر سکیں کہ مستورات بہ ترجیح جدیاں ایک بتجویی مسلمہ رواج کے رو سے جو ان کے حق میں ہے وارث ہوتی ہیں"

ج - موجودہ معترض کی جانب سے رضامندی - ایک انتقال جو بنوع دیگر منتقل کرنے والے کے اختیار سے باہر ہو - جائز ہے - بصورتیکہ مدعی حال معترض اس کی نسبت رضامند ہوا ہو - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱ - دختر کے حق میں ہبہ کا داخل خارج ہونے کے وقت حقدار بازگشت کی رضامندی اس کو پابند کرتی ہے - ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء - صفحہ ۱۱۴ -

۲ - نابالغ رضامند یا مخالف نہیں ہو سکتا - ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۳ - ماں اپنی رضامندی سے اپنے نابالغ پسر کو پابند نہیں کر سکتی - ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱۳ -

انکی تعداد زیادہ ہونی چاہئے

۴- مگر فرض کرو کہ نابالغ کا ایک جائز گارڈین ہے - کیا یہ اوّل الذکر کیجانب سے رضامند ہوسکتا ہے - ؟

۵- ایک شخص کی رضامندی دوسروں کو جو فریق نہ ہوں پابند نہیں کرتی - ۳۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱۴-

۶- آیا مردوں یا مستورات کی جانب سے انتقالات کی ایک وارث کی رضامندی مساوی یا بعید پُشت کے جدیوں کو پابند کرتی ہے - دیکھو انتقال کی نسبت تنازع کرنیکا منصب -

۷- اگر غیر مالک آبادی میں مکان فروخت کرے اور مالک اس پر شہادت قلم بند کرکے رجسٹرار کے پیش ہو تو پھر یہ بیع کی نسبت تنازع کرنے کے قابل نہیں رہتا - ۶۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء -

د- **سکوت اور مدید توقف** - سکوت اور بعض مقدمات میں مدید خاموشی اور توقف نالش کی مانع ہوتی ہے - کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رواج اس قسم کے انتقالات کو تسلیم کرتا ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

ا- کہوٹان تحصیل چکوال ضلع جہلم - ہبہ اُس وقت قائم رہا تھا - جب کہ قریبی جدی اس کی نسبت رضامند ہوا تھا - یہ بے پسر مالک کی جانب سے ہوا تھا - ۷۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء -

۲- انتقال کی نسبت تنازع میں مُدعی نے زمین متنازعہ کی تقسیم میں مدعا علیہ منتقل الیہ کا ساتھ دیا - ان کی نالش کرنے میں مدید توقف اور مطلق خاموشی رضامندی ثابت کرتی ہے - ۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء

۳- کوئی ایسی توقف ثابت نہیں ہوئی تھی جس کا نتیجہ رضامندی ہو - ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء - صفحہ ۱۷۷ -

۴- جب مدعی رضامند ہوا تھا - بیع بحال رہی تھی - اور رضامندی اس طرح ثابت ہوئی تھی (۱) مدعی نے منتقل الیہ کے حق میں بحیثیت صاحب زمین بخلاف اپنی رعیت کے شہادت دی تھی - (۲) تقسیم کے وقت خاموش رہا تھا - اور (۳) منتقل الیہ سے کچھ زمین کاشت کے واسطے لی تھی - ۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

۵- نالش کرنے میں توقف۔ منتقل کرنے والے سے خرید۔ اور منتقل الیہ کے ذریعہ کاشت بمنزلہ رضامندی ہے۔ اور بمقابلہ منتقل الیہ نالش کی مانع ہے - ۴۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

۶- انتقال جایداد سنہ ۱۸۹۳ء میں ہوا تھا۔ مدعی کی خاموشی۔ اور تقسیم کے وقت بالکل سکوت اور بطور رعیت مشتری سے زمین لینے سے رضامندی ثابت ہوئی تھی ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء۔

۷- جب ہبہ کیا گیا ہو اور موہوب الیہ کو جدی تقسیم کی کارروائیوں میں مشترکہ مالکوں میں سے ایک تسلیم کر چکا ہو تو اس کا برتاؤ رضامندی کے مساوی سمجھا جائیگا ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۳۹۸

۸- مدعی کی (۱) ۲۰ سال تک خاموشی اور نالش کرنے میں توقف کی وجہ واضح نہ کرنا۔ اور (۲) مدعا علیہ کا منصب بحیثیت مالک قبول کرنا یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ یہ اپنے حق کی کمزوری سے واقف تھا۔ اور رواج کا ثبوت ہے۔ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۰ء صفحات ۴۰۹-۴۰۷-۴۰۰۔

۹- الف نے ب کے حق میں وصیت کی۔ ج کا دعوے جو وارث تھا خارج ہوا۔ کیونکہ (۱) اس نے وصیت پر شہادت قلم بند کی تھی۔ اور (۲) مدت مدید تک اس میں رضامند ہوا تھا۔ ۱۰۶ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء۔

۱۰- ایک ہبہ جو بنوع دیگر بروئے رواج ناجائز تھا۔ اس وقت جائز قرار پایا تھا۔ جب کہ مدعی ہبہ کو قبول کرنے سے اس سے رضامند ہوا تھا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۰۵ء۔

۱۱- دعوے مدعی منسوخی انتقال خارج ہوا۔ کیونکہ منتقل کرنے والے کی وفات کے بعد ۱۲ سال تک خاموشی بمنزلہ رضامندی کے تھی۔ ۱۳۴ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۲ء

۱۲- بالکل ممکن ہے کہ رضامندی نہ ہو۔ تاہم دعوے مدید خاموشی سے ممنوع السماعت ہو سکتا ہے۔ اس مقدمہ میں حقدار بازگشت کی جانب سے رضامندی ثابت نہیں ہوئی تھی۔ مگر انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے میں ان کی مدد خاموشی سے رواج قرار پایا تھا۔ ہم یہ خیال کرنے سے نہیں رک سکتے۔ کہ مدعیوں کا مدید سکوت منتقل

کرنے والے کی وفات سے ۹ سال تک ) جب کہ ان کے لئے وراثت کی گنجائش نکلی - اس تجویز کے واسطے زبردست وجہ ہے کہ ہبہ کلاً اس رواج کے برخلاف نہ تھا جس سے یہ واقف ہیں - اور بہرحال اس کو اس رواج کی نفی شہادت پیش ملحوظ کر سکتے ہیں - جو مدعا علیہم نے بیان کیا ہے'' - ۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء -

۱۳- کچھ عرصہ تک مدعی کا سکوت بحیر منتقل کرنے کے اختیار کی تائید میں ایک امر قرار پایا تھا - ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۸

۱۴- ۱۱ سال ۸ ماہ تک سوتیلوں کی جانب سے حقیقیوں پر دعوے کرنے میں مدید سکوت سرزد ہوئی - قرار پایا کہ اس امر کو اس کے متعلق سوال سے لگاؤ ہے کہ دراصل وراثت کے سوالات مذکور میں خاندان کا کیا خیال ہے - ۲۹ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۶ء -

۱۵- مدعی کی رضامندی اور مدید سکوت سے اور نیز جب کہ موہوب الیہ نے خدمات کی تھیں ہبہ جائز قرار دیا گیا تھا - ۹۶ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۳ء -

**اعتراض** - کیوں چیف کورٹ کو کسی شخص کا دعوے بوجہ مدید سکوت خارج کرنا چاہیئے ؟ - اور کیوں کوئی شخص جلد عدالت میں پہونچنے کے واسطے مجبور کیا جائے - جب کہ واضعان قانون نے اس کو اس غرض کے واسطے ایک خاص میعاد دکھی ہو - رضامندی انصاف کا قاعدہ ہے - جس کے باعث مدعی منع ہو جاتا ہے - مگر یہ مدید خاموشی کیا ہے ؟ خاموشی یا توقف کو رضامندی کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے - گو ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء - صفحہ ۱۷۴ پر یہ ریمارک کہ نالش دائر کرنے میں ایسی توقف نہیں ہوئی تھی - جس سے رضامندی خیال کرنے میں تائید ہو'' اس تھیوری کو رنگ دیتا ہے - کہ توقف کا نتیجہ رضامندی ہو - تاہم مقدمات محولہ مذکورہ یہ قائم کرنیوالے معلوم ہوتے ہیں کہ محض خاموشی یا توقف رضامندی نہو - کیونکہ قبل اس کے کہ کوئی شخص رضامندی کا عذر پیش کرے - اس کو اس بارہ میں کوئی سنجیدہ فعل ثابت کرنا لازم ہے -

**شرط** - قاعدہ مذکور شرائط ذیل کے تابع ہے -

۱- نابالغ رضامندی کا پابند نہیں ہو جاتا - '' سب سے پہلے رضامندی کے

سوال کو لینے سے ۹ مدعیوں میں سے چار تا حال نابالغ ہیں - اور دوسروں میں سے بعض ابھی بالغ ہوئے ہیں - دعوے بین المیعاد ہے - اور کسی حال میں بالغ مدعیوں کا کوئی برتاؤ جس سے رضامندی منتج ہو - ان مدعیوں کو پابند نہیں کرتا جو بالغ نہیں اور نہ اس برتاؤ میں فریق ہیں - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۳۰ -

۲- مدیدہ خاموشی جائز ٹھہرائی جاسکتی ہے - تب مدعی کی بیّنہ رضامندی اور اس کا عرصہ دراز تک کوئی کارروائی نہ کرنا لیتے ہیں - یہاں پھر بیشک دختر کی دلیل کی تائید میں کچھ کہنے کی گنجائش ہے - اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حقداران بازگشت جانتے تھے کہ رواج ان کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے - لہذا یہ خاموش رہے - مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ گو دختر قابض تھی تاہم اس تمام عرصہ میں بیوہ زندہ رہی تھی - لہذا توقف کا سرزد ہونا صحیح طور پر اس امر کے باعث نہیں کہہ سکتے کہ ان کو معلوم تھا کہ بروئے رواج حقوق دختران کے اپنے حقوق سے فائق تر تھے ؛؛ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

**ل- پختہ طور پر حق ترک کرنا** - حق کا ترک کرنا نالش کا مانع ہوتا ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- بیوہ نے جائداد منتقل کی اور اس کی دختر نے اعتراض نہ کیا - جدیوں نے جن کو انتقال مسترد کرانے میں کامیابی ہوئی - یہ حجت پیش کی کہ جب بعد وفات بیوہ وراثت کی گنجائش ہوئی تھی - دختر نے ہبہ کی نسبت اعتراض نہیں کیا تھا - گویا اس نے وارث ہونے کے حق کو ترک کر دیا تھا -

قرار پایا تھا کہ چونکہ دختر اپنی ہمشیرہ کے حق میں ہبہ کی نسبت اعتراض نہیں کر سکتی تھی - اسکا برتاؤ حق کرنے کے مساوی نہ تھا - ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

**د- سازشی نالش میں مدعی کے حق میں کوئی قانونی رعایت نہیں**

مقدمات ذیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو نالش سازش سے دائر کیجائے - اس میں مدعی کے حق میں کوئی قانونی رعایت نہیں ہوتی :-

۱- ملیاران ضلع راولپنڈی - جدی زمین کی بیع بحال رہی تھی - کیونکہ زمین قصبہ میں واقعہ تھی - اور دعوے منتقل کرنے والے کے پسر نے سازش سے دائر کیا تھا پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۳۰ -

۲۔ ایک پسر نے اپنے باپ کی جانب سے انتقال جائداد کی بابت تنازعہ کیا۔ اس پر عدالت نے بیان کیا۔ کہ "مقدمہ حال میں تم جو بظاہر یہ دعوے اپنے پسر کی جانب سے اپنے قرضخواہ کو ذک پہونچانے کے واسطے دائر کرتا ہے۔ خود وہ بات ظاہر کرنے میں شرم محسوس نہ کی جو اس کی شرارت اور کمینہ پن تھا۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۳۔ دعوے حال منتقل کرنے والے کے پسروں نے دائر کیا۔ جو اس استقرار کے واسطے استدعا کرتے ہیں کہ رہن مذکور ان کی وفات کے بعد ان کے حقوق کے مخل نہیں ہوگا۔ نالش بظاہر سازشی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ منتقل کرنے والا اپنے پسروں کی وساطت سے منتقل الیہ کو دہوکا دینے کی کوشش کررہا ہے"۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۰۰۔

(ز) جائز خاص ہبہ۔ دیکھو باب بست ویکم۔

(ح) جائز ضرورت دیکھو باب بست وچہارم۔

(ط) بروئے رواج ثابت کیا گیا۔ دیکھو دیگر ابواب جو بعد میں آتے ہیں۔

# باب بست ویکم (۲۱)

## جائز خاص ہبہ

بروئے قانون رواج پنجاب انتقالات (الف) یا تو محدود مالکوں کی جانب سے ہوتے ہیں۔ یعنے ان اشخاص کی جانب سے جن کے اختیارات انتقال جائداد نمبر ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء سے محدود کیے گئے ہیں۔ یا (ب) قطعی مالکوں کی جانب سے یا تو اس وجہ سے کہ یہ غیر زراعت پیشہ ہیں یا جب یہ زراعت پیشہ ہوں۔ تو یہ اپنے خاندان یا قوم کے خاص رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ جو جتنی غیر منقولہ جائداد میں قطعی ملکیت تسلیم کرتا ہے۔ موخرالذکر تقسیم پر کسی دوسرے موقعہ پر غور کیا جائیگا۔ (دیکھو باب بست وپنجم اور جو ابواب اس کے بعد آتے

ہیں) مگر اول الذکر پھر قابل تقسیم ہیں۔ (الف) انتقالات بلا بدل اور (ب) بابدل و ضرورت
اب اس باب میں صرف محدود مالکوں کی جانب سے اور بلا بدل جدی غیر منقولہ جائداد
کے انتقالات کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے انتقال (۱) مذہبی اغراض
کے واسطے ہبہ۔ (۲) آئندہ وارث کے حق میں ہبہ۔ اور (۳) خدمات کے بدل
میں ہبہ جو واہب کی کی گئی ہو۔ مگر ان ہبوں کی مختلف نوعیتوں کو واضح کرنے سے
پہلے جائز ہبہ کی جزویات اصلی کا معلوم کرنا ضروری ہے۔

**اوّل۔ ہبہ کی جزویات اصلی۔** (۱) ہبہ صرف اُس وقت جائز ہوتا ہے
جب یہ ایسے شخص کی جانب سے کیا جائے جو سلیم العقل ہو۔ اور (۲) داب ناجائز
سے مُبرا ہو۔ اور (۳) اور نیز اس کے ساتھ قبضہ ہو۔

(۱) **سلیم العقل۔** ہبہ اس صورت میں ناجائز ہیں جب کہ واہب خواہ یہ مرد یا
عورت ہو ہبہ کرنے کے وقت سلیم العقل نہ ہو۔ مگر یہ امر صریحاً ثابت کرنا لازم ہے۔ مقدمہ
حسب ذیل ہے:۔

۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۵۵ میں عذر دار یہ ثابت نہ کرسکا کہ واہب کے
حواس قائم نہیں تھے۔" حالانکہ یہ صریحاً معلوم ہوا کہ یہ دستاویز تحریر کرنے کے
وقت سخت بیمار تھا۔ اور یہ تھوڑے عرصہ کے بعد فوت ہوگیا۔

(۲) **داب ناجائز۔** داب ناجائز اس وجہ سے قیاس نہیں کیا جاسکتا
کہ موہوب الیہ کو واہب پر کچھ رسوخ حاصل تھا۔ اور قبل اس کے کہ داب ناجائز کی
موجودگی قیاس کی جائے۔ یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ واہب کسی کے زیر اقتدار تھا۔
یا اپنا ججمنٹ عمل میں لانے کے لئے آزاد نہ تھا۔ مثالات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہبہ اپنی مرضی سے کیا گیا تھا۔ (۱) منجانب عورت جو ۸۰ سال کی بُڑھی
عورت تھی۔ (۲) یہ اس نے مہلک بیماری میں کیا تھا۔ (۳) اور بلا ہدایت کیا تھا
(۴) اپنے رشتہ داروں کی عدم موجودگی میں (۵) مدعا علیہ کے حق میں جس نے
کچھ عرصہ اس کی خدمت کی تھی۔ اور کھانا بہم پہونچاتا رہا تھا۔ قرار پایا کہ یہ واقعات
داب ناجائز قائم نہیں کرتے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء

۲۔ بروئے شہادت ثابت کیا گیا کہ واہب بعض دفعہ سخت کھانسی میں مبتلا ہو جاتا

تھا۔ مگر اس کے حواس بالکل قائم تھے۔ اور ہبہ دستاویز کی رجسٹری کرانے کے واسطے ۷ کوس گھوڑے پر سوار گیا۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ منتقل الیہ کا جو متوفی کا ایجنٹ رہتا تھا۔ بہ نسبت کسی دوسرے کے زیادہ تر رسوخ تھا۔ مگر یہ خیال کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں کہ متوفی اپنا ججمنٹ آزادی سے عمل میں نہیں لایا تھا۔ یا کہ یہ کسی کے زیر اقتدار تھا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۳۴۹۔

**شرط**۔ واہب کا پدری رشتہ دار دھوکہ یا سازش کا سوال نہیں اٹھا سکتا ہے۔ ۱۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

**سوم۔ ہبوں میں قبضہ**۔ رواج بالعموم اس امر کا متقاضی ہے کہ ہبہ کو جائز قرار دینے کے واسطے قبضہ ملنا چاہیئے۔ اسناد حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہبہ ناجائز قرار پایا تھا جب کہ قبضہ نہیں دیا گیا تھا۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۱۳۔

۲۔ ہبہ اُس وقت ناجائز قرار پایا تھا جب کہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں دیا گیا تھا۔ ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۳۔ جب ہبہ کے ساتھ قبضہ نہ ہو تو یہ ناجائز ہوتا ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۴۔ ہبہ اس وقت ناجائز قرار پایا تھا جب کہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں دیا گیا تھا۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۵۔ ہبہ ناجائز قرار پایا تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں دیا گیا تھا۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

۶۔ ہبہ ناجائز قرار پایا تھا۔ کیونکہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں ملا تھا۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۷۔ ہبہ ناجائز قرار پایا تھا کیونکہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں ملا تھا۔ ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء۔

۸۔ ہبہ اُس وقت ناجائز قرار پایا تھا جب کہ قبضہ نہیں ملا تھا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۹۔ جس ہبہ کے ساتھ قبضہ نہ ہو کالعدم ہوتا ہے۔ اس صورت میں بھی جب کہ قبضہ نہ دیا گیا ہو۔ اور ہبہ کا مدعا مداخلت بیجا کرنے والے کے ہاتھوں میں ہو۔ ۱۸۸

ہبہ کے جواز کے واسطے قبضہ ضروری ہے۔

پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء –

۱۰– دیکھو اُسی بارہ میں ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء –

۱۱– نیز ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء – ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء – ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء – ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء اور ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء – صفحہ ۲۰۴ – اور ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

جہاں ضرورت قبضہ نہیں جب موہوب الیہ نابالغ ہو ہبہ جائز ہے۔

**شرط**۔ ہبہ کو مکمل کرنے کے واسطے قبضہ ضروری ہے۔ ہبہ قبضہ نہ ملنے کی وجہ سے ناجائز نہیں ہوتا۔ (۱) جب کہ قبضہ اُن بواعث سے نہ مل سکتا ہو۔ جو واہب کے اقتدار سے باہر ہوں۔ بشرطیکہ اس کی نیت ہبہ کو غیر مشروط کرنے کی ہو یا (۲) موہوب الیہ نابالغ ہو اور واہب کے پاس رہتا ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:–

۱– یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہبہ ناجائز ہے کیونکہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں ملا تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ واہب کی قبضہ دینے کی نیت تھی۔ مگر یہ نہیں دے سکتا تھا۔ کیونکہ مدعی نے زمین کا قبضہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس نے وہ سب کچھ کیا جو کرنا ممکن تھا۔ اور ہم خیال نہیں کرتے کہ مدعی یہ عذر پیش کر سکتا ہے۔ یہ زمین موہوب الیہ کو دینے کا پابند تھا۔ اور یہ خیال کرنے سے کہ واہب زندہ تھا۔ اور یہ اپنے ہی فعل سے ہبہ کو ناجائز نہیں کر سکتا۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ صفحہ ۴۵

۲– جب موہوب الیہ نابالغ ہو اور واہب کے ساتھ مل کر رہتا ہو۔ تو موخرالذکر کا قبضہ اوّل الذکر کا ہوتا ہے۔ ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء – ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء – ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

یہ آخری فیصلجات متعلقہ نابالغی استثنا کو صاف کرتے ہیں۔ نابالغ موہوب الیہ کی صورت میں قبضہ ضروری نہیں مگر یہ بات کرنا لازم ہے کہ (۱) نابالغ فی الواقعہ واہب کے ساتھ مل کر رہتا تھا۔ اور (۲) واہب مختلف منصب سے قابض ہے۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:–

(۱) واہب اپنی دختر کے نام ہبہ کرنے سے ۳ یوم کے بعد مر گیا مگر قبضہ نہ دیا۔ قرار پایا کہ ہبہ قبضہ نہ ملنے کی وجہ سے ناجائز تھا۔ کیونکہ موہوب الیہ باپ کی گارڈینی میں نہیں تھی۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء –

۲- نابالغ کی صورت میں ہبہ ضروری ہے - جب کہ یہ واہب کے ساتھ مل کر رہتا تھا - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

اوّل - جب موہوب الیہ نابالغ ہو تو واہب کا قبضہ جو موہوب الیہ کے ساتھ رہتا ہو موہوب الیہ ہی کا قبضہ ہوتا ہے - مگر یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ واہب بحیثیت گارڈین جدید منصب سے قابض ہے - ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

دوم - نابالغ کے نام ہبہ میں قبل اس کے کہ یہ کہہ سکیں واہب کا قبضہ نابالغ کی بابت ہے یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ جب سے ہبہ ہوا ہے واہب فی الواقعہ نابالغ کا گارڈین ہو گیا ہے - مثلاً اس مقدمہ میں واہب اور موہوب الیہ مل کر رہتے تھے - اور گو ایک یا دو موقعوں پر لگان نابالغ کے نام سے جمع کئے گئے تھے - تاہم چیف کورٹ نے اس کو کافی تجویز نہیں کیا تھا - کیونکہ بحیثیت مجموعی واقعات نابالغ کی جانب سے قبضہ ثابت نہیں کر سکتے - ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

سوم - جہاں واہب اور نابالغ موہوب الیہ (دختر کا پسر) ملکر رہتے تھے - اور ہبہ ۵ یوم قبل وفات واہب کیا گیا تھا - واہب کا قبضہ موہوب الیہ کا قبضہ خیال نہیں کیا گیا تھا - کیونکہ قبضہ کی نوعیت تبدیل نہیں ہوئی تھی - داخل خارج کے واسطے استدعا نہیں کی گئی تھی - اور نہ یہ حاصل کیا گیا تھا - اور واقعی قبضہ بدستور قائم رہا تھا - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - صفحہ ۵۵ -

مقدمات مذکور اس امر کو قائم کرتے ہیں کہ جہاں خاص حالات محولہ مذکور حاوی نہ ہوں واقعہ قبضہ ضروری ہوتا ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں -

۱- جہاں موہوب الیہ نابالغ ہو - یہ قرار پایا ہے کہ ہبہ نامہ کے بعد واہب کا قبضہ نابالغ کی جانب سے سمجھنا چاہئے - مگر جہاں موہوب الیہ بالغ ہو - یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ قبضہ دیا گیا تھا - ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

۲- ہبہ ناجائز قرار پایا تھا - کیونکہ قبضہ نہیں دیا گیا تھا - چنانچہ ریواز صاحب جج لکھتے ہیں کہ کوئی خاص حالات موجود نہیں جو مقدمہ کو عام قاعدہ کے احاطہ سے باہر کر دیں - اور اس کو کسی ایک مستثنٰے صورت میں لائیں - موہوب الیہ بالغ تھا - یہ تاریخ ہبہ پر واہب کے ساتھ کسی موہوبہ جائداد پر قابض نہیں دکھایا گیا تھا - اور

اس کو واقعی قبضہ دینے میں کوئی روک نہیں تھی۔ کیونکہ رعیتوں کو ہدایت کیجا سکتی تھی کہ لگان اور منافعے اس کو ادا کریں۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۳۱۵۔

**حوالگی قبضہ کا ثبوت** ۔ حوالگی قبضہ کا ثبوت محض امر واقعہ کا سوال ہے۔ نمبر ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ اور ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء سے۔

اس بارہ میں قواعد ذیل ماخوذ کئے جا سکتے ہیں۔

نمبر ۱۔ محض یہ امر کہ دستاویز میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبضہ دیا گیا ہے۔ قطعی طور پر ثابت نہیں کرتا کہ اس مقدمہ میں قبضہ دیا گیا تھا۔ یہ قرار پایا تھا کہ قبضہ نہیں دیا گیا تھا خواہ دستاویز میں قبضہ کا دینا بیان کیا گیا تھا۔ فاضل جج نے بیان کیا تھا کہ اس بارہ میں شہادت موجود ہے کہ رعیتوں کو اطلاع دیگئی تھی کہ جائداد بذریعہ ہبہ مدعی کے نام منتقل کی گئی تھی۔ مگر اس امر کے متعلق شہادت کا وزن تو رع دیکھ ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ کیوں مکانات کا قبضہ موہوب کو نہ دیا جاتا۔ جو فی الواقعہ واہب کے قبضہ میں تھے۔ مگر ان کی نسبت قبضہ منتقل نہیں کیا گیا۔ اور اگر قبضہ ملا تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں مدعی اب قابض نہ ہوتا"۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۱۲۔

نمبر ۲۔ جائداد منقولہ کی نسبت بنظر اس کے کہ یہ خانگی جائداد کے قسم کی ہے۔ اس کی ملکیت منتقل کرنے کے واسطے کافی قبضہ ہے۔ جب کہ مکانات کی ملکیت بروئے ہبہ منتقل کی گئی تھی۔ اور منتقل الیہ کے قبضہ کرنے سے مکمل ہو چکی تھی ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء صفحہ ۴۳۴

نمبر ۳۔ قرضے واقعی حوالگی کے قابل نہیں ہیں۔ بذریعہ دستاویز ان کا منتقل کرنا کافی ہے۔ ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء صفحہ ۴۳۴۔

نمبر ۴۔ اس مقدمہ میں ایک شخص نے ۳ کھاتہ ہبہ کئے۔ اور موہوب الیہ کے نام دو کا داخل خارج کرایا۔ مگر تیسرے کا نہ کرایا۔ یہ تیسرے حقوق مرتہنی تھے۔ قرار پایا تھا کہ چونکہ ہبہ مکمل کیا گیا تھا۔ غیر جسمانی حق کا قبضہ ضروری نہ تھا۔ نادان زراعت پیشہ غالباً غیر جسمانی حق کا قبضہ دینے کی بابت صریح خیال نہیں رکھتا۔ لہذا قرار پایا کہ اس کی تمام جائداد کا مکمل ہبہ تھا۔ جس کے ساتھ قبضہ شامل تھا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۳۶۶۔

نمبر۵ - جب دستاویز بنوع دیگر مکمل ہو تو محض یہ امر کہ واہب موہوب الیہ کے ساتھ مل کر اُسی مکان میں رہتا تھا - ثابت نہیں کرتا کہ قبضہ نہیں دیا گیا تھا - ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

نمبر۶ - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۷۰ میں جو وجہ درج کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ رواج اس امر کا متقاضی ہے کہ واہب کی حین حیات میں فوراً قبضہ دینے سے خوش معاملہ اور ناقابل انفساخ فعل سے اس کو مکمل کیا جائے گا - مگر جب واہب نے حتی المقدور وہ سب کچھ کیا ہو جو انتقال قبضہ کی شہادت کے واسطے ضروری ہو اور کاغذات مال میں موہوب الیہ کا نام درج کرانے کے واسطے کارروایاں کی ہوں تو یہ قبضہ کی حوالگی ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء - صفحہ ۳۳۷ -

نمبر۷ - میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جب ہبہ کو بدیں وجہ مسترد کرتا ہو کہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں دیا گیا تھا - اگر یہ عذر واہب کی حین حیات میں اُٹھایا جائے تو ایک ایسا سقم بتایا جائے گا - جس کا واہب اپنی حین حیات میں نیا ہبہ کرنے اور اس کے ساتھ قبضہ دینے" سے علاج کر سکتا ہے - اور جب بطور ہبہ قطعاً دینے کی نیت ثابت کی جائے تو محض قبضہ ثابت کرنے کی فروگذاشت ایسے بواعث سے جیسا کہ ہبہ کے تھوڑا عرصہ پیچھے واہب فوراً مر گیا تھا - ہبہ کو ناجائز قرار نہیں دیتی - کیونکہ یہ سقم محض اصطلاحی اور غیر ضروری ہے - اس کے واسطے سند ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء اجلاس کامل ہے - جس میں ہبے اور وصیتیں ایک ہی بُنیاد پر قرار پائے تھے قبضہ مسلمہ طور پر وصیت کی صورت میں ضروری نہیں - تب کیوں اس کا ہبہ کی صورت میں ایسا ہونا ضروری ہے ؟ -

**دوم - مذہبی ہبے** - مذہبی اغراض کے واسطے چھوٹے چھوٹے منجانب نرینہ مالک جائز ہیں - اس کی تائید میں یا اس کے برخلاف حسب ذیل سندات ہیں :-

جاٹ

ہندو جاٹان ضلع امرتسر - مذہبی اغراض کے واسطے ہبہ منجانب بلا اولاد مالک شرحصہ جدی جائداد بحق پروہت جائز ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

جاٹ

ہندو وہیرال جاٹان ضلع ہوشیارپور - ایک بے اولاد شخص اپنی زمین کا تھوڑا حصہ دھرمارتھ میں دے سکتا ہے - مگر مسلم نہیں دے سکتا - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

گورداسپور

## اوّل جاٹ

ہندو رندھاوا جاٹان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ جدی زمین کے مذہبی ہبے جائز ہیں۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

## دوم۔ برہمن

دت برہمن ضلع گورداسپور۔ ایک بے اولاد مالک جدی جائداد کا تھوڑا سا حصہ مذہبی اغراض کے واسطے مثلاً چاہ آبنوشی لگوانے کے واسطے ہبہ کر سکتا ہے۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

ہوشیارپور

## راجپوت

ہندو بہال راجپوتان ضلع ہوشیارپور جائداد کے تھوڑے حصہ کے مذہبی ہبے جو سالم جائداد کی بابت ہوں اور نہ جائداد جدی کے بڑے حصہ کی بابت ہوں جائز ہیں۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

فیروزپور

## جاٹ

ہندو سندھو جاٹ ضلع فیروزپور۔ چھوٹے حصہ کا ہبہ جائز ہے۔ سالم کا نہیں کیا ½ حصہ کا ہبہ جائز ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

**ہبہ منجانب بیوگان۔** ہبہ منجانب بیوہ اس کے اپنے روحانی مفاد کے واسطے جائز نہیں۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

**سوم۔ آئندہ وارث کے حق میں ہبہ۔** انتقال منجانب نرینہ مالک یا منجانب عورت جس کو محدود اختیار ہوں۔ اس وقت جائز ہوتا ہے جب کہ ہبہ بحق آئندہ وارث ہو جس نے واہب کے بعد وارث ہونا ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہبہ اُس وقت جائز ہے جب کہ یہ آئندہ وارث کے حق میں کیا جائے اس سے وراثت کو عجلت دیجاتی ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۵۳۔

۲۔ ہبہ اُس وقت جائز ہوتا ہے جب یہ آئندہ وارث کے حق میں کیا جائے۔ اور اگر انتقال کے جواز میں کوئی سقم ہو تاہم منتقل الیہ کے قبضہ میں اضطراب نہیں پیدا کرنا چاہئے۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۵ء صفحہ ۳۴۰۔

۳۔ جب بیوہ اپنی حیثیت حیات آئندہ وارث کی خاطر ترک کرتی ہے۔ تو جائداد اس کے قبضہ میں آتی ہے۔ اور اس کو مالک قرار دیتی ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۴۔ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ہبہ منجانب بیوہ کوئی جائز حق نہیں دیتا۔ اور جو ہبہ کی مقاومت کرنے میں دختر کو اپنے باپ کی موہوب الیہ ہونے پر سہارا کرنا چاہئے ...... دختر کے حق میں ہبہ۔ دختر کے اس استحقاق پر معترض نہیں ڈالتا جو اس کو اپنے باپ کا وارث ہونے کی نسبت حاصل ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء صفحہ ۴۸

۵۔ ہبہ بحق دختر جب اس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے۔ ا پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۶۔ وصیت منجانب بیوہ بحق اس کی دختر کے بچوں کے جائز ہے۔ جب کہ دختر وارث ہو۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۷۔ بیوہ نے جائداد دختر کے حق میں ہبہ کی۔ جو بعد وفات بیوہ وارث ہونے کی مستحق تھی۔ قرار پایا کہ چونکہ ہبہ کرنے میں بیوہ کی کارروائی محض اپنی حیثیت حیات آئندہ وارث کے حوالہ کرنے کی تھی۔ اور محض اسکو عجلت دینے کی تھی۔ لہذا وراثت مذکور جائز تھی۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔ صفحہ ۱۸۴

۸۔ اگر کوئی شخص بعد وفات منتقل کرنے والے کے وارث ہونیکا مستحق ہو۔ تو جو ہبہ اول الذکر کے حق میں کیا جائے اُسے محض وراثت کو عجلت دینا مقصود ہوتا ہے۔ اور اس کی بابت تنازعہ نہیں کیا جا سکتا۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹۔

۹۔ اگر دختر جائز طور پر وارث ہو سکتی ہو تو اس کی وراثت کو اس کے حق میں ہبہ کرنے سے عجلت دے سکتے ہیں۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۹۔

۱۰۔ مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ ہمشیرہ کے پوتے کے نام ہبہ جس کی بطور وارث کے پرورش کی گئی ہو جائز ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۱۱۔ بیوہ کی جانب سے جائداد حوالہ کرنے کے متعلق دیگر مقدمات کے واسطے دیکھو "بیوہ کی جانب سے انتقالات"۔

۱۲۔ مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ بھتیجے کے حق میں سالم جائداد کا ہبہ اُس وقت جائز ہے۔ جب کہ موہوب الیہ کی بطور پسر کے پرورش کی گئی ہو۔ ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۱۳۔ مسلمان جاٹان ضلع جہلم۔ ہبہ منجانب بے پسر مالک مشترہ مدتی جائداد بحق ہمشیرہ زادہ جو خانہ داماد تھا۔ اور اس نے خدمات کی تھیں جائز تھا۔ ۲۹

پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۱۴- مسلمان بھٹی جاٹان گجرات - پسر متبنٰی کے حق میں ہبہ جائز ہے - ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۱۵- ہبہ بحق آئندہ وارث جائز ہے - اگر موہوب الیہ منتقل کرنے والی کا وارث ہو تو یہ بات اس کے حق میں ہبہ کے سوال کا فیصلہ کرتی ہے - ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۱۶- مقرر کئے ہوئے وارث کے حق میں وصیت عمدہ ہے - ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

**عدالت کو تحقیقات کرنی چاہیئے** - عدالت کو اس قسم کے مقدمات میں سب سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا موہوب الہ آئندہ وارث ہے یا کہ نہیں ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

**چہارم - ہبہ بالعوض خدمات** - پدری رشتہ داروں کے نام ہبہ - خدمات کے عوض میں ہے - پدری وراثت کی تھیوری سے جو عجیب ہدایت قرار دی گئی ہے اس پر اس صوبہ میں یہاں تک عمل کیا گیا ہے کہ صرف اجنبیوں کے نام ہبے ہی نہیں بلکہ ایک نرینہ جدی کے حق میں بموجودگی دوسرے نرینہ جدی کے ناجائز قرار پائے ہیں جو آگے چل کر مفصلہ مقدمات سے ثابت کئے جائیں گے - مگر یہ امر دیکھنے سے ہمیں تسکین ہوتی ہے کہ چیف کورٹ نے وقتاً فوقتاً اُن ہبوں کو ترجیح دی ہے جو معترضوں کے مساوی یا زیادہ تر بعید درجہ کے جدیوں کے حق میں خدمات کے عوض میں کئے گئے ہیں - سچ بات یہ ہے کہ اس قسم کے ہبے اُن ہبوں سے بنیاد پر ہیں جو دوسروں کو نقصان پہونچانے کے واسطے ایک جدی کے حق میں کئے جائیں ان کی اُس وقت اجازت دیگئی ہے - جب یہ اُن اشخاص کے حق میں کئے جائیں - جنہوں نے کچھ عرصہ واہب کے پاس رہ کر اس کی خدمات کی ہوں - خواہ موہوب الیہ کبھی متبنٰی بھی نہ کیا گیا ہو - ان ہبوں کی آسائش کے اصول پر اجازت دی گئی ہے جو موہوب الیہ کے میل جول سے حاصل ہوتی ہے - یہ بدرجہ نمائشت تبنیتوں کے مشابہ ہیں - جو پنجاب کی زمیندارہ آبادی میں بہت ہی عام ہیں - اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے - چیف کورٹ پنجاب نے اکثر تسلیم کیا ہے - مگر ٹھیک بول چال میں ان کو

خالص تبنیتوں کے ساتھ گڈمڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ موخر الذکر صورت میں لڑکا تبنیت کی ایجاد سے پسر بنایا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور اسطرح یہ اپنے متبنے اکرنے والے کے باپ کا اسطرح وارث ہوتا ہے کہ گویا یہ اس کا قدرتی پسر تھا۔ اور اس میں ہبہ نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ اول الذکر صورت میں موہوب الیہ کی بطور پسر کے پرورش نہیں کی جاتی۔ لہذا یہ اس حیثیت سے وارث نہیں ہوتا۔ یہ صرف بے اولاد مالک کی جائداد لیتا ہے۔ اس کے حق میں ہبہ کیا جاتا ہے۔ ورنہ اس کو وارث ہونے کا منصب حاصل نہیں ہوتا۔

۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۵ء میں چیٹرجی صاحب جج نے خدمات کے بدل میں ہبوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس طرح بیان کیا تھا کہ :۔

خاص خدمات کے واسطے ہبوں کے متعلق تمام سابق سندات کی نظر ثانی کرنے سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو قاعدہ زیر عنوان دوم بیان کیا گیا ہے۔ یہ مناسب برل چال میں اس پدری اصول کی بیوقری نہیں۔ جو اجلاس کامل کے مقدمات نمبر ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء اور ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء سے قائم کیا گیا ہے۔ یہ اس کے منطبق ہے اور خاص وجوہات پر قائم کیا گیا ہے۔ بے اولاد نرینہ مالک حق شرعی تقرر وارث اگر عالمگیر نہیں تاہم بالعموم تسلیم کیا گیا ہے۔ اور یہ صحیح طور پر محض ہبہ کی ایک شکل تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ عدل اور آسائش کے خیالات پر مبنی کیا گیا ہے۔ کیونکہ بے اولاد نرینہ مالک کو عالم ضعیفی میں اپنے آرام و آسائش کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جو اس کے روزانہ کاروبار میں اپنی امداد کے واسطے رفیق بہم پہنچانے کے بغیر بوجہ احسن انجام نہیں ہو سکتا۔ اس کو اپنے تمام ذاتی خیالات اور آرام و آسائش کو بالائے طاق رکھ کر اپنی تمام جائداد اپنے پدری رشتہ داروں کے مفاد کے واسطے قائم و برقرار رکھنے کے واسطے مجبور نہیں کر سکتے۔ اگر یہ ان وجوہات سے وارث مقرر کر سکتا ہے۔ تو اس امر کا متوقع ہونا غیر معقول نہیں کہ رواج اسکو ایسا ہبہ کرنے کی اجازت دیتا ہے جہاں موہوب الیہ فی الواقعہ پسر متبنے مقرر نہ کیا گیا ہو یا وارث مقرر نہ کیا گیا ہو۔ اور واہب کے ساتھ خصوصیت سے شامل ہو کر اس کی کاشت کرنے میں مدد

دیتا ہے - اور اس کی خدمات کرتا ہے - یہ شخص ایسی پوزیشن رکھتا ہے جو پسر متبنٰی یا وارث کے بہت کچھ مشابہ ہوتی ہے"- یہاں موہوب الیہ پدری رشتہ دار تھا - ) ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں جہاں موہوب الیہ جدی تھا - اور واہب کے برادر کے ساتھ شامل تھا - جو قبل اس برادر کے فوت ہو چکا تھا - یہ واہب کے گذارہ اور اس کے تجہیز و تکفین کا ذمہ دار تھا - سر میریڈیتھ پلوڈن صاحب نے اس ہبہ کو بحال رکھا تھا - اور بیان کیا تھا کہ اس عدالت کی قریب تاریخ کی کئی نظائر ہیں - جن میں کئی ورثاء میں سے ایک کے حق میں ہبہ بحال رہا تھا - جہاں واہب اور موہوب الیہ کے مابین خاص وابستگی تھی - یہ مل کر رہتے تھے - اور کاشت میں مدد دیتے تھے - اور واہب کی خدمات کیجاتی تھیں ..... اس مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں موہوب الیہ کو خدمات کا صلہ دینے کی بابت اخلاقی ذمہ داری ہو - وہاں ورثاء میں سے ایک کے حق میں باخراج دوسروں کے ہبہ کی تائید کے واسطے عمدہ بدل ہوتا ہے"-

**اعتراض** - لیکن اگر پدری تھیوری صحیح ہے - اور ہبہ منجانب مزنیہ مالک مشترکہ جدی اراضی بحق ایک پدری رشتہ دار کے جس نے خدمات نہ کی ہوں دوسروں کی موجودگی میں ناجائز ہے - تو یہ ہبہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے - جبکہ یہ خدمات کے لحاظ سے کیا جائے کسی شخص کو محض خدمات کے لحاظ سے جو واہب کی کی گئی ہوں وہ جدی جائداد منتقل کرنے کی اجازت دینا قومی ملکیت کے اصولوں کے برخلاف ہے - خدمات کی کوئی مقدار اس حقیقت کی یعنی نوعیت کو جسکے لحاظ سے کوئی شخص زمین پر قابض ہو - یعنے قومی حقیت کو شخصی ملکیت میں تبدیل نہیں کر سکتی - مالک کو خدمات کے بدل میں زمین سے علیحدہ ہونے کی اجازت دینا گویا پہلے ہی یہ خیال کرنا ہے کہ منتقل کرنے والا اس کا قطعی مالک ہے جو اس تھیوری کے بالکل متضاد ہے - کہ زمین کا یہ شخص خود اور تمام دیگر اشخاص مالک ہیں جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہیں - اور پھر اگر یہ ہبہ پدری رشتہ دار کے حق میں ہو سکتا ہے تو یہی قاعدہ اجنبی کی صورت میں بھی حاوی کرنا لازم ہے - یہاں موخرالذکر صورت میں جب کبھی یہ سوال پیش ہوا ہے ہمیں ہمیشہ یہی جواب ملا ہے کہ اجنبی کے نام اس قسم کا ہبہ ناجائز ہے - کیونکہ یہ قومی ملکیت کے قواعد کے برخلاف ہے - حالانکہ بعینہٖ یہی بات ان مقدمات میں تسلیم کی گئی ہے جن میں موہوب الیہ جدی واقعہ ہوا ہے -

تعریف کرنے سے کہ جو سراسر حاوی ہونے والا رواج ہے۔ مگر خدمات کے متعلق فیصلجات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان فیصلجات کی بناء رواج کے فرمانوں سے بڑھ کر عدل وانصاف کے اصول ہیں۔ یعنے الفاظ "انصاف اور آسائش کے خیالات" مندرجہ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء اور "اخلاقی ذمہ داری" مندرجہ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء پر یہ دکھانے کے لئے خط کھینچ دیا ہے کہ ان کا فیصلہ کرنے میں اس قدر رواج کا خیال نہیں رکھا گیا جس قدر کہ ان الفاظ کے مفہوم کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ میں دیگر فیصلجات کا بھی حوالہ دے سکتا ہوں جن میں بطور امر واقعہ انصاف کے قواعد سے رواج کا فیصلہ کرنے میں مدد لیگئی ہے۔ مثلاً قائمقامی کے سوالات پر جو بدا کا باپ اپنے باپ کی حین حیات میں فوت ہوا۔ غیر زراعت پیشہ اشخاص کی صورت میں بہت تھوڑی سی شہادت قائمقامی کا مقدمہ فیصلہ کرنے کے واسطے کافی خیال کی گئی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں قاعدہ قائمقامی قرین انصاف خیال کیا گیا تھا۔

آیا اس صوبہ میں پالیسی یا قرین انصاف قواعد رواج کا دوسرا نام ہے یا کہ نہیں۔ یہاں یہ تحریک کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر وضعان قانون ایکٹ قوانین پنجاب کو منسوخ کریں اور یہ وضع کریں کہ اس قسم کے سول حقوق کے معاملہ میں جن کے ساتھ دفعہ ۵ برتاؤ کرتی ہے۔ آئندہ فیصلہ کا قاعدہ انصاف ہوگا۔ اور نہ کہ رواج۔ کیونکہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ قرین انصاف قواعد ہیں۔ جو کسی دیگر شے سے بڑھ کر یہاں سول حقوق پر حاوی ہیں۔ اگر یہ صورت ہے تو کیوں اس قدر وقت رواج کو دریافت کرنے اور اس کی جماعت بندی کرنے اور اس کو حاوی کرنے میں صرف کیا جائے جب کہ ٹھیک یہی بات بہتر اور ارزاں طریقوں میں کی جاسکتی ہے۔

## خدمات کے بدل میں پدری رشتہ داروں کے نام ہبوں پر فیصلجات

خدمات کے متعلق فیصلجات حسب ذیل ہیں:۔

## اوّل۔ جاٹ

گجرات

۱۔ وڑائچ جاٹان تحصیل پھالیا۔ ضلع گجرات۔ ایک مرد اپنی جدی زمین ان خدمات کے صلہ میں جو کی گئی ہوں ایک برادر کے نام باخراج دوسرے بھائی کے پسروں کے ہبہ کرسکتا ہے۔ اور خدمات یہ تھیں کہ موہوب الیہ نے ہبہ کی زمین کا انتظام کیا تھا۔

واہب کی دیگر خدمات کی تھیں جو لنگڑا تھا - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۹۳ء -

۲- مسلمان مڈا ریچ جاٹان تحصیل پھالیاں ضلع گجرات بے پسر واہب کی جانب سے ہبہ بحق بھتیجوں کے جائز تھا جن کی اس نے پرورش کی تھی - اور اُنہوں نے اس کی خدمات کی تھیں - اور نیز آئندہ واہب کی پرورش کرنے اور خبر لینے کا بیڑا اُٹھایا تھا - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

## اوّل - مہتم

ہوشیارپور

ہندو مہتم تحصیل و ضلع ہوشیار پور - مرد کی جانب سے بھتیجا کے حق میں زمین کا ہبہ بموجودگی دیگر بھتیجے کے جائز تھا - جس کی موہوب الیہ نے خدمت کی تھی - اور اس کی زمین کا انتظام کیا تھا - بار ثبوت معترض پر تھا - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

## دوم - راجپوت

مسلمان گوریواہ راجپوتان ضلع ہوشیار پور - سالم جائداد کا ہبہ بحق برادر زادہ کے باخراج دوسرے کے جائز ہے - جب کہ موہوب الیہ واہب کے ساتھ بطور پسر کے رہتا تھا - ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

## سوم - جاٹ

۱- ہندو گل جاٹان تحصیل و سوہہ ضلع ہوشیار پور بعض ورثاء کے حق میں جدّی زمین کا ہبہ باخراج دوسروں کے جائز ہے - جب کہ موہوب الیہم واہب کے ساتھ مل کر کاشت کرتے تھے - خدمات کا ملحوظ دینا ہبہ کا عمدہ بدل تھا - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۲- ہندو کونگ جاٹان تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیار پور - بے پسر مالک کی جانب سے ایک وارث کے حق میں ہبہ جائز تھا جو مدت تک اس کے ساتھ کاشت کرتا رہا - اور واہب کی پرورش کرتا رہا - ۱۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳- ہندو دت جاٹان ضلع ہوشیار پور - ہبہ بعوض اُن خدمات کے جو قریبی پدری رشتہ دار کی گئی تھیں - اور یہ ہی اقرب وارث تھا - بموجودگی بھتیجا کے جائز تھا - ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۴- ہندو سہوتا جاٹان تحصیل ہوشیار پور - ہبہ بحق ایک جدّی بابت خدمات جائز تھا - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

**چہارم۔ جھیور**

جھیوراں ضلع ہوشیارپور۔ بے پسر واہب کی جانب سے ایک جدی کے حق میں وصیت بعوض خدمات بموجودگی دوسروں کے جائز تھی۔ واہب بوڑھا۔ ضعیف اور سالوں تک اندھا رہا تھا۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

جالندھر

**اوّل۔ جاٹ**

ہندو لدہرا جاٹان ضلع جالندھر۔ ہبہ منجانب بے پسر واہب جو ۸۰ برس کا بڈھا تھا۔ بحق اس کے بھتیجوں کے جائز قرار پایا تھا۔ مدت تک اس کی زمین کاشت کرتے رہے۔ اور اس کی مدد کرتے رہے تھے۔ ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

**دوم۔ راجپوت۔**

مسلمان نارو راجپوتان ضلع جالندھر۔ بے پسر واہب کی جانب سے جدی زمین کا ہبہ بحق بھتیجا کے جس نے اس کی خدمات کی تھیں اور مدت تک واہب کے ساتھ رہا تھا۔ جائز قرار پایا تھا۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔

جہلم

**گجراں**

گجراں ضلع جہلم۔ بے پسر واہب کی جانب سے جدی زمین کا ہبہ بھائی کے بیٹوں اور پوتوں کے نام بعوض خدمات جائز تھا۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

متفرق

۱۔ ہبہ بعوض خدمات جائز تھا۔ جب کہ بے پسر واہب لنگڑا تھا۔ اور موہوب الیہ نے اس کی خدمات کی تھیں۔ جن کے بغیر واہب کاشت نہیں کر سکتا تھا۔ بالخصوص جب کہ معترض ہبہ سے رضامند ہوا تھا۔ اور مدت تک خاموش رہا تھا۔ ۹۶ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۳ء

۲۔ ہبہ بالعوض خدمات جائز ہے۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء صفحہ ۲۱۵۔

۳۔ ہبہ بحق برادرزادہ بعوض خدمات جائز ہے۔ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء

۴۔ ہبہ بعوض خدمات بحق ایک بھتیجا کے بموجودگی دوسروں کے جائز ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۵۔ ہبہ بصلہ خدمات جائز ہے۔ ۳ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۲

**دوم۔ بجز جدیوں کے دیگر اشخاص کے حق میں بصلہ خدمات ہبہ۔**

فیصلجات حسب ذیل ہیں:-

۱- ہندو دہنوئی جاٹان ضلع انبالہ- بیوہ شدہ دختر کے حق ہبہ جائز قرار پایا تھا- کیونکہ یہ بیوہ تھی- اور مدت تک باپ کے پاس رہی تھی- اور اس کو مدد دیتی رہی- جس نے اس کے حق میں وصیت کی تھی- چونکہ نواسوں کے حق میں ہبہ آئندہ جائداد کے نزول کو دوسری جانب تبدیل کر دیتا ہے- لہذا دختر کے نام ہبہ معمولی طور پر دختر کو حقیت حیات سے بڑھ کر کچھ نہیں دیتا- موجودہ نظیر میں دختر کو ترجیح دینے کے واسطے خاص حالات موجود تھے- یہ بیوہ تھی- اور دس سال یا زیادہ عرصہ تک باپ کے ساتھ مل کر رہی تھی- اور اس کی خدمت کرتی رہی اور اس کی خواہشات بجالاتی رہی- لہذا اگر کبھی کوئی ایسا مقدمہ ہو سکتا ہے- جس میں قانون رواج دختر کے حق میں انتقال کو قبول کر سکتا ہے- تو غالباً یہی نظیر ہو سکتی ہے"- ۶۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء-

۲- مسلمان برار جاٹان ضلع سیالکوٹ- بے پسر واہب کی جانب سے تمام جدی زمین کا ہبہ بحق بھائی کی دختر کے جو اپنے خاوند کے ساتھ مل کر واہب کے گھر میں رہتی تھی- اور اس کی خدمات کرتی تھی- بھائی کے پسروں کی موجودگی میں جائز قرار پایا تھا- ۳۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

۳- مسلمان کھنگر جاٹان تحصیل چکوال ضلع جہلم- اُن خدمات کی بابت ہبہ جو کی گئی تھیں بحق ہمشیرہ زادہ جائز قرار پایا تھا- جب کہ یہ خانہ داماد بھی تھا- ۲۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء

۴- ہندو جاٹان دہنی گوت ضلع جالندھر- بے پسر واہب کی جانب سے سوتیلے پسر کے حق میں جزو کا ہبہ جائز تھا- جب کہ موہوب الیہ تازیست واہب کے پاس رہتا تھا- اور سالہا سال اس کی زمین کا کام کرتا رہا- اور اس کے دیگر کام سرانجام دئے- ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

۵- خدمات کی بابت عورت کے نام ہبہ کی اجازت نہیں جب کہ موہوب الیہ کو پہلے ہی واہب کے باپ سے چہارم حصہ مل چکا ہو- ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۵۳ سوم- خدمات معقول ہونی چاہئیں- اور موہوب الیہ کو بنوع دیگر

معاوضہ نہ مل سکتا ہو۔

۱۔ ہبہ کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ اور موہوب الیہ نے جو خدمات کی تھیں یہ تھیں کہ یہ واہب کی جانب سے سربراہ نمبردار رہا تھا۔ اور غالباً پچوترا الیتا رہا تھا۔ اور اس طرح اس کو معاوضہ ملتا رہا تھا۔ اور کوئی دیگر خدمات صریحاً ثابت نہیں ہوئی تھیں۔ یہ اجنبی کے نام ہبہ تھا۔ ۵ پنجاب لاریورٹ ۱۹۰۵ء۔

۲۔ ہبہ منظور نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ "م" اور اس کے بچوں نے بنظر خدمات جو واہب اور اس کے باپ کی کی گئی تھیں۔ کسی لحاظ سے مستحق تھے۔ مگر یہ پہلے ہی واہب کے باپ سے چہارم حصہ لے چکی تھی۔ موہوب الیہا باپ کی بہن تھی۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ صفحہ ۵۳۔

۳۔ خدمات معقول عرصہ تک ہونی چاہئیں۔ اس مقدمہ میں خدمات صرف تھوڑے عرصہ کے واسطے قرار پائی تھیں۔ اور اس قدر کافی عرصہ اور مدت کے واسطے نہیں تھیں جن کے لحاظ سے ہبہ بعوض خدمات جائز ہوتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء ("کافی" کے معنے کیا ہیں؟)

**چہارم۔ ہبہ بالعوض خدمات کو محکوم کرنیکا منصب۔** مقدمہ یہ ہے:-

نرینہ حقداران بازگشت کو بے پسر واہب کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازعہ کرنے کا اختیار ہے۔ جب کہ ہبہ مساوی یا بعید درجہ کے جدیوں کے حق میں ہوا ہو۔ بجز اس صورت کے جہاں واہب اور موہوب الیہ کے مابین تعلق نے اخلاقی ذمہ داری پیدا کی ہو۔ اور اوّل الذکر مؤخر الذکر کو خدمات کا معاوضہ دینے کا ذمہ دار ہو گیا ہو۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

**پنجم۔ دیگر ہبے۔** قبل اس کے کہ کسی دیگر قسم کے ہبے جائز قیاس کئے جائیں یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ ایک خاص رواج ہے جس سے ان ہبوں کی اجازت ہے۔ جدی جائیداد کے چھوٹے چھوٹے حصوں کے ہبوں کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ مقدمات یہ ہیں:-

۱۔ جدی جائداد کے چھوٹے حصہ کی بابت بھی ہبہ جائز نہیں جب کہ یہ مذہبی غرض کے واسطے نہ ہو۔ ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۲۔ بعض دفعہ جدی جائداد کے چھوٹے سے حصوں کی اجازت ہے۔ مگر ۔۔۔

کامل چوتھا حصہ نہیں۔ ۳۰ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۲۔

**ششم۔ ہبوں کی تنسیخ۔** مکمل ہبہ منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب ہبہ کامل طور پر عمل نہ کیا گیا ہو اور واہب قابض ہو۔ تو واہب ہبہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ مگر اس وقت ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب ہبہ مکمل ہو گیا ہو۔ اور اس کے بعد قبضہ دیا گیا ہو۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳۔ جب ہبہ جائز طور پر کیا جائے۔ واہب اس کو منسوخ نہیں کر سکتا ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

**ہفتم۔ موہوب الیہ کے اختیار۔** گذشتہ فیصلجات کے مطابق جس موہوب الیہ کو جدی زمین کا ہبہ ملے اس کو بلا ضرورت منتقل نہیں کر سکتا۔ مقدمات یہ ہیں۔

۱۔ موہوب الیہ کو اجنبی کے پاس جائداد منتقل کرنے کا اختیار نہیں۔ ۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

۲۔ نیز دیکھو ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

۳۔ باب ششم انتقال بحق دختر

**ہشتم۔ موہوب الیہ کی اولاد کو وارث ہونے کا فائق ترحق ہے**

موہوب الیہ کی از قسم ذکور اور اناث اولاد کو بہ نسبت دیگر اشخاص کے جن میں واہب کے جدی بھی شامل ہیں وارث ہونیکا فائق ترحق حاصل ہے۔ اس بارہ میں سند حسب ذیل ہے:۔

جب موہوب دختر چھوڑے تو جائداد واہب کے جدیوں کو بازگشت نہیں کرتی۔ بلکہ دختر بہ ترجیح جدیاں وارث ہوتی ہے۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

**نہم۔ موہوب الیہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں جائداد واہب کو بازگشت کرتی ہے۔** زراعت پیشہ اشخاص میں یہ عام قاعدہ ہے کہ جب وہ موہوب الیہ صلبی اولاد چھوڑنے کے بغیر فوت ہو جس کے نام نرینہ مالک نے جدی زمین ہبہ کی ہو۔ تو جائداد موہوبہ واہب اور اس کے جدیوں کو بازگشت کرتی ہے۔ اور موہوب کے دیگر رشتہ داروں کو جو اس کی اولاد کے سوا ہوں وارث ہونے کا حق

نہیں - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- جب موہوب الیہ بے اولاد فوت ہو تو جائداد موہوبہ واہب کے ورثاء کو بازگشت کرتی ہے - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل -

۲- جدی جائداد کا ہبہ اجنبی موہوب الیہ کے حق میں کیا گیا تھا - اور قرار پایا تھا کہ موہوب الیہ کے ورثاء کی عدم موجودگی میں کھاتہ واہب کے اصلی وارثوں کی جانب بازگشت کرتا ہے ۱۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء صفحہ ۴۰۰ -

۳- جب ہبہ شادی کے موقعہ پر دختر کے نام کیا گیا ہو تو موہوب الیہا اور اس کے پسروں اور خاوند کی وفات پر جائداد واہب کی جانب بازگشت کرتی ہے - اور موہوب الیہ کے قدرتی ورثاء کو نہیں ملتی - ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء -

۴- موہوب الیہ کے نرینہ اولاد کے بغیر فوت ہونے پر جائداد جدی مجموعی طور پر واہب کے جدیوں کی جانب بازگشت کرتی ہے - اور موہوب الیہ کا برادر جو واہب کا جدی ہو سالم جائداد نہیں لے سکتا - ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء -

۵- آوان - موہوب الیہ کے صلبی اولاد چھوڑنے کے بغیر فوت ہونے پر جائداد موہوبہ کے واہب کے سلسلہ کی جانب بازگشت کرنے کا قاعدہ ضلع جالندھر کے آوانوں پر حاوی ہوتا ہے - ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء - صفحہ ۴۱۸ -

۶- باپ کی جانب سے اس کی دختر کے حق میں ہبہ کی صورت میں دختر کے بے اولاد فوت ہونے پر جائداد واہب کے جدیوں کی جانب بازگشت کرتی ہے - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۵۱ -

۷- جب ہبہ نواسہ کے حق میں کیا جائے - تو موہوب الیہ کے بے اولاد فوت ہونے پر ہبہ واہب کے وارث کی جانب بازگشت کرتا ہے - ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۸- موہوب الیہ کے ورثا کے بغیر فوت ہونے کی صورت میں جائداد واہب کے ورثاء کی جانب بازگشت کرتی ہے - ۲۶ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۴ء -

۹- موہوب الیہ کی نسلی اولاد نہ ہونے کی صورت میں جائداد موہوبہ واہب کو بازگشت کرتی ہے - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء -

۱۰ عام طور پر مالک وراثت کی ہیئت کو تبدیل نہیں کر سکتا - مگر مستثنےٰ صورتوں میں

ہمیں خاص رواج ملتے ہیں۔ جن سے مالک یا تو بلا واسطہ ہبہ سے یا تبنیت سے وراثت کے طریق کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اور یہ یا تو اس کے جدی ورثاء میں سے کسی کے حق میں بہ اخراج دوسروں کے ہوتا ہے۔ یا زیادہ تر شاذ بحق دختر کے پسر اور اس سے بھی کم تر بحق ہمشیرہ زادہ ہوتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ معمولی وارث اپنی معمولی اور رواجی حقوق سے محروم کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا اس بات کا ملنا بہت خلاف قدرت ہے کہ جب رواج سے ایسے طریق کی اجازت ہو جسکا نتیجہ اس طرح حق سے محرومی نہ ہو اس میں احتیاط سے یہ شرط رکھی گئی ہو کہ معمولی وراثت کا اخراج قطعی نہیں بلکہ مشروط ہوگا۔ اور یہ حالت اُس وقت تک جاری رہے گی جب تک موہوب الیہ کے بلا واسطہ نسلی وارث یا متبنیٰ کرنے والے موجود ہوں۔ اور بلکہ اس عرصہ میں بھی جب کہ جائداد موہوب الیہ اور اس کی نرینہ نسلی ورثا کے قبضہ میں ہو۔ یہ جائداد واہب کے مورث اعلیٰ کی سب اولادوں کے رہنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ یا موہوب الیہ اور اس کی اولادوں کی پیدا کردہ جائداد ہو جاتی ہے۔ دیکھو ۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۲۲۔ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۷۴۔

۱۱۔ دیگر مقدمات کی بابت دیکھو دختر کے حق میں انتقال۔

**قواعد**۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل ۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء اور دیگر مقدمات سے قواعد ذیل ماخوذ ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۔ جب جائداد جدی ہبہ کی جائے یہ موہوب الیہ کے قبضہ میں جدی رہتی ہے پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۷۲۔

نمبر ۲۔ لہٰذا اس کا اختیار اس جائداد کو منتقل کرنے کی نسبت محدود ہے۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔

نمبر ۳۔ موہوب الیہ کے بے اولاد فوت ہونے پر یہ واہب اور اس کی اولاد کی جانب بازگشت کرتی ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔ اجلاس کامل۔

نمبر ۴۔ مگر شرط یہ ہے کہ قبل اس کے کہ موہوب الیہ کی نسلی اولادوں کی عدم موجودگی میں جائداد موہوبہ کا بازگشت کرنا کہہ سکیں۔ یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ ہبہ مذکور ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل کے سیاق عبارت میں آتا ہے۔ اگر اُس قسم کا نہ ہو جو

۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل سے مفہوم ہے۔ تو یہ بازگشت نہیں کرتا اس امر کی نسبت سندات ۳۰۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔ اور ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۳۲۳ ہیں۔

نمبر ۵۔ مگر اس بارہ میں شک ہے کہ آیا دوسرے شخص کو موضع میں بطور بھوم بھائی کے شریک حصہ دار کرنا ہبہ کے مساوی ہے۔ تاکہ اس پر وہ قاعدہ حاوی ہو سکے جو خاص ہبوں کی صورت میں جائداد کے بازگشت کرنے سے متعلق ہے ۱۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

**اعتراض**۔ باوصف مکمل ہبہ کے جائداد موہوبہ کا موہوب الیہ کے قبضہ میں منہا اور موہوب الیہ کے بے اولاد مرنے پر واہب کی جانب بازگشت کرنا عجیب وغریب قاعدہ ہے۔ اور وراثت کا ایسا سکیم قائم کرنا جس کی نسبت کانون تک صدا نہیں پہونچی۔ بیشک اس کا مدعا یہ ہے کہ جائداد اراضی کو منتقل کرنے والے کے خاندان میں رکھنے کے واسطے زمین کو بلا روک ٹوک منتقل کرنے کے اختیارات کی کتر بیونت کرنے سے حتی الوسع سعی کیجاتی ہے۔ لہذا یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ بلا واسطہ مداخلت کرکے ایکٹ انتقال اراضی کی ترمیم کرکے اس میں ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء اجلاس کامل ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل۔ اور ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء اجلاس کامل کے اصول اس میں ایزاد کردے۔ اور ان معنوں میں جائداد جدی منتقل نہ ہو سکے جو فیصلجات میں قرار دئے گئے ہیں۔ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ امر متنازعہ کے متعلق وراثت کا قاعدہ مختلف تھا۔ اور قریباً تمام مقدمات میں جن میں موہوب الیہ نسلی اولاد چھوڑنے کے بغیر فوت ہوا تھا واہب کے جدیوں پر موہوب الیہ کے جدیوں کو ترجیح دی گئی تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ قانون کے تمام دیگر دستور العمل کے مطابق ہبہ سے جائداد قطعاً موہوب الیہ کے قبضہ میں منتقل ہوئی خیال کیجاتی تھی۔ اور اسطرح یہ جائداد کا کامل مالک ہو جاتا تھا۔ یہ سب پرانے مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ موہوب الیہ کامل مالک ہو گیا تھا۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۰ء صفحہ ۳۔

۲۔ کوئی ایسا رواج ثابت نہیں ہوا تھا۔ جس سے وہ زمین جو خانہ داماد کو دی گئی تھی یہ موہوب الیہ کی بلا واسطہ نسلی ورثاء کی عدم موجودگی میں واہب کے ورثا کو منتقل

ہوئی تھی - ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء -

۳ - کوئی ایسا رواج ثابت نہیں ہوا تھا - جس سے وہ زمین جو ہمشیرہ کے نام ہبہ کی گئی تھی - یہ موہوب الیہ کے بلاواسطہ نسلی ورثاء کی عدم موجودگی میں واہب کے ورثاء کو ملی تھی - یہ جائداد اس عورت کے اپنے ورثاء کو جاتی ہے - ۱۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء -

۴ - اعوان کا مقدمہ - دختر کے پسر کے نام ہبہ موہوب الیہ کے ورثا نے واہب کے وارث کو خارج کیا تھا - ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۵ - مسلمان جاٹان ضلع گجرات - نواسہ کے حق میں ہبہ ہوا تھا موہوب الیہ کے ورثا نے واہب کے ورثاء کو محروم کیا تھا - ۱۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۶ - کھلر جاٹان لاہور - ہبہ ہمشیرہ یا اس کے خاوند کے حق میں - تھا - واہب کے وارث موہوب الیہ کے ورثاء سے محروم کئے گئے تھے - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۷ - بھٹان دہلی - ہبہ دختر کے خاوند کے حق میں تھا - واہب کے ورثاء کو موہوب الیہ کے ورثا نے خارج کیا تھا - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۸ - مسلمان جاٹان گجرات موہوب الیہ کے ورثاء نے واہب کے ورثاء کو محروم کیا تھا - پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

# باب (۲۲) بست ودوم

## وصیتیں

**اوّل - وصیت کی جزویات اصلی** - وصیت کی نسبت سوالات ذیل کا فیصلہ کرنا ہوگا (اول) کیا وصیت کرنے والے کے حواس صحیح و سالم تھے (دوم) کیا وصیت اپنی مرضی سے کی گئی تھی - (سوم) کیا دستاویز زیر بحث وصیت ہے یا کچھ اور شے ہے -

**اوّل - حواسوں کا قائم ہونا** - اس فقرہ کی مراد یہ ہے کہ وصیت کرنے والے

کے حواس اس کو تحریر کرنے کے وقت قائم و برقرار تھے۔ سندات حسب ذیل ہیں۔

ا۔ حواسوں کے سلیم ہونے کی مراد یہ ہے کہ وصیت کرنے والے حواس نہ تھا۔ یا اس کے خیالات پریشان نہیں تھے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔ صفحہ ۵۰

۲۔ یہ ثابت کرنیکا بار کہ موصی میں تحریر کرنے کی وصیتی قابلیت تھی۔ اس شخص پر ہے۔ جو وصیت پیش کرے۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔ صفحہ ۵۰

۳۔ جب موصی کے سلیم الحواس ہونیکا سوال پیش ہو تو یہ امر کہ یہ قریب المرگ تھا۔ زیر غور لایا جا سکتا ہے مگر محض یہ واقعہ کہ یہ بہت تھوڑے عرصے کے بعد مرگیا بالضرور یہ ثابت نہیں کرتا۔ یہ جو کچھ کر رہا تھا اس کی بابت اس کو کچھ معلوم نہ تھا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

## دوم۔ وصیت اپنی مرضی سے ہونی چاہئے۔ مقدمات یہ ہیں:۔

ا۔ کسی شخص کی نسبت اپنی مرضی سے وصیت کا تحریر کرنا نہیں کہہ سکتے۔ جب کہ یہ ان اشخاص کی مرضی کا مقابلہ نہ کر سکے جو اس کے گرد موجود ہوں۔ اس مقدمہ میں یہ ظاہر ہوا کہ متوفی مرضی تحریر کرنے کے وقت بے بس تھا۔ اور جب تک یہ گھر میں تھا۔ وہ اشخاص جن کے حق میں وصیت تحریر کی گئی تھی۔ یہ ان کے نرغہ میں پھنسا ہوا تھا۔ اور یہ پایہ ثبوت کو پہنچایا گیا تھا کہ اول الذکر نے جو کچھ چاہا متوفی سے منظور کرا لیا تھا۔ مدبہ قسمت شخص غالباً ہر بات منظور کرنے کو تیار تھا تاکہ اسکو کسطرح تکلیف نہ ملے۔ لہذا اس سے وصیت پر دستخط کرا لیا گیا تھا۔ اور ان اشخاص کو اختیار دیا گیا تھا کہ یہ جس کو چاہیں جائداد تفویض کرائیں۔ ان واقعات کے روسے چیف کورٹ نے تجویز کیا تھا کہ وصیت ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ آزاد مرضی سے تحریر نہیں کی گئی تھی۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۲۔ بروئے واقعات مذکور پریوی کونسل نے تجویز کیا تھا کہ بالضرور یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کیونکہ اُس وقت موصی سخت بیمار تھا۔ لہذا یہ دوسروں کے زیر رسوخ تھا۔ علاوہ اس کے گو اُن رشتہ داروں کے داب ناجائز عمل میں لانے کی نیت اور موقع جو علالت کے وقت اس کے نگران حال تھے۔ اور ان میں سے بعض وصیت سے مستفید ہوئے تھے۔ شبہ ظاہر کرتا ہے۔ مگر وصیت کو مسترد کرنے کے واسطے اس امر کا صریح ثبوت ہونا چاہیئے کہ فی الواقعہ داب ناجائز عمل میں لایا گیا تھا۔ کیونکہ علالت

نے موصی پر اس قدر برا اثر کیا ہوا تھا کہ یہ اپنی جائداد کو منتقل کرنے کا کام بوجہ احسن انجام نہیں دے سکتا تھا"۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔ پریوی کونسل۔

**سوم۔ کیا دستاویز وصیت یا کوئی دیگر شے ہے۔** دستاویز کی تعبیر کرنے میں تحریر کنندہ کی نیت کا معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور اس بارہ میں مقدمات ذیل قابل ملاحظہ ہیں:۔

۱۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۹۵ میں فاضل جج لکھتے ہیں کہ "پہلا امر جس پر ہم نے غور کرنا ہے یہ ہے کہ آیا دستاویز کی تعبیر وصیت یا کہ ہبہ کرنی چاہیئے۔ یہ بادی النظر میں دستور کا معاملہ ہے۔ جو اس قسم کے مقدمات میں عام ہے۔ اور اس نے بہت مشکل پیدا کر دی ہے۔ جو اس بات کا فیصلہ کرنے میں پیش آتی ہے۔ کہ آیا وصیت کرنیکا اختیار بروئے رواج موجود ہے یا کہ نہیں ہے منتقل کرنے والے کی جو کچھ کرنے کی خواہش تھی۔ اور منتقل کرنے والا جو کچھ کرنا چاہتا تھا۔ کیا یہ ہبہ تھا۔ جو بمقابلہ تمام باقی دنیا کے عمدہ تھا۔ مگر بمقابلہ اس کے مضبوط نہ تھا۔ یہ منتقل الیہ کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہے۔ مگر زمین کو حین حیات میں زیر اقتدار رکھنے کے واسطے اپنے اختیار کو قائم رکھتا ہے۔ حالانکہ پورا قبضہ بھی دیا گیا ہو۔ بشرطیکہ منتقل الیہ اس کو ناراض ہونے کی وجہ نہ دے۔ اور یہ امر متنازع ہے کہ اس قسم کا ہبہ لوگوں کی عام اتفاق رائے کے مطابق تسلیم کیا گیا ہے۔ جو کچھ کہ کئی اقوام اور اقطاع میں مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں ایسے الفاظ ملتے ہیں۔ جن سے ہبہ کا فوراً موثر ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اسی دستاویز میں یہ الفاظ صریحاً ظاہر کرتے ہیں کہ نزول جائداد بعد وفات موصی موثر ہوگا۔ تاہم جب اس دستاویز کے روسے قبضہ دینے کی کوشش کی گئی اور داخل خارج کرایا گیا تھا۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ اجنبیوں یا حقداران بازگشت کی نسبت معاملہ کو ہبہ سمجھنا چاہیئے"۔

۲۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں اسی قسم کی دستاویز پیش کی گئی تھی۔ دستاویز فی الواقعہ ہبہ نامہ تھی۔ مگر کہیں کہیں یہ وصیت بیان کی گئی تھی۔ اور اس کی تعبیر کرنے میں حسب ذیل رائے ظاہر کی گئی تھی "اہم امر دستاویز کی وہ قسم نہیں جو اس میں ظاہر کی گئی ہے۔ بلکہ تحریر کنندہ کی فی الواقعہ نیت ہے۔ جو اس دستاویز کے الفاظ سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ . . . . . تمام مقدمات مذکور میں جو امر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ

آیا قبضہ فی الواقعہ دیا گیا تھا یا کہ نہیں دیا گیا تھا ۔ اور اس امر کے متعلق ہمیں کوئی شک نہیں کہ حوالگی قبضہ دستاویز سے بہت تھوڑا عرصہ پیچھے ظہور میں آئی تھی ۔ تب ہم تجویز کرتے ہیں کہ دستاویز کا ہبہ نامہ ہونا سرکوز خاطر تھا ۔ اور کہ یہ فی الواقعہ ہبہ تھی ۔

۳ ۔ دستاویز کی تعبیر کرنے میں تحریر کنندہ کی نیت معلوم کرنی ضروری ہے ۔ تحریر کنندہ نے جاترا پر جانے کے وقت جائداد بذریعہ دستاویز ۔ ایک شخص کو دی ۔ اور اس میں ایک فقرہ درج کیا کہ اس کے زندہ واپس آنے کی صورت میں اس کو جائداد کی نسبت حقوق حاصل ہوں گے ۔ قرار پایا تھا کہ یہ دستاویز ہبہ نہیں بلکہ وصیت تھی ۔ ۱۱ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۱۰ء

۴ ۔ سوال یہ تھا کہ آیا دستاویز وصیت یا کہ تبنیت نامہ ہے ۔ دستاویز میں یہ وصیت ظاہر کی گئی تھی ۔ اور اس کی اسی طرح رجسٹری کرائی گئی تھی ۔ قرار پایا تھا کہ تحریر کنندہ کی اس تحریر سے کچھ سروکار نہ تھا ۔ اور چونکہ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پسر متبنے کی پرورش کی گئی تھی ۔ اور اس سے ساتھ بطور پسر کے سلوک کیا گیا تھا ۔ لہذا یہ تبنیت نامہ تھی ۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء ۔

۵ ۔ جب تبنیت کی شہادت محض دستاویز ہو ۔ اور اسطرح دستاویز ناجائز قرار پائی ہو ۔ تو اس کی تعبیر وصیت نہیں ہو سکتی ۔ وصیت ایک دستاویز ہے ۔ جس کے رو سے کوئی شخص اپنی جائداد بعد وفات خود منتقل کرنا چاہتا ہے ۔ حالانکہ دستاویز میں کسی شخص کا یہ بیان کہ دوسرا شخص اس کا پسر متبنے ہے ۔ وصیت نہیں ۔ ۱۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء ۔

وصیت یا تبنیت نامہ

## دوم ۔ وصیت سے جو حقیت پیدا ہوتی ہے اس کی نوعیت ۔

۱ ۔ مالک نے اپنی بیوی اور دختر کے نام ہبہ کیا تھا ۔ اس کی تعبیر کرنے سے قرار پایا تھا کہ یہ ان کی مشترکہ زندگیوں کے واسطے حقیت حیاتی پیدا کرتا ہے ۔ اور حی القائم کے مرنے کے بعد حقیت مذکورہ واہب کو بازگشت کرے گی ۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء ۔

۲ ۔ وصیت میں لفظ اولاد سے اولاد از قسم ذکور اور اناث ہر دو مراد ہے ۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء

۳۔ چونکہ اہل ہنود کو بالعموم عورت کو حقیت حیات سے بڑھ کر کچھ دینا مدنظر نہیں۔ لہذا وصیت سے جب تک کہ صریح برعکس نیت نہ ہو محض حقیت حیات دینا خیال کرنا چاہیئے۔ ۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۴۔ وصیت کی مراد کا قاعدہ یہ ہے کہ عدالت کو یہ معلوم کرنا لازم ہے کہ موصی کی نیت کیا تھی۔ ۱۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳۹

## سوم۔ وصیت کی تکمیل خاص ۔ مقدمات یہ ہیں:

۱۔ جو شخص وصیت پر استدلال کرے۔ اس کو اس کی تکمیل اور تمام قرینی حالات مثلاً موقع۔ وقت اور وہ خاص الفاظ اطمینان بخش طور پر ثابت کرنے لازم ہیں جن پر یہ استدلال کرے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۲۔ زبانی وصیت میں وصیت کرنے کی نیت ہونی چاہیئے۔ اور کئی موقعوں پر اُن الفاظ کا اعادہ ہونا چاہیئے۔ جن سے وصیت کرنے کی نیت کا اظہار ہو۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

## چہارم۔ زراعت پیشہ اشخاص میں وصیت کرنے کا اختیار۔

امر ہٰذا کے متعلق مدید مخالفت کے بعد آخر کار چیف کورٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ زراعت پیشہ اشخاص میں جدی زمین منتقل کرنے کی اغراض کے واسطے ہبہ اور وصیت میں عملی طور پر کوئی فرق نہیں۔ اور جہاں کوئی شخص یہ ثابت کرے۔ کہ اس خاندان میں جس سے فریقین متعلق ہیں ہبہ کرنے کا اختیار موجود ہے۔ وہاں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ وہاں تک وصیت کرنے کا بھی اختیار ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اجلاس کامل کی کثرت رائے سے قرار پایا کہ بروئے قانون رواج پنجاب صین حیات میں ہبہ کرنے کے اختیار اور وصیت کرنے کے اختیار کے مابین فرق صرف درجہ اور نمونہ کا معاملہ ہے جہاں ہبہ کرنے کے اختیار کی موجودگی ثابت کیجائے۔ وہاں اُسی قدر وصیت کرنے کے اختیار کی موجودگی کی نسبت بھی ابتدائی قیاس پیدا ہوتا ہے۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔ اجلاس کامل۔

**شرط** ۔ یہ قاعدہ شرائط ذیل کے تابع ہے:۔

۱- جب وصیت کرنیکا اختیار ہبہ کرنے کے اختیار تک وسیع نہ ہو بار ثبوت اس شخص پر ہے جو اصرار کرے کہ اختیار موجود ہے - ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۲- وصیت تہائی جائداد تک بھی ناجائز ہے - جب یہ موت کے خیال سے کیجائے - آوانان جہلم - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

(نوٹ - مگر یہ شرع محمدی کے مطابق ہے - اور مجھے ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل کے بعد امور رواج میں اس کے حاوی ہونے میں شک نہیں) -

۳- بہرحال وصیت اس صورت میں ہبہ ہو جاتی ہے جب کہ اس کے ساتھ قبضہ دیا جائے - اس مقدمہ میں پہلے وصیت کی گئی تھی - مگر ازاں بعد موصی نے اپنا ارادہ بدل دیا - اس نے قبضہ دینے دستاویز کی تکمیل کردی - قرار پایا کہ وصیت ہبہ کا اثر کرتی ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - صفحہ ۴۶۶ -

## پنجم - متفرق مقدمات متعلقہ وصیت -

۱- ہندو جاٹوں میں وصیت کرنیکا رواج نہیں - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۲- ہندو جاٹ اس قدر وصیت کرسکتا ہے جہاں تک یہ ہبہ کرسکتا ہے - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء -

۳- آوانان شاہپور - وصیت کرنیکا حق ہے - اور وصیت کرنیکا اختیار ہبہ کرنے کے اختیار سے بمشکل قابل تمیز ہے - ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۴- آوانان بنوں کو وصیت کرنے کا اختیار نہیں - ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۵- ہبہ اور وصیت میں فرق ہے - اول الذکر اختیار پر قابض ہونا ظاہر نہیں کرتا کہ موخر الذکر کی نسبت بھی اختیار ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

---

# باب (۲۳) بست و سوم

## بیوہ کی جانب سے انتقال جائداد

اوّل - کیا بیوہ مالک ہے یا کہ نہیں - یہ صحیح نہیں کہ بیوہ بروئے

قانون رواج مالک نہیں۔ دھرم شاستر کی طرح قانون رواج میں بھی حقیت حیات نہیں ہوتی۔ نرینہ مالک کی حقیت کو بیوہ کی سی حقیت کہنا غلط ہے۔ جو بیوہ نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں حقیت وراثت لیتی ہے۔ یہ کامل مالک کی سی ہوتی ہے اور اس بات کے تابع ہوتی ہے کہ یہ ضرورت کے بغیر اس کو منتقل نہیں کر سکتی۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ دھرم شاستر کے مطابق عورت کی حقیت حیاتی حقیت نہیں۔ کیونکہ یہ بعض حالات میں قطعی اور مکمل حق دے سکتی ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی مفہوم میں ایسی حقیت ہے۔ جو حقداران بازگشت کے واسطے امانتاً زیر قبضہ ہو۔ اُن حدود میں جو اس پر عائد کی گئی ہیں۔ جو عورت قابض ہو اسکو متمتع ہونیکا نہائت ہی کامل اختیار ہوتا ہے۔ اس سے کوئی حساب نہیں لیتا۔ اور یہ جائداد کی کامل طور پر وارث ہوتی ہے۔ اور یہ جب تک زندہ ہو کسی شخص کو وراثت میں حقیت حاصل نہیں ہوتی۔ اور یہ خیال کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں کہ اسبارہ میں پنجاب کا رواج دھرم شاستر سے مختلف ہے۔ اور نہ اس تجویز کے واسطے ہے کہ حقدار بازگشت کو کوئی ایسی حقیت ملی ہوئی ہے جو بیوہ کی حین حیات میں جائداد میں حقیت بازگشت سے قابل تمیز ہو۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۵۰۷۔

۲۔ حقیت بیوہ بروئے دھرم شاستر یا قانون رواج حقیت حیات سے بڑھ کر ہے۔ اور بعض اغراض کے واسطے کامل مالک کی سی ہے۔ ۳۴ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۵ء۔

۳۔ فرق (مالک اور بیوہ کی حقیت میں فرق) محض سایہ کا سا ہوتا ہے۔ جبکہ بعید وارث مالک کو امور انتقال میں بوجہ ضرورت بعید روک سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ جب حق (مرد کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا) بروئے رواج بعید وارث کو حاصل ہو تو مالک کا منصب عملی طور پر حقیت حیات رکھنے والے کر گھٹ جاتا ہے۔ جس کا منتقل کرنیکا اختیار بیوہ کا سا ہو جاتا ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۱۵۔ نیز دیکھو ۱۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

برعکس۔ سندات ذیل اس کے برعکس ہیں۔

۱- بے اولاد مالک اور بیوہ ایک ہی بناء پر نہیں - بیوہ مالک نہیں - اسکو حقیت حیات حاصل ہوتی ہے - اور بعض حالات میں منتقل کرنیکا اختیار ہوتا ہے بے اولاد مالک کسی حالت میں بیوہ کی طرح جائداد جانشینوں کے واسطے محفوظ کرنیکا پابند نہیں - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۱۱ -

۲- پنجاب کے عام رواج کے مطابق بیوہ کی رواجی حقیت کامل مالکانہ حقیت نہیں - جیسی کہ مرد وارث لیتا ہے - بلکہ یہ تنگ اور محدود حقیت ہے - جس پر خاص فرض کے لحاظ سے کئی قیود لاحق ہیں - مالکانہ حقیت قائم رہتی ہے بلکہ قائم رہنی لازم ہے - اور حقداران بازگشت کو حاصل ہوتی ہے - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۳- بے اولاد مالک کامل مالک ہے - مگر اس کے منتقل کرنے کے اختیار قطعی نہیں ہوتے - اور اس کی جانب سے جو انتقال ہوں ان کو ورثاء کالعدم کر سکتے ہیں - بیوہ کی حقیت محدود ہے - اول الذکر صورت میں جانشین بیوہ مالک کی وفات کے بعد وارث ہوتے ہیں - حالانکہ موخر الذکر صورت میں وارث آخری مالک کی بیوہ سے پہلے آتے ہیں - ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۴- اسی بارہ میں دیکھو ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

**شرط** - مگر قاعدہ مذکورہ بیوہ کی وراثت پر حاوی ہوتا ہے - یعنی اس حقیت پر جب بیوہ بعد وفات خاوند خود وراثتاً قبضہ لیتی ہے - اور اسکی قائمقام ہوتی ہے - مگر یہ قاعدہ اُس وقت حاوی نہیں ہوتا جہاں یہ محض بطور گذارہ کے لیتی ہے - مثلاً جہاں بیوہ اپنے سوتیلے پسر کی موجودگی میں گذارہ کے واسطے لیتی ہے - اور اس نے تاحیات خود متمتع ہونا ہوتا ہے - اور یہ معاملہ اس سے علیحدہ ہوتا ہے جب کہ اس کو پسروں کی موجودگی میں حصہ ملتا ہے تو گذارہ کی یہ حقیت بجائے گذارہ کے حقیت حیات ہوتی ہے - ان ہر دو میں فرق یہ ہے کہ وراثت کی صورت میں بیوہ کو جائداد ملجاتی ہے - اور حقداران بازگشت محض غیر معینہ حقیت لیتے ہیں - حالانکہ موخر الذکر صورت میں بیوہ کو قطعی طور پر حاصل نہیں ہوتی - بلکہ پسر یا حقداران بازگشت کو ہوتی ہے - لہذا ان کی حقیت

مگر بیوہ اس وقت کامل مالک نہیں جب اس کو زمین بطور گذارہ دیجاوے

غیر معین نہیں ہوتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یا کہ یقینی ہوتی ہے ۔ معینہ اور عارضی حقیت کی مراد یہ ہے کہ جب حقیت بیوہ معینہ طور پر ملتی ہے ۔ تو یہ اسکو بوجہ ضرورت منتقل کر سکتی ہے ۔ حالانکہ دوسری صورت میں یہ بات مشتبہ ہوتی ہے ۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ بیوہ کی حقیت حیات اُس حقیت سے قابل تمیز ہے جو اسکو پسر یا سوتیلے پسر کی موجودگی میں صرف گذارہ کے واسطے ملتی ہے ۔ اسصورت میں پسر کو مستقل استحقاق حاصل ہوتا ہے ۔ ایک شخص نے اپنے سوتیلے پسر کی موجودگی میں وصیت کی ۔ قرار پایا تھا کہ چونکہ پسر کو مستقل استحقاق حاصل ہے ۔ لہذا حقیت مذکور محض گذارہ کے واسطے تھی ۔ اور بیوہ کی حقیت حیات پیدا نہیں کی گئی تھی ۔ اور نہ شریک بیوہ حی القائمی سے وارث ہوتی ہے ۔ بلکہ پسر وارث ہے ۔ ۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء ۔

۲۔ الف نے جس کی ایک بیوی سے پسر تھے ۔ اپنی دوسری بیوی ب کے نام گذارہ کے واسطے زمین ہبہ کی ۔ اور سالم زندگی کے واسطے اس کا حق پیدا کیا ۔ الف کی وفات کے بعد اس کے پسروں نے اپنے حقوق بازگشت اس وقت ج کے نام منتقل کئے جب کہ ابھی ب قابض تھی ۔ قرار پایا تھا کہ ب کی حین حیات میں حقوق بازگشت کا انتقال ناجائز نہیں ۔ کیونکہ جائداد میں پسروں کی حقیت عارضی نہیں تھی ۔ بلکہ مستقل تھی ۔ ۲۰۳ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۵ء

اس آخری مقدمہ میں نتیجہ اسصورت میں مختلف ہوتا ۔ جب کہ اس عورت کی حقیت وراثت کی سی حقیت ہوتی ۔ تب پسر یا وارث بازگشت اپنا حق بازگشت منتقل کرنے کے قابل نہ ہوتا ۔ کیونکہ اس پسر کی حقیت محض عارضی ہوتی ۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء ۔ اجلاس کامل ۔

**دوم ۔ مگر وراثت ولی حقیت میں اختیارات بیوہ محدود ہیں** ۔ لیکن آیا زراعت پیشہ اشخاص میں جو بیوہ اپنے خاوند کی وارث ہوتی ہے ۔ یہ کامل مالک ہے یا کہ محض حقیت حیات حاصل کرتی ہے ۔ اسکی حقیت کی نوعیت عام اس سے کہ یہ ہندو یا مسلمان ہوں ۔ یہ ہے کہ اس وقت اسکو

سالم حقیت حاصل نہیں ہوتی۔ دیگر الفاظ میں یہ قطعی مالک نہیں ہوتی۔ بلکہ محدود مالک ہوتی ہے۔ اور اس کی وفات کے ساتھ اس کی حقیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد اس عورت کے وارثوں کو نہیں ملتی بلکہ اس کے خاوند اور اس کے جدیوں کی جانب بازگشت کرتی ہے۔ اس عورت کو اپنی حین حیات میں منتقل کرنیکا محدود اختیار ہوتا ہے۔ یعنی کہ یہ بلا جائز ضرورت منتقل کرنے کی مجاز نہیں ہوتی۔ اسبارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بیوہ اپنے خاوند کی جائداد پر خاص غرض کے واسطے قابض ہوتی ہے یعنے اپنے گذارہ کے واسطے۔ اور اس کو سالم حقیت حاصل نہیں ہوتی اس کی حقیت وفات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اِلّا اس حال میں کہ اس نے بوجہ ضرورت جائداد منتقل کی ہو۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۲۔ زراعت پیشہ اشخاص میں بیوہ کو جائداد منتقل کرنے کی نسبت غیر محدود اختیار نہیں ہوتا۔ یکسی جدی کے تام بموجودگی دوسروں کے جائداد کی بابت ہبہ نہیں کرسکتی۔ عمولی طور پر اس قسم کا ہبہ بالکل رواج کے برخلاف ہے۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۷۔

۳۔ مسلمان بیوہ۔ اس مقدمہ میں فریقین مسلمان ہیں۔ گر بیوہ اپنے خاوند کا حصہ اسی حقیت سے لیتی جو ہندو بیوہ کی سی ہوتی ہے۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۴۴۵۔

۴۔ بیوہ کو بجز جائز ضرورت کے منتقل کرنیکا اختیار نہیں۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۵۔ ملک کے رواج کے مطابق بیوہ صرف حقیت حیات کی مستحق ہوتی ہے اور بجز جائز ضرورت کے منتقل کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء

۶۔ ایک مسلمان بیوہ حسب رواج ملک اپنے متوفی خاوند کی جائداد سے حقیت حیات لیتی ہے۔ یہ جائز ضرورت یا جدیوں کی رضامندی سے منتقل کرسکتی ہے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء۔

۷۔ وہ رواج جس سے بیوگان پنجاب کے مسلمانوں میں بھی اپنے

خاوند کی جائداد میں صرف حقیت حیات لیتی ہیں - اور بجز ضرورت کے منتقل نہیں کرسکتیں - دراصل بہت وسیع آریہ ورت کا رواج ہے - یہ بات صفحہ ۸۲ پر بیان کی گئی ہے - اور اس کو دیہاتیوں سے نے اختیار کرلیا ہے - ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۸- سوال یہ تھا کہ آیا مسلمان وہ بیوہ جس نے اپنے خاوند کی سالم جائداد لی - یہ اس کی حقیت حیات تھی یا کہ نہیں تھی ؟ - یہ بحث کی گئی تھی - کہ چونکہ بے پسر بیوہ نے شرع محمدی کے مطابق اپنا قانونی حصہ لینے کے بجائے سالم جائداد لی تھی - گویا اس نے زراعت پیشہ اقوام کے رواج کے مطابق ایسا کیا تھا - یعنی یہ جائز ضرورت کے بغیر منتقل نہیں کرسکتی تھی - فریق ثانی نے یہ دلیل پیش کی کہ یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اسکو زمین منتقل کرنے کا اختیار ہے - جس کی شرع محمدی سے اجازت دی گئی ہے - قرار پایا کہ یہ امر کہ بیوہ سالم حقیت لیتی ہے - اس کے برخلاف یہ زبردست قیاس پیدا کرتا ہے کہ اس کو زراعت پیشہ اقوام میں عام رواج کے مطابق قبضہ ملتا ہے - جس کے رو سے بیوہ اس شرط پر سالم جائداد لیتی ہے کہ اس کو منتقل کرنیکا اختیار نہ ہوگا - چونکہ اس نے رواج سے فائدہ اٹھایا تھا - لہذا اس کو رواج کی تمام شرائط قبول کرنی لازم ہیں - اور یہ مناسب طور پر یہ عذر پیش نہیں کرسکتی - یہ زمین کے لینے میں تو زرعی رواج کی پیروی کرتی ہے اور جب موقع پیش آئے تو شرع محمدی کی جانب رجوع کرسکتی ہے - ۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۹- ہندوؤں اور مسلمانوں میں بیوگان صرف حقیت حیات لیتی ہیں - اور بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکیں - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## یہ قبضہ مخالفانہ سے کامل مالک نہیں ہوجاتی - بیوہ جس کے اختیارات

محدود ہوں اس صورت میں بھی کامل مالک نہیں ہوتی - جب یہ قبضہ مخالفانہ کی مصر ہو -

سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- قبضہ مخالفانہ سے بیوہ کی قطعی ملکیت کے استحقاق کی نسبت اس پوزیشن کے واسطے کسی سند کا حوالہ نہیں دیا گیا کہ بیوہ جب اس کو حقیت حیات حاصل ہو

مدت مدید گذرنے کے بعد قطعی مالکانہ استحقاق کا اصرار کرے - اس کو اپنے خاوند کے ورثاء بازگشت کے مقابلہ پر حق مذکورہ حاصل ہو جاتا ہے - جو ورثاء بیوہ کے مرنے تک قبضہ کے مستحق نہیں ہوتے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

۲- جب بیوہ وارث ہوتی ہے - اور پھر شادی کرتی ہے - تو اس کا ازدواج ثانی کرنا ایسا قبضہ مخالفانہ نہیں دیتا - جس سے اس کو کامل اختیارات حاصل ہوں - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

## سوم - غیر زراعت پیشہ اشخاص میں بھی - جب بیوہ سالم حقیت لے تاہم اس کے اختیارات محدود ہوتے ہیں

جب غیر زراعت پیشہ میں بھی بیوہ کسی خاص رواج سے اپنے خاوند کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے - جو فریقین کے ذاتی قانون پر تفوق رکھتا ہو - اس کا سالم جائداد پر قابض ہونا ثابت کرتا ہے کہ اس کی پوزیشن کئی باتوں میں بیوہ کی پوزیشن کے مشابہ ہوتی ہے جس پر دہرم شاستر حاوی ہوتا ہے - یا بیوہ زرعی رواج کے تابع ہوتی ہے - لہذا یہ جائداد میں حقیت حیات لیتی ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

ا- ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء میں ضلع جھنگ کے بُخاری سیدان میں بیوہ اپنے خاوند کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے - اور سوال یہ تھا - کہ آیا اس کے خاوند کے جدی اس کے مرنے کے بعد وارث ہوتے ہیں - اُن قرضوں کے ذمہ دار ہیں یا کہ نہیں ہیں جس کا بار اس عورت نے جائداد پر عائد نہیں کیا تھا - اور یہ سوال اس بات پر موقوف تھا - کہ آیا یہ حقیت حیات لیتی ہے یا کہ کامل مالک ہوتی ہے - پس اگر یہ عورت موخر الذکر ہے - تو وہ جانشین ہیں اور ذمہ وار ہیں - اس امر کی نسبت پلوڈن صاحب جج نے تجویز کیا تھا کہ :- (صفحہ ۲۵۱) "یہ ظاہر ہے کہ بخاری سیدوں میں جس قوم سے وہ مرد اور بیوہ تعلق رکھتے ہیں وراثت شرع محمدی کے تابع ہیں - یہ ظاہر ہے کہ بروئے مقامی رواج جو اس صوبہ میں عام ہے مذہب اسلام کے زراعت پیشہ میں یہ عورت اپنے متوفی خاوند کی سالم جائداد حقیت حیات سے لیتی ہے ....

اس جماعت کی بیوہ کی پوزیشن جس سے یہ تعلق رکھتی ہے کئی باتوں میں ہندو بیوہ کی حقیت کے مشابہ ہے۔ اور حقداران بازگشت کی حقیت ان حقداران بازگشت کے منطبق ہے جو بعد وفات ہندو بیوہ کے لیتے ہیں"۔

۲۔ ضلع جھنگ کے بخاری سیدوں میں جب یہ عورت اپنے خاوند کی سالم جائداد لیتی ہے۔ تو اس کے اختیارات محدود ہوتے ہیں۔ اور بجز جائز ضرورت کے منتقل نہیں کرسکتی۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ صفحہ ۱۷۰۔

۳۔ شیخ انصاری قوم کے مسلمان بیوہ اپنے خاوند کی سالم جائداد میں حقیت حیات لیتی ہے۔ بیشک یہ امر کہ بیوہ بموجودگی دختر سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے۔ غالباً یہ ثابت کرنے کے واسطے کافی ہوگا کہ فریقین امور وراثت میں رواج کے تابع ہیں۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۴۔ لاہور کے سودوں میں یہ بحث کی گئی تھی کہ جو بیوہ سالم جائداد لیتی ہے۔ یہ قطعی حقیت کی وارث ہوتی ہے۔ اور اس کو منتقل کرنیکا کامل اختیار ہوتا ہے۔ اور یہ اس کے اپنے ورثاء پر نازل ہوتی ہے۔ مگر یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہونچاتا تھا۔ معہذا قرار پایا کہ وہ رواج جس سے ہندو بیوہ بحیثیت قطعی مالک کے لیتی ہو۔ عموماً پنجاب میں نہیں پایا جاتا۔ ۱۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء صفحہ ۵۰۰۔

۵۔ نیز دیکھو ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۸۸۔

۶۔ مجاوران تحصیل میلسی ضلع ملتان۔ بیوہ حقیت حیات سے بڑھ کر وارث نہیں ہوتی۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۷۔ سیدان ضلع انبالہ۔ جو بیوہ سالم لے اس کے اختیارات محدود ہوتے ہیں۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۸۔ جو غیر زراعت پیشہ بیوہ سالم جائداد لے اس کے اختیارات محدود ہوتے ہیں۔ (مسلمان) ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۹۔ سید بیوہ جو قصبہ میں ہتی مکانی جائداد (سالم) لے محدود حقیت لیتی ہے ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء۔

۱۰۔ مسلمان برچڑان قصبہ انبالہ۔ جب عورت سالم جائداد لیتی ہے۔ تو

بادی النظر میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ محدود حقیت سے لیتی ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۵۲۲۔

بار

بار ثبوت اس پر ہے جو یہ اصرار کرے کہ یہ سالم جائداد منتقل کرنے کے کامل اختیار سے لیتی ہے۔ ۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء

**اعتراض** ۔ مگر کس طرح محض یہ امر مسلمان بیوہ نے کم سے کم غیر زراعت پیشہ اشخاص میں سالم جائداد لی ہے۔ ثابت کرتا ہے کہ اس کے اختیارات ہمیشہ محدود ہوتے ہیں۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ ان میں کوئی ایسا خاص رواج ہو نا ممکن ہے جو حقیقیوں کی وراثت کے حق میں ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی بروئے شرع محمدی اس کے منتقل کرنے کے اختیارات قائم و برقرار رہیں۔ یا اس کی وجہ یہ ہے کہ قانونی حصہ داروں نے اپنے حقوق ترک یا تبدیل کر دئے ہیں۔ ان صورتوں میں سے کسی میں دھرم شاستر کے نرالے قواعد کا حاوی کرنا مناسب نہیں۔ اس کی تائید میں میں فیصلہ ذیل کا حوالہ دیتا ہوں۔

۱۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷۲ میں صاحب فاضل جج نے یہ بیان کیا تھا کہ "یہ خیال کرنے میں مغالطہ ہوتا ہے کہ اس بات کے ثابت ہوتے ہی کہ بیوگان شرع محمدی کے مطابق وارث نہیں ہوتیں۔ یہ صرف ویسی ہی حقیت حیات لیتی ہیں۔ جو ہندو بیوہ کی سی حقیت حیات ہے جو عموماً پنجاب کے زراعت پیشہ طبقات میں ملتی۔ اور کوئی حقدار باز گشت خواہ یہ کیسا ہی بعید کیوں نہ ہو۔ دعوے کر سکتا ہے جس طرح کہ ہندو بیوہ کی صورت میں دھرم شاستر کے رو سے تنازع ہو سکتا ہے۔.....

ہندو بیوہ کی صورت میں پریوی کونسل فیصلہ کر چکی ہے کہ محض پدری ورثا کا نہ ہونا اس کی حقیت لبا نہیں کرتا۔ مگر اس کا بالضرور یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ مسلمان بیوہ کی صورت میں جب یہ ثابت کیا جائے کہ یہ شرع محمدی کے مطابق وارث نہیں ہوتی تو یہ ایسی حقیت لیتی ہے جو تمام باتوں میں دھرم شاستر کے مطابق ہندو بیوہ کی ہے۔"
مگر نمبرہ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء کی ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں تمیز کی گئی ہے اسے نا پسند کیا گیا ہے۔ یہ شاہ آباد کے سیدوں کا مقدمہ تھا۔ جس میں دختر جائداد کی

وارث ہوئی تھی۔ اور سوال یہ تھا کہ آیا یہ معمولی حقیت حیات سے وارث ہوئی ہے۔
یا کہ قطعی مالک ہے۔ چونکہ یہ مقدمہ بعض وسیع امور قرار دیتا ہے۔ اور سیدوں کی
نسبت عجیب خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ لہذا ایسی اس میں سے مختصر اقتباسات ذیل
میں درج کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ چنانچہ لال چند صاحب جج لکھتے ہیں:۔
"فیصلہ بالضرور بار کے سوال پر موقوف ہوتا ہے۔ ........ قانون رواج کے
ڈائی جسٹ کے مطابق بیوہ حقیت حیات لیتی ہے۔ اور بجز ضرورت منتقل نہیں کر سکتی
ہماری رائے میں یہ بات بالعموم حاوی ہوتی ہے۔ عام اس سے فریقین زراعت پیشہ
یا کہ غیر زراعت پیشہ ہوں۔ اور جائداد اراضی یا کہ مکانی ہو۔ اور خاندان قصبہ یا کہ دیہہ
میں رہتا ہو۔ ہماری رائے میں اس سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا۔ کہ مقدمہ حال میں
فریقین سید ہیں۔ یہ باوجود ملک غیر کی نسل ہونے کے جواب تاریخی معاملہ ہو گیا ہے
سید ملک میں بالعموم بطور مزارعت اشخاص کے آباد ہو گئے ہیں۔ اور یہ زیر ایکٹ
انتقال اراضی ایسی ہی قرار دئے گئے ہیں۔ اور یہ خواہ قصبات یا دیہات میں آباد
ہوں جو دیہات قصبات ہو گئے ہوں۔ یہ بوجہ اپنے پیشہ کے مرکبات اور مقتضیات
کے عام اس سے کہ زراعت پیشہ یا مذہبی ہدایات کرنے والے ہوں۔ قدرتی طور پر
اپنے پڑوسیوں کے رواج اختیار کر لیتے ہیں۔ یا ان اشخاص کے جن میں یہ آباد ہوتے
ہیں۔ ان کا ایسا کرنا ان حالات سے بکثرت ثابت ہوتا ہے کہ یہ امر وراثت میں قانونی
حصص کی تقسیم کرنے میں شرع محمدی کے قاعدہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مجھ یہ قیاس کرنا
غیر معقول معلوم ہوتا ہے کہ مستورات کی وراثت کا قاعدہ رواج اختیار کرنے میں انہوں
نے موقع پا کر ایسا نرالا قاعدہ اختیار کر لیا ہے۔ جو معمولی قانون رواج کے برعکس ہے۔
اور اس کے مطابق مستورات کو قطعی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ جس میں ان کو منتقل
کرنے کا قطعی اختیار ہوتا ہے۔ کسی حال میں قوم یا خاندان میں بار اس فریق پر سختی سے
لاحق ہو گا جو اس کی موجودگی کا مصر ہو"۔
یہ مقدمہ اپنے قسم کا پہلا مقدمہ میرے علم میں آیا ہے۔ جس میں سیدوں جیسے
ملک غیر کے اشخاص کی نسبت یہ عجیب خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ سیدوں
نے دیہات کے قریباً سب پرانے رواج اختیار کر لئے ہیں یا کہ اختیار کر لیں گے ایسی

بات ہے جو میرے خیال میں نہیں آسکتی - کیونکہ کس طرح کوئی شخص یہ باور کرسکتا ہے کہ سید جو اپنے آپ کو تمام دیگر مسلمانوں سے مقدس اور بالا برتر خیال کرتے ہیں معمولی دہقانوں کے پرانے ناتراشیدہ رواج اختیار کرنے کی جانب مائل ہوں گے - محض یہ امر کہ انہوں نے قانونی حصص سے تقسیم کو خیرباد کہہ دیا ہے اور بیوگان یا بیٹیاں سالم حقیت لیتی ہیں - مستورات کی قطعی ملکیت کے خلاف کچھ ثابت نہیں کرتا - جیسا کہ بہت ہی قابلیت کے ساتھ ۵۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء میں بیان کیا گیا ہے -

## چہارم - لیکن بعض غیر زراعت پیشہ میں یہ قطعی مالک ہوتی ہے

- مگر میری رائے یہ ہے کہ جب غیر زراعت اقوام میں مسلمان بیوہ اپنے خاوند کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے - تو بہرحال اس کا لابدی نتیجہ یہ نہیں ہوتا کہ یہ رواجی حقیت حیات لیتی ہے - ان غیر زراعت پیشہ مسلمانوں میں جو ہندو یا دیگر پرانے مذہب سے دین اسلام میں آئے ہوں - اور ان لوگوں کے مابین تمیز کرنی چاہیئے جو ملک غیر کی نسلوں سے تعلق رکھتے ہوں - اول الذکر صورت میں یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ ان کے دین تبدیل کرنے میں بیوہ کی حقیت کے دستور پر بہت کچھ تغیر پیدا نہیں کیا - اور یہ باوصف مذہبی کے یہ اپنے پرانے رواج پر قائم ہیں جس سے بیوہ کو محض حقیت حیات حاصل ہوتی ہے - مگر ملک غیر کی اقوام کی صورت میں جو اس ملک میں آباد ہوئی ہیں - یہ قاعدہ حاوی نہیں کیا جاسکتا اور محض اس واقعہ سے کہ بیوہ وراثت میں سالم حقیت لیتی ہے یہ بے کھٹکے قیاس نہیں کرسکتے کہ یہ حقیت حیات ہی لیتی ہے - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:-

۱- پٹھانان ضلع امرتسر - ایک بیوہ نے سالم حقیت لی تھی - اور اس کا داماد کے نام ہبہ کیا تھا - قرار پایا تھا کہ ہبہ خاص رواج کے مطابق جائز ہے - جو ان میں مروج ہے - رو صاحب سینیر جج کے ریمارک سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کیسے استکراہ کے ساتھ یہ تجویز کرنے کی جانب مائل تھے کہ بیوہ کو اس قسم کا رواج حاصل تھا - ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ تجویز کرنا چاہیئے کہ بیوہ کو ہبہ کرنے کا اختیار تھا - اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوہ کا یہ بہت ہی غیر معمولی اختیار ہے - لیکن یہ حیرت کی بات نہیں کہ جو

افغانوں نے اس ملک میں آکر جاٹوں کی آبادی میں بسیرا اختیار کیا ہے۔ یہ اپنے یعنی شرع محمدی کے اصولوں پر قائم ہیں۔ اور عورت کو اس سے بڑھ کر اختیار دیتے ہیں جو جاٹوں کی اقوام میں اسکو حاصل ہوتا ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۷۔

۲۔ اس عدالت نے بارہا تجویز کیا ہے کہ معمولی مسلمان دیہاتی مالکوں میں بالخصوص جب یہ ان اقوام میں سے ہوں جو ابتداء میں ہندو تھیں۔ یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ بیوہ سالم جائداد محض حیثیت حیات سے لیتی ہے۔ اور اپنا حصہ بروئے شرع محمدی قطعی طور پر نہیں لیتی۔ مگر ہم اس امر سے واقف نہیں کہ جہاں فریقین اسلامی نسل سے ہوں جیسے کہ اس مقدمہ میں ہیں۔ اور قصبہ میں بطور نئی آبادی کے رہتے ہوں یہی قرار پایا ہے۔ ...... عدالت ہٰذا کے ماتحت اس قسم کے مقدمات میں رواج ثابت کرنیکا بار حقداران بازگشت پر عائد کرنے میں راستی پر ہیں کہ بیوہ بلاضرورت منتقل نہیں کرسکتی۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۸۰۔

۳۔ بخاری شیعہ سیدان ساڈھورہ ضلع امبالہ۔ جو بیوہ اپنے خاوند کی سالم جائداد کی وارث ہوتی ہے۔ یہ محدود حیثیت سے نہیں لیتی۔ اور یہ بلاضرورت منتقل کرسکتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۴۔ نیز دیکھو ۱۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

**ان مقدمات میں بار ثبوت**۔ یہ فرض کرنے سے کہ امر مذکور صحیح نہیں۔ اور پہلے ہی قیاس نہیں کرسکتے کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص میں مسلمان بیوہ کو منتقل کرنے کا قطعی اختیار ہے۔ تب اس مقدمہ میں عدالت کو کسی طرح قیاس نہیں کرنا چاہیئے۔ اور فریقین کو اپنے اپنے مقدمات ثابت کرنے دینا چاہیئے۔ اور چیٹرجی صاحب جج نے بیان کیا تھا کہ "ہم یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہیں کہ افغانوں۔ سیدوں اور دیگر اقوام میں بیوہ کے اختیار کی نسبت جن کی حالت اسی قسم کی ہے بادی النظر میں قیاس کرنا لازم نہیں۔ بلکہ اس امر کو فیصلہ کے واسطے یونہی رہنا چاہیئے۔ تاکہ یہ ہر مقدمہ میں بذریعہ شہادت طے کیا جائے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۷۔

**پنجم۔ بیوہ کے اختیار پر پابندی کی مراد یہ ہے کہ یہ کسی قسم کی جائداد کو منتقل نہیں کرسکتی**۔ جب بیوہ کے اختیارات اس کے خاوند کی جائداد

پر یہ ہوں کہ یہ اسکو بجز ضرورت کے منتقل نہیں کر سکتی - تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کے اختیارات اس کے خاوند کی جائداد جدی کی نسبت ہی محدود نہیں ہوتے - بلکہ اس کو ذاتی پیدا کردہ اور منقولہ جائداد کی نسبت بھی قطعی اختیار حاصل نہیں ہوتا - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں -

ذاتی پیدا کردہ

۱ - ہندو جاٹان ضلع سیالکوٹ - بیوہ اپنے پسر یا خاوند کی پیدا کردہ جائداد بھی منتقل نہیں کر سکتی - ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - صفحہ ۳۲۲ -

۲ - ہندو بیوہ اپنے خاوند کی ذاتی پیدا کردہ جائداد بھی منتقل نہیں کر سکتی - جدی اور پیدا کردہ میں فرق نہیں - ۱۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء -

۳ - بیوہ ذاتی پیدا کردہ کی صورت میں ویسی پابند ہوتی ہے - جسطرح کہ جدی جائداد کی صورت میں ہوتی ہے - ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء -

۴ - منٹگمری کے اروڑے - یہ ثابت نہیں ہوا کہ بیوہ اپنے خاوند کی ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل کر سکتی ہے - ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۵ - بیوہ اپنے خاوند کی ذاتی پیدا کردہ جائداد بالکل منتقل نہیں کر سکتی - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء

۶ - نمبر ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء میں قرار دیا گیا ہے کہ بیوہ کو ذاتی پیدا کردہ جائداد منتقل کرنے کا اختیار ہے - حالانکہ یہ جدی جائداد منتقل نہیں کر سکتی -

(نوٹ - یہ پرانا مقدمہ ہے)

۷ - بیوہ کو بروئے قانون رواج اپنے خاوند کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ منتقل کرنے کی نسبت محدود اختیار ہے - ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

۸ - بیوہ کے اختیارات مشمولہ منقولہ اور ذاتی پیدا کردہ جائداد خاوند خود محدود ہیں - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۹ - بیوہ مرہتن کے حقوق منتقل نہیں کر سکتی - ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۱۰ - بیوہ جو مویشی اندوختہ کرے خواہ یہ علیحدہ نہ ہوں بلکہ ملے ہوئے ہوں قابل انتقال ہیں - ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

**ششم - بعض مقدمات میں اس عورت پر ڈگریاں حقداران بازگشت کو پابند نہیں کرتیں :-**

اس بارہ میں فیصلجات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بیوہ جائداد کی کامل طور پر قائمقام ہوتی ہے۔ اور اس کے خاوند کی جائداد پر ڈگریاں جو بلا دھوکھا یا سازش حاصل کیجائیں۔ حقداران بازگشت کو پابند کرتی ہیں۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲۔ جو ڈگری بیوہ پر جائداد کی بابت حاصل کیجائے۔ حقداران بازگشت کو اسطرح پابند کرتی ہے:۔

اوّل۔ بیوہ کی پوزیشن بلحاظ حقدار بازگشت کے امین کی سی ہوتی ہے۔ اور اس کی جانب سے ان اغراض کی حفاظت کرنے میں غفلت یا تساہل ہونا پابند نہیں کرتا۔

دوم۔ مگر اس عورت پر جو ڈگری مناسب طور پر انصافاً حاصل کیجائے۔ تمام حقداران بازگشت کو پابند کرتی ہے۔

سوم۔ مگر شرط یہ ہے کہ بصورتیکہ یہ پہلے ثابت کیا جائے کہ مقدمہ بازی اس قسم کی تھی جس میں سالم حقیت متعلقہ جائداد معرض خطرہ میں تھی۔ اور کہ اس نے کافی طور پر حقدار بازگشت کی حقیت کی حفاظت کی تھی۔ اور اس میں مناسب تحقیقات ہوئی تھی۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۳۔ ایک بیوہ نے اپنے خاوند کی جائداد رہن کی۔ مرتہن نے قبضہ اور رہن کی بابت دعوے دائر کیا۔ اور اس میں حقدار بازگشت فریق نہیں بنائے گئے تھے۔ مرتہن نے بعد وفات بیوہ حقداران بازگشت پر جاری کرانے کی کوشش کی۔ قرار پایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دعوے جسطرح دائر کیا گیا تھا۔ یہ ذاتی طور پر تھا۔ اور گو ڈگری کی بناء ایسی ذمہ داری ہو جو جائداد کو پابند کرے تو اسی[illegible]ی نہیں۔ نالش اسطرح مرتب کرنی چاہئے کہ اس سے ظاہر ہو کہ یہ عورت پر ذاتی مطالبہ نہیں۔ بلکہ اس سے جائداد اور ان سب اشخاص کی حقیت کو پابند کرنا مقصود ہے جو اس عورت کے بعد آتے ہیں۔

۴۔ مگر بیوہ پر ذاتی ڈگری حقداران بازگشت کو بیوہ کی ذاتی پیدا کردہ جائداد کی حد تک پابند کرتی ہے۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

**ہفتم۔ بیوہ جائز ضرورت کے واسطے منتقل کر سکتی ہے۔** جب بیوہ کے اختیارات محدود ہوں۔ یہ اپنے خاوند کی جائداد کو اس صورت میں منتقل کر سکتی ہے

جب کہ کوئی خاص رواج اس کو ایسا کرنے کی اجازت دیتا ہو - یا جب کہ معاملہ قانونی ضرورت کی وجہ سے جائز ہو - جیسا کہ مقدمہ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں صاحب کمشنر نے خیال کیا تھا - یہ خیال غلط ہے کہ پنجابی بیوہ اپنی آمد پر گذارہ کرنے کی پابند ہے - اس کو جائز اغراض کے واسطے قرضہ لینے کا حق حاصل ہے - اور اگر اس کی آمد کم ہو اور کہ جائز ضرورت کو پورا نہ کر سکتی ہو - تو یہ جائداد کو منتقل کر سکتی ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- کوئی قاعدہ نہیں کہ بیوہ کو اپنی آمد پر گذارہ کرنا لازم ہے - اور کہ یہ ضرورت کے واسطے بھی منتقل نہیں کر سکتی - ضرورت کی حالت میں اس کو ایسا کرنے کا کامل اختیار ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۲- بیوہ محض تاحیات رعیت نہیں - یہ بوجہ ضرورت منتقل بھی کر سکتی ہے ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

## ہشتم - یا اپنی حقیت حیات وارث کے نام منتقل کر سکتی ہے

بیوہ اپنی حقیت حیات آئندہ وارث کے حوالہ کر سکتی ہے - اور اسطرح وراثت کو شروع کر دے سکتی ہے - اسطرح جائداد اس کی قبضہ میں آئے گی - اور منتقل الیہ کو مالک کریگی مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- آوانان ضلع شاہپور - اگر بیوہ خاوند کی جائداد نہ لینا چاہے تو بجائے اس کے آئندہ وارث سے گذارہ لے سکتی ہے - یا پہلے وارث ہو سکتی ہے - اور پھر آئندہ وارث کو حق دے سکتی ہے - ان دونوں صورتوں میں آئندہ وارث مالک ہو جاتا ہے - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

۲- بیوگان کے متعلق دیگر مقدمات کی نسبت دیکھو آئندہ وارث باب ۲۱-

مگر یہ قاعدہ شرائط ذیل کے پابند ہے :-

اوّل - بیوہ کا اپنے خاوند کی جائداد میں سے ایک حصہ کا دینا منتقل الیہ کو اس جائداد کا وارث قرار نہیں دیتا - اس حوالگی کو جائز قرار دینے کے واسطے سالم جائداد کا دینا لازم ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

دوم - بیوہ کے منتقل الیہ کو قبل وفات بیوہ وہ حقدار بازگشت بیدخل نہیں کر سکتا جس کے حق میں اسنے اپنی حقیت حیات منتقل کی ہو - حقدار بازگشت

صرف بیوہ کی وفات پر قبضہ لیسکتا ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

## نہم۔ یا بعض خاص حالات میں ہبہ کرسکتی ہے۔

بیوہ کو بعض حالات میں ہبہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مثلاً جہاں ہبہ کسی کنداہ دیا ہو۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## دہم۔ بیوہ کی جانب سے انتقالات کے مقدمات

ذیل میں ان تمام مقدمات کا خلاصہ ہے جو بیوہ کی جانب سے انتقالات کے متعلق ہیں۔

### اوّل۔ ارائیان

ارائیان ضلع انبالہ۔ اس مقدمہ میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ بیوہ کو منتقل کرنے کا کامل اختیار ہے۔ حتیٰ کہ بروئے رواج ضرورت کے بغیر بھی جدی جائداد کو منتقل کرسکتی ہے۔ مگر یہ رواج ثابت نہیں ہوا تھا۔ یہ اپنے داماد اور دختر کے نام ہبہ نہیں کرسکتی۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ

### دوم۔ سید

بخاری سیدان خاندان شیعہ ساڈھورہ ضلع انبالہ۔ جو بیوہ اپنے خاوند کی وارث ہو۔ کامل مالک ہوتی ہے۔ اور بلا ضرورت منتقل کرسکتی ہے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

### سوم۔ بوہرے

مسلمان بوہرا قصبہ انبالہ۔ بیوہ بموجودگی قریبی پدری رشتہ دار جائداد غیر منقولہ کو فروخت نہیں کرسکتی۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

### چہارم۔ راجپوتان

مسلمان راجپوتان تحصیل پپلی ضلع انبالہ۔ ہبہ بجانب بیوہ بحق دختر جائز نہیں۔ ۱۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

### اول۔ جاٹ

۱۔ ہندو گل جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر۔ بیوہ اپنے خاوند کی جدی جائداد بموجودگی بھایان چھٹی پشت دختر اور نواسوں کے حق میں ہبہ نہیں کرسکتی۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۲۔ مسلمان سنگری جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر۔ ہبہ بجانب بیوہ بحق دختر جائز نہیں۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

### دوم۔ پٹھان

لسوزئی پٹھان تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر۔ بیوہ اپنے خاوند کی جائداد چہارم پشت کے جدیوں کی عدم موجودگی میں اپنی دختر اور اس کی اولاد کے مفاد کے واسطے اپنے داماد

کے نام ہبہ کرسکتی ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء

جھنگ۔ اول۔ دوانان۔ [illegible] تحصیل و ضلع جھنگ۔ جو بیوہ وارث ہوتی ہے وہ بجانب [illegible] دختر کے حق میں وصیت نہیں کرسکتی۔ [illegible] پنجاب ریکارڈ [illegible]ء

دوم۔ شیخ۔ مسلمان شیخان [illegible] ضلع [illegible] ہبہ بجانب بیوہ و بحق دختر جائز نہیں [illegible] پنجاب ریکارڈ [illegible]

پشاور۔ پٹھان۔ [illegible] ضلع پشاور۔ بیوہ [illegible] اپنے خاوند کی [illegible] ہبہ کرسکتی ہے۔ ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ [illegible]ء

لاہور۔

## اول۔ راجپوت

بھٹی راجپوتان تحصیل و ضلع لاہور۔ بیوہ ساتویں پشت کے جدیوں کی موجودگی میں اپنے خاوند کی دختر کے نام منتقل کرسکتی ہے۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

## دوم۔ ارائیان

ارائیان تحصیل شرقپور ضلع لاہور۔ بیوہ کو بموجودگی اپنے خاوند کے بھتیجوں کے دختر اور اس کے خاوند کے حق میں ہبہ کرنیکا اختیار نہیں ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## سوم۔ سودان

ہندو سودان لاہور۔ جو بیوہ اپنے خاوند کی وارث ہوتی ہے۔ اس کو قطعی حقیت حاصل نہیں ہوتی ورنہ جائداد کو بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتی۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

گوڑگانوں۔

## اول۔ پٹھان

پٹھان ضلع گوڑگانوں۔ بیوہ کو بلا ضرورت منتقل کرنے کا اختیار نہیں۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

جہلم

## گجر

گجران کوٹ کتھانان ضلع جہلم۔ ہبہ بجانب بیوہ خاندان میں سے ایک جدی کے نام جائز نہیں۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

راولپنڈی

## گجر

مسلمان گجران تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی۔ ہبہ بجانب بیوہ بحق اس کی دختر کے خاوند کے آٹھویں پشت کے جدیوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

ترنپور۔

راجپوت۔

مسلمان راجپوتان تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔ سالم موضع بیرہ راجپوت قابض تھے۔ بیوہ ساتویں اور آٹھویں پشت کے بھتیجوں کی موجودگی میں اپنی دختر کے پسر کے حق میں ہبہ کرنے کی مجاز نہیں تھی۔ بار ثبوت منتقل الیہم پر تھا۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

سیالکوٹ

## پٹھان

ککے زیان تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بیوہ اپنے نواسوں کے نام جائز وصیت نہیں کرسکتی۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

گجرات

## گجر

۱۔ مسلمان گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ ہبہ منجانب بیوہ جائز نہیں تاوقتیکہ موہوب الیہ نے بیوہ کو گذارہ نہ دیا ہو۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ گجران ضلع گجرات۔ بیوہ اپنے خاوند کی زمین اپنی دختر کے نام ہبہ نہیں کرسکتی۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۳۔ مسلمان گجران ضلع گجرات۔ ہبہ منجانب بیوہ بحق داماد جائز نہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

۴۔ مسلمان گجران ضلع گجرات۔ ہبہ منجانب دختر بحق داماد خود جائز نہیں۔ ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

کانگڑہ

## بھوجکی

بھوجکیاں ضلع کانگڑہ۔ بیوہ کو اپنے پسر متبنٰے کے حق میں ہبہ کرنے کا اختیار نہیں۔ ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

رہتک

## اول۔ جاٹ

ہندو سندھو جاٹان ضلع رہتک۔ بیوہ بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتی۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

## دوم۔ سید

سیدان کھرکھودہ ضلع رہتک۔ بیوہ قطعی حیثیت نہیں لیتی اور منتقل نہیں کرسکتی۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

کرنال

## پٹھان

پٹھانان پانی پت ضلع کرنال - بیوہ بطور مالک کے لیتی ہے - اور نہ کہ حین حیات لیتی ہے - بار ثبوت جدیوں پر ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء

سرسہ

## دہتو

مسلمان دہتو مان ضلع سرسہ - بیوہ بلا ضرورت منتقل نہیں کر سکتی - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء -

منٹگمری

## اروڑے

ضلع منٹگمری کے اروڑے بیوہ بلا ضرورت منتقل نہیں کر سکتی - ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

شاہپور

## چاچڑان

مسلمان چاچڑان ضلع شاہپور - بیوہ اپنی اس دختر کے حق میں قطعی ہبہ کرنے کی مجاز ہے کہ جو اسی ضلع میں شادی کرتی ہے - ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

ملتان

## مجاور

مجاوران ضلع ملتان - بیوہ حقیت حیات سے بڑھ کر وارث نہیں ہوتی -
۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

حصار

## بنئے

اگروال بنئے ضلع حصار - بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کا ایک جزو بھی منتقل نہیں کر سکتی ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

لدھیانہ

## ارائیں

تحصیل و ضلع لودھیانہ کے ارائیں - بیوہ اپنے خاوند کے بھائی کی دختروں کے نام ہبہ نہیں کر سکتی - ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

دہلی

## شیخان

ضلع دہلی کے شیخوں میں بار ثبوت اس شخص پر ہے جو یہ اصرار کرے کہ بیوہ کامل حقیت لیتی ہے - اور اس کو منتقل کرنے کا پورا پورا اختیار ہے - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

متفرق

۱- ہندو - بیوہ منتقل کرنیکا غیر محدود اختیار نہیں لیتی - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء
۲- مسلمان - بیوہ بلا ضرورت منتقل نہیں کر سکتی - ۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

[illegible] حقداران بازگشت کی رضامندی سے بھی وصیت نہیں کرسکتی۔ ۹۲ [illegible] ۱۹۰۹ء پریوی کونسل۔

---

# باب (۲۴) بست و چہارم

## ضرورت

### اوّل۔ ضرورت ثابت کرنیکا بار منتقل الیہ پر ہے۔

یہ ثابت کرنیکا بار کہ انتقال جائز ضرورت کے واسطے ہوا تھا منتقل الیہ پر ہے۔

اس بارہ میں سند حسب ذیل ہے:۔

یہ ثابت کرنیکا بار کہ انتقال بوجہ جائز ضرورت ہوا تھا۔ اس فریق پر ہے جو اس کا سہارا لے۔ یہ امر فرض کرنے سے کہ منتقل کرنے والے کو انتقال کی نسبت محدود حق ہے جسکو بعض معلومہ شرائط سے ہو سکتا ہے۔ منتقل الیہ کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ انتقال زیر بحث ان شرائط کے اندر آتا ہے۔ ۵ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

### دوم۔ جو قرضے ضرورت پیدا کرتے ہیں تین قسم کے ہیں۔

انتقال میں جو باتیں بطور ضرورت کے پیش کی جا سکتی ہیں۔ یہ قسموں میں آتی ہیں (اوّل جدی قرضے۔ دوم ذاتی سابق قرضے۔ سوم قرضے جو معاملہ کے عین وقت پر برداشت کئے جائیں۔

**اوّل جدی قرضے۔** جب نرینہ مالک جو اُس وقت جائداد پر قابض ہو۔ قرضے برداشت کرے۔ مگر ان کا بار جائداد پر لاحق نہ کرے۔ اگر اس کا جانشین جائداد کو بعد وفات اس کے لیتا ہے۔ اور ان قرضوں کے واسطے جائداد کو فروخت کرتا ہے تو یہ قرضے بوجہ ضرورت جائز خیال کئے جاتے ہیں۔ اور منتقل کرنے والے کا حقدار بازگشت بعد ازاں اس انتقال کی نسبت تنازعہ نہیں کرسکتا کہ جدی کو قرضہ لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ سند حسب ذیل ہے:۔

ا بیوہ نے جا اپنے خاوند کی جائداد پر قابض تھی۔ قرضے برداشت کئے۔ اس کے بعد جدی کی دوسری بیوہ نے جائداد پر قبضہ کیا۔ مؤخر الذکر بیوہ نے اپنے مقدم جانشین

کے قرضے ادا کرنے کے واسطے جائداد کو رہن کیا - اور یہ حجت پیش کی - ان قرضوں کی ادائیگی جائز ضرورت تھی - قرار پایا تھا کہ یہ خیال بصورت بیوہ غلط ہے - جب قرضے پہلے ہوں تو صرف یہی ثابت کرنا لازم نہیں کہ قرضے موجود ہیں - بلکہ یہ بھی ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ ضرورت کے واسطے تھے - ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء -

**دوم - ذاتی سابق قرضے -** دوسرے قسم کے مقدمات وہ ہیں - جن میں انتقال کا بدل معاملہ کے عین وقت کا نہ ہو بلکہ سابق قرضہ ہو - سابق قرضہ کے معنے وہ قرضہ ہے جو اس معاملہ کے پہلے موجود ہو جس پر اعتراض کرنا مطلوب ہو - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء - ایک انتقال متنازعہ یا تو (الف) عورت یا نرینہ مالک کی جانب سے ہو سکتا ہے - اور انہیں سے ہر ایک کے واسطے وسیع قاعدہ یہ ہے کہ جہاں تک عورت سے تعلق ہو - اس کی جانب سے انتقال جہاں تک ذاتی سابق قرضوں سے تعلق ہے جائز نہیں - جب تک کہ ظاہر نہ ہو کہ اس نے قرضے کسی جائز ضرورت کے واسطے برداشت کئے تھے - مثلاً دیگر الفاظ میں جب بیوہ کی جانب سے انتقال اس کے سابق قرضوں کی بابت ہو تو صرف اسیقدر ثابت کرنا بس نہیں ہوتا کہ انتقال کے واسطے ضرورت تھی - یعنے کہ بعض سابق قرضے بیباق کرنے تھے - بلکہ منتقل الیہ کو ایک زینہ آگے بڑھ کر یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ بوجہ ضرورت برداشت کئے گئے تھے - مگر مرد کی صورت میں یہ پابندیاں نہیں ہوتیں - یہاں انتقال بوجہ ضرورت محض اس وجہ سے جائز خیال کیا جائے گا - کیونکہ منتقل کرنے والے کے سابق ذاتی قرضے بیباق کرنے لازم تھے - مگر یہ بات بعض شرائط کے تابع تھی - جو آگے چل کر واضح کیجائے گی -

(الف) عورت کے سابق ذاتی قرضے - جب بیوہ اپنے سابق ذاتی قرضوں کے واسطے منتقل کرتی ہے - تو صرف یہی ثابت کرنا لازم نہیں کہ قرضے فی الواقعہ برداشت کئے تھے بلکہ یہ بھی دکھانا ضروری ہے اور ان کے واسطے ضرورت تھی - اس بارہ میں سند یہ ہے:-

۱- ایک بیوہ نے اپنے خاوند کی زمین کچھ پرانے قرضوں کے واسطے فروخت کی قرار پایا تھا کہ صرف اسیقدر ثابت کرنا کافی نہیں کہ قرضے فی الواقعہ برداشت کئے گئے تھے - بلکہ ضرورت ثابت کرنا بھی لازم تھا - ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

(ب) مرد کے سابق ذاتی قرضے - جب نرینہ مالک اپنی جدی جائداد بعض اشخاص

تیسرا شخص دیگر قرضخواہوں کے سابق قرضے ادا کرے اس کو ان قرضوں کی ضرورت ثابت کرنا لازم نہیں۔

کے نام منتقل کرے تو یہ شخص
**(الف)** تیسرا شخص ہو سکتا ہے جو دوسرے کے قرضے ادا کرتا ہے- یا **(ب)**
یہ خود قرضخواہ ہو سکتا ہے جس کو قرضہ واجب الادا ہو- اور اس نے انتقال کو سابق
قرضہ کے بدل میں لیا ہو- جب منتقل الیہ **(الف)** قسم کا شخص ہو تو اس کو یہ ثابت کرنا
لازم نہیں کہ سابق قرضے فی الواقعہ ضرورت کے واسطے برداشت کئے گئے تھے- اس کو
جو کچھ ثابت کرنا لازم ہے وہ یہ ہے کہ سابق مبینہ قرضے فی الواقعہ واجب الادا ہیں- اور
یہ فی الحقیقت بیباق کئے گئے ہیں- سندات حسب ذیل ہیں:-

۱- عدالت ماتحت نے یہ معیار (نرینہ مالک یہ) پر دریافت کرنے کے لئے عادی
کیا ہے کہ آیا متنک بوجہ ضرورت دستک گئے تھے- اور یہی معیار عادی کرنے سے جو
نشانہ ہو ملک جانب سے انتقالات پر عادی کیا جا سکتا ہے- ...... مگر ہمارے خیال
میں مقدمات منطبق نہیں فیصلہ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے

۲- جو شخص بے اولاد مالک سے خرید کرے اس صورت میں محفوظ ہوتا ہے- جب یہ
سودا کرنے سے پہلے اپنا اطمینان کرے- کہ سابق مبینہ قرضے فی الواقعہ واجب الادا ہیں اور یہ دیکھے
کہ یہ بیباق کئے گئے ہیں- اس کو قرضوں کی اصل ضرورت کا پتہ لگانا ضروری نہیں- ۴۲
پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۳- ایک مالک عام اس سے کہ یہ بے پسر ہو یا کہ نہ ہو بیوہ کے غیر منقولہ جائداد جدی میں
سالم حقیت رکھتا ہے- اس کے جائز قرضے ادا کرنے کی جائز ذمہ داری اس چارج
کو جائز کرنے کے واسطے کافی ہے- جس پر یہ بحیثیت مالک کے قابض ہو جائز قرضہ کی
موجودگی جس کی بابت یہ ذمہ دار ہے ذاتی ذمہ داری قائم کرتا ہے- ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۴- نیز دیکھو ۳ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء- اور ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء معمولی
خوش معاملہ انتظام اور نہ کہ فاتر برام انتظام ہی سب کچھ ہے- جس کی نرینہ مالک سے
جائز ضرورت کے سوال پر غور کرنے میں توقع ہو سکتی ہے"

۵- نیز دیکھو ریمارک مندرجہ مقدمہ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء- اجلاس کامل
صفحات ۷۱ و ۷۲-

۶- اسطرح بیوہ اور نرینہ مالک کے مابین فرق کی جو وجہ ۸۹ پنجاب ریکارڈ

۱۸۹۳ء اور ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء میں درج کی گئی ہے۔ زیادہ تر مالک خیال ہے۔ اور اوّل الذکر فیصلہ میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ "مدعی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ بیع پسر مالک کا اعتراض اس کے جائز قرضے ادا کرنے کی نسبت فی نفسہ ضرورت ہے جو زمین پر بار یعنی ادا کرنے کو جائز ٹھیراتا ہے"۔

۷۔ پُرانے زمانہ میں قانون مختلف تھا۔ نمبر ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ اور ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں یہ قرار پایا تھا کہ اس مقدمہ میں بھی جہاں منتقل الیہ اور تیسرے شخص کے سابق قرضے ادا کر رہا تھا۔ جائز ضرورت ثابت کرنی تھی۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں بلک صاحب جج نے ریمارک کیا تھا کہ :۔

جو آخری قرضخواہ جدی زمین کی کفالت پر روپیہ ادا کرے اس کو سابق قرضوں کی ضرورت کے بارہ میں اپنا اطمینان کر لینا چاہیئے۔ جن کو ادا کرنے کے واسطے مالک قرض لیتا ہے"۔

۸۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں جو اس مسئلہ کے متعلق آخری فیصلجات میں سے ہے تمام سابق فیصلجات پر غور کرنے کے بعد قرار پایا تھا کہ بیوہ کے مقدمہ میں ضرورت کا معیار نرینہ مالک پر جاری نہیں ہوتا۔ لہٰذا موخرالذکر کے سابق موجودہ قرضے انتقال کو جائز کرنے کے واسطے ضرورت قائم کرتے ہیں۔

مگر فرض کرو کہ منتقل الیہ جماعت **ب** سے تعلق رکھتا ہے یعنی یہ ایسا شخص ہے جو خود ہی سابق قرضخواہ ہے۔ اور اس نے سابق قرضہ مذکورہ کے بدل میں انتقال قبول کیا ہے۔ کیا اس کو سابق قرضہ کی واقعی ضرورت ثابت کرنا ضروری ہے؟ مقدمات ذیل سے ظاہر ہوگا۔ اس کو ایسا کرنا لازم نہیں۔ اس کے مطابق یا مخالف مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ سٹاگنی صاحب جج۔ اگر مہاجن کسی کفالت کے بغیر قرضہ دے۔ اور کسی غیر ضروری غرض کے واسطے ایسا کرے۔ تو اس کے نام زمین کا مابعد انتقال منجانب مقروض بطور ادائیگی اس کے دعاوی یا ادائیگی کی کفالت کے غالباً ناجائز قرار دیا جائے گا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ رٹڈ صاحب جج۔ بروئے دہرم شاستر سابق قرضوں کی ضرورت قائم کرنے پر جو اصول حاوی کیا جاتا ہے یعنے جو مشتری خود سابق قرضخواہ ہو اس کو اس سے بڑھ کر ثابت کرنا لازم ہے۔ جس قدر کہ اس شخص سے مطلوب ہے جس کی زر قیمت دوسروں کے قرضوں میں ادا ہوئی ہو۔ ان نالشات پر حاوی ہونے والا ظاہر ہوتا ہے جو جدی حسب منشاء قانون رواج پنجاب بے پسر مالک کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازع کرنے کے واسطے دعویدار ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ تجویز کرنا محض لغویت میں داخل ہوگا کہ جو قرضہ ضرورت کے واسطے نہ ہو۔ حقدار باز گشت کے قبضہ والی جائداد کو پابند نہیں کرتا۔ اس صورت میں ضروری اور پابند کرنے والا ہوگا جب کہ نئے دستاویز بجائے پرانے کے لکھی جائے۔

۳۔ ۶۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں اس منتقل الیہ کے مابین جو سابق قرضخواہ ہو اور جو ایسا نہ ہو صریحاً فرق کیا گیا ہے۔ مگر یہ صریحاً بیان نہیں کیا گیا کہ ان مقدمات میں فیصلہ کا قاعدہ کیا ہونا چاہئے۔ اور صرف وہ الفاظ جو استعمال کئے گئے ہیں یہ ہیں کہ اول الذکر صورت میں سخت ثبوت مطلوب ہوتا ہے۔ مگر یہ بیان نہیں کیا گیا کہ آیا جائز ضرورت ثابت کرنی لازم ہے۔

۴۔ "ہمیں کوئی عمدہ وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں وہی اصول (منتقل الیہم تیسرے اشخاص کی ادا کریں) زیادہ تر اُن قرضخواہوں پر حاوی نہ کیا جائے جن کو وہ قرضے واجب الادا ہوں۔ بصورتیکہ انتقال ان کے حق میں کیا جائے۔ اگر حقدار ان باز گشت اُن انتقالات کے پابند ہیں جو مالک کے جائز قرضے ادا کرنے کے واسطے کئے جائیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ کیوں یہ اس حالت میں صورت نہ ہو جب کہ انتقال خود قرضخواہ کے پاس ہو۔" ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء صفحہ ۶۶۔

۵۔ مگر نمبر ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء اس پوزیشن کو بہت ہی صاف کرتا ہے "اس منتقل الیہ کے لئے جو سابق قرضخواہ بھی ہو یہ ثابت کرنا لازم نہیں کہ تمام سابق قرضے بوجہ ضرورت برداشت کئے گئے تھے۔ مگر یہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ"

**۶۔ مگر تمام منتقل الیہم کو (عام اس سے کہ یہ از قسم الف یا ب ہوں۔**

یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ سابق قرضے جائز تھے۔ گو اس قسم کے مقدمات میں منتقل الیہ کو واقعی ضرورت ثابت کرنا لازم نہیں۔ اس کے واسطے یہی ثابت کرنا کافی نہیں کہ قرضے فی الواقعہ واجب الادا تھے۔ اس کو ایک زینہ آگے بڑھنا اور یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ سابق قرضے ٹھیک تھے۔ مثلاً اگر منتقل الیہ یہ ثابت کرے کہ اس نے منتقل کرنے والے کا سابق قرضہ ادا کر دیا ہے (جس کے بدل میں اس نے زمین متنازعہ لی ہے) یہ اس صورت میں ناکام ہوگا جب کہ یہ ثابت کیا جائے کہ گو قرضہ واجب الادا تھا یہ خلاف تہذیب غرض کے واسطے کیا گیا تھا۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ جو منتقل الیہم انتقال متنازعہ کے جواز میں سابق قرضوں کا عذر پیش کرے۔ اس کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ انتقال منتقل کرنے والے کے سابق جائز قرضوں کی بجائے کیا گیا تھا۔

"جائز سابق قرضہ" کی صفحہ ۶۵۔ نمبر ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء میں تعریف کی گئی ہے جو ایسا قرضہ ہے (اوّل) فی الواقعہ واجب الادا ہے۔ (دوم) اور غرض کے واسطے برداشت کیا گیا تھا۔ جو خلاف تہذیب نہیں تھی۔ یا اس کی قانون سے ممانعت نہیں کی گئی تھی۔ یا مصلحت عامہ کے برخلاف نہ تھا۔ (سوم) اس کی ذات اور جائداد سے بالعموم وصول ہو سکتا ہے۔ (چہارم) یہ ایسی ضرورت کے واسطے برداشت کرنا ضرور نہیں۔ جو کسی حال میں ورثاء کو پابند کرے۔ اب اگر انتقال اس قسم کے قرضہ کی بیباقی کے واسطے ظہور میں آئے۔ تو یہ جائز ہے۔ اور اگر قرضہ ایسا نہ ہو جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ تو یہ جائز نہیں۔ خواہ منتقل الیہ ایسا شخص ہو جو خود سابق قرضخواہ نہ ہو۔ اس کے متعلق سندات حسب ذیل ہیں:۔

جائز قرضہ کی تعریف جس میں جائداد منتقل کی جائے۔

۱۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء محولہ مذکورہ۔

۲۔ منتقل الیہ نے مبلغ ایک سو روپیہ تیسرے شخص کو ادا کیا۔ جو زمین کا مرتہن تھا۔ حقداران بازگشت نے انتقال مذکور کی نسبت تنازعہ کیا۔ اور رہن کی موجودگی کو تسلیم کیا مگر کہا کہ اس کے واسطے ضرورت نہیں تھی۔ قرار پایا کہ چونکہ رہن کی نسبت کبھی اعتراض نہیں کیا گیا تھا۔ اور قرضہ سابق مرتہن کو واجب الادا تھا۔ لہذا یہ جائز سابق قرضہ تھا۔ جس کا ادا کرنا ضرورت میں داخل تھا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

صفحہ ۳۹-
۳- اس منتقل الیہ کو جو سابق قرضخواہ بھی ہو یہ ثابت کرنا ضروری نہیں - کہ تمام سابق قرضے بوجہ ضرورت برداشت کیے گئے تھے - مگر یہ بادی النظر میں اپنی پوزیشن سے ان قرضوں کی نوعیت اور ان اغراض کے علم کا پابند ہے جن پر زر قرضہ صرف کیا گیا تھا - اور اگر یہ واقعی ضرورت کے واسطے نہیں تھے - تو یہ فرداً فرداً یا بحیثیت مجموعی غیر معقول ہیں - یا لاپرواہی سے فضول خرچی یا بربادی ثابت کرتے ہیں - یا کہ مقروض حصہ داران بازگشت کو نقصان پہونچانا چاہتا ہے - لہذا اس قسم کے قرضوں میں انتقال جائز نہیں ہو سکتا - ۵ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء -

۴- پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۰ء صفحہ ۳۲۸ - جو غیر شخص جائداد کے انتقال کے بدل میں سابق قرضے ادا کرے تو یہ اس صورت میں جب کہ دیانت داری سے کاربند ہو - اور اس بارہ میں مناسب تحقیقات کرے کہ قرضے فی الواقعہ واجب الادا ہیں تو یہ ذمہ دار نہیں ہوتا - بصورتیکہ اس کو دھوکا دیا گیا ہو - اور اپنے انتقال کو پابند کرنے والا قرار دلانے کا مستحق ہے - تاہم یہ بحیثیت منتقل الیہ جو خود سابق قرضخواہ تھا - اُسی پوزیشن میں لائے جانے کا مستحق ہے - بشرطیکہ حالات سے یہ ظاہر ہو کہ اسکو قرضوں کی صحیح نوعیت کا علم تھا - یا کہ اس نے متعلق تحقیقات نہیں کی تھی - سکرع

## ۴- کیا وہ قرضے جو بے احتیاطی سے برداشت کیے جائیں جائز ہیں یا کہ نہیں ؟

- منتقل الیہ کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ قرضے ٹھیک ہیں - لیکن کیا وہ قرضے ٹھیک ہیں جو بے احتیاطی سے برداشت کئے جائیں - ہم نے ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء سے "ٹھیک مقدم قرضوں" کی تعریف درج کی ہے - جس کے مطابق قرضہ اُس وقت جائز نہیں ہوتا - جب کہ یہ خلاف تہذیب مدعا سے لیا گیا ہو - یا اس کی قانون سے ممانعت کی گئی ہو - یا یہ مصلحت عامہ کے متضاد ہو - اور اس میں اُن قرضوں کا تذکرہ نہیں آیا جو بے احتیاطی سے برداشت کئے جائیں - مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرضہ بھی ٹھیک نہیں جب یہ بہت ہی بے احتیاطی سے برداشت کیا گیا ہو - اس بارہ میں سندات یہ ہیں :-

۱۔ مسٹر جسٹس چٹرجی صاحب جج۔ محض قرضہ کا ضرورت کے بغیر برداشت کرنا معمولی طور پر فرض کے خلاف نہیں۔ کیونکہ مالک۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کو جائداد کی آئندہ آمد سے بیباق کرنے کی توقع کرسکتا ہے۔ خواہ یہ زاں بعد فی الواقعہ ایسا کرے۔ مگر جب قرضہ ایسا ہو جس میں اس قسم کی وضاحتوں کی گنجائش نہ ہو۔ اور بادی النظر میں سخت بے احتیاطی اور بربادی بالفعل ہو۔ تو اس کو بمشکل ٹھیک قرضہ کہہ سکتے ہیں۔ خواہ یہ خلاف تہذیب یا ناجائز یا مصلحت عامہ کے برخلاف نہ ہو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ صورت زیادہ تر واضح ہوتی۔ جب کہ اس قسم کے قرضوں کا سلسلہ یکے بعد دیگرے برداشت کیا جائے۔ اور زیادہ تر ایسا ہوتا ہے جب کہ جائداد کو برباد کرنے کی نیت سے برداشت کئے جائیں"۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۶۵۔

۲۔ ضروری نہیں کہ یہ ضروری غرض کے واسطے برداشت کیا جائے۔ بلکہ ہم خیال کرتے ہیں کہ اگر غیر ضروری قرضہ غیر معقول طور پر بڑا برداشت کیا جائے۔ جو مالک کی حیثیت اور زندگی میں منصب سے بہت بڑھ کر ہو تو یہ جائز قرضہ کی تعریف میں نہیں آتا۔ اور اسیطرح اگر غیر ضروری قرضے جو نسبتاً چھوٹے ہوں۔ غیر معقول تھوڑے عرصہ کے اندر غیر ضروری اغراض کے واسطے برداشت کئے جائیں۔ تو یہ مجموعی طور پر فضولخرچی کے مساوی ہوتے ہیں۔ اور جائز قرضوں کی فہرست سے نکل جاتے ہیں۔ پنجاب لا رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۳۲۷۔

## ۵۔ چھوٹے قرضے جو وقتاً فوقتاً لئے جائیں۔ روا رکھے جاتے ہیں:۔

مگر چھوٹے چھوٹے قرضے جو وقتاً فوقتاً ذاتی ضرورت کے واسطے برداشت کئے جائیں۔ محض اس وجہ سے ناجائز یا بے احتیاطی والے خیال نہیں کئے جاسکتے کہ کچھ عرصہ کے بعد ان کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ اس کی تصدیق ذیل سے ہوتی ہے۔

۱۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے مبلغ ۲۲۵۰ روپیہ کی بطور ضروری رقم کے ڈگری دی ہے۔ کیونکہ اس میں چھوٹی چھوٹی رقوم شامل ہیں۔ جو [illegible]ء کے رہن کے بعد رقعوں پر قرض لی گئی تھیں۔ اور یہ بالعموم ایسی اغراض کے واسطے مدنظر تھیں۔

جو معمولی حالات میں ضروری خیال کی گئی ہیں - یہی نتیجہ اس حساب والے حساب پر حاوی ہوتا ہے - جس میں نقد قرضے اور اناج شامل ہو - اور ان سب کی مجموعی تعداد ۱۱ سالوں میں مبلغ ۲۸۰۰ روپیہ ہو - جس کی سالانہ اوسط ۲۵۰ روپیہ سے کچھ اوپر ہوتی ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۷ -

## ۶ - بار ثبوت اس شخص پر جو اسبات کا مصر ہو کہ قرضہ بے احتیاطی سے برداشت کیا گیا تھا - یا کہ خلاف تہذیب تھا

- گو ہر مقدمہ کا اس کے خاص واقعات کے رو سے فیصلہ کرنا ہوگا - تاہم عام قاعدہ یہ ہے کہ جو اشخاص اس بات کا اصرار کریں کہ قرضہ خلاف تہذیب تھا یا کہ بے احتیاطی سے برداشت کیا گیا - اس کو یہ امر ثابت کرنا ہے - سندات یہ ہیں :-

۱ - جب کوئی شخص اپنے سابق خلاف تہذیب قرضوں کے واسطے منتقل کرے - تو یہ انتقال بوجہ ضرورت نہیں ہو سکتا - مگر منتقل کرنے والی عام بد اخلاقی کی شہادت سے یہ ثابت کرنا کافی نہیں کہ قرضے خلاف تہذیب غرض سے برداشت کئے گئے تھے - انڈین لا رپورٹ ۱۵ کلکتہ ۱۱۷ - اور انڈین لا رپورٹ ۱۴ بمبئی ۳۲۰ -

۲ - فرض کرو کہ ایک منتقل الیہ ایک سابق قرضخواہ کو ادا کرتا ہے - اور مدعی یہ حجت پیش کرتا ہے کہ قرضے خلاف تہذیب اغراض کے واسطے برداشت کئے گئے تھے - اور مابعد منتقل الیہ کو اس کا علم تھا - یہ امر ثابت کرنے کا بار حقدار بازگشت پر ہوگا - چنانچہ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں عدالت نے یہ ریمارک کیا ہے -

" یہ ثابت کرنیکا بار مدعی پر ہے کہ قرضے فی الواقعہ خلاف تہذیب اغراض کے واسطے برداشت کئے گئے تھے - اور بے احتیاطی سے فضولخرچی کرنا مرکوز خاطر تھا - یہ بار صرف یہ ثابت کرنے سے کافی طور پر نہیں نبایا جاتا ہے - کہ منتقل کرنے والے نے اس وقت ایک رنڈی ملازم رکھی ہوئی تھی - یا کہ شراب بالکل نہیں پیتا تھا ...... مشتری کے لئے جائداد خرید کرنے کے وقت یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ آیا منتقل کرنے والا قرضہ لینے میں معمولی اور غیر معمولی مصارف کے خلاف عمل کرتا تھا - اس کو جو کچھ کرنا لازم تھا وہ یہ تھا کہ آیا سابق قرضے تیسرے قرضخواہوں

کر و اجب الادا تھے"۔

۳۔ بعض دفعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ منتقل کرنے والے نے جائداد کو برباد کر دیا ہے یا کہ مدعی سے معاندانہ برتاؤ کرتا ہے۔ اس قسم کے بیانات سختی کے ساتھ ثابت کرنے لازم ہیں۔ چنانچہ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء کے صفحہ ۔۔ پر چیٹرجی صاحب جج لکھتے ہیں کہ "ہم خیال نہیں کرتے کہ یہ کہنے کے واسطے کوئی عمدہ وجہ ہے کہ (جیسا کہ صاحب ڈسٹرکٹ جج نے کیا ہے) اس کا مدعی کے ساتھ برتاؤ معاندانہ ہے۔ اور اس کے ساتھ عداوت کی وجہ سے جائداد کو برباد کر دیا ہے ...... اس صوبہ کی زراعت پیشہ اشخاص کا قاعدہ ہے کہ پہلے بہت بڑا قرضہ لیتے ہیں۔ اور جب اس کے فیصلہ کے واسطے اپنی زمین کو منتقل کرتا ہے تو اس کا پسر یا جدی انتقال کو منسوخ کرانے کے واسطے دعوے کرتا ہے۔ اور اس کے تمام افعال سے منکر ہو جاتا ہے اور زر بدل کی وصولی سے انکار کرتا ہے۔ اور خود عیاش اور احمق بن جاتا ہے۔ اور اپنے قرضخواہ پر دھوکا اور فریب کا الزام عائد کرتا ہے ....... بہرحال زراعت پیشہ مسلمان راجپوت کی حالت میں جو رنڈی کے ساتھ شادی کرے یہ عجیب یا غیر معمولی بات نہیں"۔

**سوم۔ ایک ہی وقت کے قرضے** ۔ جب بیوہ یا نرینہ مالک کی جانب سے انتقال جائداد ظہور میں آئے تو یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ انتقال مذکور بوجہ قانونی ضرورت کے جائز تھا۔ مگر جہاں انتقال زر بدل کے واسطے ہو۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا انتقال سابق قرضہ کے واسطے خیال کیا جائے یا کہ نہ کیا جائے۔ ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء میں اس سوال کا جواب نفی دیا گیا ہے۔ اس میں واقعات یہ تھے۔ کہ مالک نے اپنی جدی زمین بذریعہ دو بیعناموں کے فروخت کی۔ ایک دستاویز ۲۰ روپیہ کی بابت تھی۔ جن میں سے مبلغ ۵ روپیہ سابق قرضہ کی بابت بیان کئے گئے تھے۔ اور مبلغ ۱۵ روپیہ حال میں قرض لئے گئے تھے۔ دوسری دستاویز ۶۷ روپیہ کی بابت تھی جس میں سے مبلغ ۱۵ روپیہ سابق رہن کی بابت تھے۔ اور باقی ۵۲ روپیہ نقد ادا کئے گئے تھے۔ قرار پایا تھا کہ ہر دو دستاویزات در اصل سابق قرضہ کی بابت نہیں تھیں

بلکہ قرضہ حال کی بابت تھیں۔

**ضرورت کیا ہے۔** ضرورت کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ قانونی ضرورت رواج کا سوال ہے اور بعض اقوام اس کی مراد بہ نسبت دیگر اقوام کے زیادہ وسیع الفاظ میں لیتی ہیں۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ بعض صورتوں میں انتقالات کی اُس وقت اجازت دیجاتی ہے۔ جب کہ ذاتی ضرورت ہو۔ . . . . . . . . اس صورت میں ضرورت صرف ایسے مطالبوں پر محدود ہوگی جن کو منتقل کرنے والا قانوناً یا عام رائے کے مطابق جس کا جذبہ قانون کا سا ہوگا بیان کرنے کو مجبور ہوتا ہے۔ ۱۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔ گو یہ کہنا ناممکن ہے کہ کسی خاص مقدمہ میں کونسی بات جائز ضرورت قائم کرتی ہے۔ اور کونسی نہیں کرتی ضرورت کے سوال کے متعلق تو اعدذیل قابل ملاحظہ ہیں۔

**نمبر ا۔** بدرجہ غائیت ضرورت مطلوب نہیں۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء صفحہ ۲۳۵ ہم اس حجت کو قبول نہیں کرسکتے کہ صرف بدرجہ غائیت ضروری نرینہ مالک کے قرضہ کو جائز کرسکتی ہے۔ یہ نیا قانونی امر معلوم ہوتا ہے۔ اور رواج کے اُن ریکارڈوں کے بالکل برخلاف ہے جن میں اکثر ذاتی ضرورت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور اس کی یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ جب تک کہ اشد ضرورت نہ ہو مالک کو جائداد منتقل نہیں کرنی چاہیئے بلکہ یہ ہے کہ اگر معاملات کے معمولی دوران میں مالک کو فروخت کرنیکا موقع پیش آئے تو یہ فروخت کرسکتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ زرعی معاملات میں بہت سخت کفائت شعاری اور اعلیٰ درجہ کے انتظام کا اصرار کرنا لازم ہے۔ جس سے اجنبی کے پاس فروخت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ جس کا حقداران بازگشت کے حقوق پر اثر نہ ہو۔ بیشک جو انتقالات عیاشی کے واسطے کئے جائیں۔ یا بالعمد ایسے انتقال کئے جائیں جن سے جدیوں کے ساتھ عناد ظاہر ہو اور انکو نقصان پہونچے صریحاً اس سکیم سے باہر ہیں۔ جس کو رواج تسلیم کرتا ہے۔ اور یہ قائم نہیں رکھا جائے گا یہ معلوم ہوتا ہے کہ معمولی خوش معاملہ انتظام اور کسی معنوں میں فائز بمرام انتظام مطلوب نہیں جس کا اس بارہ میں تقاضا کیا جاسکتا ہے۔ زرعی معاملات میں حتی الامکان سخت کفائت شعاری مروج نہیں ہے۔

نمبر ۲ - بیوہ کی صورت میں صرف یہی ثابت کرنا لازم نہیں کہ ضروری غرض موجود تھی - بلکہ یہ بھی کہ فی الواقعہ ضرورت تھی - پنجابی بیوہ کی صورت میں قاعدہ یہ نہیں کہ اُنہوں نے جو انتقالات کئے ہیں - یہ جائز ہیں - بصورتیکہ یہ ضروری اغراض کے واسطے کئے گئے ہوں - بلکہ یہ بھی ظاہر ہونا لازم ہے کہ انتقال ایسی ضرورت کے واسطے ہوا تھا جس سے گریز نہیں ہو سکتا تھا - یہ انتقال اس صورت میں جائز نہیں - جب کہ ضرورت خود بیوہ نے پیدا کی ہو - جس کو اگر یہ چاہتی تو روک سکتی تھی - مثلاً اگر بیوہ کی آمدنی اسکے مطالبوں کو پورا کرنے کے واسطے کافی ہو - مگر یہ باوصف اس کے مبینہ ضروری اغراض کے واسطے فروخت کرے - تو انتقال جائز نہیں ہوتا - کیونکہ گو روپیہ ضروری غرض کے واسطے قرض لیا گیا تھا - تاہم یہ واقعی ضرورت نہیں تھی - یہاں نرینہ مالکوں اور بیوگان کی جانب سے انتقالات میں بہت بھاری تفاوت ہے - اوّل الذکر صورت میں معاملہ کی تمام تفصیلات اور تاریخ میں جانا ضروری نہیں حالانکہ بیوہ کی صورت میں تمام قرائن کو دیکھنا ضروری ہے - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱ - جائز انتقال کے معیار کی جانب متوجہ ہونے سے تمام مقدمات میں اس غرض کو دیکھنا ہی کافی نہیں جس کے واسطے قرضہ لیا گیا ہو - بلکہ اس مدعا کو بھی جس میں یہ لگایا گیا جن حالات میں بیوہ نے قرضہ لیا تھا انکو بھی یہ دیکھنے کے لئے ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ آیا یہ اس کی جانب سے کارروائیوں کو جائز ٹھیراتے ہیں - اگر بیوہ قرضے جائز اغراض کے واسطے لے سکتی ہے - بالحاظ اس سوال کے کہ آیا قرضہ کے واسطے ضرورت ہے - تو حقیت بازگشت کی تباہی اسصورت میں محض عارضی ہوگی بصورتیکہ بیوہ اس کو تباہ کرنے کی جانب مائل ہو - یہ جائداد کی سالم آمدنی لیکر اس کو اپنے مصرف میں لاسکتی ہے - اور پھر مطلوبہ فنڈ قرض لے سکتی ہے - اگر یہ صورت ہو تو حقداران بازگشت کے حقوق بدرجہ غائت معرض خطر میں ہو جائیں گے - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء صفحہ ۲۵۵ -

۲ - بیوہ کی جانب سے بوجہ ضرورت انتقال کی صورت میں آمد کا اس کے مصارف کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیئے - اسطرح اگر یہ اپنے مصارف کے واسطے بہم نہ پہنچا سکے تو اس کو اس رقم کے واسطے منتقل کرنے کا اختیار ہے جو فی الواقعہ مطلوب ہو - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۳- ۱۸۹۶ء میں مسمات ب نے قرضہ لینا شروع کیا۔ حالانکہ بظاہر ایسا کرنے کے واسطے کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یقیناً اسطرح بے احتیاطی سے قرضہ لینا ضروری نہ تھا۔ جسطرح اس نے کاروائی کرنی شروع کی۔ گو اسکو بہت بھاری جائداد کا قبضہ دیا گیا تھا۔ تاہم اس نے ۴ سالوں میں کل مبلغ ۳ ہزار روپیہ کے عوض اسکو بالکل برد کردیا تھا۔ اس بڑی رقم میں سے کل دو رقوم کو ضرورت کے واسطے لینا خیال کرسکتے ہیں۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۴۹۔

۴- مستورات کی جانب سے انتقالات کی صورت میں اس کی آمد اور خرچ کو دیکھنا لازم ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۴ء میں ایک دختر جس نے اپنے باپ کی زمین وراثت میں لی تھی بوجہ ضرورت اسکو منتقل کیا تھا۔ اور اس کا یہ فعل اس وجہ سے جائز قرار پایا تھا کہ پیداوار عمدہ نہیں تھی۔ اور اس سے کاشت کے مصارف اور معاملہ سرکار بھی بہم نہیں پہونچ سکتی تھی۔

۵- ایک ہندو بیوہ نے مبلغ ۴۹۵ روپیہ ضرورت کے واسطے قرضہ لیا۔ اور اس شرط سے جائداد گروی کی کہ سود ادا نہ ہونے کی صورت میں قبضہ دیا جائیگا۔ اس نے سود ادا نہ کیا تاہم مرتہن نے قبضہ نہ لیا۔ اور اسطرح سود ۵۰۰ روپیہ تک چڑھتا گیا پھر اس نے مبلغ ۴۹۵ سود ۵ روپیہ میں رہن کیا قرار پایا کہ رہن ثانی بوجہ ضرورت نہیں ہوا تھا۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

نمبر ۳- مثلاً یہ عورت اپنی ضرورتوں کی نسبت پہلے خیال قائم نہیں کرسکتی۔ بیوہ ان ضرورتوں کے واسطے روپیہ قرضہ نہیں لے سکتی۔ جو گو پیش آسکتی ہوں مگر پیش نہ آئی ہوں سندات حسب ذیل ہیں۔

۱- ایک بیوہ نے اپنی اندھی دختر کی شادی کرنے کا معاہدہ کیا جس نے ڈیڑھ سال کے بعد ظہور میں آنا تھا۔ قرار پایا کہ چونکہ اس شادی کا خرچ کچھ عرصہ کے بعد ضروری ہوا تھا تاہم اس کے واسطے فوراً قرضہ لینا ضروری نہ تھا۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء صفحہ ۴۰۱۔

۲- بیوہ اپنی ضروریات پہلے قیاس میں نہیں لاسکتی۔ اور نہ آئندہ گذارہ کے واسطے قرضہ لے سکتی ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

شرط - مگر قاعدہ مذکور شرط کے تابع ہے۔ جب بیوہ اپنی آئندہ ضروریات کے

واسطے منتقل کرے - تو انتقال مسترد نہیں کیا جاسکتا - بشرطیکہ عورت نے قرض لیا ہوا روپیہ ضرورتاً خرچ کیا ہو - اس بارہ میں سند حسب ذیل ہے :-

۱-۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۵۲ میں قرار پایا تھا - کہ زمین سے بیوہ کی آمدنی اس کے گذارہ کے واسطے کافی نہیں تھی - لہذا اس نے اس شرط پر زمین کا ہبہ کیا کہ موہوب الیہ اس کی حین حیات میں اس کی پرورش کرے گا - جب موہوب الیہ ۱۳ سال بیوہ کی پرورش کر چکا تو حقداران بازگشت اس معمولی بیان کے ساتھ عدالت میں آئے کہ انتقال ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے - کیونکہ بیوہ اپنی ضروریات کو پہلے خیال نہیں کر سکتی - قرار پایا کہ اگر انتقال کی نسبت اس وقت اعتراض کیا جاتا - تو یہ غیر موثر قرار دیا جاتا - بشرطیکہ مدعیان جائز معاوضہ ادا کرتے - کیونکہ بیوہ اپنی ضروریات کو پہلے خیال میں نہیں لا سکتی تھی - معاملات کی صورت اس وقت بالکل مختلف ہوتی ہے - جب مدعی معاملہ کو یوں ہی رہنے دیں - اور بیوہ کی ۱۳ سال پرورش ہو چکے اور جائداد منتقل شدہ کا پورا بدل وصول ہو چکا ہو - . . . . . . معاملہ اس تاریخ پر ہبہ سے بڑھ کر کامل بدل کے واسطے خرید سمجھنا چاہیئے - اور مسترد نہیں کیا جا سکتا -

**نمبر ۴** - اس قسم کے مقدمات میں جہاں بے احتیاطی سے قرضہ لیا گیا ہو اسکو کم کر دینا چاہیئے - عورتوں اور مردوں کی صورت میں جہاں قرضہ بے احتیاطی سے بعد ہشت کیا گیا ہو اسکو تراش دینا چاہیئے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- بیوہ نے بے احتیاطی سے قرضہ لینا شروع کیا - دختر کی شادی ہوئی - اور اس پر ۹ سو روپیہ خرچ ہوا - عدالت نے صرف ۲ سو روپیہ دلوایا - ۴ ہنجی ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۲- مبلغ ۶۰۰ روپیہ شادی پر خرچ ہونا بیان کیا گیا تھا - اور چونکہ شادی بیوہ کی تھی - لہذا ۲۵۰ روپیہ دلایا گیا تھا - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

**نمبر ۵** - مگر جو مہاجن نیک نیتی سے کاربند ہو ضرورت نہ ہونے کی صورت میں بھی محفوظ ہے - گو محدود مالک جائداد کو بلا ضرورت منتقل کرنیکا مجاز نہیں تاہم یہ انتقال ہر حال میں مسترد کئے جانے کے قابل نہیں - مثلاً جب منتقل الیہ نے مناسب تحقیقات کی ہو - اور معقول طور پر اپنا اطمینان کر لیا ہو کہ انتقال کے واسطے جائز ضرورت ہے - تو یہ انتقال محض اس وجہ سے مسترد نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ثابت ہوا ہے کہ واقعی ضرورت

نہیں تھی۔ دیگر الفاظ میں اس قسم کے تمام مقدمات میں اصلی سوال یہ نہیں ہوتا کہ آیا واقعی ضرورت تھی۔ جس سے منتقل کرنا ضروری تھا۔ بلکہ یہ ہوتا ہے کہ آیا منتقل الیہ نے مناسب احتیاط اور دیانت داری سے عمل کیا تھا۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہنومان پرشاد کے مشہور مقدمہ میں پریوی کونسل نے جو اصول قرار دیا ہے یہ حسب ذیل ہے:۔

"ویر لارڈ شپ خیال کرتے ہیں کہ قرضہ دینے والے کا فرض ہے کہ قرض کی ضروریات کے بارہ میں تحقیقات کرے اور حتی الوسع ان فریقوں سے استفسار کرنے سے اپنا اطمینان کرے جن کے ساتھ یہ برتاؤ کر رہا ہو کہ منتظم خاص صورتوں میں جائداد کے مفاد کے واسطے عمل کر رہا تھا مگر خیال کرتے ہیں کہ جب یہ اسطرح تحقیقات کرے اور دیانتداری سے عمل کرے تو مبینہ کافی اور معقول ضرورت اس کے چارج کو جائز کرنے پر مقدم شرط نہیں اور وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان حالات میں اس کو دیکھنا لازم ہے کہ روپیہ کس طرح صرف کیا جاتا ہے"۔

۲۔ یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ ......... کہ جو انتقال بلا ضرورت کیا جائے یہ بالضرور منسوخ ہونے کے قابل ہے۔ اور یہ اسطرح ایسا ہونے کے قابل نہیں جبکہ مشتری نے مناسب احتیاط اور دیانت داری سے عمل کیا ہو۔ ...... جب بیع کیجیے اور یہ معلوم ہو کہ اس بیع سے اس سے زیادہ روپیہ وصول ہوا ہے جو اس ضرورت کے واسطے مطلوب تھا۔ عدالت اول کی تجویز کے مطابق یہی صورت ظاہر ہوگی۔ اگر یہ صورت ہو تو مشتری کم کر کم زر بیعیہ اس حد تک بار عائد کرنے کا مستحق ہوگا جہاں تک اس غرض کے واسطے لیا گیا ہو جہاں تک بیوہ جائداد کو منتقل کر سکتی تھی۔ ۲۴، پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۳۔ سوال یہ تھا کہ آیا منتقل کرنے والے کو مبلغ ایک ہزار روپیہ قرضہ لینے کی ضرورت تھی جو اس نے اپنی شادی پر خرچ کیا ہے۔ قرار پایا کہ یہ ثابت کرنا ضروری نہیں کہ شادی فی الواقع وقوع میں آئی تھی۔ یا کہ روپیہ اس پر خرچ کیا گیا تھا۔ مگر وہ قرضخواہ جس نے روپیہ قرض دیا معقول رقم ادا کرنے کی حد تک مستحق ۲ پر تھا۔ جب کہ مناسب تحقیقات کے بعد یہ ثابت ہو کہ اس کا نیک نیتی سے یہ اعتقاد تھا کہ روپیہ ضروری غرض کے واسطے مطلوب تھا۔ اور اسی پر خرچ کرنا مد نظر تھا۔ لیکن ایک قدم آگے بڑھنے کی اس سے

توقع نہیں کر سکتے ۔ اور نہ تجویز کر سکتے ہیں کہ جب روپیہ اس کے ہاتھوں سے نکل گیا یہ اس کے خرچ کرنے کا ذمہ دار تھا ۔ ۴۷ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء ۔

۴ ۔ اگر بیوہ کو قرضہ دینے والا نیک نیتی سے کارروائی کرے تو یہ محفوظ ہوتا ہے ۲۷ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۲۲ء ۔ صفحہ ۱۳۹ ۔

شرح ۔ مگر یہ قاعدہ حسب ذیل شرائط کے تابع ہے ۔

(الف) قرضہ دینے والے کی جانب سے تحقیقات مناسب ہونی چاہئے ۔

(ب) بعض حالات میں یہ بالکل نہیں ہونی چاہئے ۔ اور (ج) قرضہ دینے والا کسی حال میں اس کا ذمہ دار نہیں رہتا کہ اس کے قبضہ سے باہر نکلنے کے بعد روپیہ کو کیا ہوا

(الف) معقول تحقیقات ۔ اس امر کا فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ کونسی تحقیقات اور کہاں تک ہونی لازم ہیں ۔ یہ بہرحال معقول ہونی چاہئیں ۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :۔

۱ ۔ یہ ظاہر ہے کہ اس قاعدہ کا ٹھیک اطلاق ہر مقدمہ کے حالات پر موقوف ہوتا ہے ۔ جس طرح کہ یہ پیدا ہو ۔ یہ ایسا قاعدہ ہے جس کو ایک جانب نہ تو بہت دور تک لیجانا اور سختی کے ساتھ حاوی کرنا مشکل ہے ۔ اور نہ دوسری جانب بہت ڈھیلا پن سے ایسا کرنا دقت آمیز ہے ۔ مشتری سے یہ توقع نہیں کر سکتے کہ قدم بقدم پیچھے جا کر اس قرضہ کا سراغ لگائے جو بیوہ کہے کہ میں نے ادا کرنا ہے اور اس کی لمبی چوڑی تحقیقات کرے ۔ قطع نظر یہ کہنے سے قاعدہ کو بہت ہی ہلکے طور پر حاوی کرنا ہوگا ۔ کہ بیوہ کا محض یہ بیان کہ یہ محض یہ خیال کرنے کے بغیر ادا کرتی ہے کہ یہ کس قسم کے اشخاص ہیں ۔ کہ آیا یہ ایسے اشخاص ہیں جن کا بیوہ کے ساتھ سازش کرنا ممکن ہے یا کہ نہیں ہے ۔ اور آیا ان کے دعاوی بظاہر اور بادی النظر میں ان کے حق میں سچے اور قرین قیاس ہیں یا کہ نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر یہاں قرضوں کے عام طور پر قرین قیاس ہونے اور بادی النظر میں معقول صورت کے ہونے کی نسبت جو ان کے ادا کرنے کے واسطے ضروری ہے مشتری کو بہت مقدمات میں آگے جانا بالکل ضروری نہ تھا ۔ تھوڑے سے استفسار سے بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اگر قرضے قیاسی نہیں تھے ۔ تاہم یہ ناقابل وصول تھے ۔ کئی قرضے جو ادا کئے گئے ہیں ان کی نظر ثانی کرنے سے ہم فرضاً کہہ سکتے ہیں کہ ہم الف

اور ب کے دعاوی کو اصلی اور سچے مانتے ہیں۔ جس کی با ضابطہ رجسٹری شدہ ۱۸۸۵ء غیر منقولہ دستاویزات سے تائید ہوتی ہے۔ مشتری یہاں تک محفوظ ہے کہ یہ ان کو ضروری سمجھتا تھا۔ مگر ج کے دعوے کی نسبت مشتری کے بادی النظر میں یہ باور کرنے کے واسطے کوئی وجہ نہیں تھی کہ یہ سچا اصلی قرضہ ہے۔ کوئی تمسک پیش نہیں کیا گیا تھا۔ اور نہ قرضہ کی تفصیلات بتائی گئی تھیں کہ آیا ان کی کوئی اصلی ہستی موجود تھی۔ ایسی رقوم بظاہر عرصہ گذرنے کی وجہ سے ناقابل الوصول تھیں۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۲۸۔

۲۔ تحقیقات مناسب ہونی چاہیئے۔ ٹلنے والی تحقیقاتیں یا جو نیک نیتی سے نہ کی جائیں۔ پابند کرنے والی نہیں۔ اسبارہ میں بارکلی صاحب جج صفحہ ۱۸۰ پر ریمارک کرتے ہیں۔ "صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ یہ تجویز کرنے میں غلطی پر ہیں کہ اسیقدر کافی تھا کہ مُدعی سے اس غرض سے قرضہ طلب کیا گیا کہ منتقل کرنے والا سرکاری مالیہ ادا کرنے کے قابل ہو۔ ...... اور کہ زربدل کافی الواقعہ ادا ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ ایسے شخص کو قرض دینے والے کا (خواہ یہ بیوہ یا کوئی دیگر محدود مالک ہو) فرض ہے کہ قرضہ کی ضرورت کی موجودگی کی نسبت اپنا اطمینان کرے۔ اور مدعا کے واسطے اس کو مناسب تحقیقات کرنی لازم ہے۔ اگر یہ ایسا کرے تو اس کے بعد روپیہ کے خرچ ہونے کی بابت ذمہ وار نہیں ہوتا۔ لیکن سب سے پہلے اس کو حتی الوسع اپنا اطمینان کرنا لازم ہے کہ ضرورت فی الواقعہ موجود ہے۔ یہ کہنا کہ اس کو بتایا گیا تھا کہ روپیہ خاص اغراض کے واسطے مطلوب ہے کافی نہیں۔ تاوقتیکہ اس نے یہ تحقیقات اسطرح نہ کی ہو جسطرح کہ ان حالات میں معقول شخص سے اپنے اطمینان کے واسطے کرنے کی توقع کیجا سکتی ہے کہ ضرورت فی الواقعہ موجود ہے۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء اور ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۳۔ گو بیوہ کو قرضہ دینے والا قرضہ کی ضرورت دریافت کرنیکا پابند ہے۔ تاہم اسکو روپیہ صرف کرنے کی بابت دریافت کرنا لازم نہیں اور نہ یہ استفسار کرنا لازم ہے کہ ہر قرضہ کا ہر حصہ جائز ہے۔ دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ ہر مقدمہ میں حالات کے مطابق معقول تحقیقات ہونی لازم ہے۔ حالانکہ قرضخواہ کو قدم بقدم پیچھے ہٹ کر قرضہ کا پتہ لگانا اور لمبی چوڑی تحقیقات کرنا لازم نہیں۔ قطع نظر اس کے بیوہ کا محض یہ بیان کہ اس نے

کسی شخص کا قرضہ دینا کیونکہ ہے ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۴۔ بیوہ کے متعلق ایسے امر کی بابت دریافت کرنا ضروری نہیں کہ دریافت کرنے سے اس کو یہ جواب ملتا کہ روپیہ کسی غرض کے واسطے مطلوب ہے۔ اس کی تحقیقات سے یہ ثابت ہونا لازم ہے۔ کہ (اول) فی الواقعہ ضرورت ہے۔ (دوم) یہ دریافت کرنا لازم ہے کہ جائداد کو منتقل کرنا ضروری ہے بلحاظ آمدنی کا مقابلہ کرنا لازم ہے (سوم) اگر آمدنی کفایت کو پورا نہ کر سکے تو بار جائز ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۵۔ جب بیوہ کے پاس بہت جائداد ہو۔ تو اس کی جانب سے محض یہ بیان کہ اسکو روپیہ اپنے خاوند کی روح کے مفاد کے واسطے ٹھاکردوارہ تعمیر کرنے کے لئے مطلوب ہے کافی نہیں۔ یہ دیانت داری سے دریافت کرنا لازم ہے کہ آیا یہ جائز ضرورت ہے اور اس کے پاس فی الواقعہ روپیہ موجود نہیں۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

(ب) بعض حالات میں تحقیقات کرنا ضروری نہیں۔ جب جائداد معرض خطر میں ہو کوئی استفسار ضروری نہیں ہوتا۔ اس بارہ میں سند یہ ہے:۔

۱۔ انتقال منجانب بیوہ جائداد کو سرکاری مالیہ کی بابت نیلام سے بچانے کے واسطے کافی وجہ ہے۔ قرضہ دینے والے کو یہ دریافت کرنا لازم نہیں کہ آیا عدم ادائیگی بیوہ کے غفلت یا جائداد کو برباد کرنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جائداد کا فی الواقعہ معرض خطر میں ہونا کافی ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۰۹ء

(ج) قرضہ دینے والا روپیہ کے خرچ کی بابت ذمہ وار نہیں:۔ جو قرض دہندہ مناسب تحقیقات کرے قرضہ کے بیجا استعمال کی بابت ذمہ وار نہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جب بیوہ واقعی ضرورت کے واسطے قرضہ لے۔ اور روپیہ مذکور بے طرح خرچ کیا جائے تو قرض دہندہ ذمہ وار نہیں ہوتا۔ ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۰۶ء۔

۲۔ جو قرضخواہ ایسے بے اولاد شخص کو قرض دے جس کے اختیارات محدود ہوں اس کا معقول رقم قرضہ دینا جائز ہوگا۔ بشرطیکہ مناسب تحقیقات کے بعد نیک نیتی سے اس کا اعتبار پیدا ہو کہ اسکے ضروری معاملہ میں صرف کرنا مد نظر تھا۔ مگر جب روپیہ

اس کے قبضہ سے باہر چلا جائے تو یہ اس کے خرچ ہونے کا ذمہ دار نہیں ہوتا - ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۳- جب منتقل کرنے والا روپیہ ایسی اغراض کے واسطے لے جن سے جائز ضرورت قائم ہو - تو قرضہ دینے والا اس وقت جب روپیہ اس کے قبضہ سے نکل جائے - ذمہ دار نہیں ہوتا کہ روپیہ کا کیا حشر ہوا - اگر قرضہ دینے والا مناسب تحقیقات سے معلوم کرے کہ یہ فی الواقعہ اس مدعا کے واسطے مطلوب ہے جو بیان کیا جاتا ہے تو یہ کافی ہے - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء -

**نمبر ۹** - اس وقت اشد ضرورت ثابت کرنے کی توقع نہیں کی جاسکتی جب نالش کرنے میں مدید توقف ہو - جب قرضے بہت دیرینہ ہوں اور نالش کرنے میں توقف سرزد ہو - تو ضرورت ثابت کرنے کا ناممکن مدارجاوی کرنے کی توقع نہیں کی جاسکتی - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- منتقل الیہ نے ضرورت کی بابت کچھ شہادت دی - اور عدالت نے ریمارک کیا تھا کہ "اگر ضرورت کی بابت مزید شہادت پیش نہ ہو - تو اس کا باعث نالش کرنے میں مدعی کی غفلت اور توقف ہوتا ہے - ۱۸۹۷ء میں مشتری کے پسروں اور پوتوں سے ان وجوہات کا ثبوت پیش کرنے کی توقع نہیں کیجاسکتی - جن سے مشتری کو زمین ۱۸۶۲ء میں فروخت کرنے کی ترغیب ہوئی تھی - ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء -

۲- ضرورت کی یہ صورت ہے کہ بیعوں کو وقوع میں آئے اس قدر عرصہ دراز گذر چکا ہے اور تمام معلومات اس قدر مفقود ہو چکی ہیں کہ کسی روز مشتری کو اپنی پوزیشن محض بذریعہ دستاویزات اس بارہ میں اپنے اقرار صالح سے محفوظ کرنی پڑے گی - ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء -

۳- ایک بیوہ نے جائداد منتقل کی اور اس کے ۲۵ سال بعد مدعی نے بیع کی بابت تنازعہ کرنے اور قبضہ کے واسطے استدعا کی - مشتری نے ضرورت ثابت کرنے کے واسطے گواہ طلب کئے - قرار پایا کہ اگر بیع حال میں ظہور پذیر ہوتی - تو ہم شہادت کو مدعاعلیہم کے سر سے ثبوت کا بار دور کرنے کے واسطے کافی خیال نہ کرتے - مگر بروئے حالات مقدمہ ہم زیادہ تر زبردست شہادت کی بابت اصرار کرنا قرین انصاف نہیں سمجھتے - ۱۶ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۱ء -

۴- مدعا علیہم سے ۳۰-۲۰- اور ۳۰ سالوں کی پرانی رقوم کی نسبت ثبوت طلب کرنے کی توقع کرنا کسیقدر غیر معقول ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء صفحات ۵۸-۵۹

**چہارم - جب بیوہ جائداد پر بار لاحق نہ کرے - حقداران بازگشت ذمہ وار نہیں** - جب بیوہ قرضہ برداشت کرے - مگر اس کا بار جائداد پر نہ ڈالے تو جائداد ذمہ دار نہیں ہوتی - کیونکہ ممکن ہے کہ قرضہ مذکور اس نے اپنی پرائیویٹ منصب میں برداشت کیا ہو - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- جب بیوہ بوجہ ضرورت سادہ تمسک پر قرضہ لے - اور اس کا بار جائداد پر لاحق نہ کیا - جائداد ذمہ وار نہیں - کیونکہ ضروری نہیں کہ بیوہ اس پر بار عائد کرے - صرف اس کی پرائیویٹ جائداد اس کی ذمہ وار ہوتی ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۲- یہ امر صریحاً ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں پیدا نہیں ہوتا - کیونکہ قرضخواہ کی نالش بلا بدیں وجہ خارج کی گئی تھی کہ کوئی جائز ضرورت ثابت نہیں کی گئی تھی - مگر ان ریمارک سے جو فیصلہ میں کئے گئے ہیں - ہم یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہیں - کہ صرف اسصورت میں ہی نہیں جب کہ جائداد فی الواقعہ رہن کی جائے بلکہ اس صورت میں بھی حقداران بازگشت قرضہ ادا کرنے کے ذمہ وار ہوں گے -

**پنجم ضرورت کے متعلق مقدمات** - ضرورت کے متعلق مقدمات کا حسب ذیل خلاصہ ہے -

**(۱) سابق قرضے** -

۱- مرد کے سابق قرضے انتقال کے واسطے ضروری ہیں - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۲- اس کے اپنے قرضے ادا کرنے کے واسطے انتقال بوجہ ضرورت انتقال ہے ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

۳- جائز قرضہ کی ادائیگی جو جائز طور پر قابل نفاذ ہو جاتی تھی ضرورت کی قسم کی ذمہ واری ہے - بلالحاظ اس غرض کے جس کے واسطے قرضہ برداشت کیا گیا تھا - ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۴- جدی زمین کا انتقال اس کے جائز قرضوں کی ادائیگی کے واسطے بوجہ

ضرورت انتقال ہے - اس زمین پر جائز بار لاحق کرتا ہے - جو صرف اس کے اپنے قبضہ میں ہی نہ ہو - بلکہ اس کے ورثاء کے قبضہ میں ہو - اس سے آگے پڑھنا اور معلوم کرنا ضروری نہیں کہ آیا قرضہ ابتداءً ضرورت کے واسطے برداشت کیا تھا یا کہ نہیں کیا گیا تھا - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۵ - جب منتقل الیہ خود ہی سابق قرضخواہ ہو تو اسکو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ سابق قرضے بوجہ ضرورت برداشت کئے گئے تھے - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

۶ - اس منتقل الیہ کے جو خود سابق قرضخواہ ہو - اور اس کے مابین فرق ہے - جو انتقال کے معاملہ میں سابق قرضخواہ نہ ہو - اوّل الذکر صورت میں اس امر کا ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ قرضے بوجہ ضرورت برداشت کئے گئے تھے -

۷ - بیوہ اور مرد کی پوزیشن کے مابین فرق ہے - بیوہ کی صورت میں یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ قرضے بوجہ ضرورت برداشت کئے گئے تھے - مرد کی صورت میں جائز سابق قرضوں کی ادائیگی ضرورت ہے - اس منتقل الیہ کے مابین جو سابق قرضخواہ ہو - اور اس کے جو سابق قرضخواہ نہ ہو - فرق ہے - اوّل الذکر کو بادی النظر میں قرضوں کی نوعیت کا علم ہوتا ہے - اور نیز اس غرض کا جس کے واسطے قرضہ لیا گیا ہو - حالانکہ موخر الذکر بشرطیکہ یہ نیک نیتی سے کاربند ہو محفوظ ہوتا ہے - اور اگر اسکو وہ ہو کھا ملاہو تاہم نقصان نہیں ہوتا - ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۸ - بیوہ اور مرد کی حیثیت یکساں ہے - صرف فرق یہ ہے کہ موخر الذکر کے سابق قرضوں کی ادائیگی انتقال کو جائز کرنے کے واسطے کافی ضرورت ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

۹ - جائز سابق قرضہ کی تعریف کی گئی ہے اس سے مراد ایسا قرضہ ہے جو خلاف تہذیب ہو یا جس کی قانون ممانعت نہ ہو یا یہ مصلحت عامہ کے برخلاف نہ ہو یا سخت بے احتیاطی کا فعل نہ ہو - واقعی ضرورت کے واسطے نہ ہو نا ضروری نہیں - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء -

۱۰ - جب کسی شخص کی جائداد تھوڑی اور اخراجات زیادہ ہوں - اور یہ ثابت نہ کیا جاوے کہ فضول خرچ تھا اسکے جو قرضے منتقل الیہ کو واجب الادا ہوں ضرورت میں داخل ہیں - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۱۱ - سابق قرضوں کے واسطے بیع ضرورت ہے - تاوقتیکہ یہ خلاف تہذیب ہو - اور نہ بے احتیاطی سے برداشت کیا گیا ہو - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

## (۲) مصارف شادی -

۱ - حقیقی چچیرے برادر کی شادی ضرورت ہے -

۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۷۵۔

۲۔ دختر کی شادی ضرورت ہے۔ ۹۰۰ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ ۲۰۰ روپیہ دیا گیا تھا۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳۔ بیوہ اپنے بچوں کی شادی پر جو کچھ خرچ کرے ضرورت ہے۔ ۶۷۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۸۸۔

۴۔ بیوہ جو کچھ شادی پر خرچ کرے۔ یہ معقول رقم ہونی چاہئے۔ ان کو ان مصارف کے مساوی ہونا چاہئے۔ جو اس کا خاوند کرتا۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۵۔ دختر کی شادی کے مصارف ضرورت ہیں۔ ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۶۔ اس کی اپنی شادی کے واسطے روپیہ جائز ضرورت میں داخل ہے۔ ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

۷۔ شادی کے واسطے قرضہ لینا۔ اور جدی زمین کی نسبت دعاوی کو واگذار کرانا ضرورت میں داخل ہے۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء۔

## ۳۔ مذہبی غرض۔

۱۔ بیوہ کی جانب سے اپنے خاوند کی جائداد کا ہبہ جس میں اس کا اپنا روحانی مفاد پایا جاتا ہو ضرورت نہیں ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۲۔ جو روپیہ مذہبی رسوم کے واسطے قرض لیا گیا ہو۔ یہ ضرورت میں داخل ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۳۔ جو روپیہ پسر کے عقیقہ کے واسطے قرض لیا جائے ضرورت میں داخل ہے۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۴۔ بیوہ جو ٹھاکردوارہ اپنے خاوند کی روح کے مفاد کے واسطے نہیں بلکہ اپنے مفاد کے واسطے تعمیر کرے ضرورت نہیں۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۵۔ بیوہ مذہبی ہبہ نہیں کر سکتی۔ ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۶۔ ایکسو روپیہ گنگا جانے کے واسطے اور ۲۰۰ روپیہ خاوند کی چوبرسی کے واسطے ضرورت ہے۔ مگر جو روپیہ بطور دھرم ارتھ چاہ لگوانے میں صرف کیا جائے۔ ضرورت میں داخل نہیں ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

(۴) خیالی نالشات۔
شفعہ کی خیالی نالش دائر کرنے کے واسطے قرضہ ضرورت نہیں۔ ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

(۵) دیگر مقدمات۔
۱۔ بیوہ جو قرضہ اپنی جائداد کو محفوظ کرنے کے واسطے قرض لے۔ یہ جائز ضرورت ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔
۲۔ مبلغ ۶ سو روپیہ خاندان کے مقدمہ کے اصراف کے واسطے ضرورت ہے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔
۳۔ بیوہ جو روپیہ اپنی حقیت حیات کی حفاظت اور حصول کے واسطے قرضہ لے ضرورت ہے جب کہ کم سے کم یہ کامیاب ہو۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء صفحہ ۶۰

(۶) سرکاری مُعاملہ
۱۔ انتقال منجانب بیوہ سرکاری مُعاملہ کی ادائیگی میں نیلام کو روکنے کے واسطے ضرورت ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔
۲۔ جو روپیہ سرکاری معاملہ کی ادائیگی کے واسطے قرض لیا جائے۔ ضرورت ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

(۷) زائد المیعاد قرضے
۱۔ بیوہ زائد المیعاد قرضوں کے واسطے فروخت نہیں کرسکتی۔ کیونکہ یہ ضرورت نہیں۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء
۲۔ بیوہ زائد المیعاد قرضوں کے واسطے منتقل کرسکتی ہے۔ ۱۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء۔
۳۔ ایک ہندو یا مسلمان بیوہ زائد المیعاد قرضوں کے واسطے منتقل نہیں کرسکتی۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔

۸۔ تبادلہ اور رہن
۱۔ ایک بیوہ بلا ضرورت زمین تبدیل نہیں کرسکتی۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

۲۔ زمین کا جو رہن بوجہ ضرورت جائز ہو۔ اُس وقت ناقص ہے جب کہ ضرورت نہ ہو۔ ۔۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

## (۹) حسن انتظام۔

۱۔ خاندان کی جائداد کی ترقی دینے کی سطح بیع حسن انتظام کا فعل ہو۔ ۱۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۲۔ مگر بیچاہی حاصل کرنے کے واسطے قرضہ لینا حسن انتظام کی کارروائی نہیں۔ ۔۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

## (۱۰) کتابی حساب اور روان حساب۔

۱۔ اگر رقم قرضہ میں پرائیویٹ ضرورتوں کی بابت خفیف رقوم شامل ہوں۔ تو ان کی اجازت دینی چاہیئے۔ چنانچہ چیٹرجی صاحب ریمارک کر گئے ہیں "دیگر بڑی رقم ۶ ۱۵ روپیہ ۸ آنے کتابی حساب کی بابت ہے جس میں کچھ سود شامل ہے۔ یہ زیادہ تر چھوٹی چھوٹی رقوم سے بنی ہوئی ہے۔ جو اناج اور تخم اور معاملہ سرکاری کی بابت ہیں۔ یہ رقم مناسب ہے۔ ۔۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

منتقل کرنے والے اور مشتریوں کے مابین کئی سال تک روان حساب موجود ہے۔ یہ اُن سے معاملہ سرکار کی ادائیگی کے واسطے اور نیز دیگر ضروری اغراض کے واسطے قرضہ لیا کرتا تھا۔ اور وقتاً فوقتاً تمسک لکھ دیا کرتا تھا۔ جن کا سود بالضرور مستزاد ہو گیا اور اخیر میں ۲۰۲۵ روپیہ کی رقم اس کے ذمہ نکلی۔ اور ہمارے خیال میں اسنے بڑی خوش قسمتی سے اپنے دعوے کے ایفاء میں۔ اگھانوں زمین حاصل کی۔ ۔۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۳۶۔

## (۱۱) بھینس

مبلغ ۴۴ روپیہ بابت بھینسا دلائے گئے۔ ۔۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

## (۱۲) تجارت۔

خاندان کی پرورش یا مفاد کے واسطے خاندان کی تجارت کو چلانے کے لئے روپیہ قرضہ لینا جائز ضرورت میں داخل ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء

## (۱۳) ذاتی ضرورت

۱۔ ذاتی ضرورت کی مراد۔ ذات یا خاندان کی ضرورت مراد ہے جو پبلک قسم کی ضرورت کے برخلاف ہے۔ جیسی کہ معاملہ کی ادائیگی ہے۔ ۔۶۸ پنجاب ریکارڈ

سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۲۰۶ -

۲- جو روپیہ رسالہ میں بھرتی ہونے کے واسطے قرض لیا جائے بوجہ ضرورت قرض لیا جاتا ہے - ۶۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء -

۳- ذاتی ضرورت کے معنی پرائیویٹ حوائج کا دباؤ ہے - ۱۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء

۴- بیوہ کی جانب سے اپنے دختر کے حق میں اس شرط پر ہبہ کہ موہوب الیہا اس کی پرورش کرے - اس صورت میں جب کہ اس کے خاوند کی جائداد اس غرض کے واسطے کافی نہیں - بوجہ ضرورت جائز نہیں - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء -

## (۱۴) سوتیلے پسر کے اخراجات

بیوہ کے سابق خاوند کے پسر کے مصارف ضرورت میں داخل نہیں - ۸۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۳۱۶ -

## (۱۵) قرضوں کی بابت ڈگریات

جہاں زمین قرضوں کی بابت ڈگریات کے واسطے فروخت کی جائے - قرضہ کی نوعیت دریافت کرنی چاہیئے - ۸۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۶ء -

## (۱۶) ضرورت کی بابت قرضے ہمیشہ پابند کرتے ہیں -

ضرورت کے واسطے جو قرضے لئے جاویں وہ ہمیشہ پابند کرنے والے ہیں - جس میں منتقل کرنے والے کی آمد اور حیثیت کا کچھہ لحاظ نہیں کیا جاتا - ۶۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

---

# باب (۲۵) بست و پنجم

## اولاد اور بیوی کے نام منتقل کرنے کا اختیار

۱- باپ پسر کو محروم الارث نہیں کر سکتا - پنجاب کا عام رواج یہی معلوم ہوتا ہے کہ باپ کو اپنے پسروں میں جدی جائداد کی غیر مساوی تقسیم کرنے کا اختیار نہیں - جس سے یہ اپنے بعض پسروں کو عملی طور پر بے دخل کرے - اس بارہ میں سندات

حسب ذیل ہیں :-

۱- جائداد جدی تقسیم کرنیکا اختیار عموماً باپ کو ہوتا ہے۔ اور اس کو حصص میں تقسیم کرنے میں بالضرور اس کا اقتضار اے ہوتا ہے۔ جس کی ٹھیک حدود بیان کرنی مشکل ہیں۔ مگر یہ حدود خواہ کیسی ہی غیر معین کیوں نہ ہوں۔ جدی جائداد کو تقسیم کرنے میں باپ کے اقتضائے رائے اور کسی پسر کو جائداد جدی کے حصہ سے محروم کرنے میں بہت بھاری فرق ہے۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۲- اسی بارہ میں دیکھو ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۳- نمبر ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء- نیز ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۴- ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء (= ۱ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۰ء صفحہ ۳)- پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس قسم کے مقدمات پر جو اصول حاوی کرنا لازم ہے وہ یہ ہے کہ جس حال میں کہ ایک پسر کو حسب مرضی باپ ترجیح دیجا سکتی ہے تاہم اس کو اسطرح بے ضابطہ ترجیح نہیں ہونی چاہئے کہ یہ اپنے پسر کو عملی طور پر بے وارث کر دے۔

۵- ایک مالک اپنے ورثاء میں جدی زمین کی غیر مساوی تقسیم نہیں کر سکتا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۶- بیوی۔ دختر۔ اور پسر متبنےٰ کے مابین غیر مساوی تقسیم ناجائز ہے۔ ۸۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

بار ثبوت۔

۱- یہ ثابت کرنیکا بار کہ مالک بموجودگی اپنے پسر کے ضرورت کے بغیر منتقل کر سکتا ہے منتقل الیہ پر ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۲- پسر کو اس انتقال کی بابت تنازع کرنے کے واسطے نالش کرنے کا حق ہے جس کا اس پر برا اثر پڑا ہو۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۳- ایسا رواج ثابت کرنے کا بار جس سے باپ کو اپنی اولادوں میں غیر مساوی تقسیم کرنے کا حق ہو منتقل الیہ پر ہوتا ہے۔ ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## دوم۔ پسروں اور پوتوں کے حق میں ہبے اور وصیتیں کرنے کے اختیار۔

گجرات

### اوّل - جاٹ

مسلمان گوندل جاٹان ضلع گجرات - باپ کو سالم جدّی جائداد ایک پسر کی اولاد کے حق میں باخراج دیگر پسر کے ہبہ کرنے کا اختیار نہیں - ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء -

### دوم - سیّد

سیّدان تحصیل گجرات - ایک پسر کو بڑا حصہ دیا جا سکتا ہے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

### سوم مسلمان

مسلمان ضلع گجرات - ایک پسر کے حق میں ہبہ بموجودگی پوتے کے جائز ہے - ۱۶۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

جالندھر

### پٹھان

پٹھانان ضلع جالندھر ایک اولاد کے حق میں باخراج دوسرے کے وصیت نہیں کی جا سکتی - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

جہلم

### اوّل - آوان

آوانان ضلع جہلم - باپ ایک پسر کو جدّی جائداد کے حصہ سے دوسرے کے حق میں ہبہ کرنے سے محروم نہیں کر سکتا - پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

### دوم - کھتری

کھتریان ضلع جہلم - مرد اپنی سالم جدی جائداد تیسرے پسر کی موجودگی میں دو پسروں کے حق میں ہبہ نہیں کر سکتا مگر یہ سالم جائداد کو چار حصوں میں تقسیم کر کے چوتھا حصہ اپنے واسطے رکھ سکتا ہے - جس کو یہ امر مرضی سے منتقل کر سکتا ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

راولپنڈی

### اوّل - گجر

مسلمان گجران ضلع راولپنڈی - باپ ایک پسر محروم نہیں کر سکتا - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

### دوم - اپیسال

مسلمان اپیسالان ضلع راولپنڈی - باپ اپنے پسروں میں غیر مساوی تقسیم کر سکتا ہے - مگر اس طرح نہیں کر سکتا کہ ایک پسر علی طور پر محروم ہو جائے - ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

## سوم۔ آوانان

آوانان ضلع راولپنڈی۔ غیر مساوی تقسیم کی نسبت باپ کے اختیار سے انکار کیا گیا تھا۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء۔

## اوّل۔ مہتم

ہوشیارپور

ہندو مہتمان ضلع ہوشیارپور۔ باپ نے پہلے اپنی سالم جائداد اپنے پسروں میں تقسیم کی۔ اور ایک حصہ اپنے واسطے محفوظ کیا۔ اور پھر اپنا حصہ ایک پسر کے نام وصیت کر دیا۔ قرار پایا کہ یہ غیر مساوی تقسیم ہے اور جائز نہیں۔ ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

## دوم۔ جاٹ

ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ باپ اپنے پسروں میں جدی زمین کی غیر مساوی تقسیم نہیں کر سکتا۔ بار ثبوت منتقل الیہ پر۔ ۱۳۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔

## سوم۔ راجپوت

مسلمان نارو راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ باپ جدی جائداد کی تقسیم میں بجز کسی خاص وجہ کے ایک پسر سے بموجودگی دیگر پسروں کے رعایت نہیں کر سکتا ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔

## اوّل۔ ارائیں

فیروزپور

ارائیان ضلع فیروزپور۔ باپ جدی جائداد ایک پسر کے حق میں بموجودگی دوسروں کے منتقل نہیں کر سکتا۔ ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

## دوم۔ جاٹان

ہندو و سنہر جاٹان ضلع فیروزپور۔ باپ کو اپنی نصف جدی زمین بعض اولادوں کے حق میں باخراج دوسروں کے ہبہ کرنے کا اختیار نہیں۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

## اوّل گھیبے

کیمبل پور

تحصیل فتح جنگ ضلع کیمبل پور کے گھیبے۔ باپ بموجودگی دیگر حصہ داروں کے ایک پسر کے حق میں اس کے حصہ سے بڑھ کر ہبہ کر سکتا ہے۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء۔

## دوم۔ آوان

مسلمان آوانان تحصیل اٹک۔ باپ اپنے پسروں میں جدی جائداد کی غیر مساوی تقسیم کرنیکا مجاز نہیں۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

## سوم۔ شیخ

شیخان ضلع کیمبل پور۔ باپ اپنے پسروں میں غیر مساوی تقسیم کرنیکا مجاز ہے ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

## راجپوت

سیالکوٹ

مسلمان بھٹی راجپوتان ضلع سیالکوٹ۔ جو جائداد دختر کے نام ہبہ کی جائے۔ بلحاظ اس کے پسروں کے جدی ہے۔ اس کے خاوند کو ایک پسر کے حق میں جو دختر مذکور سے ہو دوسرے کو نقصان پہونچانے کے واسطے ہبہ نہیں کرسکتا۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

## اول۔ جاٹ

شاہپور

مسلمان رانجھا جاٹان ضلع شاہپور۔ ایک پسر کے حق میں بوجہ جوگی دوسروں کے جائداد منتقل کی جاسکتی ہے۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

## دوم۔ آوان

۱۔ آوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور۔ باپ جدی جائداد کی غیر مساوی تقسیم نہیں کرسکتا۔ اور نہ جائز پسر کو بذریعہ وصیت محروم کرسکتا ہے ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۲۔ آوانان ضلع شاہپور۔ ایک بیوی کے پسر کے حق میں ہبہ دوسری بیوی کے پسر نے منسوخ کرایا تھا۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

## جاٹ

امرتسر

ہندو سندھو جاٹان ضلع امرتسر۔ بار ثبوت اس پر ہے جو یہ بیان کرے کہ باپ اپنے پسروں میں جدی جائداد کی غیر مساوی تقسیم کرسکتا ہے۔ ۴ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

جھنگ

سیالان ضلع جھنگ۔ حصص کو مساوی کرنے کے واسطے ایک پسر کے حق میں ہبہ جائز ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

سرسہ

جاٹ

گھبرار جاٹان تحصیل وضلع سرسہ۔ غیر مساوی تقسیم کا مقدمہ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

متفرق

نارو راجپوتان۔ ایک پسر کے حق میں ہبہ بموجودگی دیگر پسر کے جائز ہے۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

**سوم۔ بیوی کے نام ہبہ** ۱۔ ہنڈ و چار موہالان ضلع جہلم۔ ایک بیوی کے نام سالم زمین بموجودگی سوتیلوں کے جائز نہیں۔ بار ثبوت منتقل الیہ پر بھاری ہوتا ہے۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۲۔ ضلع حصار کے مسلمان ڈوگرے۔ جدی زمین کا ہبہ منجانب خاوند بحق بیوی جائز نہیں۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

اس عورت کے اختیار

۳۔ ضلع راولپنڈی کے اروڑے۔ جب مرد اپنی ذاتی پیدا کردہ جائداد اپنی بیوی کے نام ہبہ کرے۔ اس عورت کو منتقل کرنیکا اختیار ہوتا ہے۔ اور جدیوں کو تنازع کرنے کا حق نہیں۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۴۔ مسلمان سیالان ضلع جھنگ۔ بیوی کے نام ہبہ اس کو صرف حقیت حیات دیتا ہے۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

# باب بست وششم (۲۶)

## ہمشیرہ اور اس کے پسر و دل کے نام انتقال

**۱۔ مقدمات متعلقہ ہمشیرگان۔** نوٹ اس باب میں لفظ ہمشیرہ میں ہمشیرہ کا پسر ہمشیرہ کی دختر کا پسر۔ ہمشیرہ کا خاوند اور تمام دیگر مستورات کے پسر شامل ہیں۔

گجرات

اول گجر

۱۔ پسران گجران ضلع گجرات۔ ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ ناجائز ہے۔ خواہ

اس کی بطور پسر کے پرورش کیوں نہ کی گئی ہو۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۲۔مسلمان لیسوال گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ہمشیرہ زادہ کے نام ہبہ چوتھی اور پانچویں پشت کی موجودگی میں ناجائز ہے۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳۔مسلمان کتانان گجران ضلع گجرات سے پسرواہب کی جانب سے سالم زمین کا ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ ناجائز ہے۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۴۔مسلمان گجران ضلع گجرات۔چچے کے پسر کے نام ہبہ ناجائز ہے۔ ۱۴۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

## دوم۔کھوکھر

مسلمان کھوکھران تحصیل وضلع گجرات۔ہمشیرہ زادہ کے نام ہبہ جو جیرابتیسرا برادر بھی ہو جائز نہیں۔ بار ثبوت ہمشیرہ زادہ پر ہے۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

## سوم۔جاٹ

۱۔مسلمان لالہ خانان تحصیل وضلع گجرات۔ہبہ منجانب بے پسر واہب بحق ہمشیرہ زادہ ناجائز ہے۔ ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔مسلمان جاٹان ضلع گجرات گجروں کے رواج کی پیروی کرتے ہیں۔بھتیجے کی موجودگی میں جدی جائداد کا ہبہ جائز نہیں۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۳مسلمان سدھ جاٹان ضلع گجرات۔ ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ جائز نہیں۔ ۱۴۰۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## چہارم گوندل

ضلع گجرات کے گوندل۔مرد کی جانب سے ہمشیرہ زادہ کے پاس بیع بموجودگی برادر زادہ کے جائز نہیں۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## پنجم۔کھتریان

کھتریاں شہر گجرات۔ہمشیرہ کی دختر کے پسر کے حق میں ہبہ جائز ہے۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

## ششم۔وڑائچ

مسلمان وڑائچان ضلع گجرات۔رشتہ دار کے حق میں ہبہ مستورات کی طفیل

جائز ہے - چوتھی اور پانچویں پُشت پر بار ثبوت ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

امرتسر

## اوّل - جاٹ

۱- مسلمان گھمن جاٹان تحقیل ترنتارن ضلع امرتسر - ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ جو داماد بھی ہے جائز ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۲- سندھو جاٹان ضلع امرتسر - ہبہ منجانب بے پسر مالک بحق ہمشیرہ زادہ جائز نہیں - بار ثبوت ہمشیرہ زادہ پر - ۱۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء -

## دوم - راجپوت -

مسلمان منج راجپوتان ضلع امرتسر - بے اولاد واہب اپنے ہمشیرزادہ کے نام جدّ اد بھی بموجودگی بھتیجوں کے ہبہ کرسکتا ہے - ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

سیالکوٹ

## جاٹ

۱- ہندو گھمن جاٹان ضلع سیالکوٹ - چچیری بہن کے پسر کے نام مرد کی جانب سے جائداد کا ہبہ جدیوں کی موجودگی میں ناقص ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۲- چیماں جاٹان ضلع سیالکوٹ - ہمشیرہ زادہ کے نام وصیت بموجودگی ساتویں پُشت کے ناجائز ہے - ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

ہوشیارپور

## اوّل - راجپوت

۱- مسلمان گھوریواہ راجپوتان ضلع ہوشیارپور - ہمشیرہ زادہ کے نام ہبہ جائز نہیں - ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۲- مسلمان نارو راجپوتان ضلع ہوشیارپور - ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ جائز نہیں - بار ثبوت موہوب الیہ پر - ۱۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

۳- مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور - ہبہ منجانب بے پسر واہب بحق ہمشیرہ کے پوتے کے اُس وقت جائز ہے جب کہ موہوب الیہ کی بطور پسر کے پرورش کیجائے - ۱۴۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۴- مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور - ہبہ منجانب بے اولاد واہب بحق ہمشیرہ کے پوتے اُس وقت جائز ہے - جب موہوب الیہ کی بطور پسر کے پرورش کی جائے - ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

دوم ـ بیدی ـ

زراعت پیشہ بیدیان ضلع ہوشیارپور ـ بے پسر شخص جدی جائداد بموجودگی جدی ان کے اجنبی کے نام ہبہ نہیں کرسکتا ـ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۶ء ـ

شاہپور

اوّل ـ آوان

۱ ـ آوانان تحصیل خوشحال گڑھ ضلع شاہپور ـ نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں مرد کو اپنی جدی زمین ہمشیرہ اور ہمشیرہ کے پسروں کے نام منتقل کرنے کا اختیار ہے ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء ـ

۲ ـ آوانان ضلع شاہپور ـ ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ جائز ہے اور اس وجہ سے مسترد کیا گیا تھا کہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں ملا تھا ـ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۳ ـ آوانان ضلع شاہپور ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ جائز ہے ـ مگر اس وجہ سے مسترد کیا گیا تھا کہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں دیا گیا تھا ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

دوم ـ کھوکھر

۱ ـ مسلمان کھوکھران ضلع شاہپور ـ بے اولاد واہب کی جانب سے ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ جائز نہیں ـ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

سوم ـ ٹوانے

شیخ ٹوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور ـ ہبہ منجانب بے پسر واہب مشتمل نصف جدی جائداد بحق ہمشیرہ زادہ جائز تھا ـ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ـ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ـ

چہارم ـ دھرم ریئے

دھرم رئیان ضلع شاہپور ـ سالم جدی زمین کا ہبہ بحق دختر جائز ہے ـ بار ثبوت ہمشیرہ پر ـ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

جہلم

اوّل ـ جاٹ

کھنگر جاٹان ضلع جہلم ـ ہبہ منجانب بے پسر واہب مشتمل جدی جائداد بحق ہمشیرہ زادہ جو خانہ داماد تھا ـ اور خدمات کی تھیں ـ جائز تھا ـ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۲ ـ مسلمان کینال جاٹان ضلع جہلم ـ سالم جدی جائداد کا ہبہ بموجودگی بھائی کے پسران

کے جائز نہیں - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۳- مسلمان کرمتی جاٹان ضلع جہلم ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ جائز نہیں - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

## دوم - آوانان

آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم - ہبہ منجانب بے پسر مالک مشترکہ جدی زمین بحق سالے کے پسر کے بموجودگی برادر جائز ہے - ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

## سوم راجپوت

۱- مسلمان پنوار راجپوتان ضلع جہلم - ہمشیرہ کے خاوند کے حق میں ہبہ بموجودگی باپ کے برادر کے پسر جائز نہیں - ۱۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۲- مسلمان راجپوتان میرمناس ضلع جہلم - ہبہ یا وصیت بحق ہمشیرہ زادہ یا ہمشیرہ زادی جائز نہیں - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

## چہارم مغل

چھاپران مغلان چکوال و پنڈ دادنخان ضلع جہلم - ہبہ منجانب بے پسر شخص بحق رشتہ داران جو سلسلہ اناث میں ہوں جائز ہے - ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

## پنجم - گکھڑان -

۱- جہلم کے گکھڑوں میں ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ ناجائز ہے - ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

## کہار

مسلمان کہاران تحصیل شور کوٹ جنگ ضلع کیمل پور وصیت منجانب بے پسر واہب جس سے مشترکہ کھاتہ میں سالم حصہ ہمشیرہ زادہ کو دیا جائے - بموجودگی بھتیجوں کے جو شریک حصہ دار تھے - جائز نہیں - ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

## قریشیان

قریشیان ضلع ڈیرہ اسمعیلخان - ایک مالک اپنی زمین بذریعہ وصیت ہمشیرہ کے نام منتقل نہیں کرسکتا - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

## جاٹ

۱- ہندو چیماں جاٹان ضلع گوجرانوالہ - بے اولاد شخص چھٹی اور ساتویں پشت کی موجودگی میں زمین ہمشیرہ زادہ کے نام منتقل نہیں کرسکتا - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

کیمبلپور
ڈیرہ اسمعیلخان
گوجرانوالہ

۲- ہندو وچھیاں جاٹان ضلع گوجرانوالہ - بے اولاد واہب چھٹی پشت کی موجودگی میں ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ نہیں کرسکتا - ۱۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء -

فیروزپور

## برہمن

برہمن پروہتان تحصیل موگا ضلع فیروزپور جن کو شاملات دیہہ میں حصہ نہ تھا - جدی جائداد کا ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ بموجودگی جدیان کے جائز ہے - بار ثبوت موخرالذکر پر ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

گورداسپور

## گوجر

گوجران ضلع گورداسپور - زمین کا ہبہ منجانب بے پسر واہب بحق ہمشیرہ زادہ بموجودگی چوتھی پشت کے جائز نہیں - ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

جھنگ

## کھتری

ڈہل سران ضلع جھنگ - ہمشیرہ زادہ کے نام تمام جائداد کا ہبہ جدی بیوہ کی موجودگی میں جائز ہے - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

جالندھر

## اول - جاٹ

۱- مسلمان جاٹان ضلع جالندھر - ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ بموجودگی پڑدادا کی اولاد کے جائز نہیں - ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲- ہندو جاٹان ضلع جالندھر - بے اولاد شخص کو ہمشیرہ زادہ کے نام جدی زمین ہبہ کرنے کا اختیار نہیں - بار ثبوت موہوب الیہ پر ہے - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء -

## دوم - راجپوت

مسلمان گوریواہ راجپوتان ضلع جالندھر - ہمشیرہ زادہ کے حق میں ہبہ بموجودگی بھتیجوں کے ناجائز ہے - ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

## سوم - ارائیان

۱- ارائیان ضلع جالندھر - ہبہ بحق ہمشیرہ زادہ جائز نہیں - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۲- ارائیان ضلع جالندھر - ہبہ منجانب بے پسر شخص مشتمل جائداد جدی بحق ہمشیرہ زادہ بموجودگی برادرزادگان جائز نہیں - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

کانگڑہ

## گھرتھ

گھرتھان ضلع کانگڑہ - بے پسر شخص اپنی ہمشیرہ زادہ کے نام جس نے خدمات کیں بوجود گی مالک وہبہ وصیت نہیں کرسکتا - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

متفرق

باجوہ جاٹان - ہمشیرہ زادہ کے نام ہبہ قائم رہا - معترض دسویں پشت کے جدی تھے بارثبوت موخرالذکر پر عائد کیا گیا تھا - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳- مالک کو اپنی ہمشیرہ زادہ کے نام ہبہ کرنے کا اختیار نہیں - ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

## بارثبوت

۱- بروئے قانون رواج ہمشیرہ کی پوزیشن دختر کی پوزیشن سے مختلف ہے - ۱۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۲- ہمشیرہ کے پسر کے نام ہبہ کرنے کا اختیار دختر کے پسر کے نام ہبہ کرنے کے اختیار سے مختلف ہے - اول الذکر کو موخرالذکر سے قیاس نہیں کرسکتے - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

۳- دختر کے پسر کے نام ہبہ کرنے کا اختیار ہمشیرہ کے پسر کے نام ہبہ کرنے سے مختلف ہے - اول الذکر کو موخرالذکر سے قیاس نہیں کرسکتے - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء -

۴- جب سوال ہمشیرہ زادہ کی بابت ہو - تو دختروں اور خانہ دامادوں کے مقدمات بلاواسطہ متعلق نہیں ہوتے - لیکن اگر موخرالذکر بیٹیوں کے حق میں ہوں تو ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ جدی زمین کے ساتھ برتاؤ کرنے کا وسیع اختیار ہوتا ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۹ -

۵- دختر اور اس کی اولاد پسروں کی جگہ پر آتی ہے - مگر ہمشیرہ کی صورت میں یہ عورت اور اس کی اولاد بجائے پسر اور اس کے اولاد کے نہیں آتے - یہ اس شخص کی دختر ہوتی ہے - جس کی اولاد زندہ ہوتی ہے - یعنی اس کا بھائی موجود ہوتا ہے جو ہبہ کرنا چاہتا ہے - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

# باب بست و ہفتم

## اجنبیوں کے نام انتقال جائداد

نوٹ۔ (الف) اجنبی میں سوتیلا پسر اور دیگر اشخاص شامل ہیں۔ (ب) انتقال میں ہبہ۔ وصیت۔ بیع۔ تبادلہ شامل ہے۔

## اوّل۔ جاٹ

۱۔ ہندو جاٹان جاج گوت تحصیل وضلع ہوشیارپور ہبہ بحق سوتیلا پسر جائز نہیں بارِ ثبوت منتقل الیہ پر ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲۔ ہندو جاج جاٹان تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ بحق سوتیلا پسر جائز نہیں۔ بارِ ثبوت منتقل پر ہے۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۳۔ مسلمان گھگ جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ مرو جدی زمین منتقل نہیں کر سکتا۔ بارِ ثبوت منتقل الیہ پر۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

## دوم۔ راجپوت

۱۔ ہندو بندال راجپوتان تحصیل اونہ ضلع ہوشیارپور۔ جدی زمین کے چھوٹے حصہ کا ہبہ بجانب بے پسر واہب بحق اجنبی جائز نہیں۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۲۔ ہندو متھن راجپوتان تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور ایک بے پسر مالک اپنی زمین بموجودگی بھائیوں کے رہن نہیں کر سکتا۔ بارِ ثبوت منتقل الیہ پر ہے۔ ۱۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۳۔ ہندو متھن راجپوتان تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ ایک بے پسر شخص بموجودگی قریبی جدیان اجنبی کے پاس زمین فروخت نہیں کر سکتا۔ بارِ ثبوت منتقل الیہ پر۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

## سوم۔ بیدی

بیدیان تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ مرد کی جانب سے جدی زمین کا انتقال جائز نہیں۔ بارِ ثبوت معترض پر ہے۔ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## چہارم۔ مہتم

مہتمان ضلع ہوشیارپور۔ بے اولاد شخص قریبی جدیوں کی موجودگی میں فروخت کر سکتا ہے۔ ۱۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

اوّل۔ جاٹ

۱- ہندو رندھاوا جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر - بے اولاد شخص جدی زمین منتقل نہیں کر سکتا - ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء

۲- ہندو اولک جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر - سوتیلے پسر کے حق میں ہبہ بموجودگی ساتویں پشت کے جائز نہیں - ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء -

۳- ہندو رندھاوا جاٹان تحصیل وضلع امرت سر - بے پسر شخص بھتیجوں کی موجودگی میں اجنبیوں کے پاس منتقل نہیں کر سکتا - ۱۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۴- ہندو لبسرا جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر - بے پسر شخص کو جدی زمین منتقل کرنے کا اختیار - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۵- مسلمان سنگھر جاٹان تحصیل وضلع امرت سر - انتقال جدی زمین بلا ضرورت منجانب بے پسر شخص بحق اجنبی چھٹی پشت کی موجودگی میں ناجائز ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۶- ہندو سندھو جاٹان ضلع امرت سر - مرد منتقل نہیں کر سکتا - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

دوم - کھتری

اول کھتریان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر - اجنبی کے نام وصیت جائز ہے - بار ثبوت معترض پر - ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

سوم - سدھ

سدھ بیراگیان ضلع امرت سر - جدی زمین کی فروخت ناجائز ہے - ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

اول - آوان

ضلع شاہپور

۱- مسلمان آوانان تحصیل خوشحال ضلع شاہپور - بے پسر شخص کی جانب سے جدی جائداد کا ہبہ بحق بیوی کے برادر کے جو بعید جدی تھا - سوتیلے بھائیوں کی موجودگی میں جائز ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء -

۲- آوانان ضلع شاہپور - مرد اجنبی کے نام منتقل کر سکتا ہے - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۳- آوانان ضلع شاہپور - مرد اجنبی کے نام منتقل کر سکتا ہے - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

دوم - گوندل

ضلع شاہپور کے گوندل - ہبہ منجانب بے پسر شخص بحق سوتیلے پسر کے

ناجائز ہے۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء۔

سیالکوٹ

## اوّل۔ راجپوت

موسکائی راجپوتان تحصیل و ضلع سیالکوٹ۔ بے پسر شخص کی جانب سے ہبہ بحق سوتیلا پسر ناجائز ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲۔ صالح راجپوتان ضلع سیالکوٹ۔ بے اولاد شخص کی جانب سے بلاضرورت بیع جائز ہے۔ بار ثبوت جدیوں پر ہے۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

## دوم۔ جاٹ

۱۔ ہندو چیماں جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ بے اولاد شخص جدی زمین منتقل نہیں کرسکتا۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ مسلمان چیماں جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ مرد بلاضرورت منتقل کرسکتا ہے۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

۳۔ چیماں جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ اجنبی کے نام وصیت ناجائز ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۴۔ جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ اجنبی کے نام ہبہ جائز نہیں۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

جالندھر

## اوّل۔ جاٹ

ہندو منی جاٹان ضلع جالندھر۔ پسر سوتیلے کے حق میں جس نے سالوں تک زمین پر کام کیا ہو۔ زمین کے ایک حصہ کا ہبہ جائز ہے۔ یہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ واہب کے گھر میں رہتا تھا۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔

۲۔ ہندو ہیین جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر۔ ہبہ منجانب بے پسر شخص بحق سوتیلے پسر کے جائز ہے۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۳۔ ہندو بڑائچ جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص مشترکہ کھاتہ میں اپنا حصہ بموجودگی قریبی جدیان منتقل نہیں کرسکتا۔ ۱۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۴۔ ہندو لدھڑ جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص پانچویں اور چھٹی پشت کی موجودگی میں اجنبی کے پاس منتقل نہیں کرسکتا۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۵۔ ہندو سندھو جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص بموجودگی

بھتیجوں کے جدی زمین منتقل نہیں کرسکتا - ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء
۶ - ہندو سندھو جاٹان ضلع جالندھر - زمین استمراری پٹہ پر دیجا سکتی ہے - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء
۷ - ہندو جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر - انتقال بجز ضرورت کے جائز ہے - بار ثبوت جدیوں پر ہے - ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء
۸ - ہندو گھسا جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر - مرد ضرورت کے بغیر منتقل کرسکتا ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء
۹ - ہندو کول جاٹان تحصیل پھلور ضلع جالندھر - مرد اپنی زمین بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتا - ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## دوم - راجپوت

۱ - مسلمان کھوکھر راجپوتان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر مرد کی جانب سے جدی زمین کے حصہ کا ہبہ بموجودگی پسران بحق رشتہ داران بیوی ناجائز ہے - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -
۲ - مسلمان نارو راجپوتان تحصیل و ضلع جالندھر - بے پسر شخص جدی جائداد منتقل نہیں کرسکتا - بار ثبوت منتقل الیہ پر ہے - ۱۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء
۳ - راجپوتان ضلع جالندھر ہبہ بحق برادر بموجودگی دیگر برادر کے جائز ہے - ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## سوم آوان

آوانان ضلع جالندھر - بے اولاد شخص اجنبیوں اور غیر جدیوں کے نام منتقل کرنے کا مجاز نہیں - ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

گجرات

## اول - جاٹ

۱ - مسلمان وڑائچ جاٹان تحصیل و ضلع گجرات - سوتیلے پسر کے نام سالم کھاتہ کا ہبہ باخراج قریبی جدیان جائز نہیں - ۱۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء
۲ - مسلمان جاٹان سنگریال گوت تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بے پسر شخص اجنبی کے پاس جدی زمین منتقل نہیں کرسکتا - ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۳۔ مسلمان وڑائچ جاٹان تحصیل وضلع گجرات۔ بے پسر شخص بموجودگی قسوہی جدیان جدی زمین منتقل نہیں کرسکتا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۴۔ وڑائچ جاٹان ضلع گجرات۔ اجنبی کے نام ہبہ جائز ہے۔ ۱۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

دوم۔ سید

سیدان قصبہ گجرات جو موضع میں زمین کے مالک ہیں۔ انتقال جدی زمین جائز نہیں۔ بار ثبوت منتقل الیہ پر۔ ۱۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

سوم۔ گجر

مسلمان گجران تحصیل دتا والی ضلع گجرات۔ بھائی کی موجودگی میں بے اولاد شخص سوتیلے پسر کے نام ہبہ نہیں کرسکتا۔ ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

چہارم۔ وریا

وریا ضلع گجرات۔ بے اولاد شخص بلاضرورت منتقل کرسکتا ہے۔ ۱۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

پنجم۔

موضع چک چوہٹر ضلع گجرات۔ بے اولاد شخص ہبہ کرسکتا۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

گوجرانوالہ

جاٹ

ہندو وچیاں جاٹان ضلع گوجرانوالہ۔ ہبہ منجانب بے پسر شخص مشتر اراضی بحق سوتیلا پسر چھٹی اور ساتویں پشت کی موجودگی میں جائز نہیں۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

رہتک

جاٹ

ہندو جاٹان تحصیل سانگلہ ضلع رہتک۔ سوتیلے پسر کے حق میں ہبہ۔ اگر جدی کی رضامندی سے کیا جائے جائز ہے۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

اول۔ راجپوت

۱۔ مسلمان گنگال راجپوتان تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی بے پسر شخص تیسری پشت کی موجودگی میں جدی زمین اجنبی کے نام ہبہ کرنے کا مجاز نہیں۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔

۲۔ مسلمان گجران ضلع راولپنڈی۔ سالم جدی زمین کا ہبہ بحق اجنبی بموجودگی

شریکی جدیاں جائز ہیں۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۱ء

## دوم - گجران

مسلمان گجران ضلع راولپنڈی۔ تمام جدی زمین کا ہبہ بموجودگی بھائی کے پوتے کے اجنبی کے نام ناجائز ہے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء۔

## سوم - آوان

آوانان راولپنڈی۔ ہبہ منجانب بے پسر شخص بحق سالی کے پسر کے جائز ہے ۲۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

## اوّل - آوان

کانگڑہ

مسلمان آوانان تحصیل نورپور ضلع کانگڑہ۔ یہ رواج کی پیروی کرتے ہیں۔ انتقال جائز نہیں۔ بار ثبوت منتقل الیہ پر۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

جہلم

۱۔ آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم۔ اجنبی کے حق میں وصیت جائز ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔

۲۔ آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم۔ اجنبی کے حق میں وصیت جائز ہے۔ ۸۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

۳۔ آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم۔ اجنبی کے حق میں وصیت جائز ہے۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء

## دوم راجپوت

راجپوتان ضلع جہلم۔ واہب کی ہمشیرہ کے خاوند کے حق میں ہبہ جائز ہے۔ ۱۳۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء

## اوّل - ارائیں

لاہور

۱۔ مسلمان ارائیان ضلع لاہور۔ جس شخص کے پسر جوان ہوں وہ بجز ان کی رضامندی کے منتقل نہیں کر سکتا۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء

۲۔ آوانان ضلع لاہور۔ بے پسر شخص منتقل نہیں کر سکتا۔ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

## دوم - جاٹ

۱۔ ہندو ڈہلا جاٹان ضلع لاہور۔ ہبہ جائز نہیں۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء۔

۲۔ ہندو سندہو جاٹان تحصیل قصور ضلع لاہور۔ مرد بلا ضرورت منتقل کرسکتا ہے۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

لودھیانہ

## جاٹ

ہندو سدہو خیلی جاٹان ضلع لودہیانہ۔ رہن بلا ضرورت جائز ہے۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

گورداسپور

## اوّل۔ راجپوت

۱۔ مسلمان موج راجپوتان ضلع گورداسپور۔ بے پسر شخص ضرورت کے بغیر جدی زمین منتقل نہیں کرسکتا۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۲۔ مسلمان راجپوتان کھٹی گوت ضلع گورداسپور۔ بے اولاد شخص جدی زمین بموجودگی جدیان منتقل نہیں کرسکتا۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

## دوم۔ کھتریان

کھتریان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بے پسر شخص نے جائداد بلا ضرورت منتقل کی۔ پانچویں پشت نے تنازعہ کیا۔ بیع زر بدل کے واسطے ہوا تھا۔ تنازعہ نہیں ہوسکتا تھا۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

## سوم۔ سیّد

گیلانی سیدان ضلع گورداسپور۔ ۹ پشتوں سے سالم موضع کے مالک تھے۔ بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتا۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

## چہارم۔ جاٹ

۱۔ ہندو جاٹان گداری گوت تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بے پسر شخص قریبی جدی زمین بموجودگی قریبی رشتہ داران منتقل نہیں کرسکتا۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ ہندو جاٹان ضلع گورداسپور۔ بے پسر شخص بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتا۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔

بنوں

## اوان

آوانان میانوالی تحصیل و ضلع بنوں۔ بے پسر شخص کو جدی زمین بیع کرنے کا غیر محدود

اختیار ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء۔

## اوّل - برہمن

انبالہ

برہمنان تحصیل جگادھری ضلع انبالہ۔ اجنبی کے نام ہبہ منجانب مرد جدیوں کی موجودگی میں جائز نہیں۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

## دوم - بقال

بقالان ضلع انبالہ۔ بیوی کے بھائی کے پسر کے حق میں ہبہ جائز ہے۔ ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

## جاٹ

دہلی

۱۔ ہندو گھتوال جاٹان ضلع دہلی۔ جدی زمین کا ہبہ منجانب مرد بموجودگی بھتیجوں کے جائز نہیں۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۲۔ ہندو ڈوگر جاٹان تحصیل و ضلع دہلی۔ مرد جدی کا ہبہ نہیں کرسکتا۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

## اوّل - جاٹ

فیروزپور

۱۔ ہندو دھاریوال جاٹان ضلع فیروزپور۔ بے اولاد شخص جدی جائداد اجنبی کے پاس فروخت نہیں کرسکتا۔ ۱۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲۔ ہندو سندھو جاٹان تحصیل موگہ ضلع فیروزپور۔ جو رہن بدل کے واسطے ہو بھتیجا اعتراض نہیں کرسکتا۔ ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۳۔ سندھو جاٹان ضلع فیروزپور۔ ایک مالک جدیوں کی موجودگی میں نہ بیچ سکتا ہے۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

۴۔ جاٹان ضلع فیروزپور۔ منقسمہ زمین کا ہبہ جائز ہے۔ ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۲ء

۵۔ سندھو جاٹان ضلع فیروزپور۔ بیوی کے بھائی کے حق میں ہبہ ناجائز ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

## دوم - باوریان

ضلع فیروزپور۔ مدعی یہ ثابت نہ کرسکا کہ ان میں بے پسر شخص دیگر زراعت پیشہ اشخاص کی طرح حاضر دست منتقل نہیں کرسکتا تھا۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

متفرق

مرتہنجا ئما و رہن کی - جدیوں سے جنہوں نے دین اسلام قبول کیا تھا اعتراض کیا - بارثبوت ان پر تھا کہ انکو منصب حاصل ہے - جس کو یہ ثابت نہ کر سکے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲- انتقال جائز تھا - بارثبوت جدیوں پر تھا - انتقالات کو روکنے کے واسطے کوئی عام رواج نہیں - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۳- ہندو جاٹان - ہبہ یا وصیت اجنبی کے نام ناجائز ہے ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

۴- کھوکھران - بے پسر شخص جدّی زمین بحق سوتیلے پسر کے ہبہ نہیں کرسکتا - ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

# باب بست وہشتم

## جدیوں کے نام انتقال

۱- بارثبوت - پنجاب ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے ایام میں عدالتوں کا میلان ہبوں کو قائم رکھنے کی طرف تھا - بالخصوص مسلمانوں کے ان مقدمات میں جن میں ہبہ جدیوں کے نام ہوا تھا - اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس قسم کے ہبے اُن ہبوں سے مختلف ہیں - جو قریبی ورثہ جدیوں کی موجودگی میں مستورات یا دیگر اولادوں کے مابین کئے جائیں - اور اس تمیز کی وجہ یہ تھی کہ اوّل الذکر صورت میں زمین خاندان کے ممبروں کے قبضہ سے باہر نہیں جائے گی - حالانکہ موخر الذکر صورت میں سوسائٹی میں اجنبیوں کے داخل ہونیکا خدشہ تھا - (جس سے مستورات کے خاوندوں سے مراد ہے) - مگر اس کے بعد ایک وارث کے حق میں بخارج دیگر وارثوں کے منتقل کرنے کے اختیار کی نسبت تحقیقات ہونے لگی - مثلاً ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء میں یہ ثابت کرنیکا بار معترض پر عائد کیا گیا تھا کہ ہبہ ایک وارث کے حق میں ناجائز ہے - نمبر ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء اور نمبر ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء نے جو دونو اجلاس کامل کے مقدمات تھے - ان ہبوں کے برخلاف قیاس پیدا کیا - مگر ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - اور ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء میں یہ قرار پایا ہے کہ

جہاں مدعی متوفی شخص کے صرف بعیہ جدی ہوں۔ اور وہ شخص جس کے حق میں ہبہ کیا جائے۔ اسی پشت میں جدی ہو تو مدعیوں کو یہ ثابت کرنا لازم ہوتا ہے کہ اس قسم کا انتقال بروئے رواج ناجائز ہے۔ رصاحب جج (۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۹۱) فرماتے ہیں کہ جو بڑا اصول ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء۔ اور زیر تعمیل دیگر مفصلات میں پایا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جائداد شخصی مالک کا قطعی ملک ہونے سے بڑھ کر قوم یا خاندان کا ملک ہوتی ہے۔ لہذا جو شخص اس پر قابض ہو وہ قوم یا خاندان کو نقصان پہونچانے کے واسطے اسکو منتقل نہیں کر سکتا۔ اس لئے مدعیوں کو ثابت کرنا لازم ہے کہ انتقال بروئے رواج ناجائز تھے۔

مگر دیگر مقدمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسبارہ میں کسی خاص رواج کے ثبوت کی عدم موجودگی میں قیاس پیدا ہوتا ہے کہ بے پسر مالک کو اپنی جدی زمین بذریعہ ہبہ ایک وارث کے نام منتقل کرنیکا اختیار نہیں جس سے دیگر ورثاء کو نقصان پہونچے۔ دیکھو ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ ۵۶ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۴ء۔ اور ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء۔ آخری فیصلہ ۹۲ پنجاب ریکارڈ میں چیٹرجی صاحب جج۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء اجلاس کامل نے بروئے رواج ان مقدمات میں پدری حق کے سوال کا فیصلہ کرنے کے طریق میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ جن میں پدری رشتہ داروں نے بے اولاد نرینہ مالک کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازعہ کیا تھا کہ اس حق کو یہاں تک تسلیم کیا تھا کہ یہ ثابت کرنے کا بار ان کو تحکم کرنے کا اختیار نہیں انپر عائد کیا گیا تھا۔ جنہوں نے اس کا اصرار کیا تھا۔" یہ قاعدہ بلاشبہ اس وقت تعلق رکھتا ہے۔ جب کہ مساوی درجہ کے پدری رشتہ داروں کے مابین تنازعہ ہو۔ اور اس وقت پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ سابق مقدمات کی سند متنزل ہو۔

بار ثبوت اس پر ہے جو یہ بیان کرے کہ پدری رشتہ دار کے نام ہبہ جائز ہے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔ ۱۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

گجرات

## دوم - جدیوں کے حق میں انتقال کے مقدمات کا خلاصہ :-

### اوّل - جاٹ

۱- وڑائچ جاٹان تحصیل پھالیہ ضلع گجرات - مرد جدی زمین کا ہبہ ایک برادر کے حق میں باخراج دوسرے برادر کے پسروں کے اس وقت بھی نہیں کر سکتا - جب کہ خدمات کی گئی ہوں - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲- مسلمان سدھ جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - قریبی نرینہ پدریوں کی موجودگی میں بے پسر شخص اپنی ہمشیرہ کے پسر یا پوتے کے نام ہبہ نہیں کر سکتا - بار ثبوت موہوب الیہ پر - ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳- مسلمان وڑائچ جاٹان تحصیل پھالیہ ضلع گجرات - خدمات کے بدل میں جدی زمین کا ہبہ اور نیز آئندہ پرورش کے بدل میں جائز ہے - جب کہ بھتیجوں کے نام ہو - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۴- مسلمان جاٹان تحصیل و ضلع گجرات - مساوی درجہ کے وارث کے حق میں ہبہ جائز ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

### دوم - گجران

۱- گجران تحصیل و ضلع گجرات - مرد کو دو بھتیجوں کے پاس باخراج دو دیگر برادروں کے زمین فروخت کرنے کا اختیار ہے - بار ثبوت بھائیوں پر - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء -

۲- مسلمان گجران کھٹانان گوت تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بے پسر شخص کی جانب سے بھتیجے کے نام ہبہ بموجودگی پدری رشتہ داران جائز نہیں - ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۳- گجران ضلع گجرات - جدیوں کے نام ہبہ جائز ہے - ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

### سوم - ارائیں

ارائیان تحصیل و ضلع گجرات - حقیقی چچیرے برادر کے پسر کے حق میں ہبہ بموجودگی بھائی کے پسروں کے جائز نہیں - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

### چہارم - برہمنان

برہمنان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - بے پسر شخص کی جانب سے بھائی

کی موجودگی میں بھتیجے کے نام ہبہ جائز نہیں۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء۔

## پنجم۔ کھوکھر

مسلمان کھوکھران تحصیل و ضلع گجرات۔ چچیرے برادر کے نام ہبہ جو ہمشیرہ زادہ بھی ہو جائز نہیں۔ بار ثبوت برادر منکر پر۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

جہلم

## اوّل۔ راجپوت

۱۔ مسلمان مَیرا راجپوتان تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ سالم جائداد کا ہبہ بھائی کے دو پوتوں کے نام بہ اخراج بھتیجوں اور انکے پسروں کے جائز ہے۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

۲۔ مسلمان چوہان راجپوتان تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ ایک بے پسر شخص جدی زمین کا حصہ اپنے بھتیجوں میں سے ایک کے نام بموجودگی دیگر ورثاء کے ہبہ نہیں کرسکتا۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

## دوم مغل

۱۔ سچاکھیرا مغلان ضلع جہلم۔ جدی جائداد کے ایک حصہ کا ہبہ بحق چچیرا برادر بموجودگی پسر جائز نہیں۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء

## سوم۔ آوان

اعوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم۔ مرد جائداد جدی کی بابت وصیت نہیں کرسکتا ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء۔

## چہارم۔ نہر

نہران تحصیل چکوال ضلع جہلم صرف ایک وارث کے حق میں وصیت کرسکتا ہے۔ ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۲ء

## پنجم کہوٹ

مسلمان کہوٹان تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ بے پسر شخص کیجانب سے ہبہ بحق قریبی پدری رشتہ دار جس سے قریبی جدی راضی ہوگئے ہوں جائز ہے۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۰ء۔

## ششم۔ جاٹ

مسلمان کینال جاٹان ضلع جہلم۔ سالم جدی زمین کا ہبہ داماد کے پسر کے حق

میں بھائی کی موجودگی میں جائز ہے۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

## ہفتم گجران

کھتاں گجران ضلع جہلم۔ بے اولاد شخص یا اس کی بیوہ کو جدی زمین کا جدی کے نام ہبہ کرنے کا اختیار نہیں۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

## آوان

شاہ پور

۱۔ آوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور۔ ہبہ بجانب نرینہ مالک مشترزمین بحق حقیقی بھتیجا ناوجود اور اخیافی بھائی ہو جائز ہے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ آوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور۔ جدی زمین کا ہبہ بجانب بے پسر شخص بحق بعیدہ جدی جو بہت بعید ہے اور جو بیوی کا ہے، سگی ہمشیرہ موجودگی سوتیلے برادروں کے جائز ہے۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳۔ آوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور۔ جدی جائداد کا مرد اپنی نرینہ اولاد کی عدم موجودگی میں اپنے جدی رشتہ داروں میں سے ایک کے نام منتقل کرنیکا غیر محدود اختیار رکھتا ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

## اول۔ مہتم

ہوشیار پور

ہندو مہتمان ضلع ہوشیارپور۔ ایک مرد اپنے بھتیجے کے نام باخراج دوسرے کے ہبہ کر سکتا ہے۔ اس مقدمہ میں موہوب الیہ نے عرصہ دراز تک واہب کی خدمت کی تھی۔ اور زمین کا انتظام کرتا رہا تھا۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

## دوم۔ راجپوت

۱۔ مسلمان [illegible] راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ [illegible] کی بابت مسلم جائداد کا ہبہ بحق بھتیجہ [illegible] باخراج [illegible] جائز ہے۔ [illegible] موہوب الیہ بطور پسر واہب کے ساتھ رہتا تھا۔ [illegible] پنجاب ریکارڈ [illegible] ء

۲۔ ہندو کھجی راجپوتان تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔ مرد اپنی جدی زمین ایک جدی کے نام بموجودگی دیگر جدیوں کے ہبہ نہیں کر سکتا۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

۳۔ مسلمان نارو راجپوتان ضلع ہوشیارپور ایک جدی کے حق میں ہبہ جدی منقولہ

قنوجی تھے جس قدر کہ معترض تھے جائز قرار نہیں پایا تھا۔ بارِ ثبوت موہوب الیہ پر تھا۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۴۔ مسلمان رنوار راجپوتان تحصیل دسوہ ضلع ہوشیارپور موہوب الیہ کے نام ہبہ اس صورت میں جائز ہے جب کہ یہ مساوی درجہ میں ہو۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

## سوم۔ جاٹ

۱۔ ہندو گل جاٹان تحصیل دسوہ ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ منجانب بے پسر شخص مشتمل جدی زمین بحق بعض ورثاء باخراج دیگر ورثاء کے۔ اُس وقت جائز ہوتا ہے جب کہ یہ خدمات کے بدل میں ہو۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۲۔ ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ منجانب بے پسر واہب بحق بھتیجا کے پسر کے مساوی ورثاء کی موجودگی میں جائز ہے۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۳۔ کنگ جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ منجانب جدی جائز ہے۔ جب کہ موہوب الیہ نے خدمات کی ہوں۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ سن۱۹۰۱ء۔

۴۔ دہات جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ بحق پدری رشتہ دار جس نے خدمات کیں جائز قرار پایا تھا۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

## چہارم۔ گجران

مسلمان گجران تحصیل و ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ منجانب بے اولاد واہب بحق دو برادرزادگان بموجودگی دیگر بھتیجوں کے ناقص ہے۔ بارِ ثبوت منتقل الیہم پر ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

گورداسپور

مسلمان ویرال جاٹان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ بے پسر واہب کی جانب سے جدی کے پاس فروخت مساوی درجہ کے جدیوں کی موجودگی میں جائز ہے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء۔

۲۔ ہندو جاٹان گوت کیلوں تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بے پسر واہب کی جانب سے دسویں پشت کے جدی کے پاس بیع کیا۔ ساتویں اور آٹھویں پشت والوں نے اعتراض کیا۔ جائز قرار پایا۔ بارِ ثبوت مدعیوں پر تھا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

جالندھر

۱۔ ہندو کنگ جاٹان ضلع جالندھر بے پسر واہب کی جانب سے ہبہ بحق ایک بھتیجا کے بموجودگی مساوی درجہ کے جدیوں کے جائز ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۰ء

۲۔ گل جاٹان تحصیل پھلور ضلع جالندھر۔ بے اولاد واہب جدی زمین بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جدیوں کے پاس منتقل نہیں کرسکتا۔ ۱۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء

۳۔ ہندو اتوال جاٹان تحصیل نوانشہر ضلع جالندھر۔ چھٹی پشت کے پاس انتقال بموجودگی پانچویں اور چھٹی پشت والوں کے جائز قرار پایا تھا۔ بار ثبوت معترضوں پر۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

۴۔ ہندو لدھرا جاٹان ضلع جالندھر۔ ہبہ منجانب بے پسر واہب بحق اس کے بھتیجوں کے بموجودگی دوسروں کے جائز ہے۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء

## دوم۔ راجپوتان

مسلمان نارو راجپوتان ضلع جالندھر۔ ایک برادر کے حق میں ہبہ بموجودگی دیگر برادر کے جائز ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۷ء

راولپنڈی

آوانان ضلع راولپنڈی سالم جائداد کا ہبہ بھائی کے پوتے کے حق میں بموجودگی برادر کے جائز نہیں۔ بار ثبوت موہوب الیہ پر۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء۔

## دوم۔ راجپوت

۱۔ مسلمان منگیال راجپوتان تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی۔ بے پسر واہب اپنی جدی زمین ایک بھائی کے پسروں کے نام بموجودگی پسر دیگر بھائی کے ہبہ نہیں کرسکتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

۲۔ چوہان راجپوتان ضلع راولپنڈی۔ چھٹی پشت کے نام ہبہ بموجودگی پانچویں پشت کے جائز ہے۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۶ء۔

## سوم۔ جاٹ

چیماں جاٹان ضلع راولپنڈی۔ وصیت بحق بعید حقدار بازگشت بموجودگی قریبی حقدار بازگشت جائز نہیں۔ ۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

سرسہ

## جاٹ

مسلمان جھرار جاٹان تحصیل وضلع سرسہ۔ مشترکہ جدی زمین کے ایک حصہ کا

ہبہ بحق برادرزادہ بموجودگی برادر جائز ہے - ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

امرتسر

## اوّل - جاٹ

۱- ہندو گھورایا جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر - انتقال بحق برادرزادہ منجانب بے پسر واہب دیگر قریبی جدیوں کی موجودگی میں ناقص ہے - بار ثبوت منتقل الیہ پر ہے - ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۲- ہندو جاٹان تحصیل و ضلع امرتسر - بے اولاد مالک نے بعید جدیوں کے پاس زمین فروخت کی جو معترضوں کے ساتھ مساوی درجہ پر تھے - جائز قرار پایا گیا - بار ثبوت معترضوں پر ہے - ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳- ہندو سندھو جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر - جدی زمین کی بیع بحق بعید جدیان بموجودگی قریبی جدی کے جائز نہیں - ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

## دوم - راجپوت

مسلمان راجپوتان ضلع امرتسر - بیع کرنے والا بحق منتقل الیہ جس کو منتقل کرنے والا جدیوں کی موجودگی میں - بحق جدیان بعید منتقل کر سکتا ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

## سوم - کمبوہ

ہندو کمبوہ تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر - بے پسر واہب ایک جدی کے حق میں ہبہ نہیں کر سکتا جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء -

لاہور

## جاٹ

۱- ہندو سندھو جاٹان تحصیل قصور ضلع لاہور - بے پسر واہب کی جانب سے ایک برادر کے حق میں ہبہ باخراج دوسرے برادر کے ناجائز ہے - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲- ہندو دھنا جاٹان تحصیل قصور ضلع لاہور - سنتین کی وصیت بحق بعید جدی بموجودگی قریبی جدیوں کے جائز نہیں - ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

## سید

سیدان ضلع ڈیرہ اسمعیلخان۔ بے پسر واہب کی جانب سے سالم جدی جائداد کی وصیت بحق حقیقی برادر کے پسر کے بموجودگی دیگر برادر کے جائز ہے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

اوّل۔ بڑائچ

سیالکوٹ

وڑائچان ضلع سیالکوٹ۔ جدی جائداد کا ہبہ منجانب بے پسر واہب بحق ایک وارث بموجودگی دوسرے کے ناجائز ہے۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

دوم۔ جاٹ

ہندو جاٹان گھمن گوت تحصیل وضلع سیالکوٹ۔ بے پسر مالک کو جدیوں کے پاس بموجودگی دیگر جدیوں کے جنہوں نے دین اسلام قبول کیا تھا۔ فروخت کرنے کا اختیار ہے۔ بار ثبوت معترضوں پر ہے۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

راجپوت

امبالہ

ہندو چودہرسی راجپوتان گوت اتراس تحصیل کھرڑ ضلع امبالہ۔ بے پسر مالک اپنے ورثاء میں کلاً یا جزواً زمین کی غیر مساوی تقسیم نہیں کر سکتا۔ ۹۰۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

جاٹ

گوجرانوالہ

ہندو وڑائچ جاٹان تحصیل وضلع گوجرانوالہ۔ بے وارث منتقل کرنے والا اپنی جدی جائداد بذریعہ وصیت یا ہبہ بعید جدیوں کے نام منتقل نہیں کر سکتا۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

آوانان

بنوں

آوانان ضلع بنوں۔ ایک وارث کے حق میں وصیت جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے جائز نہیں۔ ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

قریشیان

جھنگ

شیخ قریشیان قوم تلارا ضلع جھنگ۔ ایک بھائی کے حق میں ہبہ بموجودگی پسر کے جائز ہے۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

کرنال

پٹھان

پٹھانان ضلع کرنال - بھائی کے پسر کے نام ہبہ جائز ہے - ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

متفرق

۱- ہندو بے اولاد شخص نے جدی کے پاس فروخت کی جو معترضوں سے مساوی رشتہ رکھتا تھا - ناقص قرار پائی تھی - بار ثبوت منتقل الیہ پر ہے - ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

۲- ہندو جاٹ - بعید جدی کے پاس بیع جائز نہیں - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۳- ایک ہندو بروئے رواج بھتیجے کی موجودگی میں اپنے پدری رشتہ داروں میں سے ایک کے نام ہبہ نہیں کرسکتا - ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۰ء

۴- کمتا ناگجر بھتیجے کے نام ہبہ نہیں کرسکتا - ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

---

# باب بست و نہم (۲۹)

## دختر اور اس کے رشتہ داروں کے نام انتقال جائداد

عام قاعدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب جدی زمین دختر اور اس کی اولاد کے نام بموجودگی پدری رشتہ داران ہبہ کیجاتی ہے - تو اس قسم کا ہبہ زراعت پیشہ اشخاص میں جائز ہوتا ہے - بشرطیکہ پدری رشتہ دار قریبی نہ ہوں - لہذا یہ ثابت کرنیکا بار جدی پر ہوتا ہے کہ ہبہ بروئے رواج ناجائز ہے - لیکن اگر پدری رشتہ دار قریبی جدی ہوں تو پھر دختر اور اس کی اولاد کو ثابت کرنا پڑتا ہے کہ ہبہ بروئے رواج جائز ہے اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- جائداد جدی کی بابت دختر کے نام وصیت کی گئی تھی - اور آٹھویں پشت کے جدیوں نے تنازع کیا تھا - دختر قابض تھی - قرار پایا تھا کہ جدیوں کے حق میں قیاس پیدا نہیں ہوتا - انکو وارث ہونے کی نسبت فائق ترحق ثابت کرنا لازم ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء -

۲- جب جدیوں کو بہ نسبت دختروں اور ان کی اولادوں کے وارث ہونے

کی نسبت فائق ترجیح حاصل ہو تو دختروں کے نام ہبہ ناجائز ہوتے ہیں - ۱۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء -

۳ - جب پدری رشتہ داروں کو وارث ہونے کی نسبت دختروں کے پسروں سے فائق ترجیح حاصل ہو - موخرالذکر کے نام ہبے جائز نہیں - ۴۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

۴ - بادی النظر میں قیاس ان ہبوں کے جواز کے برخلاف ہے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء

۵ - مگر سنہ ۱۸۸۰ء سے پہلے قانون مختلف تھا - ۳۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۰ء میں جس میں سوال یہ تھا کہ آیا ضلع ہوشیارپور کے ارائیوں میں بروئے رواج بے اولاد مالک کو اپنی سالم جائداد اپنے نواسہ کے نام ہبہ کرنے کا اختیار ہے - پلوڈن صاحب جج نے (جنہوں نے بعد میں نواسہ کے مقابلہ پر جدیوں کے حقوق کی بزور تائید کی) صفحہ ۱۵۷ پر اسطرح بیان کیا تھا - "بنظر مشہورہ مقدمات (۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۹ء - ۵۵ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء - ۵۴ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء - ۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء - ۴۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۲ء - ۲۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۶ء - ۲۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۵ء - ۳۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۶ء - ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء - ۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء - ۳۴ پنجاب ریکارڈ سنہ [illegible]ء - ۸۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۳ء) گذشتہ ۱۲ سال میں ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ بے پسر مالک کی جانب سے جدی زمین کی اجزو کا انتقال بحق اسکے نواسے کے پنجاب کے عام رواج کے برخلاف ہے"۔

۶ - قیاس یہ ہے کہ دختر کے نام جائداد جدی کا ہبہ یا وصیت بلا رضامندی برادر کے ناجائز ہے - ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۹۸ -

۷ - "یہ بیان کہ بے پسر مالک کو دختر کے پسر کے نام ہبہ کرنے کا اختیار ہے انتقال کے بلا روک ٹوک اختیار کے بارہ میں بیان نہیں - ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء (۴۰ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۴۴) -

**دوم - دختر کے حق میں انتقالات کے مقدمات کا خلاصہ -**

**نوٹ - یہاں لفظ دختر میں دختر کے پسر - بھائی کی دختر - اور پسر کی**

دختر شامل ہیں۔

## اوّل ۔ مغل

مغلان تحصیل قصور ضلع لاہور ۔ بے پسر شخص کی جانب سے اس کی دختر نام باخراج پدری رشتہ داران جائز ہے ۔ ۱، پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء ۔

## دوم ۔ جاٹ

رتال جاٹان تحصیل و ضلع لاہور ۔ بے پسر شخص کیجانب سے دختر کے نام سالم جائداد کی وصیت جس میں جدی زمین شامل تھی ۔ جائز ہے ۔ بار ثبوت آٹھویں پشت کے جدی پر تھا ۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

## اوّل ۔ سید

سیدان تحصیل و ضلع راولپنڈی ۔ ہبہ بحق نواسہ جائز نہیں ۔ ۸۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء ۔

## دوم ۔ آوان

۱ ۔ آوانان تحصیل و ضلع راولپنڈی ۔ جدی زمین کی وصیت منجانب بے پسر شخص بحق دختر بموجودگی حقیقی برادر کے جائز ہے ۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

۲ ۔ آوانان قصبہ راولپنڈی ۔ ہبہ بحق دختر ناجائز ہے ۔ ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

## سوم ۔ گجر

گجران تحصیل گجر خان ضلع راولپنڈی ۔ بے پسر شخص اپنی سالم جدی زمین بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران دختر اور اس کے پسروں کے نام ہبہ کرسکتا ہے ۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

## چہارم ۔ راجپوت

مسلمان راجپوتان ضلع راولپنڈی ۔ منکوحہ دختر کے نام ہبہ جائز ہے ۳۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

۱ ۔ مسلمان ہریا جاٹان تحصیل و ضلع سیالکوٹ ۔ تمام جدی زمین کا ہبہ بھائی کی دختر کے حق میں جو معہ اپنے خاوند کے واہب کے ساتھ رہتی تھی ۔ اور اس کی

خدمات کرتی تھی۔ بھائیوں کے پسروں کی موجودگی میں جائز نہیں۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۲۔ مسلمان بسرا جاٹان تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ۔ دختر کے نام ہبہ بموجودگی دوسرے درجہ کے وارث کے اس صورت میں بھی ناجائز ہے جب کہ خاوند خانہ داماد ہو۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۳۔ مسلمان گھورایا جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ بار ثبوت موہوب الیہ پر۔ جدی جائداد کا ہبہ منجانب بے پسر مالک بحق دختر بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جائز نہیں۔ ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۴۔ ہندو گھمن جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ جدی جائداد کا ہبہ منجانب بے پسر مالک بحق دختر ½ حصہ تک جائز ہے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۵۔ چیہاں جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ ہبہ بحق نواسہ اسی حد تک جائز ہے جہاں تک ماں کے نام ہو۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۶۔ مسلمان گھمن جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ ہبہ منجانب بے پسر شخص مشتر جدی جائداد بحق بیٹیاں بجز ½ حصے کے ناجائز ہے۔ ۷۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۴ء

## دوم۔ معماران

معماران تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ۔ بے پسر ½ حصہ بہ ترجیح پانچویں پشت بحق دختر ہبہ کر سکتا ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

## سوم آوان

آوانان ضلع سیالکوٹ۔ باوجود رواج عام کے برعکس ہونے کے دختر کے نام ہبہ جائز قرار پایا تھا۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

## اوّل۔ پٹھان

کیمبل پور

پٹھانان تحصیل اٹک ضلع کیمبل پور۔ بے پسر مالک کی جانب سے مشترکہ کھاتہ میں اپنے حصہ کا ہبہ بحق نواسہ جائز ہے۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

## اوّل۔ آوان

گجرات

آوانان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ دختر کے نام ہبہ جب کہ خاوند خانہ داماد

تھا جائز ہے ۔ مگر اس دختر کے نام جس کا خاوند ایسا نہ ہو ۔ ناجائز ہے ۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء ۔

## دوم ۔ جاٹ

۱۔ مسلمان جاٹان تحصیل پھالیہ ضلع گجرات ۔ اس دختر کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے ۔ مگر اس وقت نہیں جب کہ اس کا خاوند ایسا نہ ہو ۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء ۔

۲۔ مسلمان تنگیال جاٹان ضلع گجرات ۔ سالم زمین کا ہبہ بحق دختر جس کا خاوند خانہ داماد ہو ۔ جائز ہے ۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء ۔

۳۔ مسلمان جاٹان ضلع گجرات پوتی کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد تھا ۔ جائز ہے ۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۴۔ مسلمان وڑائچ جاٹان ضلع گجرات ۔ پوتی کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد نہ ہو ۔ جائز نہیں ۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء ۔

۵۔ مسلمان ستھوکتیال جاٹان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ایک مرد اپنی دختر کے نام ہبہ کرنے کا مجاز ہے ۔ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

## سوم ۔ گجران

۱۔ مسلمان گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات ۔ دختر کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے ۔ ۱۰۹ ۱۸۹۱ء

۲۔ مسلمان چوہان گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بے پسر شخص کی جانب سے اس کی سالم زمین کا ہبہ بحق دختر بموجودگی برادر زادہ جائز نہیں ۔ ۱۲۲ ۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء ۔

۳۔ کھٹانا گجران ضلع گجرات ۔ نواسہ کے نام ہبہ ناجائز ہے ۔ ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۴۔ گجران ضلع گجرات ۔ ہبہ بحق نواسہ جس کو بے پسر شخص نے پرورش کی ۔ اور یہ اس کے ساتھ بود و باش رکھتا تھا ۔ جائز ہے ۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۔

۵۔ مسلمان گجران ضلع گجرات ۔ دختر اور اس کے خاوند کے نام وصیت کرنا اُس وقت جائز ہے ۔ جب کہ موخر الذکر خانہ داماد ہو ۔ مگر بنوع دیگر نہیں ۔ ۲۵

پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

۲۔ گجران ضلع گجرات۔ ہبہ بحق نواسہ جائز ہو۔ ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

## چہارم ۔ سید

بخاری سیدان ضلع گجرات ۔ بے پسر شخص اپنی سالم جدی جائداد بموجودگی قریبی جدیان دختر کے نام وصیت کرنے کا مجاز ہے ۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

*کرنال*

## کلال

کلالان تحصیل کیتھل ضلع کرنال ۔ جدی زمین کا ہبہ بحق نواسہ بموجودگی واہب کے برادر کے پوتوں کے جائز نہیں ۔ ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

*انبالہ*

## جاٹ

۱۔ ہندو و ہندی جاٹان ضلع انبالہ ۔ ہبہ دختر کے حق میں وصیت جو سالہا سال سے موصی کے ساتھ رہتی ہو ۔ جائز ہے ۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ مسلمان جاٹان تحصیل روپڑ ضلع انبالہ ۔ ہبہ بحق دختر بموجودگی بھتیجوں کے جائز نہیں ۔ ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۶ء

## دوم ۔ راجپوت

مسلمان نارو راجپوتان ضلع انبالہ بے پسر شخص اپنی جائداد کا حصہ بموجودگی بھتیجوں کے اپنی دختر کے نام ہبہ نہیں کر سکتا ۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

## سوم ۔ کلال

کلالان ضلع انبالہ ۔ بے پسر شخص کی جانب سے دختر اور دختر کے نام ہبہ جائز نہیں
۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

## چہارم ۔ شیخ

مسلمان شیخان ضلع انبالہ ۔ ہبہ بحق نواسہ بموجودگی بھتیجوں کے ناجائز ہے ۔
۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۔

*جالندھر*

## اوّل ۔ ارائیں

ارائیان ضلع جالندھر ۔ ہبہ بحق دختر اور اس کے پسروں کے جائز ہے ۔
۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ ارائیاں ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص کی جانب سے اس کی سالم جائداد کا ہبہ بحق دختر بموجودگی بھائی کے پسروں کے جائز نہیں۔ بار ثبوت موہوب الیہ پر۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۳۔ ارائیان ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص کی جانب سے سالم جائداد کا ہبہ بحق نواسہ بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جائز ہے۔ ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۴۔ ارائیان تحصیل نکودر ضلع جالندھر۔ ہبہ بحق نواسہ یا پسر کی دختر کے جائز ہے۔ بالخصوص جب کہ یہ دختر کے پسر کے ساتھ بیاہی ہو۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

## دوم۔ راجپوتان

۱۔ مسلمان گوریماہ راجپوتان ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص کی جانب سے جدی جائداد کا ہبہ بحق دختران پانچویں پشت کی موجودگی میں جائز نہیں۔ ۱۰۱ ۱۸۹۵ء پنجاب ریکارڈ

۲۔ مسلمان بھٹی راجپوتان ضلع جالندھر۔ دختر کے حق میں ہبہ۔ تیسری اور پانچویں پشت کی موجودگی میں جائز نہیں ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

## سوم۔ جاٹ

۱۔ سنجر جاٹاں ضلع جالندھر۔ نواسہ کے نام ہبہ خواہ اس کی پرورش ہی کیوں نہ کی گئی ہو جائز نہیں۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۲۔ ہندو جاٹاں ضلع جالندھر۔ ہبہ بحق نواسہ جائز نہیں۔ مگر اس صورت میں ہے جب کہ نواسہ کی پرورش کی گئی ہو ۱۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

## چہارم۔ آوان

آوانان ضلع جالندھر۔ بے پسر شخص کی جانب سے جدی جائداد کا ہبہ بحق دختر اور نواسہ تیسری پشت کی موجودگی میں جائز ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

## ارائیں

فیروزپور

۱۔ ارائیان ضلع فیروزپور۔ ہبہ بجانب بے پسر شخص جدی زمین بحق نواسہ بموجودگی برادر جائز نہیں۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۴- ہراشیان ضلع فیروزپور - بے پسر شخص اپنی جدی زمین اپنی دختر کے نام ہبہ کر سکتا ہے - جب کہ اس کا خاوند خانہ داماد ہو - ۱۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء -

جہلم

## اول - راجپوت

۱- مسلمان خانہ وگار راجپوتان ضلع جہلم - دختر کے نام ہبہ بموجودگی چچا زاد - جو ایک پشت دور ہو جائز ہے - ۱۳۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

۲- مسلمان چوہان راجپوتان تحصیل چکوال ضلع جہلم - وصیت منجانب بے پسر بحق دختر بموجودگی پدری رشتہ داران جائز نہیں - ۸۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء

۳- مسلمان راجپوتان تحصیل چکوال ضلع جہلم - دختر کے حق میں سالم جائداد کا ہبہ بموجودگی قریبی جدیان جائز ہے - ۹۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۵ء

۴- مسلمان مہر راجپوتان تحصیل چکوال ضلع جہلم - ہبہ منجانب بے پسر اپنی جدی جائداد کے نصف حصہ کی بابت بحق نواسہ جائز ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء -

۵- خاندانی راجپوتان تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم - پسر کی دختر کے حق میں ہبہ بموجودگی چچا زاد برادر جائز ہے - ۳۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء

۶- چوہان راجپوتان تحصیل چکوال ضلع جہلم - دختر کے نام ہبہ جائز نہیں - ۵۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء -

## دوم - آوان

۱- آوانان ضلع جہلم - بے پسر شخص کی جانب سے جدی زمین کا ہبہ بحق دختران بموجودگی برادر جائز نہیں - ۸۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

۲- آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم - مرد کی جانب سے نصف جائداد کا ہبہ بموجودگی پسران جائز نہیں - ابتدائی قیاس اس ہبہ کے برخلاف ہے ۷۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء -

۳- آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم - نواسہ کے حق میں ہبہ بموجودگی بھتیجا جائز ہے - نواسہ نے خدمات کی تھیں - ۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

۴- آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم - دختر کے نام ہبہ کا فیصلہ نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اس کے ساتھ قبضہ نہیں دیا گیا تھا - ۱۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء -

۵۔ آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم کا۔ دختر کے نام ہبہ جائز نہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔

## سوم۔ مغل

۱۔ مغلان تحصیل و ضلع جہلم۔ بے پسر شخص کیجانب سے نواسوں کے نام سالم جدی جائداد کا ہبہ بموجودگی برادرزادہ ناجائز ہے۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء

۲۔ بچاپران مغلان پنڈدادنخان ضلع جہلم۔ بے پسر شخص کیجانب سے نواسہ کے حق میں زمین کی وصیت جائز ہے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۱ء

۳۔ پچاسچران مغلان ضلع جہلم۔ جدی جائداد کا ہبہ بحق دختر یا مستورات بموجودگی پدری رشتہ داران جائز ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۴ء

## چہارم۔ جھنجوئے۔

جھنجوان ضلع جہلم۔ زمین کی وصیت بحق دختر جائز ہے۔ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء

## پنجم۔ کھوکھران

۱۔ کھوکھران ضلع جہلم۔ سالم جدی زمین کا ہبہ بحق دختر بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جائز نہیں۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

۲۔ گکھڑان ضلع جہلم۔ ہبہ بحق نواسہ ہمشیر جدی زمین جائز ہو۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

## ششم۔ جاٹ

۱۔ مسلمان گکھڑ جاٹ۔ تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ ہبہ بحق نواسہ جائز ہے۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء

۲۔ مسلمان جاٹان ضلع جہلم۔ دختر کے نام ہبہ کی اجازت نہیں۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء۔

## ہفتم۔ کہوٹ

کہوٹان ضلع جہلم۔ دختر کے نام ہبہ کی اجازت نہیں ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء۔

## اوّل۔ تلوکے

مسلمان تلوکان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور۔ بے پسر شخص کیجانب سے جدی زمین کا ہبہ بحق دختر جائز نہیں ۱۳۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء

### دوم - آوان

۱- آوانان ضلع شاہپور - بے پسر شخص اپنے نواسے کے حق میں وصیت کر سکتا ہے - ۲۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

۲- آوانان تحصیل خوشاب ضلع شاہپور مرد کو اپنی جدی جائداد بموجودگی پدری رشتہ داروں کے دختر کے نام ہبہ غیر محدود اختیار ہے - ۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء

### سوم - گوندل

مسلمان گوندلان ضلع شاہپور - جدی زمین کا ہبہ بحق دختر بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران ناجائز ہے - ۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء

دہلی

### سید

سیدان تحصیل بلب گڈھ ضلع دہلی - جدی زمین کا ہبہ بحق دختر منجانب بے پسر مالک جائز نہیں - ۳۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

ڈیرہ اسمعیل خان

### جاٹ

مسلمان نرن جاٹان تحصیل بھکر ضلع ڈیرہ اسمعیل خان - وصیت زمین بحق دختر اور اس کے پسروں کے ناجائز ہے - ۶۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

جھنگ

### کھتری

کھتریان ضلع جھنگ جدی زمین کا ہبہ دختر کے پسروں کے حق میں بھتیجا کی موجودگی میں جائز نہیں - ۹۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

### دوم - جاٹ

مسلمان دب جاٹان ضلع جھنگ - دختر کے حق میں ہبہ ناجائز ہے - ۸۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

امرت سر

### جاٹ

ہندو اولک جاٹان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر - دختر کے پسر کے حق میں ہبہ جائز ہے - ۱۳۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۳ء

لودھیانہ

### ارائیان

۱- ارائیان تحصیل و ضلع لودھیانہ - بے پسر شخص کی جانب سے نواسہ کے حق

میں ہبہ بموجودگی قریبی جدیان جائز نہیں۔ ۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۲۔ ارائیان تحصیل و ضلع لودہیانہ۔ بے پسر شخص اپنی زمین بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران دختر کے نام ہبہ کرنیکا مجاز نہیں۔ بار ثبوت موہوب الیہ پر ہے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۳۔ ارائیان ضلع لودہیانہ۔ ہبہ بحق دختر اُس وقت جائز ہے جب کہ پسر کی رضامندی سے کیا جائے۔ ۵۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

## دوم۔ جاٹ

بیٹان تحصیل و ضلع لودھیانہ۔ جدّی زمین کا ہبہ بحق دختر بموجودگی دادا کی اولاد کے جائز نہیں۔ بار ثبوت موہوب الیہ پر۔ ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

## سوم۔ گجران

مسلمان گجران ضلع لودھیانہ۔ بے پسر شخص اپنی جدی زمین بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران دختر کے نام وصیت کرسکتا ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

## اوّل۔ راجپوت

ہوشیارپور

۱۔ مسلمان گوریوا راجپوتان ضلع ہوشیارپور۔ ہبہ منجانب بے پسر مالک بحق نواسہ جائز نہیں۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۲۔ مسلمان راجپوتان گوت بھٹی ضلع ہوشیار۔ جدی زمین کا ہبہ بحق دختر بموجودگی تیسری اور پانچویں پشت کے ناجائز تھے۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

## دوم۔ پٹھانان

لودھی پٹھانان ضلع ہوشیار۔ جدی زمین کا ہبہ بحق نواسہ بموجودگی قریبی جدیان جائز نہیں۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## سوم۔ ارائیان

۱۔ ارائیان ضلع ہوشیارپور۔ جدی زمین کا ہبہ منجانب بے پسر شخص بحق دختر جائز ہے۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۲۔ ارائیان ضلع ہوشیارپور۔ تمام جائداد کا ہبہ بحق دختر بموجودگی پدری رشتہ داران جائز ہے۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

گورداسپور

## پٹھان

۱۔ پٹھانان تحصیل شکرگڈھ ضلع گورداسپور۔ سالم جدّی زمین کا ہبہ بحق دختر بموجودگی برادر جائز ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۲۔ پٹھانان ضلع گورداسپور جدی زمین کا ہبہ بحق نواسگان بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جائز ہے۔ ۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

ملتان

## اوّل۔ اروڑے

شہر ملتان کے اروڑے۔ ذاتی پیداکردہ جائداد کا ہبہ بحق نواسہ بموجودگی برادر جائز ہے۔ بار ثبوت موخرالذکر پر ہے۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## دوم۔ سیال۔

مسلمان مرالی سیالان ضلع ملتان۔ جدّی زمین کا ہبہ بحق نواسہ جائز ہے۔ جب دختر قریبی رشتہ دار کے ساتھ شادی کرے۔ اور اس کا خانہ داماد ہو۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

منٹگمری

## کنبوہ

ضلع منٹگمری کے کنبوہ۔ دختر کے نام ہبہ جائز نہیں۔ ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

میانوالی

## آوان

آوانان ضلع میانوالی۔ بے پسر شخص کو ہبہ یا وصیت کرنے کا اختیار ہے۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

متفرق

۱۔ ہبہ بحق نواسہ بموجودگی برادرزادہ جب زمین جدی ہو ناجائز ہے (قوم بیان نہیں کی گئی) ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

۲۔ مسلمان جاٹان بڑائچ گوت۔ ہبہ یا وصیت بحق نواسہ جائز نہیں۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔

سوم۔ خاص مقدمات جن میں ہبے بحق دختران جائز ہوتے ہیں۔ گو پنجاب کا عام رواج وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم اس قاعدہ کی مستثنیات ہیں بعض ایسے خاص مقدمات ہیں جن میں دختروں کے نام ہبے عموماً جائز قرار پائے ہیں۔ یہ صورتیں حسب ذیل ہیں:۔ (اوّل) ذاتی پیداکردہ جائداد

کے ہبہ - (دوم) ناکتخدا دختروں کے نام ہبہ (سوم) اُن اقوام میں ہبہ جو دختروں کی تائید میں ہیں (چہارم) قوم کے اندر شادی کرنے والی اقوام - اور (پنجم) ان دختروں کے نام ہبہ جن کے خاوند خانہ داماد ہوں - ان تمام صورتوں میں ہبہ معمولی طور پر جائز ہیں :-

(اوّل) ذاتی پیدا کردہ جائداد کے مقدمات :-

ملک راجپوتان ضلع جالندھر - پیدا کردہ جائداد کا ہبہ بحق دختر جائز ہے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

(دوم) ناکتخدا دختروں کے نام ہبوں کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب کے عام رواج کے مطابق یہ مرنے یا شادی کرنے تک اپنے بھائیوں کی جائداد پر قبضہ رکھنے کی مستحق ہوتے ہیں -

سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- غیر منکوحہ دختران جن کے برادر نہ ہوں تاحیات باپ کی زمین پر قابض رہنے کی مستحق ہیں - کہوٹان ضلع جہلم - ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۲- دیگر مقدمات کی بابت دیکھو وراثت دختران -

۳- آئندہ وارث کے نام ہبہ -

(سوم) اُن اقوام میں ہبہ جو دختروں پر مہربانی کرتے ہیں - مقدمات :-

۱- ضلع جہلم کے مسلمانوں میں دختروں کے نام ہبوں کی کھلے طور سے اجازت ہے - کیونکہ وہاں خانہ دامادی کا دستور مروّج نہیں - ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲- فیصلجات ظاہر کرتے ہیں کہ ضلع جہلم کے مسلمان فرقوں میں جدی زمین کے ہبہ اور وصیتیں بحق دختران پسند کئے جاتے ہیں - ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء - ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء ۱۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء -

۳- مگر قرار پایا تھا کہ چکوال ضلع جہلم کے چوہان راجپوتوں میں دختروں کے نام ہبہ جائز نہیں - ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۴۔ قرار پایا تھا کہ چکوال ضلع جہلم کے جودھان راجپوتوں میں دختروں کے نام ہبہ جائز نہیں ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء
۵۔ قرار پایا کہ چکوال ضلع جہلم کے جودھان راجپوتوں آوانان تلہ گنگ کی بابت دختر کے نام ہبہ جائز نہیں۔ ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء
۶۔ قرار پایا کہ جودھان راجپوتان چکوال ضلع جہلم میں دختر کے نام ہبہ مسلمان راجپوتان تحصیل جہلم کی بابت جائز نہیں۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء
۷۔ قرار پایا کہ جودھان راجپوتان چکوال ضلع جہلم میں دختر کے نام ہبہ کہٹان ضلع جہلم کی بابت جائز نہیں۔ ۶۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء
۸۔ سو ایسا ہی ہبہ نہیں ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۹۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نواسہ کے حق میں ہبہ کرنیکا اختیار ضلع جہلم کی مسلمان اقوام میں بہت ہی عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور بعض حالات میں بہت ہی شاذ استعمال کیا جاتا ہے جہاں سالم جدی کھاتہ ہبہ کیا جائے۔ اور بار ثبوت اس شخص پر لاحق کیا جاتا ہے۔ جو اس ہبہ کا جواز پیش کرے ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

جھنگ جدی غیر منقولہ جائداد کا ہبہ یا وصیت بحق دختر اور اس کے پسروں کے بموجودگی جدیان ضلع جھنگ کے مسلمان وب جاٹوں میں ناجائز ہے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

ہوشیار پور جالندھر اضلاع ہوشیارپور و جالندھر میں جدی زمین کے ہبہ کرنے کی نسبت بے پسر مالک کا اختیار بحق نواسہ یا دختر ہبہ کرنے کی نسبت بہت ہی وسیع طور پر عمل میں لایا جاتا ہے۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲۸۔

ارائیاں۔ "ہم تجویز کرتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی لینے سے ایک خاص بات جو ارائیوں کو بہت نمایاں کرتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ بمقابلہ دیگر زراعت پیشہ اقوام کے مستورات کے حقوق کی بہت بڑھ کر پرواہ کرتے ہیں۔ بیشک اس کی بھاری وجہ یہ ہے کہ یہ نہایت ہی قوم کے اندر شادی کرنے والے ہیں۔ لہٰذا جب زمین عورت کے قبضہ میں جاتی ہے۔ اس کا اس خاندان سے باہر جانا قرین قیاس نہیں ہوتا۔ جس سے یہ تعلق رکھتی ہے۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء صفحہ ۵۵۔

۲۔ ارائیوں کی قوم کا رواج دختر کے نام ہبہ کرنے کی نسبت مختلف مقامات میں تبدیل ہوتا ہے۔ اس امر میں کوئی بات حیرت دلانے والی نہیں کہ اس امر کے متعلق لودھیانہ کے ارائیوں کا رواج جالندھر اور ہوشیارپور کی اسی قوم کے رواج سے

مختلف ہے۔ اس قسم کا رواج قدرتی طور پر مقامی طور پر پیدا ہو گیا ہے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۳۔ ضلع لودھیانہ کے ارائیں۔ اس صوبہ میں اور اس کے پسروں کے نام ہبہ کرنے کی نسبت تمام ارائیوں پر بالعموم حاوی ہونے والا کوئی قاعدہ نہیں۔ رواج بظاہر مختلف مقامات میں تبدیل ہوتا ہے۔ مگر فیصلہ جات مندرجہ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء اور ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء کو جو اضلاع ہوشیارپور اور جالندھر کے ہیں بلاشبہ کچھ وزن دینا چاہیئے۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

۴۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء میں ضلع فیروزپور کے ارائیوں میں دختر کے حق میں ہبہ تھا۔ اور اضلاع جالندھر اور ہوشیارپور کے ارائیوں کی نظائر مشتہرہ پنجاب ریکارڈ سے یہ قیاس پیدا ہوا خیال کیا گیا تھا کہ ضلع فیروزپور میں وہی رواج ہے جو ان اضلاع میں ہے۔

(چہارم) قوم کے اندر شادی کرنے والی اقوام میں ہبہ۔ جہاں قوم اپنے حلقہ کے اندر شادی کرنے والی ہو تو دختر کے نام ہبے پسند کئے جاتے ہیں۔

مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ارائیوں کا مقدمہ۔ دختر کے نام ہبہ اس وجہ سے جائز قرار پایا تھا کہ ایک پسندیدہ امر یہ تھا کہ "قوم اپنے حلقہ کے اندر شادی کرنے والی ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء

۲۔ مغلان ضلع لاہور۔ اس دختر کے نام ہبہ جس نے اس قدر قریبی رشتہ دار کے ساتھ شادی کی جس قدر کہ معترض تھا۔ بروئے رواج جائز قرار پائی تھی "اس قوم میں اپنے حلقہ کے اندر شادی کرنے کی اجازت ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۳۔ گجران ضلع راولپنڈی۔ یہ قوم اپنے حلقہ کے اندر شادی کرنے والی ہے اور یہ دختروں کو زراعت پیشہ ہندوؤں سے بڑھکر حقوق دیتے ہیں۔ جو قوم سے باہر شادی کرنے والے ہیں۔ ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۴۔ لہذا بظاہر اس عدالت کے مشتہرہ فیصلہ جات جہاں تک وہ جاتے ہیں۔ سند ات کا وزن بموجودگی جدیان دختر کے نام انتقال کی تائید میں ہے۔ ۶۲

پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء (گجران راولپنڈی)

(پنجم) دختروں کے نام ہبہ جن کے خاوند خانہ داماد ہوں۔ دختروں کے نام ہبہ اس صورت میں جائز ہیں۔ جب کہ ان کے خاوند خانہ داماد ہوں۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:-

## سیال

ملتان

مسلمان مرال سیالان ضلع ملتان - بے پسر مالک کی جانب سے جدی زمین کا ہبہ بحق نواسگان اُس وقت جائز ہے جب یہ قریبی پدری رشتہ دار کے ساتھ شادی کرے جو خانہ داماد بھی ہو۔ ۳۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

## گجر

لودھیانہ

گجران ضلع لودھیانہ - دختر کے نام ہبہ جہاں خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

## اول - آوان

گجرات

آوانان تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - دختروں کے نام ہبہ جن کے خاوند خانہ داماد ہوں۔ جائز ہیں۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء۔

## دوم - گجر

۱- مسلمان گجران تحصیل کھاریاں ضلع گجرات - اس دختر کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ جائز ہے۔ ۱۰۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۲- مسلمان گجران ضلع گجرات - بے پسر مالک کی جانب سے اس دختر کے نام ہبہ جو اپنے باپ کے پاس رہتی ہو۔ اور اس کا خاوند اس کے ساتھ مل کر کاشت کرتا ہو۔ جائز ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۳- مسلمان گجران ضلع گجرات - اس دختر کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۴- گجران گجرات - دختر کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے۔ ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

## سوم - جاٹ

۱۔ مسلمان جاٹان تحصیل پھالیہ ضلع گجرات۔ جن دختروں کے خاوند خانہ داماد ہوں ان کے حق میں ہبے جائز ہیں۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء۔

۲۔ مسلمان بینگیال جاٹان ضلع گجرات۔ سالم جائداد کا ہبہ بحق دختر جس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۴ء

۳۔ مسلمان جاٹان ضلع گجرات۔ پسر کی دختر کے حق میں ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو جائز ہے۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۴۔ مسلمان وڑائچ جاٹان ضلع گجرات۔ اس دختر کے حق میں ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ جائز ہے۔ ۰۰ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۵۔ مسلمان جاٹان گوت ہتھ ہیتال ضلع گجرات۔ اس دختر کے نام ہبہ جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ جائز ہے۔ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

## جاٹ

سیالکوٹ

مسلمان جاٹان تحصیل رعیہ ضلع سیالکوٹ۔ دختر کے نام ہبہ اس صورت میں بھی جائز نہیں جب کہ اس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء

فیروزپور

اراعیان ضلع فیروزپور۔ دختر کے نام ہبہ اس صورت میں جائز ہے۔ جب کہ اس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

## کہوٹ

جہلم

کہوٹان ضلع جہلم۔ اس دختر کے نام ہبہ جائز ہے جس کا خاوند خانہ داماد ہو۔ ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء۔

نوٹ۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں تصفیہ کیا گیا ہے کہ اُن دختروں کے نام ہبے جن کے خاوند واہب کے ساتھ رہتے ہوں۔ بروئے رواج جائز ہیں حالانکہ اُن دختروں کے نام ہبے جن کے خاوند اسطرح نہیں۔ ناجائز ہیں۔ یہ خیال ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء میں پسند کیا گیا تھا۔ اور اس کی اسطرح تائید کی گئی تھی۔ "ہم باور کرتے ہیں کہ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء کی کئی مقدمات میں برابر پیروی کی گئی ہے"۔

(چہارم) ہبہ بحق داماد جو خانہ داماد ہیں۔ مقدمات یہ ہیں:۔

## امرتسر

### اوّل - جاٹ

۱ - مسلمان گھمن جاٹان تحصیل ترنتارن ضلع امرت سر - داماد کے حق میں ہبہ جائز ہے - جب کہ یہ ہمشیرہ زادہ بھی ہو - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۲ - ہندو جاٹان ضلع امرت سر - داماد کے نام ہبہ جائز نہیں - ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

### دوم - راجپوت

مسلمان منج راجپوتان تحصیل ترنتارن - ضلع امرتسر - ہبہ بحق داماد جو ہمشیرہ زادہ بھی تھا بموجودگی بھتیجا کے جائز قرار پایا تھا - ۱۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

### سوم - افغان

ککا افغانان تحصیل اجنالہ ضلع امرت سر - بے پسر شخص دادا کی اولاد کی موجودگی میں دختر کے خاوند کے حق میں ہبہ کرنے کا مجاز نہیں - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

## شاہپور

### اوّل - گوندل

مسلمان گوندلان ضلع شاہپور - بے پسر مالک کی جانب سے جدی زمین کا ہبہ بحق داماد بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جائز نہیں - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

### دوم - جاٹ

ہٹار جاٹان تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور - جدی جائداد کی ایک تہائی کا ہبہ بحق داماد بموجودگی پسر جائز نہیں - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

## جہلم

### اوّل - جاٹ

۱ - مسلمان کینال جاٹان ضلع جہلم - سالم جدی زمین کا ہبہ بحق داماد بموجودگی قریبی پدری رشتہ داران جائز نہیں - ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲ - ہندو کھانا جاٹان ضلع جہلم - بے پسر شخص اپنی جدی زمین اپنے بھائی کی موجودگی میں اس داماد کے نام ہبہ نہیں کر سکتا - جو نہ تو پدری رشتہ دار ہو اور نہ ہی خانہ داماد ہو - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - بار ثبوت موہوب پر ہے -

### دوم - راجپوت

مسلمان چوہان راجپوتان تحصیل و ضلع جہلم - بے پسر مالک کی جانب سے ہبہ بحق پانچ دامادوں کے بموجودگی بھتیجوں کے جائز تھا - ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

### سوم۔ گکھڑان

گکھڑان ضلع جہلم۔ ہبہ بحق داماد جائز ہے۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

### اول۔ مہتنان

ہندو مہتنان تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور۔ بے پسر مالک کی جانب سے داماد کے نام ہبہ ناجائز ہے۔ بار ثبوت موہوب الیہ پر ہے۔ ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

### دوم۔ جاٹ

ہندو جاٹان ضلع ہوشیارپور۔ اس داماد کے نام ہبہ جائز ہے جس کی پرورش کی گئی ہو۔ اور اس کے ساتھ بطور پسر کے سلوک کیا گیا ہو۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

### جاٹ

ہندو ویروال جاٹان تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ۔ بے پسر شخص اپنی جدی زمین داماد کے نام ہبہ کرنے کا مجاز نہیں۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

### راجپوت

اینچ راجپوتان ضلع جالندھر۔ داماد کے نام ہبہ بموجودگی بھتیجوں کے ناقص ہے ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۲۔ مسلمان گھوریواہ راجپوتان ضلع جالندھر۔ ہبہ بحق داماد بموجودگی بھتیجوں کے جائز نہیں ۱۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

### اول۔ راجپوت

مسلمان پیوار راجپوتان تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور۔ ساتویں پشت کے جدیوں کی موجودگی میں داماد کے نام ہبہ ناقص ہے۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

### دوم۔ مسلمان

مسلمان۔ ہبہ بحق داماد جائز نہیں۔ ۱۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

### راجپوت

کنگال راجپوتان ضلع راولپنڈی۔ ہبہ بحق داماد جائز ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

پنجم - ہبہ خانہ داماد -

اول - ارائیان ضلع فیروزپور - ایک خانہ داماد بموجودگی بھائیوں اور بھتیجوں کے وارث ہونے کے لئے مقرر کیا جاسکتا ہے - ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء -

فیروزپور

اعوان -

۱- اعوانان ضلع سیالکوٹ - بے پسر شخص اپنی نصف جائداد خانہ داماد کے نام ہبہ کرسکتا ہے - جس کو اپنی باپ کی زمین سے حصہ نہ ملا ہو - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

سیالکوٹ

۲- اعوانان ضلع سیالکوٹ - خانہ داماد کے نام ہبہ جائز قیاس کیا جاتا ہے - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

اول - جنجوعے

جہلم

ضلع جہلم کے جنجوعے - خانہ داماد کے نام ہبہ بموجودگی برادر کے جائز ہے - ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

دوم - جاٹ

مسلمان کھنگر جاٹان تحصیل چکوال ضلع جہلم - خانہ داماد کے نام ہبہ جو ہمشیرہ زادہ ہو اس صورت میں جائز ہے - جب کہ خدمات کی گئی ہوں - ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

اول - گجر

گجرات

مسلمان گجران ضلع گجرات - دختر اس کے خاوند کے نام وصیت اس صورت میں جائز ہے - جب کہ موخر الذکر خانہ داماد ہو - بنوع دیگر نہیں - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

دوم - گجر

خانہ داماد کے نام ہبہ جائز ہے - ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

ششم - جب دختر وارث یا منتقل الیہا ہو اس کا منتقل کرنے کا اختیار

الف - زراعت پیشہ اشخاص میں عام قاعدہ یہ ہے کہ جب دختر وارث ہو یا اپنے باپ کی جدی جائداد کی منتقل الیہا ہو تو اس کے قبضہ میں جائداد جدی رہتی ہے اور یہ اس کو بلا ضرورت منتقل نہیں کرسکتی - اس بارہ میں نشانات حسب ذیل ہیں -

۱- بیوہ شدہ دختر کے حق میں رہبہ دختر کو حیثیت حیات دیتی ہے - جس کا منشا

پیشہ طبقات میں مستورات معمولی طور پر وراثت مستفید ہوتی ہیں۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۲۔ جب دختر اپنے باپ کی جائداد کی پہلی نرینہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں وارث ہو تو یہ جائداد ہمشیرہ کے پسروں کی موجودگی میں اپنے متوفی خاوند کے بھائی کے پاس منتقل نہیں کر سکتی۔ ۴۲، ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۳۔ مسلمانان ضلع گجرات۔ دختر کا اختیار اپنے باپ کی جائداد میں سے اپنے حصہ کو بذریعہ ہبہ منتقل کرنے کی نسبت اس شخص پر ہے جو اس اختیار کا معترض ہو۔ لہذا یہ اپنے ہمشیرہ زادوں کے نام ہبہ نہیں کر سکتی۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء۔

۴۔ ضلع لاہور کے ارائیں۔ دختر اپنے باپ کے بھتیجوں کی موجودگی میں باپ کی کامل وارث نہیں ہوتی۔ ۲۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۵۔ مسلمان سیالان ضلع جھنگ۔ دختر کے نام ہبہ اس کو قطعی ملکیت نہیں دیتا بلکہ صرف محدود حقیت دیتا ہے۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء۔

۶۔ جو غیر منکوحہ دختر اپنے مرنے یا شادی کرنے تک زمین پر قابض ہو۔ بوجہ ضرورت منتقل کر سکتی ہے۔ دختر کی حقیت بیوہ کی سی ہے۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۷۔ آدانان ضلع جہلم۔ جب دختر اپنے باپ کی ذاتی پیدا کردہ جائداد کی وارث ہو۔ اس کو نہم پشت کی موجودگی میں منتقل کرنے کا کامل اختیار نہیں ہوتا۔ ذاتی پیدا کردہ جائداد دختر کے نام ہبہ کرنے اور زمین مذکور کی وراثت کے مابین فرق بتایا گیا۔ ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۸۔ مسلمان جاٹان ضلع گجرات۔ جو دختر اپنے باپ سے ہبہ لے اس کو اپنی دختر کے نام ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۹۔ ہند و زرگران ضلع امرت سر۔ جب دختر اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے تو یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اس کی حقیت بیوہ کی سی ہوتی ہے۔ یعنی اسکو صرف حقیت حیات حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ اس کو صرف بوجہ ضرورت منتقل کر سکتی ہے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۱۰۔ مسلمان چیمیاں ضلع گوجرانوالہ۔ جو دختر اپنے خاوند کی وارث ہو۔ اس کو منتقل کرنے کا محدود اختیار ہے۔ ۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۱۱- بار ثبوت اس پر ہے جو اس بات کا مصر ہو کہ زراعت پیشہ اشخاص میں دختر کو منتقل کرنے کا غیر محدود اختیار ہے - ۸۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء (سیدوں کا مقدمہ)

۱۲- عام رواج کے مطابق دختر محدود حیثیت لیتی ہے - ۱۴۰ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۱۲

۱۳- دختر بوجہ ضرورت منتقل کر سکتی ہے - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

ب- یہی قاعدہ ذاتی پیدا کردہ جائداد پر حاوی ہوتا ہے - اس بارہ میں حسب ذیل سنم ہی :-

ذاتی پیدا کردہ جائداد کے انتقال کی نسبت دختر کے اختیار میں اُس وقت فرق ہوتا ہے - جب یہ بذریعہ ہبہ اور بذریعہ وراثت لیتی ہے - اوّل الذکر صورت میں اس کو منتقل کرنے کا کامل اختیار ہو سکتا ہے - کیونکہ اس کے باپ نے جس کو منتقل کرنے کا کامل اختیار تھا - اپنے تمام حقوق اس عورت کو دے دیئے ہوئے تھے - مگر جب یہ وصیت کرنے کے بغیر فوت ہو اور دختر اس کی وارث ہو تو بالکل مختلف صورت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ محدود حیثیت لیتی ہے - اور اس کے منتقل کرنے کے اختیارات قطعی نہیں ہوتے ۱۲۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

(ج) یہ قبضہ مخالفانہ سے اس اختیار کی بابت اصرار نہیں کر سکتی - اس بارہ میں مقدمہ یہ ہے :-

اس مقدمہ میں یہ قرار پایا تھا کہ دختر نے بطور ورا ثت بیجا کرنے والے کے قبضہ مخالفانہ سے جائداد نہیں لی تھی - بلکہ استحقاقاً لی تھی - ۱۴۰ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۲ء

مستثنیات - مگر اس قاعدہ کی مستثنیات ہیں اور بعض ایسی اقوام موجود ہیں - جنمیں دختر بلا ضرورت منتقل کر سکتی ہے - اس بات میں مقدمات حسب ذیل ہیں :-

ضلع لاہور کے ایک بے پسر مسلمان نے اپنی جائداد دختر اور بیوہ کے نام ہبہ کی - قرار پایا کہ اس رواج کے مطابق جو رواج عام سے پایہ ثبوت کو پہنچا ہے - دختر اور بیوی قطعی طور پر مالک ہوئی تھیں اور انکو منتقل کرنے کا اختیار تھا - ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء -

۲- سیدان ضلع گوڑگانوں - جب دختر بحیثیت کامل مالک وارث ہوتی ہے یہ بلا ضرورت منتقل کرسکتی ہے - ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۸ء

۳- گو بروئے رواج عورت عموماً حقیت حیات لیتی ہے - تاہم اس مقدمہ میں اس حجت کو جائز کرنے کے واسطے بہت کچھ موجود ہے کہ دختر بطور کامل مالک وارث ہوئی تھی - یہاں ہمارے پاس نوآباد افغانوں کا خاندان ہے جو جاٹوں میں آباد ہوگیا ہے - اور ہم اس خیال کے ساتھ بالکل اتفاق رائے کرتے ہیں جو پنجاب ریکارڈ ۹۵ سنہ ۱۸۹۵ء میں ظاہر کیا گیا تھا - اور یہ اس مقدمہ میں مستورات کی پوزیشن کے متعلق تھا - جو جائداد کی وارث ہوئی تھیں - ۶۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

۴- مسلمان چاچڑان ضلع شاہپور - جس دختر کو اپنی ماں سے جدی زمین ہبہ میں ملے (یعنی یہ اپنے باپ کی جائداد ہے - اس کو وہاں تک قطعی طور پر لیتی ہے کہ یہ اسکو اپنی اس دختر کے نام منتقل کرسکتی ہے - جس نے خاندان کے اندر شادی کی ہو - ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء

۵- مسلمان جاٹان ضلع مظفرگڈھ - دختر اس جائداد کو اجنبی کے نام ہبہ کرنے کی مستحق ہے جو اسکو اپنے باپ سے مداخلتاً ملی ہو - ۶۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۵ء

۶- مسلمان راجپوتان ضلع ہوشیارپور - دختر کامل حقیت لیتی ہے - ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء -

۷- ایک مسلمان دختر نے جائداد قطعی طور پر لی تھی - ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء -

۸- جب دختر کے نام ہبہ کیا جائے - اور اس کا پسر وارث ہو تو یہ اس کو اپنی دختر کے نام ہبہ کرسکتا ہے - ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۷ء -

## انتقال کے برخلاف قاعدہ تمام مستورات پر حاوی ہوتا ہے -

اس بارہ میں مقدمات یہ ہیں :-

۱- قانون رواج کے مطابق عورت کو اس جائداد کی بابت جو وراثت میں ملی ہو خواہ یہ منقولہ یا غیر منقولہ ہو منتقل کرنے کا محض محدود حق ہوتا ہے - ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۹ء

۲- تمام مستورات محدود حقیت لیتی ہیں - ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء -

۳۔ بخاری سیّدان ضلع جھنگ ۔ ماں محدود حیثیت لیتی ہے ۔ اور بجز ضرورت کے منتقل نہیں کر سکتی ۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۷۰۔

۴۔ وہ عورت مالک جس کا حق محدود ہو اپنے حق سے بڑھ کر منتقل نہیں کر سکتی ۔ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۲ء ۱۳ صفحہ ۵۰۳۔ اس کی جانب سے ہبہ اس کی حیات سے بڑھ کر موثر نہیں ہوتا۔

۵۔ مسلمان راجپوتان ضلع کرنال ۔ جو ماں اپنے پسر کی وارث ہو ہبہ نہیں کر سکتی ۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۶۔ سیدان یا پٹھانان ضلع جالندھر ۔ جو ماں اپنے پسر کی وارث ہو ۔ ہبہ نہیں کر سکتی ۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

جائداد بازگشت کرتی ہے ۔ اس صورت میں جائداد واہب کو بازگشت کرتی ہے مقدمہ حسب ذیل ہے :۔

مسلمان مڈانچان ضلع گجرات ۔ جو زمین ہمشیرہ کے نام ہبہ کی جائے ۔ اس عورت کے مرنے کے بعد اس کے خاوند کو نہیں ملتی ۔ بلکہ واہب کو بازگشت کرتی ہے ۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

ہفتم ۔ دختر کے پسر کے اختیارات مشعر انتقال ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ جب دختر وارث ہو تو اس کے قبضہ میں جائداد جدی رہتی ہے ۔ اور اس کی نوعیت اس وقت بھی تبدیل نہیں ہوتی ۔ جب یہ اس کے پسر کے قبضہ میں ہو ۔ لہٰذا ایک پسر بلا رضامندی دوسرے پسر کے جو اسی دختر سے ہو بجز ضرورت کے منتقل نہیں کر سکتا ۔ ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء ۔ اجلاس کامل۔

۲۔ جب دختر وارث ہو ۔ اور مرنے کے بعد جائداد اپنے پسر کے نام منتقل کرے تو پسر مذکور اس کی دختر کے نام ہبہ کر سکتا ہے ۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰۹

ہشتم ۔ داماد کے منتقل کرنے کے اختیار ۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

مسلمان بھٹی راجپوتان ضلع سیالکوٹ ۔ جو جائداد دختر کے نام ہبہ کی جائے ۔ یہ اس عورت اور اس عورت کے پسر کے قبضہ میں جدی رہتی ہے ۔ اور دختر کے خاوند

کو منتقل کرنیکا اختیار نہیں ہوتا۔ ۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۲۔ آوانان ضلع سیالکوٹ۔ جب خانہ داماد کے نام ہبہ کیا جائے تو یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ واہب کا منشاء نواسوں کے مفاد پہونچانے کا ہوتا ہے۔ لہذا خانہ داماد کو قابل وراثت جائداد نہیں ملتی جو اس کے بعد اس کے جدیوں کو ملتی ہے۔ اور نہ کہ خسر کے پدری رشتہ داروں کو۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۳۔ خانہ داماد کے نام جو ہبہ وختر اسکی اولاد کے مفاد کے واسطے ہو۔ داماد بجز ضرورت کے منتقل نہیں کرسکتا۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء

نہم۔ دختر کا کون وارث ہوتا ہے؟۔ موہوب الیہ یا کہ اس کا پسر۔ عام رواج یہ ہے کہ دختر کی وفات کے بعد جو موہوب الیہا ہو۔ اس کی نسلی اولاد وارث ہوتی ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ضلع لاہور کے بے پسر مسلمان نے اپنی جائداد کا اپنی دختر کے نام ہبہ کیا۔ قرار پایا کہ دختر مذکور کی دختر کو وارث ہونیکا حق ہے۔ ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲۔ دختروں کے نام ہبہ دختر اسکی نرینہ اولاد کی مفاد کے واسطے ہوتے ہیں۔ ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔

۳۔ ہماری رائے یہ ہے کہ دختروں اور داما دوں کے نام ہبہ ایک ہی بناء پر ہیں۔ اور کہ اس قسم کے ہبوں سے دختر کے پسروں کو مفاد پہونچانا مدنظر ہوتا ہے۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

۴۔ جب ہبہ نواسہ کے حق میں کیا جائے تو اس کے مرنے کے بعد جائداد واہب کے جدیوں کو بازگشت نہیں کرتی۔ ۴۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

دہم۔ جب دختر (موہوب الیہا) یا اس کے پسر بے اولاد فوت ہو تو جائداد واہب کو بازگشت کرتی ہے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

گجرات ۱۔ جو زمین نواسہ کو دختر کے باپ سے ملی ہو۔ موہوب الیہ کے بے اولاد مرنے پر واہب کے ورثا کو بازگشت کرتی ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء وڑائچ جاٹان۔

۲۔ دیکھو ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء اجلاس کامل جو اس قاعدہ کے واسطے سند ہے کہ موہوب الیہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں جائداد واہب کو بازگشت کرتی ہے۔

۳۔ دختر کے نام ہبہ اس عورت اور اس کی اولاد کے مفاد کے واسطے ہوتا ہے۔ اور اگر ہبہ اولاد نرینہ ہو تو اس کا خاوند وارث نہیں ہوتا۔ ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۴۔ ستیمان ضلع گجرات۔ دختر کے نام ہبہ۔ دختر اور اس کی اولاد کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور نہ کہ خاوند کو جو خانہ داماد نہ ہو۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۵۔ مسلمان جاٹان تحصیل گجرات۔ نواسہ کے نام ہبہ کیا گیا۔ پسر کی وفات کے بعد جائداد موہوبہ واہب کے ورثاء کو بازگشت نہیں کرتی۔ بلکہ موہوب الیہ کے ورثا کو جاتی ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۶۔ ہندو جاٹان ضلع لاہور۔ جب ہبہ دختر اور اس کے خاوند کے حق میں ہو تو جائداد موہوب الیہم کے ورثاء کو ملتی ہے نہ کہ واہب کے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء

۷۔ اسی بارہ میں دیکھو۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء۔ ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

## یازدہم۔ داماد (موہوب الیہ) کا کون وارث ہوتا ہے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جو زمین دختر کو ملے اور وہ اپنے خاوند کے نام ہبہ کرے موخر الذکر کی وفات پر دختر کو بازگشت کرتی ہے۔ اور خاوند کے جدی وارث نہیں ہو سکتے۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۲۔ جو زمین داماد کے نام ہبہ کی جائے۔ یہ واہب کی دختر اور اس کی اولاد کے مفاد کے واسطے جاتی ہے۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء۔

۳۔ جو زمین دو اصل داماد کے نام دختر اور اس کی اولاد کے مفاد کے واسطے ہبہ کی جائے یہ واہب کے خاندان کو بازگشت کرتی ہے۔ اور داماد کے حقداران بازگشت کو اس کے انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق نہیں ہوتا۔ ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۴۔ قعدان ضلع سیالکوٹ۔ جو ہبہ خانہ داماد کے نام کیا جائے۔ یہ دختر اور اس کی اولاد کے مفاد کے واسطے ہوتا ہے۔ اور جائداد بعد وفات موہوب الیہ واہب کے وارثوں کو ملتی ہے۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۵۔ ہندو جاٹان ضلع دہلی۔ جب یہ خانہ داماد کے نام کیا جائے۔ تو اس کا مدعا واہب کے نواسوں کو فائدہ پہونچانا ہوتا ہے۔ پسروں کی عدم موجودگی میں جائداد واہب کو بازگشت کرتی ہے۔ موہوب الیہ کے جدیوں کو کوئی منصب نہیں ہوتا۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء۔

۶۔ جب ہبہ داماد کے نام کیا جائے۔ تو دختر اور اس کی اولاد کو مفاد پہونچانا مدنظر ہوتا ہے۔ اور داماد کے پسروں کو جو دوسری بیوی سے ہوں وارث ہونے کا حق نہیں ہوتا۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۶

# باب (۳۰) سی ام

## حقوق بازگشت و دخیلکاری کا انتقال

**اوّل حقوق دخیلکاری۔ اس بارہ میں فیصلجات حسب ذیل ہیں:۔**

۱۔ حقدار بازگشت اپنے حقوق وراثت منتقل نہیں کر سکتا۔ اور وہ منتقل الیہ جو اجنبی ہو بیوہ کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازع کر سکتا ہے۔ کیونکہ جائداد کا قابض صرف پدری رشتہ داران کے زیر اقتدار ہوتا ہے۔ ۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۷ء اجلاس کامل۔

۲۔ بیوہ نے جائداد منتقل کی اور آئندہ حقدار بازگشت نے اپنے حقوق اجنبی کے پاس رہن کئے۔ جس نے بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کیا۔ قرار پایا کہ بیوہ کی جانب سے انتقال کو روکنا خاندان کا معاملہ ہے۔ اور حق منتقل نہیں کیا جا سکتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۳۔ حقوق بازگشت کا بیع قانون فرقہ کے اصول کے برخلاف ہے۔ مشتری کو بیع سے کوئی حق حاصل نہیں ہوتا۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۴۔ ایک جدیل حقدار بازگشت وراثت کے نازل ہونے کے بعد اجنبی کے پاس فروخت کر سکتا ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء۔

۵- جو حقدار بازگشت بیوہ کے بعد وارث ہو- یہ اپنے حقوق وراثت منتقل کرنے سے منتقل الیہ کو بیوہ کی جانب سے انتقال کو روکنے کا اختیار نہیں دیتا- ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۶- نیز دیکھو ۳ پنجاب لار پورٹ ۱۹۰۵ء - ۱۷- انڈین اپیلز ۲۰۱ - ۱۸ کلکتہ صفحہ ۱۱۱

## دوم حقوق دخیلکاری - فیصلجات حسب ذیل ہیں :-

۱- بٹوال جاٹان ضلع جالندھر - بے پسر شخص کو بھتیجوں کی موجودگی میں حقوق دخیلکاری منتقل کرنے کا اختیار ہے - جب اس کو حقوق مالکانہ فروخت کرنے کا اختیار ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ ایسا بھی کر سکتا ہے - ۱۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۲- ترکھانان ضلع جالندھر - بے پسر مالک کی جانب سے جدی حقوق دخیلکاری کا ہبہ بحق ایک وارث بموجودگی بھائی کے جائز ہے - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۳- رعیت دخیلکار کے جدیوں کی جانب سے اس اقرار کے واسطے دعویٰ دائر ہو سکتا ہے کہ بیوہ کی جانب سے انتقال ان کی حقیت بازگشت پر مؤثر نہیں ہوگا- ۲۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۴- جدی حقوق دخیلکاری کا ہبہ اُس وقت جائز ہوتا ہے جب یہ جدیوں کی رضامندی سے کیا جائے - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء

۵- سوڈھی کھتریان ضلع فیروزپور - بے پسر شخص اپنے بھتیجوں کی موجودگی میں جدی حقوق دخیلکاری کا استمراری پٹہ نہیں دے سکتا - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء-

۶- آوانان تحصیل تلہ گنگ ضلع جہلم - رعیت کی جانب سے حقوق دخیلکاری کی وصیت جدی کے حق میں جو مُدعی سے ایک پُشت دور ہو جائز نہیں - ۸۸- پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۷- ایک حقدار بازگشت بیوہ کی جانب سے حقوق دخیلکاری کے ہبہ کو روکنے کا مجاز ہے - ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء -

۸- ایک جدی حقوق دخیلکاری کی بابت تنازعہ کرنے کا مجاز ہے - جب کہ حقوق مالکانہ منتقل کرنے کی نسبت مدعی موجود ہو- موخر الذکر حالت سے اول الذکر

کی بابت قیاس پیدا ہوتا ہے - ۹۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء اجلاس کامل

۹- اسامیان تحصیل و ضلع لودھیانہ - ایک بے پسر شخص قریبی جدیوں کی موجودگی میں اپنے حقوق دخیلکاری دختر کے نام ہبہ کرنیکا مجاز نہیں - حقوق مالکانہ کا رواج حقوق دخیلکاری پر حاوی ہوتا ہے - ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء ل

۱۰- حقداران بازگشت کو رعیت کی جانب سے حقوق دخیلکاری کے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا منصب حاصل ہے - خواہ انتقال مذکور صاحب زمین کی رضامندی سے ہوا ہو - ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۱۱- حقدار بازگشت کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ حقوق دخیلکاری بجز ضرورت منتقل نہیں ہو سکتے - اس مقدمہ میں صاحب زمین نے انتقال کی بابت تنازع نہیں کیا تھا - ۱۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

۱۲- رعیت دخیلکار کا حقدار بازگشت رعیت دخیلکار کی جانب سے اپنے صاحب زمین کے پاس بیع کی نسبت اعتراض نہیں کر سکتا - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۱۳- جہاں حقوق مالکانہ کے انتقال کے برخلاف رواج ہو - یہ قیاس پیدا ہوتا کہ یہ رواج حقوق دخیلکاری پر حاوی ہوتا ہے - بار ثبوت اس شخص پر جو اس بات کا مصر ہو کہ حقوق دخیلکاری بلا ضرورت منتقل نہیں ہو سکتے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء -

۱۴- رعیت دخیلکار کے حقداران بازگشت کو یہ ثابت کرنا لازم ہے - کہ یہ انتقال کو روک سکتے ہیں - اس سے بالضرور یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اگر مالکانہ زمین کو منتقل کرنے کا اختیار محدود ہو تو دخیلکاری کو منتقل کرنیکا اختیار بھی ویسا ہی ہوگا ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء اجلاس کامل -

۱۵- حقداران بازگشت کا دعوے صاحب زمین کے پاس انتقال کی بابت دائر نہیں ہو سکتا - ۳۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء - اجلاس کامل -

۱۶- ایک جدی کو اس انتقال کی نسبت اعتراض کرنے کا حق ہے - جو بیوہ نے کیا ہو - اس صورت میں بھی جب کہ انتقال مذکور صاحب زمین کی رضامندی

سے کیا گیا ہو۔ ۹ ہم پنجاب ناریوپورٹ سنہ ۱۹۱۰ء

۱۷۔ حقدار بازگشت انتقال کی نسبت اس صورت میں بھی تنازعہ کرنے کا مستحق ہے۔ جب کہ صاحب مین اس کی نسبت کامیابی سے تنازعہ کر چکا ہو۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

۱۸۔ ۹۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل میں قرار پایا تھا کہ۔

(اول) جب جدی۔ رعیت دخیلکار کی جانب سے حقوق دخیلکاری کے انتقال کو روکنے کی بابت دعوے دائر کرے تو اس امر کا ثبوت متعلقہ ہوگا۔ کہ اس قسم کا روکنے کا اختیار حقوق مالکانہ کی بابت موجود ہے۔

(دوم) جب اس قسم کا دعوے دائر کیا جائے تو بادی النظر میں بار مدعی پر ہوتا ہے۔

(سوم) لیکن جب اس نے پہلے یہ ثابت کر دیا ہو کہ یہ رعیت دخیلکار کی وفات پر حقوق دخیلکاری کی وراثت کا حقدار ہے۔ دوم اگر بجائے حق دخیلکاری کے حق مالکانہ کا سوال زیر بحث ہوتا تو یہ دعوے کو قائم رکھ سکتا تھا۔ تو بار ثبوت تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ اس شخص پر لاحق ہوتا ہے جو یہ اصرار کرے کہ کوئی ایسا رواج حقوق دخیلکاری کی نسبت موجود نہیں۔

۱۹۔ ضلع لاہور کے جیمبر۔ انئیں مالک اپنی دختر کے نام حقوق دخیلکاری کی بابت ہبہ کرنے کا مجاز نہیں ہوتا۔ ۳۸ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

۲۰۔ ارائیان ضلع لودھیانہ۔ ایک بے پسر شخص اپنے حقوق دخیلکاری اپنی دختر کے نام ہبہ نہیں کر سکتا۔ ۹ ہم پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔

# باب (۳۱) سی و یکم

## حقداران بازگشت کا انتقالات کی بابت تنازعہ کرنیکا حق

ایک مالک جس کا اختیار محدود ہو - عام اس سے کہ یہ مرد یا عورت [illegible]
کو کہ منتقل کرنیکا اختیار نہیں رکھ سکتا - مگر محض یہی امر ہر غیر شخص [illegible]
متنازعہ کرنے کا حق نہیں دیتا - لہذا قبل اسکے کہ مُدعی کو انتقال کی [illegible]
کرنے کا حق ہو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ اس کو انتقال کی بابت [illegible]
منصب ہے - اس امر کو کسیقدر صاف کرنے کے واسطے میں اس [illegible]
باتوں کے لحاظ سے بحث کرنا مناسب سمجھتا ہوں - (۱) کن اشخاص [illegible]
کا حق ہے - (دوم) جب انتقال کی نسبت تنازعہ کرنیکا حق پدری [illegible]
کو ہو تو کیا ہر بعید حقدار بازگشت اعتراض کر سکتا ہے - اور سوم کیا آئندہ وارث
کی موجودگی میں بعید حقدار بازگشت دعوے کر سکتا ہے -

**اوّل - کن اشخاص کو اعتراض کرنیکا حق حاصل ہے** - اس مضمون کے
متعلق قواعد ذیل کو پڑھنا لازم ہے -

(اوّل) جائداد جدی ہونی چاہئے - جہاں تک نرینہ مالک کی جانب سے جائداد
کے منتقل ہونے کا تعلق ہے یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ جائداد متنازعہ جدی ہے -
کیونکہ اگر جائداد منتقل شدہ ذاتی پیدا کردہ ہو تو نرینہ مالک اس کو منتقل کر سکتا ہے -
اس بارہ میں سندات ذیل ہیں :-

۱ - جب بے پسر شخص جائداد کو منتقل کرے تو جدی رشتہ دار اس کی بابت
تنازعہ کر سکتے ہیں - مگر ان کو یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ جائداد زیر تنازعہ جدی ہے - اور
اگر جائداد اس قسم کی نہ ہو تو دعوے خارج کرنا چاہئے - تا وقتیکہ کوئی دیگر استحقاق
ثابت نہ کیا جائے - ۱۰ پنجاب ریکارڈ ۹۳ ۱۸۹۳ء

۲ - دیکھو دیگر مقدمات زیر عنوان پدری کھیوری -

**مستثنے ۱** - مگر یہ قاعدہ مستورات پر حاوی نہیں ہوتا - جہاں تک اُن سے
تعلق ہے وہ اشخاص جن کو اعتراض کرنیکا حق ہے اس صورت میں بھی ایسا کر سکتے
ہیں جب کہ جائداد اس کے خاوند کی ذاتی پیدا کردہ اور منقولہ ہو - سندات حسب
ذیل ہیں :-

سیتاں ضلع راولپنڈی میں جب بیوہ یا ماں آخری نرینہ مالک کی ذاتی پیدا کردہ

جب [illegible] منتقل کرے تو جائداد کا جدی ہونا ضروری ہے

یہ قاعدہ مستورات پر حاوی [illegible]

ہو تو حقداران بازگشت کو اس انتقال کی نسبت تنازعہ کرنیکا حق ہوتا ہے
جانب سے وقوع میں آئے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۰ء
ن کی جانب سے انتقالات میں حقداران بازگشت ذاتی پیدا کردہ یا
ے انتقال کی نسبت اعتراض کرسکتے ہیں۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء۔
دیگر مقدمات زیر عنوان انتقالات منجانب بیوگان۔
پدری رشتہ دار اعتراض کرسکتا ہے۔ جب انتقال جائداد
جانب سے ہو۔ تو صرف پسر یا حقدار بازگشت منتقل کرسکتا ہے اور کسی وارث
کو اعتراض کرنے کا منصب حاصل نہیں۔ سندات حسب ذیل ہیں۔

پسر اعتراض کرسکتا ہے

۱۔ پسر کو اُس جدی غیر منقولہ جائداد کی بابت تنازعہ کرنے کا استحقاق ہے جو اس کے باپ نے منتقل کی ہو۔ ۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۷ء اجلاس کامل میں پدری رشتہ داروں کے حق میں جو قاعدہ قرار پایا ہے یہ زیادہ تر زور کے ساتھ پسر پر حاوی ہوتا ہے۔ اور بار ثبوت اس پر ہے جو انتقال کے اختیار کی موجودگی کا اصرار کرے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء۔

بیوہ نہیں کرسکتی

۲۔ جب مالک ایسی جائداد کو منتقل کرے جو اس کے اور بعض جدیوں کے جدی ہو تو مؤخر الذکر کی بیوہ اس کی نسبت تنازعہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ یہ اس عورت اور منتقل کرنے والے کے جدی نہیں ہوتی۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء
۳۔ منتقل کرنے والے کی بیوی کو اعتراض کرنیکا اختیار نہیں ہوتا۔ ۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۴ء۔
مستثنیات۔ مگر جب مرد منتقل کرے اور یہ ثابت کیا جائے کہ انتقال ہونے کے وقت بیوہ ذی دفت کوئی بھی موجود نہ تھا تو جو پسر بعد میں تولد ہوا اعتراض نہیں کرسکتا۔ سند حسب ذیل ہے:۔

جو پسر بعد میں پیدا ہوا اعتراض نہیں کرسکتا

۱۔ اس پسر کو جو انتقال کے مکمل ہونے کے بعد تولد ہو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ جب کہ انتقال جائداد کے وقت منتقل کرنے والے کا کوئی حقدار بازگشت موجود نہ ہو۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل۔ ۲۴ پنجاب لاء رپورٹ سنہ ۱۹۰۱ء یہ پسر متبنےٰ کا مقدمہ ہے جو انتقال کے بعد تولد ہوا تھا۔

پسر متبنےٰ

۲۔ پسر متبنےٰ اس انتقال جائداد کی نسبت اعتراض کرسکتا ہے جو متبنےٰ کرنے والے باپ کی جانب سے ظہور میں آئے۔ ۲۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء۔ ۹ پنجاب

ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء

۳- ۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء - ۱۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء کے برخلاف ہے - جس میں قرار پایا تھا کہ پسر متبنے اور اس کی اولاد کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوتا -

۴- مگر وہ پسر جو پسر متبنے کے ہاں تبنیت ہونے سے پہلے تولد ہوا ہو پسر متبنے کی جانب سے اس جائداد کے انتقال کی بابت تنازعہ نہیں کر سکتا جو متبنے کرنے والے باپ کی ہو - ۲۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء -

۵- مگر ایسے مقدمات ہیں جن میں مستورات مدعیہ ہو سکتی ہے - مثلاً جب نرینہ جدی منتقل کرنے والے کی نسبت تنازعہ کرنے کے واسطے دعوے کرے - اور دوران مقدمہ میں فوت ہو - تو اس کی بیوی اپنے خاوند کی نالش کی پیروی کر سکتی ہے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۱ء -

(سوم) جب انتقال عورت کی جانب سے ہو تو تمام وارث اعتراض کر سکتے ہیں - یہ قاعدہ کہ جب انتقال جائداد مرد کی جانب ہو تو بجز جدی کے کسی اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوتا مستورات پر حاوی نہیں ہوتا - ان کی صورت میں تمام ورثاء کو خواہ بیر از قسم ذکور یا اناث ہوں - اعتراض کرنے کا حق ہوتا ہے - مقدمات حسب ذیل :-

۱- جیسا کہ ۹۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۶ء میں ریمارک کیا گیا تھا - انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کے امر میں بیوگان کی جانب سے انتقال اُن انتقالات سے مختلف بناء پر ہیں جو نرینہ مالکوں کی جانب سے کئے جائیں - موخر الذکر صورت میں صرف حقدار بازگشت ہی نہیں جو جدی جائداد کے انتقال کی نسبت اعتراض کر سکتے ہیں - حالانکہ اوّل الذکر صورت میں صرف اس کے خاوند کے حقداران بازگشت ہی نہیں بلکہ دیگر وارث بھی جنہیں مستورات شامل ہیں اس کے خاوند کی ہر طرح کی جائداد کی نسبت خواہ یہ ذاتی پیدا کردہ یا منقولہ وغیرہ ہی کیوں نہ ہو - انتقالات کی بابت اعتراض کر سکتے ہیں -

۲- جب آخری نرینہ مالک کی ہمشیرہ قابض بیوہ کے بعد وارث ہو - تو گھرتھال ضلع کانگڑہ میں اس ہمشیرہ کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا حق ہے ۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۲ء

۳۔ بیوہ کو اپنے خاوند کی جائداد میں خاص اور بہت ہی محدود حقیت حاصل ہوتی ہے ۔ اور بادی النظر میں یہ دیکھنا مشکل ہے کہ کیوں آئندہ وارث کو محض اس وجہ سے محفوظ کرنے کا اختیار نہ ہو کہ یہ عورت واقع ہوئی ہے ۔

یہ معلوم ہوگا کہ اسصورت میں دختر کے وارث ہونیکا حق عملی طور پر تباہ ہوگا بصورتیکہ یہ تجویز کیا جاوے " کہ یہ عورت اپنی ماں اور سوتیلی ماں کو بالخصوص موخر الذکر کو جائداد کے منتقل کرنے سے نہیں روک سکتی "۔ قرار پایا کہ چونکہ دختر اراعیوں میں وارث ہے ۔ لہذا یہ انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کی مستحق ہے ۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۴۔ محض یہ امر کہ دختر بموجودگی قریبی جدیان وارث نہیں ۔ یہ ثابت نہیں کرتا ۔ کہ ان کی عدم موجودگی میں بھی وارث نہیں ہوتی ۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ دختر اس انتقال جائداد کی بابت تنازعہ نہیں کرسکتی جو اسکی سوتیلی ماں نے کیا ہو ۔ صفحہ ۳۲۸ پر قرار پایا تھا کہ دختر بمقابلہ بیوہ کے وارث نہیں کہ اسکو بعد وفات بیوہ بحیثیت وارث حق حاصل نہیں ۔ کیونکہ یہ پانچویں پشت کے نرینہ رشتہ داروں کے بعد آتی ہے ۔ مقدمہ حال میں کوئی نرینہ رشتہ دار نہیں ۔ اور نہ کوئی ایسا شخص نظر آتا ہے جس کو بعد وفات بیوہ وارث ہونیکا بہتر حق حاصل ہو ۔

۵۔ اراعیوں میں جب بیوہ بلا ضرورت منتقل کرے تو اس کے خاوند کی ہمشیرہ کو اعتراض کرنے کا حق ہوتا ہے ۔ ۲۹ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۲ء ۔

۶۔ مگر ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء میں قرار پایا تھا کہ دختر اپنی ماں کی جانب سے انتقالات پر اعتراض نہیں کرسکتی ۔ کیونکہ یہ وارث نہیں ۔

۷۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۷ پر صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ: معہذا یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ دختر کا اختیار ہبہ کی بابت اعتراض کرنے کی نسبت وارث کے بیاکرنے کے اختیار سے مختلف بناء پر ہے ۔ نرینہ رشتہ دار کے اختیار کا سالم اصول اس خیال پر مبنی ہے کہ زمین شخصی ملکیت نہیں بلکہ خاندان کے گروہ کی ملکیت ہوتی ہے اور کہ گروہ کا ہر ایک شخص جو جائداد کی جزو پر قابض ہو ۔ اسکو باتباع حقوق دیگر

اشخاص کے زیر قبضہ رکھتا ہے جو وارثان یک جدی ہوتے ہیں - اب دختر بالعموم اور مقدمہ حال میں صریحاً ان وارثان میں قرار نہیں دیگئی - سچے وارثان کی عدم موجودگی میں اسکو جائداد کے وارث ہونے کی اجازت ہو سکتی - لیکن یہ کسی طرح نتیجہ نہیں نکلتا کہ محض اس طرح وارث ہونے کی اُمید اس کو ایسا اختیار دیتی ہے جو سچے وارث کو جائداد کے موجودہ قابض کے افعال کو رد کرنے کی بابت حاصل ہوتا ہے - اس مقدمہ میں بیوہ کی جانب سے انتقال اور اُس کی دختر کیجانب سے اعتراض تھا -

۸ - گھرتھان ضلع کانگڑہ - بیوہ کسی جائداد کی جدی طور پر وارث ہوتی ہے جو اس کے خاوند کے قبضہ میں آتی ہے - اور یہ بیوہ اس انتقال کی بابت تنازعہ کر سکتی ہے - جو جدی کی بیوہ نے کیا تھا - ۲ ، پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۹ - جب بیوہ منتقل کرے تو آئندہ حقدار بازگشت خواہ وہ کس قدر بعید ہو تنازعہ کرنے کا مجاز ہوتا ہے - ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

**شرط** - یہ قاعدہ کہ عورت کی جانب سے انتقال کی صورت میں تمام ورثاء کو بہ اتباع اس شرط کے اعتراض کرنیکا منصب حاصل ہوتا ہے کہ جب منتقل کرنیوالی عورت کامل مالک ہو تب کسی وارث کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوتا - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱ - قصور کے خوجوں میں بیوہ وارث ہوئی - اور قرار پایا تھا کہ یہ باخراج ہمشیرہ کامل ملکیت لیتی ہے - قرار پایا کہ ہمشیرہ اس انتقال کی بابت تنازعہ نہیں کر سکتی جو بیوہ کی جانب سے ہوا ہو - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۲ - سیدان ضلع گوڑگاؤں - دختر وارث ہوئی - اور جائداد منتقل کی - اور آخری رشتہ مالک کی ہمشیرہ نے اعتراض کیا - اور قرار پایا کہ اس کو کوئی منصب نہیں کیونکہ دختر کامل مالک تھی - معہذا قرار پایا کہ عورت جس کو اُس جائداد کے وارث ہونے کا حق ہو - جو دوسرے کے زیر قبضہ ہو - عورت موخرالذکر کے افعال کی نسبت اعتراض کرنے کی مجاز ہے - بشرطیکہ یہ ثابت کیا جائے :-

(اول) یہ عورت فی الواقعہ منتقل کرنے والے کی وفات پر وارث ہونے کی

مستحق ہے - اور

(دوم) منتقل کرنے والا محض محدود حقیت پر قابض ہے جو بیوہ کی سی حقیت کے مشابہ ہے۔

گر یہ عورت کسی طرح مرد کیجانب سے انتقال کی بابت تنازعہ نہیں کر سکتی - خواہ یہ بے اولاد ہی کیوں نہ ہو - یا عورت کی جانب سے جو اُسی حقیت پر بطور نرینہ مالک کے بحیثیت کامل مالک وارث ہو - ۱۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

(سوم) کوئی غیر وارث اعتراض نہیں کرسکتا - عام اس سے کہ انتقال مرد یا عورت کیجانب سے ہو - صرف یہ وارث ہی ہے جس کو تنازعہ کرنے کا حق حاصل ہے - جو اشخاص وارث نہ ہوں وہ اس کی بابت تنازعہ کرنے کا سبب نہیں رکھتے - یہ کہنا صحیح نہیں کہ جب انتقال بیوہ کی جانب سے ہو تو کوئی اجنبی جبکہ یہ اس کے خاوند کے رشتہ داروں میں سے بھی نہ ہو - اس کی جانب سے انتقالات کی بابت اعتراض کرنے کا مستحق نہیں - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- متبنٰی کرنے والے باپ کے جدیوں کو بے پسر متبنٰی کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا حق ہے - کیونکہ ہبہ ان کی جانب بازگشت کرتا ہے - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

متبنٰی کرنے والے باپ کے جدی

۲- جدی کے متبنٰی پسر کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا حق نہیں - کیونکہ یہ جدی طور پر وارث ہونے کا مستحق نہیں - تاوقتیکہ یہ اسبارہ میں خاص رواج ثابت نہ کرے - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۳- جو شخص رشتہ دار نہ ہو اسکو اُن انتقالات کی بابت تنازعہ کرنے کا حق نہیں ہوتا - جو بے اولاد مالکوں نے کئے ہوں - اس مقدمہ میں مدعی جو اسی گوت اور پتی کے تھے - ناکام ہوئے تھے - ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۴- ویسی ہی وجہ تھی - نالش کی کارروائی ہونے دی گئی تھی جب کہ انتقال بیوہ کی بیوہ کی جانب سے تھا - ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء دلگر یہ سند قابل اعتراض ہے -

۵- جماعت مالکان دیہہ کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا حق نہیں جو انکے

ایک عرصہ تک قبضہ کیا ہو۔ جب کہ اوّل الذکر رشتہ دار ہوں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

۶۔ فریقین بیان نہیں کیے گئے۔ ضلع امبالہ۔ ہبہ نواسہ کے حق میں کیا گیا تھا۔ اور اس کی بیوہ نے زمین منتقل کی واہب کے جدیوں نے اُس عورت کی جانب سے انتقال کو روکنے کے واسطے دعوےٰ دائر کیا۔ قرار پایا کہ ان کو ایسا رواج ثابت کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی کہ جس سے زمین قدرتی وارثان نواسہ کی عدم موجودگی میں انکی جانب بازگشت کرے گی۔ لہٰذا انکو کوئی منصب حاصل نہیں ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء (نوٹ۔ اس فیصلہ کا اصول منسوخ کیا گیا ہے)۔

۷۔ اگر بے اولاد مالک کی بیوہ بروئے رواج منتقل کرنے کی مجاز نہ ہو۔ یا بجز ضرورت کے جائز استحقاق نہ دے سکتی ہو۔ تو اس شخص کے لئے جو حقدار بازگشت نہ ہو۔ اس عورت کے فعل کو مسترد کرانے کے واسطے نالش کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ جماعت مالکان جو بعد وفات بیوہ بوجہ نزول وارث ہونے کی مستحق ہو انتقال کی بابت تنازعہ نہیں کر سکتی۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۸۔ مالکان تھلہ کو اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت نہیں کر سکے کہ انکو حق وراثت حاصل ہے۔ اور بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ نہیں کر سکے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۹۔ متوفی کی پتی کے مالکان زمین کو اس ہبہ کی نسبت اعتراض کرنے کا حق نہیں جو اس کی بیوہ نے کیا ہو۔ بارِ ثبوت صاحبان زمین پر ہے۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۱۰۔ جب وصیت جائز ہو۔ اور پوتوں کے حق میں کی گئی ہو۔ تو فرض خواہ کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا منصب حاصل نہیں ہوتا۔ ۱۱۶ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۱ء

۱۱۔ آوانان ضلع گجرات۔ جدیوں کا غیر صحیح النسب پسر بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ نہیں کر سکتا۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۱۲۔ قوبی عورت جدی اس انتقال کی نسبت اعتراض کرنے کی مجاز نہیں جو بیوہ کی جانب سے وقوع میں آیا ہو۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۱۳۔ آخری مالک کی بھتیجی کو اس انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا منصب نہیں

غیر صحیح النسب اولاد

عورت

جو اس کو اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہو۔ ۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۱۴۔ خانہ داماد کے جدی۔ پٹھانان ضلع رہتک۔ جب ہبہ خانہ داماد کے حق میں کیا جائے تو دختر اور اس کی اولاد کو فائدہ پہونچانا مدنظر ہوتا ہے۔ جب خانہ داماد فوت ہو اور وہ دختر (خانہ داماد کی بیوی) منتقل کرے۔ تو خانہ داماد کے جدیوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء۔

خانہ داماد کے جدی

۱۵۔ جدی کی بیوہ کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق نہیں۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

جدی کی بیوہ

۱۶۔ برہمنان کانگڑہ۔ پسر متبنٰی کی بیوہ کو متبنٰی کرنے والے باپ کے جدیوں کو نقصان پہونچانے کے واسطے ہبہ کرنے کا اختیار نہیں۔ جدیان مذکور کو انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا منصب ہے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

(چہارم) جو پدری رشتہ دار مختلف دیہات میں رہتے ہوں ان کو اعتراض کرنیکا حق حاصل ہے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ یہ حجت کہ حقدار بازگشت دوسرے موضع میں رہتا ہے لہذا اس کو ولیسر مالک کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق نہیں۔ کیونکہ دیہاتی کمیونٹی کے ممبر نہیں رہے منظور نہیں۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

(پنجم) ۔ مذہب کا تبدیل کرنا مانع نہیں ہوتا۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ہندو جاٹان ضلع سیالکوٹ ۔ بیوہ نے جائداد منتقل کی تھی۔ اور حقداران بازگشت جنہوں نے دین اسلام قبول کیا تھا۔ معترض ہوئے تھے۔ اور یہ حجت کی گئی تھی کہ چونکہ یہ مسلمان ہیں لہذا ان کو اعتراض کرنے کا منصب حاصل نہیں۔ قرار پایا تھا کہ زیر ایکٹ ۲۱ ۱۸۵۰ء اعتراض کرنے میں کوئی روک نہیں تھی۔ ۱۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

(ششم) مگر خاص رواج ثابت کیا جا سکتا ہے۔ مقدمہ حسب ذیل ہے:۔

۱۔ مگر یہ دکھانے کے واسطے خاص رواج ثابت کیا جا سکتا ہے کہ۔ کسی شخص کو بروئے رواج انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ جبکہ اسکو ذاتی قانون سے حق حاصل نہ ہو۔ ۴۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء

(ہفتم) عدالت کو ذاتی قانون کی جانب متوجہ ہونا چاہیئے۔ مقدمہ حسب ذیل ہے:۔

ا۔ جب انتقال کی بابت تنازع کرنے کے امر کے متعلق قانون رواج کا کوئی قاعدہ نہ ہو۔ تو ذاتی قانون کی جانب متوجہ ہونے کی اجازت ہے۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اجلاس کامل۔

## دوم۔ جب انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کا حق حقداران بازگشت کو حاصل ہو۔ تو کیا ہر بعید حقدار بازگشت اعتراض کرسکتا ہے

یہ بات بالکل صحیح نہیں کہ ہر حقدار بازگشت کو خواہ یہ منتقل کرنے والے سے کس قدر بعید کیوں نہ ہو۔ مالک کی جانب سے انتقال جائداد کی بابت اعتراض کرنیکا حق ہوتا ہے۔ مگر اس سوال پر بحث کرنے سے پہلے پشتوں کے شمار کرنے کے طریق سے کسیقدر واقف ہونا ضروری ہے۔

(اوّل) رشتہ داری کا واقعہ۔ انتقال جائداد کے مقدمات میں عدالت کو سب سے پہلا اس امر کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ کہ آیا مدعی منتقل کرنے والے کے جدی ہیں۔ ۵۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں سوال یہ تھا کہ آیا بعض جدی متوفی کے رشتہ دار ہیں یا کہ نہیں ہیں۔ اور رشتہ داری کی تائید میں جو شجرہ نسب پیش کیا گیا تھا یہ زیادہ تر بحث کی شہادت پر مبنی تھا۔ اس کی شہادت محض سماعی تھی۔ مگر یہ پھر بھی قابل پذیرائی قرار پائی تھی۔ برلنوز صاحب جج نے یہ تجویز کیا تھا کہ سخت قواعد کے مطابق جن سے حقوق جائداد کی تنظیم ہوتی ہے۔ اور جو گواہوں سے ایسے ثبوت کے متقاضی ہیں جو اپنے علم اور سماعت سے بیان کریں قابل پذیرائی ہے۔ شجرہ نسب کے مقدمات میں ان اشخاص کے بیانات جن کا گو خاندان کے ساتھ خون یا شادی کا رشتہ نہ ہو تاہم اس کے ممبروں کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہوں بعد وفات اظہار دینے والے کے اُسیطرح اور اُسی حد تک قابل پذیرائی ہے کہ جسطرح کہ خاندان کے متوفی افراد کے بیانات ہیں۔ دراصل اس کے متعلق بہترین شہادت بندوبست کے شجرہ نسب کی ہے جو پٹواری سے لیا گیا ہو۔ ۱۷۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء میں یہ حجت پیش کی گئی تھی۔ کہ زیر دفعہ ۴۴ ایکٹ جمع اراضی ۱۸۷۱ء صحت کی نسبت کوئی قیاس پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ شجرہ نسب اُن نوشتوں میں سے نہیں جن کا موخرالذکر

ایکٹ میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس میں ان مختلف دستاویزات کی تفصیل درج ہے۔ جو مسل حقیت میں شامل ہوتے ہیں۔ قرار پایا کہ بروئے ایکٹ جمع اراضی لوکل گورنمنٹ کو یہ حکم دینے کا اختیار ہے کہ دیگر دستاویزات جو ان کے سوا ہوں جن کی تصریح کی گئی ہے مسل حقوق میں شامل ہونگی۔ اور بطور امر واقعہ حکم دیا ہے کہ شجرہ نسب مسل حقیت میں شامل ہے۔ مگر یہ امر قابل نوٹ ہے۔ کہ قیاس قابل تردید ہے۔ اور بندوبستی شجرہ نسب دیگر شہادت سے غلط ثابت کیا جاسکتا ہے۔

دوم۔ پشتیں شمار کرنے کا طریق۔ پشتیں شمار کرنے کے متعلق حسب ذیل فیصلجات ہیں۔ ۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء اور ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء۔ اور ۱۰۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں رشتہ داری کا درجہ منتقل کرنے والے یا متوفی سے مورث اعلیٰ کی جانب شمار کیا گیا تھا۔ اور وہاں سے نیچے مدعی کی جانب۔ اور اس میں سب شامل کئے گئے تھے۔ جیساکہ ۷۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء میں شجرہ ذیل سے ظاہر ہوگا:۔

مرزا

الف — د

ب — ہ

ج — و

منتقل کرنے والا — ز

ح مدعی

منتقل کرنے والے سے لیکر مورث اعلیٰ تک پانچ پشتیں ہیں۔ اور مورث مرزا

سے لیکر ح مدعی تک ۹ ہیں اسطرح ح منتقل کرنے والے سے اا پشت دور خیال کیا گیا تھا - مگر ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں یہ قرار پایا ہے کہ پنجاب کے عام رواج کے مطابق رشتہ داری کا درجہ شمار کرنے کا مناسب طریق یہ ہے کہ متوفی سے شروع ہو کر مورث اعلیٰ تک شمار کیا جائے - اور ان ہر دو کو شامل کر لیا جائے گا - اور اس سے کوئی تفاوت پیدا نہیں ہوتا کہ جدی کتنی پشتیں مورث اعلیٰ سے دور ہیں - مثلاً شجرہ نسب ذیل ہیں :-

الف
ب | ج | د
ا | ا | ا
۵ متوفی | ز | و
 | ا |
 | ح |

د اور ح دونوں ۵ سے تین پشتیں دور ہیں -

اعتراض - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں جو قاعدہ درج ہے اس کی نسبت دو اعتراض ہو سکتے ہیں - اوّل یہ کہنا بمشکل صحیح ہے کہ وہاں شمار کرنے کا جو طریق بیان کیا گیا ہے - یہ پنجاب کا عام رواج ہے - مثلاً ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء سے یہ ظاہر ہوا تھا کہ تحصیل نیوں کے رواج عام کے مطابق شمار کرنیکا یہ طریق قرار پایا ہے کہ جدی سے شروع ہو کر مورث اعلیٰ کی جانب شمار کرتے ہیں - اور ان دونوں کو شامل کرتے ہیں - اور یہ وہاں تک صحیح طریق قبول کیا گیا ہے - جہاں تک ضلع نیوں کا تعلق ہے -

دوم - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء جدیوں میں آپس میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا - مثلاً شجرہ مذکور میں مورث اعلیٰ سے د تین پشت اور ح چار پشت دور ہے مگر ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء کے مطابق یہ مساوی درجہ میں ہیں - یعنے مورث اعلیٰ سے تین پشت دور ہیں -

پشتیں شمار کرنے کے متعلق تنقیحات :-

۱- پشت کی رشتہ داری اوپر اور نیچے منتقل کرنیوالے سے لیکر مدعی حقدار بازگشت تک اوپر اور نیچے شمار کیجاتی ہے - اور یہ ہر دو شامل کرلئے جاتے ہیں - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء -

۲- رشتہ داری کی پشت منتقل الیہ سے لیکر مدعی حقدار بازگشت تک اوپر اور نیچے شمار کیجاتی ہے - اور دونوں میں شامل کئے جاتے ہیں - ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء -

۳- رشتہ داری کی پشت منتقل الیہ سے لیکر مدعی حقدار بازگشت تک اوپر اور نیچے شمار کیجاتی ہے - اور اس میں ان ہر دو کو شامل کیا جاتا ہے - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء -

۴۔ موجودی پانچویں پشت کے خیال کئے جائیں۔ یہ اوپر اور نیچے شمار کرنے سے نہیں ہوتے بلکہ متوفی سے لیکر مورث اعلیٰ شمار کئے جاتے ہیں۔ (یہ مورثت کا مقدمہ تھا) ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

۵۔ پنجاب کا عام رواج یہ ہے کہ رشتہ داری کی پشتیں شمار کرنے کا طریق یہ ہے کہ متوفی سے شروع ہو کر مورث اعلیٰ کی جانب شمار کرو۔ اور ان دونوں کو محسوب کر لو۔ اور اس سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا کہ جدی کتنی پشتیں مورث اعلیٰ سے دور ہیں۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

۶۔ حقداران بازگشت کی رشتہ داری کا درجہ شمار کرنے میں متوفی اور مورث اعلیٰ ہر دو کو محسوب کرنا چاہئے۔ ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۰۳۔

۷۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء کی ۹، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء میں پیروی کی گئی تھی۔

۸۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ بمقدمہ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء میں پسند کیا گیا تھا۔

۹۔ متوفی سے لیکر مورث اعلیٰ شمار کیا جاتا ہے۔ گر متوفی خارج کیا جاتا ہے ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء (۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء) کا حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ اور نظرانداز کیا گیا تھا)۔

۱۰۔ ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء کی ۵، پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء میں پیروی کی گئی تھی۔

۱۱۔ ایسا ہونا ممکن ہے کہ رشتہ داری کا درجہ شمار کرنے کے طریق کی نسبت جو خیال ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں ظاہر کیا گیا ہے بلا کسی استثنا کے قبول نہیں کیا گیا۔ اور ہم یہ شک کرنے کی جانب مائل ہو سکتے ہیں کہ آیا یہ پنجاب کے تمام حصوں میں رواج ہے یا کہ نہیں۔ مگر اس مقدمہ میں اس امر کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۱۲۔ یہ شک ہے کہ آیا ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء پنجاب کے تمام حصوں پر حاوی ہوتا ہے۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۱۳- یہ امر کہ آیا ۱۲۳ پنجاب ۱۹۰۸ء پنجاب کے تمام حصوں میں بالعموم حاوی ہوتا ہے - غیر منفصلہ چھوڑ دیا گیا تھا - کیونکہ اس مقدمہ میں اس پر غور کرنا ضروری نہیں ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء -

۱۴- ضلع جہلم میں پشتوں کے شمار کرنے کا طریق جدی سے مورث اعلیٰ کی جانب ہے - اس میں یہ دونوں محسوب کئے جاتے ہیں - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء

سوم - کیا بعید حقداران بازگشت انتقال کی بابت اعتراض کر سکتے ہیں - بروئے دہرم شاستر صرف پسر اور غیر منقسمہ خاندان کے ممبر ہی انتقالات کی بابت اعتراض کر سکتے ہیں - یہاں پنجاب میں حسب رواج یہ حق اس قدر وسیع بیان کیا گیا ہے کہ پشت یا بُعد پر مطلق کوئی قید عائد نہیں کی گئی - وجہ یہ ہے کہ یہاں سنات سے کوئی قید تعین کرنی ناممکن ہے - اور چونکہ اس مضمون کے متعلق کوئی عام قواعد تعین نہیں کئے جا سکتے - لہذا ہر جدی رشتہ دار کا نرینہ مالکوں کی جانب سے انتقالات کی بابت اعتراض کرنے کا غیر مشتبہ حق قرار دیا گیا ہے - اس خیال کی تائید میں مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- جیسا کہ عدالت ہائے ماتحت کا معنوی طور پر خیال معلوم ہے یہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ عدالتوں نے رشتہ داری کی کوئی خاص حد تعین کی ہے جس سے بڑھ کر جدی انتقال زمین کی بابت تنازعہ نہیں کر سکتے - پس ظاہر ہے کہ کوئی جدی خواہ یہ کس قدر بعید کیوں نہ ہو بحیثیت وارث کے جائداد لینے کا دعوے کر سکتا ہے - اور اگر قابض شخص جائداد کے آخری مالک کی جانب سے ہبہ کا عذر پیش کرے - تو دعویدار یہ جواب دے سکتا ہے کہ آخری قابض کو ہبہ کرنیکا اختیار نہ تھا - بار ثبوت یا ثبوت کے کافی ہونے کی نسبت جو کسی فریق نے پیش کیا ہو تنازعہ ہو سکتا ہے مگر جدی کے اعتراض کرنے کے اختیار یا جائداد کی بابت دعوے کرنے کی نسبت کوئی سوال نہیں ہو سکتا - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۲- پلوڈن صاحب جج فرماتے ہیں کہ " ہمیں قبل یا مابعد تاریخ فیصلہ نمبر ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء مشتہرہ مقدمات سے یہ کہنا ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ جدی رشتہ داروں کے کسی معینہ حد تک بے پسر مالک کی جانب سے جدی زمین

کے انتقال کی بابت اعتراض کرنے کا حق ہے - اور اس سے آگے یہ قیاس کر سکتے ہیں -
کہ ان کو ایسا کرنے کا حق نہیں - زیادہ تر پچھلے مقدمات فرق کرنے کی بابت حد قائم
کرنا ناممکن ظاہر کرتے ہیں - بے پسر مالک کا جدی زمین کو منتقل کرنا جس کی بابت
اس کے وارث اعتراض کرتے ہیں ہمیں انکو منصب دینے کے واسطے کافی معلوم
ہوتا ہے قیاس یہ ہے کہ یہ اس قسم کا انتقال نہیں کر سکتا جس سے اس کے دور
اور نزدیک کے ورثا کو نقصان پہونچے اور اس قیاس کی تردید ان کی قربت یا بعد
کے کسی ٹھیک درجہ پر موقوف نہیں ہوتی - خواہ یہ مع دیگر حالات کے اس امر
کا فیصلہ کرنے میں کیسا ہی ضروری کیوں نہ ہو کہ آیا اس قیاس کی تردید کی گئی ہے -
۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳ - اس مقدمہ میں عدالت ماتحت نے چھٹی پشت کے مدعی سے نالش کو
قائم رکھنے کی نسبت اپنا حق مثبت طور پر ثابت کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی -
قرار پایا تھا کہ اس تجویز کے واسطے کوئی بناء نہیں کہ اس عدالت نے نالش کرنے
کے حق کی نسبت رشتہ داری کے درجہ کی کوئی حد قائم کی ہے - ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۴ - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء - اسی بارہ میں ہے - اور نیز ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ
۱۸۹۴ء -

۵ - یہ خیال ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں پسند کیا گیا ہے - اور اس پر
صاد کیا گیا ہے - جس میں صفحہ ۲۵۸ پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام پدری رشتہ دار
جو رشتہ داری کی وجہ سے وارث ہیں ان کو قیاساً کسی ایسے فعل کی نسبت اعتراض
کرنے کا حق ہوتا ہے - جو وراثت کے حق کو ضرر رساں ہو - اور یہ سمجھنا مشکل ہے
کہ کسی درجہ سے پدری رشتہ داروں کے حق میں کس طرح بے قاعدہ حد قائم کی جائے
اور اس سے آگے اس قیاس سے فائدہ نہ اٹھائیں - لہذا قرار پایا کہ ڈھلن جاٹان
ضلع لاہور میں نہم پشت کے جدی بے پسر مالک کی جانب سے انتقال کی بابت
تنازعہ کرنے کے مجاز ہیں -

۶ - اس تجویز کے واسطے کوئی بنیاد نہیں کہ چیف کورٹ نے رشتہ داری
کا کوئی درجہ قائم کیا ہے - جو نالش کرنے کے حق کی حد ہو - معیار یہ نہیں

کہ آیا بعید جدی کو نالش کرنے کا منصب حاصل ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ آیا انتقال ان اشخاص کی موجودگی میں جائز ہے جن کی پوزیشن مدعیوں کی سی ہو۔ اس کا بار ثبوت کے بقاعدہ مقولہ کے لحاظ سے فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ اسبارہ میں شہادت کی نوعیت کو دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ کامل تحقیقات سے ایسا کرنا چاہیئے۔ جس میں فریقین کو عام رواج اور خاص حالات کے متعلق تمام شہادت پیش کرنی چاہیئے جو اسبارہ میں میسر ہو سکتی ہو۔ ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۷۔ ہمارے خیال میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایسا عام رواج پایۂ ثبوت کو پہونچگیا ہے کہ رشتہ داری کے خاص درجہ سے آگے بے اولاد مالک کی جانب سے انتقال کی بابت تنازع نہیں ہو سکتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء۔

۸۔ اس صوبہ کی زراعت پیشہ اقوام میں رشتہ داری کا کوئی معینہ درجہ نہیں۔ جہاں تک بے پسر مالک کے رشتہ داران کی جانب سے جدی زمین کے انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے آگے حق مذکور نہیں ہوتا ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۹۔ آٹھویں پشت کے جدی نرینہ مالک کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے مجاز ہیں۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۱۰۔ زراعت پیشہ اشخاص میں اسبارہ میں کوئی قاعدہ نہیں کہ کسی خاص درجہ تک رشتہ دار اس انتقال کی بابت تنازع کرسکتے ہیں اور اس سے آگے نہیں کرسکتے کہ جو بے پسر مالک کی جانب سے ہو۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

اس کے برعکس فیصلجات جن سے ظاہر ہو کہ بعید جدی بے پسر نرینہ مالک کی جانب سے انتقال جائداد کی بابت تنازعہ نہیں کرسکتے حسب ذیل ہیں:۔
۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء - ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء - ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء - اور ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء فیصلجات - گو فیصلجات محولہ مذکورسے قرار دیا گیا ہے کہ حقداران بازگشت کے انتقال جائداد کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے کوئی حد معین نہیں۔ تو اس کے معنے یہ نہیں کہ یہ ثابت کرنے کا بار کہ انتقال جائز ہے۔ ہمیشہ منتقل الیہ پر ہوگا۔ اور

یہ کوئی مضائقہ نہیں کہ اعتراض کرنے والا خواہ کس قدر دور کیوں نہ ہو۔ اور موضع کی ساخت
کیسی ہی ہو۔ اور حالات مقدمہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس بارہ میں کوئی عام اور
پختہ قاعدہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم میں اس امر کے متعلق قواعد ذیل قائم کرنے کا
حوصلہ کرتا ہوں۔

رول اوّل۔ باوجود ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔
۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔ ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء
۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء کے برعکس ہونے کے اس بُعد کے درجہ کی کوئی حد نہیں
جس سے آگے جدی انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے مستحق نہیں۔ لہٰذا تمام جدیوں
کو محدود نرینہ مالک کے جدی زمین بلا جائز ضرورت منتقل کرنے کی نسبت تنازع
کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس بارہ میں سندات اوپر بیان کی گئی ہیں:۔

رول دوم۔ مگر جو سندات اوپر بیان کی گئی ہیں محض یہ قرار دیتی ہیں کہ بعید درجہ
کے جدی رشتہ دار کو نالش کرنے کا منصب حاصل ہے۔ یہ بار ثبوت کے سوال کے
ساتھ برتاؤ نہیں کرتے۔ لہٰذا بار ثبوت کا فیصلہ کرنے میں سب کچھ ہر مقدمہ کے
خاص حالات پر موقوف ہوگا۔ سندات یہ ہیں:۔

۱۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں فاضل جج لکھتے ہیں کہ "ہم اس ریمارک کے
ساتھ بالکل اتفاق کرتے ہیں جو ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں اس بارہ میں
کیا گیا ہے کہ جہاں نرینہ سلسلہ میں مورث اعلیٰ کی اولاد کا صریحاً پتہ مل سکے کسی
مقدم اصول یا بطور نتیجہ فیصلجات سے اس قسم کا کوئی عام قاعدہ قرار دینا ناممکن ہے
کہ ایک جدی جو کسی خاص درجہ کے اندر ہو اعتراض کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر
درجہ والا نہیں کر سکتا۔ مگر ہم اس خیال کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں جو ۲۶ پنجاب ریکارڈ
۱۹۰۱ء میں ظاہر کیا گیا ہے کہ رواج کا خاص مفہوم ہر خاص مقدمہ میں محض وہی ہے
جو فی الواقعہ موجود ہونا قیاس کیا جائے۔"

۲۔ بے اولاد مالک کی جانب سے انتقال کی بابت جدیوں کے تنازعہ کرنے
کے معاملہ کی نسبت ہر مقدمہ کے واقعات کے لحاظ سے فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اور کوئی
ایسا معینہ اور مستقل قاعدہ قرار نہیں دیا جا سکتا جو تمام قابل قیاس حالات پر اور

اور تمام اقوام اور مقامات پر حاوی ہوسکے"۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء

۳۔ ہر مقدمہ میں بار ثبوت کے سوال اور ثبوت کے کافی ہونے کے سوال کا خاص واقعات کے رو سے فیصلہ کرنا لازم ہے۔ ۲۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۴ء۔

۴۔ ان خیالات (بحوالہ الفاظ محولہ مذکور مندرجہ ۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۶ء) کے ساتھ ہمارا بالکل اتفاق رائے ہے۔ اور ہم جو کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ خاص واقعات کیا ہیں۔ جو ہمارے بار ثبوت کو ایک یا دوسری جانب نازل کرنے کو جائز کریں۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۶ء صفحہ ۳۹۷۔

رول سوم۔ گو سب کچھ ہر مقدمہ کے واقعات پر موقوف ہے۔ تاہم اگر تنازعہ قریبی نرینہ جدیوں اور نرینہ مالک کے منتقل الیہ کے مابین ہو تو شروع پر ابتدائی قیاس یہ ہے کہ منتقل کرنے والے کو جدی زمین منتقل کرنے کا اختیار نہیں۔ لہذا یہ ثابت کرنے کا بار منتقل الیہ پر ہے کہ نرینہ مالک کو بموجودگی قریبی پدری رشتہ داروں جیسے کہ مدعی ہیں منتقل کرنے کا اختیار ہے۔ اس بارہ میں سند حسب ذیل ہے:۔

۱۔ رابرٹسن صاحب جج لکھتے ہیں:۔ کئی مقدمات میں لوگوں کے عام فہم دستور نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ قریبی پدری رشتہ داروں میں بعض قسم کے انتقالات کی بابت اعتراض کرنے کے حق کی اجازت دینا مناسب اور آرام دہ ہے۔ اور زیادہ تر بعید رشتہ داروں کی صورت میں یہ حق تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور یہ امر کہ اس قسم کا اندراج ضلع جہلم کے رواج عام میں کیا گیا ہے۔ اور حال میں تیار کیا گیا ہے۔ اس امر کے متعلق رائے کا زبردست اظہار ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ رواج عام میں اس مضمون کا اظہار کہ صرف چوتھی پشت کے جدی اعتراض کرسکتے ہیں۔ اس امر کے متعلق کسی طرح قطعی ہے۔ مگر ہم اس اندراج کو باقیمت خیال کرتے ہیں۔ کہ یہ ایسے وقت میں ملک کے لوگوں کا اظہار رائے کرتا ہے جب کہ ان کی کوئی ذاتی غرض نہیں پائی جاتی تھی۔ ۴۲ پنجاب سنہ ۱۹۰۷ء

رول چہارم۔ کون قریبی جدی ہیں ایسا سوال ہے جس کا ہر مقدمہ میں از روئے رواج فیصلہ کرنا لازم ہے۔ گزشتہ فیصلجات سے جو عام قاعدہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ پانچویں پشت کے جدی اور زیادہ سے زیادہ ساتویں پشت کے

قریبی نرینہ جدی ہیں - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- مشتہرہ مقدمات کو دیکھنے کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کسی پشت کے بعید جدیوں کی جانب سے انتقالات کی بابت اعتراض کرنے کی نا قابل قبولیت نہیں - اور بعض حالات میں اس کی اجازت دیگئی ہے - تاہم ایک بھی ایسا مقدمہ دریافت نہیں ہوتا جس میں ساتویں پشت سے زیادہ تر بعید جدیوں کا دعوے قبول کیا گیا ہے - حالانکہ دیگر مقدمات میں جن میں مقامی رواج کے مطابق زیادہ تر سخت قاعدہ اختیار کیا گیا ہے - ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۳۹۰ -

۲- حقداران بازگشت کی ساتویں پشت قریبی جدیوں کی سبب بعید پشت ہے - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۰۳ -

۳- چوتھی اور پانچویں پشت کے جدی بعید جدی خیال کئے گئے ہیں - یہ ثابت کرنیکا بار ان پر ہے کہ بے اولاد مالک کی جانب سے ہبہ نا جائز ہے - (جو چھٹی پشت کے جدی کے پاس ہو) - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۴- اجنبیوں کے نام ہبہ نا جائز قرار پایا تھا - حقداران بازگشت پانچویں اور چھٹی پشت کے ضلع سیالکوٹ کے جاٹ تھے - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۵- چیماں جاٹان ضلع سیالکوٹ - اجنبی کے نام ہبہ نا جائز ہے - جن جدیوں نے اعتراض کیا تھا - یہ پانچویں اور چھٹی پشت کے تھے - ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۶- جو جدی متوفی کے پڑداد ا کی اولاد ہوں - اعتراض کر سکتے ہیں - ۱۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء -

۷- جاٹان ضلع امرت سر - تحقیقات کے بعد چھٹی اور ساتویں پشت کے حقداران بازگشت اس قدر بعید قرار پائے تھے کہ یہ اعتراض نہیں کر سکتے تھے ۵۶

۸- راجپوتان ہوشیار پور - چھٹی پشت کے جدی اعتراض کر سکتے ہیں - ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۹- راجپوتان ہوشیار پور - ساتویں پشت اور آٹھویں پشت کے جدی اجنبی کے نام منتقل کرنے کی نسبت اعتراض کر سکتے ہیں - بار ثبوت منتقل الیہ پر ہے ۱۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۱۰- آٹھویں پشت کے جدی بعید خیال کئے گئے تھے - بار ثبوت ان پر تھا -

۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۱۱- پانچویں پُشت کے جدیوں کو بالشرط امکان چھٹی اور ساتویں پُشت کو بروئے رواج یہ ثابت کرنا لازم ہے کہ یہ مداخلت کرنے کے مستحق ہیں۔ ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۴۵-

۱۲- یہ بات غلط ہے کہ ساتویں پُشت کے پدری رشتہ داروں کو اعتراض کرنیکا حق نہیں - ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء -

۱۳- یہ ثابت کرنیکا بار چھٹی پُشت پر ہے - کہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں - ۴۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

رول پنجم - جہاں تک بعید جدیوں سے تعلق ہے - عام قیاس یہ ہے کہ نرینہ مالک کو اپنی جائداد بموجودگی جدیان مذکور منتقل کرنے کا اختیار ہے - لہذا رواج ثابت کرنیکا باراُن جدیوں پر ہے کہ منتقل کرنے والا ان کی موجودگی میں جدی غیر منقولہ جائداد منتقل نہیں کر سکتا - سندات حسب ذیل ہیں:-

۱- آٹھویں پُشت کے جدی بعید جدی ہیں - ۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۲۱۱-

۲- آٹھویں اور نویں پُشت کے جدیوں کو بہ مشکل قریبی جدی کہہ سکتے ہیں یہ ثابت کرنیکا باران پر ہے کہ یہ تنازع کر سکتے ہیں - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۳- آٹھویں پُشت کے جدیوں نے بے پسر مالک کی جانب سے انتقال کی بابت تنازع کرنے کے واسطے دعوے دائر کیا - اس سوال کے پیدا ہونے پر کہ آیا یہ تنازعہ کر سکتے ہیں - بارکلی صاحب جج نے بیان کیا کہ "اس قسم کے مقدمہ میں جیسا کہ یہ ہے ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ ثابت کرنیکا بار مدعیوں پر ہے کہ یہ انتقال کو مسترد کرانے کے واسطے دعوے کر سکتے ہیں - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۴- مدعی دسویں پُشت کے تھے - ثابت کرنیکا باران پر ڈالا گیا تھا - ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۵- جاٹان ضلع امرتسر - جدی آٹھویں پُشت کے تھے - بے اولاد مالک کی جانب سے انتقال پر اعتراض نہیں کر سکتے تھے - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۶- جاٹان سیالکوٹ - دسویں پُشت کے جدیوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ۲۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

٧۔ ہم اس منطقانہ خیال کے ساتھ بالکل اتفاق کرتے ہیں۔ جو ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر ہم منطق کو چھوڑ کر بطور امر واقعہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ کسی مقدمات میں رواج بعید رشتہ داری کے درجہ پر قید عائد نہیں کرتا۔ جس کے اندر انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق ہے۔ لہذا قرار پایا کہ جاٹان ضلع سیالکوٹ میں یہ ثابت کرنیکا بار آٹھویں یا نویں پشت پر ہے کہ وہ بے پسر نرینہ مالک کی جانب سے انتقالات پر اعتراض کر سکتے ہیں۔ ۹۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء۔

٨۔ جاٹان ضلع سیالکوٹ۔ ساتویں پشت کے جدیوں سے آگے بے پسر مالک کی جانب سے انتقال پر تنازعہ نہیں ہو سکتا۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

٩۔ بیشک بعض اضلاع میں لوگ خود اس بات کو معقول خیال کرتے ہیں کہ حسب رواج کہیں حد قائم کرنی لازم ہے۔ جس سے اس تھیوری کو نظر انداز کیا جائے کہ اگر یہ حد موجود ہے تو یہ سب پدری جدیوں تک جاتی ہے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

١٠۔ گیارھویں پشت کے جدی اعتراض نہیں کر سکتے۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

١١۔ یہ ثابت کرنیکا بار آٹھویں پشت پر ہے کہ وہ نرینہ مالک کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کر سکتے ہیں۔ ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء۔

(نوٹ۔ اس پر ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء میں اعتراض کیا گیا تھا)۔

١٢۔ گیارہویں پشت کے جدیوں کو بے پسر مالک کی جانب سے انتقال پر اعتراض کرنے کا منصب حاصل نہیں۔ ۴۹ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۳ء۔

١٣۔ آٹھویں پشت کے جدی انتقال کی بابت استحقاقاً تنازعہ نہیں کر سکتے۔ مگر انکو یہ رواج ثابت کرنا لازم ہے کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء صفحہ ۷۸۔

١٤۔ نہم پشت اعتراض کرنے کی مجاز ہے۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

**رول ششم**۔ مگر وہ آخری قواعد اس شرط کے تابع ہیں کہ اگر موضع میں غیر مخلوط اور ہم جنس آبادی ہو تو یہ ثابت کرنے کا بار منتقل الیہ پر ہوگا کہ نرینہ مالک کو منتقل کرنے کا حق ہے۔ خواہ اعتراض کرنے والا حقدار بازگشت بعید جدی ہی کیوں نہ ہو۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

١۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں سوال یہ تھا کہ آیا ساتویں پشت کے جدی انتقال کی بابت تنازع کر سکتے ہیں۔ یہ بحث کی گئی تھی کہ مدعی اسقدر بعید تعلقدار ہے

کر یہ نالش کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ یہ قرار پایا تھا کہ موضع میں ایک ہی قوم آباد ہے۔ جس کا مورث اعلیٰ ایک ہی ہے۔ اور مدعی کا نام یقیناً ان اولادوں کے شجرہ نسب میں آتا ہے۔ قرار پایا کہ یہ نالش کرنے کا مستحق ہے۔ اس بات پر بہت کچھ منحصر ہوتا ہے کہ آیا خاص موضع کی آبادی ایک ہی قوم سے آباد ہے۔ جن کا خون ایک ہی ہے۔ یا آیا اس میں مختلف عناصر ملے ہوئے ہیں۔ جن میں مختلف اقسام کے لوگ شامل ہیں جن کا کوئی مورث اعلیٰ نہیں۔ اور ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں۔ اول الذکر صورت میں یہ بات کہ آبادی بالکل ملی جلی ہے۔ اور اس میں کسی اجنبی کو دخل نہیں ہوا۔ ثابت کرتا ہے کہ رشتہ داری کے دعاوی کی بہت کچھ وقعت کیجاتی ہے۔ اور اس قسم کے مقدمہ میں جیسا کہ یہ ہے اس کا بہت کچھ لحاظ کرنا چاہیئے۔ بہ نسبت اس آبادی کے جو کسی غیر عناصر کے داخل ہونے سے ٹوٹ پھوٹ گئی ہو اور اس میں کوئی بات شاملات نہ رہی ہو۔

۲۔ ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء میں گو آٹھویں پشت کے جدی بعید خیال کئے گئے تھے۔ تاہم بے پسر مالک کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ کیونکہ خاص حالات سے ثابت ہوا تھا کہ تعلق خاندان نہیں ٹوٹا تھا اور حالات مذکور یہ تھے۔ (الف) ساخت موضع ایسی تھی کہ اجنبیوں کے داخل ہونے سے جماعت مالکان کے اصلی تعلق میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ اور اسطرح مالکوں کی جماعت غیر مخلوط تھی۔ (ب) قومی رواجوں کے مجموعہ میں کوئی قید نہیں رکھی گئی تھی جس سے آگے جدی اعتراض کرنے کے مستحق نہیں تھے۔

۳۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں ساتویں پشت کے حقداران بازگشت نالش کرنے کے مجاز قرار پائے تھے۔ اور یہ ثابت کرنیکا بار منتقل الیہ پر عائد کیا گیا تھا کہ ہبہ منجانب بے اولاد مالک جائز ہے۔ کیونکہ مقدمہ میں خاص حالات موجود تھے جو یہ تھے کہ (اول) موضع کی بنیاد دو جاٹوں نے ڈالی تھی۔ جن میں ایک ہندو اور دوسرا مسلمان تھا۔ جس کی اولاد ایک طرف پر قابض تھی۔ اور مقدمہ میں فریق تھے۔ (دوم) یہ بھی قرار پایا تھا کہ دیگر ذاتوں اجنبیوں کی بہت کچھ آمیزش نہیں تھی اور (سوم) موہوب الیہم اجنبی تھے۔

۴۔ ہم نے بندوبست کی مسل کو دیکھا ہے۔ اور اس سے معلوم کیا ہے کہ اس کے

سب مالک چلے ہیں۔ اور کسی دیگر قوم یا گوت کا بھی کوئی شخص شامل ہے۔ لہٰذا قرار پایا کہ چھٹی پشت کے جدی انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے مستحق ہیں۔ ۳۵ اپنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

**رول ہفتم** ۔ مگر جہاں موضع غیر مخلوط اور ہم جنس نہ ہو یا کہ اعتراض کرنے والوں نے مذہب تبدیل کر لیا ہو۔ اور نہ ان میں اعتراض کا اشتمال ہو۔ تو یہ ثابت کرنا حقداران بازگشت کا فرض ہے کہ منتقل کرنے والے کو ان کی موجودگی میں کوئی حق نہیں۔ مقدمات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ منتقل کرنے والا چھٹی پشت میں اور مدعی آٹھویں میں تھے۔ بار ثبوت مدعیوں پر عائد کیا گیا تھا۔ کیونکہ یہ مذہب تبدیل کر چکے تھے۔ ۸۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء۔

۲۔ جاٹان ضلع سیالکوٹ آٹھویں پشت کے جدیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۳۔ بار ثبوت دسویں پشت پر ڈالا گیا تھا۔ کیونکہ موضع میں جہاں فریقین رہتے تھے کئی دیگر گوتوں کے مالک رہتے تھے۔ اور آبادی موضع ملی جلی تھی۔ ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۴۔ بار ثبوت آٹھویں پشت پر ڈالا گیا تھا۔ کیونکہ موضع قطعی طور پر سندھوؤں کا نہیں رہا تھا۔ کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ بعض ارائیں اس میں آباد ہو گئے ہیں۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء

۵۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء میں ساخت موضع ایسی تھی کہ یہ بلا شک و شبہ قرار پایا تھا کہ جماعت مالکانہ کا شیرازہ ڈھیلا ہو گیا تھا صفحہ ۹۶ بار ثبوت آٹھویں پشت پر تھا

نوٹ۔ فرض کرو کہ فریقین کے موضع میں ہم جنس آبادی نہیں۔ صرف یہی امر سوال کے فیصلہ کے واسطے کافی نہیں۔ یہ مزید معلوم کرنا ضروری ہے کہ آیا موضع میں سب ڈویژن ہیں۔ آیا یہ خاص سب ڈویژن جہاں زمین واقعہ ہے ہم جنس آبادی ہے یا کہ نہیں ہے۔ ۱۰۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء (صفحہ ۴۰۰) میں صاحب فاضل جج لکھتے ہیں کہ بیشک فریقین کا موضع غیر جنس آبادی والا ہے۔ مگر اس کی تلافی اس طرح ہوتی ہے کہ یہ جداگانہ اطراف میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اور فریقین کی طرف بالکل ہم جنس ہے۔ اور جو دلائل ہم جنس آبادی پر حاوی ہوتی ہیں وہ اس ہم جنس طرف پر بھی حاوی ہیں۔

## بیوگان کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازعہ کرنیکا منصب :-

مختلف مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- فیروزپور کا مقدمہ - انتقالات منجانب بیوگان اُن انتقالات سے بالکل ہیں جو بے اولاد مالکوں کی جانب سے وقوع میں آئیں - آئندہ حقدار بازگشت خواہ کس قدر بعید کیوں نہ ہو بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرسکتا ہے ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۲- حقدار بازگشت بیوہ کی جانب سے محض اس وجہ سے تنازعہ کرنے سے منع نہیں ہو جاتا کہ یہ بہت ہی بعید ہے - اس کو اس وجہ سے تنازعہ کرنے کا منصب ہوتا ہے کہ بیوہ کی حقیقت نزینہ وارث کی سی کامل ملکیت ہوتی ہے مگر خاص غرض کے واسطے محدود ہوتی ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۳- انبالہ کے سیدوں کا مقدمہ - بیوہ نے جائداد منتقل کی - اور دسویں پُشت کے حقداران بازگشت نے اعتراض کیا - قرار پایا کہ مدعی یہ ثابت نہیں کرسکا کہ کوئی حقدار بازگشت خواہ یہ کس قدر بعید کیوں نہ ہو انتقال کی بابت تنازعہ کرسکتا ہے ۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۴- بیوہ کی جانب سے جائداد کا جو انتقال اس کے خاوند کی دختر کے نام کیا جائے اس کی بابت آٹھویں پُشت کا جدی تنازعہ نہیں کرسکتا - ۸۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۵- راجپوتان لاہور - بیوہ نے اپنے خاوند کی دختر کے نام ہبہ کیا - قرار پایا کہ ساتویں پُشت اس قدر بعید ہے کہ یہ ہبہ کی نسبت تنازعہ نہیں کرسکتی - ۱۲۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۶- مسلمان جاٹان راولپنڈی - بیوہ اپنے خاوند کی ہمشیرہ کے پسر کے نام جو انتقال کرے اس کی نسبت دسویں پُشت کا جدی اعتراض کرسکتا ہے - ۱۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۷- جو جدی ایک ہی پڑدادا کی اولاد نہ ہوں بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتے - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۸- بیوہ جو انتقال اپنے نواسوں کے نام کرے اس کی نسبت ساتویں پشت کے جدی تنازعہ کر سکتے ہیں - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء -

## سوم - کیا بعید حقدار بازگشت بموجودگی قریبی وارث کے نالش کر سکتا ہے

جیسا کہ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۵ء (صفحہ ۲۲۵) میں بیان کیا گیا ہے - عام قاعدہ یہ ہے کہ جو نالش جائداد کی حفاظت کے واسطے استقرار یہ ڈگری کے واسطے دائر کیجائے - یہ قریبی حقدار بازگشت کو دائر کرنی چاہیئے - یہ خیال دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص کے مطابق ہے - جس کے رو سے مدعی کو جائداد کی بابت کسی ایسے حق کا مستحق ہونا لازم ہے جس کے متعلق دعوے ہو - اور چونکہ تشریح (ہ) اس شخص کی مثال دیتی ہے جو قیاساً ایسے پسر ہندو کی جائداد اس بیوہ کے بعد زندہ رہنے کی صورت میں لینے کا مستحق ہو سکتا ہے جو جائداد پر قابض ہوا ہو - اس کے معنے یہ ہیں کہ اس استقرار کے واسطے دعوے کہ جو انتقال محدود مالک نے کیا ہو عام ہی ہے کوئی مرد یا عورت نے کیا ہو جائز ضرورت کے بغیر کیا گیا تھا - لہذا یہ اس عورت کی وفات کے بعد کالعدم ہوگا - یہ اس شخص کی جانب سے دائر ہونا چاہیئے جس کے وارث ہونیکا قیاس ہو - دیگر الفاظ میں یوں کہو کہ جو شخص منتقل کرنے والے کے بعد وارث نہ ہو یا اس کے وارث ہونیکا قیاس نہ ہو اس استقرار کی بابت دعوے دائر نہیں کر سکتا - اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں :-

ا- ۸ انڈین اپیلز ۱۲۰ میں ویر لارڈشپ جان پریوی کونسل لکھتے ہیں کہ "یہ قانون نہیں ہو سکتا کہ ہر شخص جس کے وارث ہونیکا امکان ہو اس قسم کا دعوے دائر کر سکتا ہے - کیونکہ اگر یہ صورت ہو تو ہر شخص کو خواہ یہ وراثت کے سلسلہ میں کس قدر بعید کیوں نہ ہو - نالش کرنے کا حق ہوگا - ویر لارڈشپ کی رائے میں نالش کرنے کا حق محدود ہونا چاہیئے" - اُنہوں نے خیال کیا کہ گو وارث بازگشت اس قسم کا دعوے دائر کر سکتا ہے تاہم یہ بطور قاعدہ عام اس شخص کی جانب سے دائر ہونا چاہیئے جس کے وارث ہونیکا ہونیکا احتمال ہو یعنی اس شخص کیجانب سے جو اُس وقت منتقل کرنے والے کی

۲- حقدار بازگشت کو متبنے پسر کی حین حیات میں اس انتقال کی بابت تنازعہ کرنیکا حق نہیں جب اولاد نے کیا ہو - ۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

[margin handwriting, illegible]

۳۔ قریبی جدیوں کی بیوہ کی موجودگی جو جدی بہ ترجیح مدعی حقدار بازگشت بعد پسر مالک کے وارث ہونے کے مستحق ہوں موخر الذکر اس انتقال کی بابت تنازعہ کرنے سے روکتی ہے جیسے پسر مالک نے کیا ہو۔ ۱۶۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۴۔ جب ہندو بیوہ منتقل کرے تو بعید حقدار بازگشت کو بموجودگی دختر کے جو آئندہ وارث ہو تنازعہ کرنے کا منصب نہیں ہوتا۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۵۔ قریبی حقدار بازگشت یا بیوہ کی موجودگی میں جو جدی طور پر وارث ہوتے ہیں۔ بعید حقدار بازگشت کا دعوے مشعر وراثت دائر نہیں ہو سکتا۔ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۹۷۔

۶۔ نیز دیکھو ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔ جو متعلق ہے۔

۷۔ وڑائچان ضلع گجرات۔ خانہ داماد کی موجودگی میں جس کو اپنے سسر کی جائداد کے وارث ہونیکا حق ہو۔ اور موخر الذکر کی جانب سے انتقالات کی بابت تنازعہ نہ کیا ہو تو بعید حقدار بازگشت کو نالش کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۲ء

۸۔ بعید حقدار بازگشت نے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے دعوے دائر کیا۔ یہ ثابت ہوا کہ قریبی حقدار بازگشت مع دو پسروں کے زندہ ہے۔ قرار پایا کہ مدعی بموجودگی آئندہ وارث دعوے نہیں کر سکتا۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

## اس امر کا فیصلہ کرنا لازم ہے کہ آیا معترض آئندہ وارث ہے۔

۱۔ بیوہ نے جائداد منتقل کی۔ اور دسویں پشت کے جدیوں نے اعتراض کیا۔ قرار پایا کہ گو دختر موجود تھی جو آئندہ وارث بیان کی گئی تھی تاہم ان کو منصب حاصل تھا۔ اس مقدمہ میں یہ سوال غیر منفصلہ چھوڑا گیا تھا کہ آیا یہ عورت فی الواقعہ قریبی وارث تھی۔ ۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۲۔ انتقال کے معاملات میں یہ حجت پیش کی گئی تھی کہ مدعی جو بعید جدی تھا۔ اس کو کوئی منصب حاصل نہیں کیونکہ آئندہ وارث دختر اور اس کے پسر تھے۔ چیف کورٹ نے مقدمہ میں بدیں بیان کارروائی ہونے کی اجازت دی تھی کہ یہ معلوم کرنا ضروری نہیں کہ آیا دختر آئندہ وارث ہے یا کہ نہیں ہے۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء۔

۳- ۱۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء میں انتقال جائداد بیوہ کی جانب سے بعید حقدار بازگشت نے تنازع کرنے کے واسطے دعوے دائر کیا تھا منتقل الیہ نے یہ حجت پیش کی کہ مدعیوں کو کوئی حق حاصل نہیں - کیونکہ آئندہ وارث دختر ہے - مقدمہ اس تجویز کے واسطے واپس بھیجا گیا تھا کہ آیا یہ ہے یا کہ نہیں ہے -

۴- ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں عدالت نے تجویز کیا تھا کہ چونکہ دختر اور اس کے پسر آئندہ وارث ہیں - لہذا بعید حقدار بازگشت کو کوئی منصب نہیں -

۵- ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء میں دعوے اس وجہ سے خارج کیا گیا تھا کہ دختر اور اس کے پسر آئندہ وارث قرار پائے تھے -

۶- ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء میں سوال یہ تھا کہ آیا دختر کی موجودگی میں بعید جدی دعوے کر سکتا ہے - قرار پایا تھا کہ چونکہ دختر کا دخل دینا بعید از قیاس ہے - لہذا دعوے چلنا چاہئے -

**مستثنیات** - یہ قاعدہ کہ بعید حقدار بازگشت کو قریب ترین وارث کی موجودگی میں انتقال جائداد کی بابت تنازع کرنیکا منصب حاصل نہیں - اس استثناء کے تابع ہے کہ جب قریب ترین وارث (اوّل) نابالغ ہو - (دوم) عورت ہو جس کی ملکیت محدود ہو (سوم) یا اس نے منتقل کرنے والے کے ساتھ سازش کرلی ہو - (چہارم) یا قریب ترین وارث کی خاطر اپنا حق ترک کر دیا ہو - یا (پنجم) جب یہ خاموش ہو - یا (ششم) یا فعل کے ساتھ اتفاق کرنے سے اپنے آپ کو منع کر لیا ہو - (ہفتم) دعوے کرنے سے باز آگیا ہو تو بعید حقدار بازگشت کا دعوے دائر ہو سکتا ہے - مگر بعید حقدار بازگشت کا دعوے اُس وقت دائر نہیں ہو سکتا - (ہشتم) جب کہ اس کے وارث ہونیکا حق بہت دور ہو -

بعض حالات میں بعید جدی کو قریب ترین وارث کی موجودگی میں دعوے دائر کر سکتا ہے۔

(اوّل) جب کہ قریب ترین وارث نابالغ ہو - قریب ترین حقدار بازگشت کو انتقال کی بابت تنازع کرنے کا حق ہے - جب کہ آئندہ وارث نابالغ ہو - سندات حسب ذیل ہیں :-

۱- حقدار بازگشت کو تنازع کرنے کی بابت حق ہے جب کہ قریب ترین وارث نابالغ ہو اور نابالغ کے ناکام ہونے پر مُدعی وارث ہو سکتا ہو - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۲۔ جب قریب ترین وارث نابالغ ہو تو نابالغ کی موجودگی میں بعید حقدار بازگشت انتقال کی بابت تنازعہ کرسکتا ہے۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء۔

۳۔ جب قریب ترین حق دار بازگشت نابالغ نہ ہو تو بعید حقدار بازگشت دعوے دائر کرسکتا ہے۔ کیونکہ جائداد کو ناواجب انتقال سے محفوظ کرنا ہوتا ہے۔ اور اگر وہ شخص جو آئندہ اس کا وارث ہونیکا مستحق ہو چھوٹی عمر کا ہو یا کسی دیگر ناقابلیت کی وجہ سے جائداد کو محفوظ نہ کرسکتا ہو۔ تو وہ شخص یا اشخاص جو قریب ترین وارث کی عدم موجودگی میں جائداد کے وارث ہوں۔ دخل دے کر ناواجب انتقال کی بابت اعتراض کرنے کے مستحق ہوں گے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

(دوم) جب آئندہ وارث عورت ہو جس کی ملکیت محدود ہو۔ اس بارہ میں مقدمات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ایک حقدار بازگشت کو قریب ترین وارث کی موجودگی میں جو بیوہ ہو بلا سازش یا اتفاق کرلینے کے نالش کرنیکا حق ہے۔ کیونکہ اس کی حیثیت تاحیات ہے ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۲۔ مگر ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء کے متضاد ہے۔ مؤخر الذکر مقدمہ میں بعید حقدار بازگشت نے بے پسر شخص کی جانب سے ہبہ کی بابت اعتراض کیا تھا۔ موہوب الیہ نے یہ حجت پیش کی کہ مدعی کو کوئی منصب حاصل نہیں کیونکہ قریب ترین وارث بیوہ ہے۔ جو بموجب رواج وارث ہونے کی مستحق ہے۔ قرار پایا کہ بموجودگی بیوہ جو قریب ترین وارث ہے کوئی منصب حاصل نہیں۔

۳۔ جب آئندہ وارث دختر ہو تو اس کی موجودگی بعید حقدار بازگشت کو بیوہ کی جانب سے انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے نالش کرنے کی مانع نہیں ہوتی۔ ۱۰۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۴۔ ایک بعید حقدار بازگشت قریب وارث کی موجودگی میں جو دختر ہو اس وقت تنازع کرنیکا مستحق ہے جبکہ اس عورت کے پسر ہوں۔ ۱۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۵۔ جب دختر قریب تر وارث ہو تو اس کی موجودگی نالش کی مانع نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی حیثیت محدود ہوتی ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۵ء صفحہ ۲۲۵

۴۔ جب قریب تر وارث عورت ہو یا یہ سازش کرے تو بعید حقدار بازگشت دعویٰ کر سکتا ہے۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

(سوم) جب قریب تر وارث سازش کرے۔ مقدمات یہ ہیں:۔

۱۔ ۱۵ امرتسر انڈین اپیلز میں قریبی وارث ماں تھی۔ اور اس کی نسبت یہ بیان کیا گیا تھا کہ یہ بیوہ کی جانب سے انتقالات کی بابت رضامند ہو گئی ہے۔ ویلا رڈ شپ نے صفحہ ۱۹۳ پر یہ بیان کیا تھا "چونکہ قریب ترین حقدار بازگشت پر انتقال جائداد کے ظہور میں آنے کے وقت اتفاق کرنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد قیاسی حقدار بازگشت اس کی بابت اعتراض کرنے کا مستحق تھا اور کہ اس کی حیات کا دور نالش کے دائر ہونے کے واسطے مہلک نہ تھا"۔

۲۔ بعید حقدار بازگشت اس صورت میں قریب تر حقدار بازگشت کی موجودگی میں نالش کرنے کا مستحق ہے جب کہ موخرالذکر نے منتقل کرنے والے کے ساتھ سازش کی ہو۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

**سازش کرنے کا ثبوت۔** بار ثبوت اُس شخص پر ہے جو بیان کرے کہ سازش کی گئی تھی۔ اس بارہ میں سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے نالش کرنے میں توقف سازش ثابت نہیں کرتی۔ کیونکہ بوجہ ناوانی مقدمہ بازی سے تنفر اور افلاس وغیرہ دیگر بواعث سے ایسا ہو سکتا ہے۔ ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰۔

۲۔ بعض حالات مثلاً سکوت وغیرہ سے سازش قیاس نہیں کی جا سکتی۔ جب کہ سازش ثابت کرنے کے واسطے صریح شہادت موجود نہ ہو۔ پنجاب لار پورٹ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۴۲

۳۔ محض یہ امر کہ قریبی حقدار بازگشت کسی شخص کی تائید کرتا ہے۔ سازش ظاہر نہیں کرتا۔ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۹۷۔

۴۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۱۱ء میں رابرٹس صاحب جج نے یہ بیان کیا تھا۔ منتقل کرنے والے اور دختروں کے مابین (جو قریبی وارث ہیں) سازش کا کوئی ثبوت نہیں۔ دختروں نے بیوگان کے ساتھ سناتن دھرم سبھا کے ساتھ ہبہ کرنے کا اقرار کیا تھا۔ جس سے اس کی روح کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا اور نیک قابل اجر

کر دیا ہوتا۔ مگر اس نظر سے کہ بیٹیاں سالم جائداد کی وارث تھیں۔ لہٰذا ان کا فعل ان کی غرض کے خلاف سعادت مندی کا فعل تھا۔ اور اس مفہوم میں سازش والا نہ تھا جس سے مدعیوں کو نالش کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ خوش معاملہ اقرار اس شخص کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ جو جائداد کے ساتھ اس طرح برتاؤ کرے جس طرح کہ اس نے کیا ہے اور یہ سازش میں داخل نہیں۔ اور بعید حقدار بازگشت کو اس استقرار کی ڈگری کا حق نہیں دیتا کہ فعل مذکور اس کے حقوق بازگشت کے مخل نہ ہوگا۔

(چہارم) مدعی کے واسطے حق ترک کرنا یا چھوڑنا۔ مقدمات یہ ہیں:۔

۱۔ وہ بعید حقدار بازگشت۔ دعوے دائر کرسکتا ہے جس کی خاطر قریبی بازگشتوں نے اپنے حقوق ترک کئے ہوں۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۲۔ دعوے اس وجہ سے ہوا تھا کہ قریبی حقدار بازگشت نے مدعی کی خاطر اپنا حق ترک نہیں کیا تھا۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۲۵۔

(پنجم) قریبی وارث کا سکوت۔ مقدمات یہ ہیں:۔

۱۔ چیٹرجی صاحب جج ۱۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء میں ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور انہوں نے تجویز کیا ہے کہ جب قریبی وارث خاموش ہو اور انتقال کی بابت تنازع کرنے میں اس کی غرض نہ پائی جاتی ہو۔ تو بعید حقدار بازگشت دعوے کرسکتا ہے۔

۲۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء صفحہ ۲۲۵ محولہ مذکور اس کے برخلاف ہے جس میں صرف خاموشی کافی قرار نہیں پائی تھی۔

(ششم) جب کہ فعل کے ساتھ اتفاق کر لینے کے باعث منع ہو گیا ہو۔ مقدمات یہ ہیں:۔

۱۔ بیوہ نے جائداد منتقل کی تھی۔ اور بعید حقدار بازگشت جس کے پسر تھے خاموش رہا تھا۔ اور بعید حقدار بازگشت کی نالش پر قرار پایا تھا کہ اس کو قریبی حقدار بازگشت اور اس کے پسروں کی موجودگی میں نالش کرنے کا منصب ہے۔ کیونکہ قریبی حقدار بازگشت نے بیوہ کے فعل سے اتفاق کرنے سے اپنے آپ کو دعوے کرنے کے قابل نہیں رکھا تھا۔ اور اس کے پسر بھی اپنے باپ کے فعل کے پابند ہیں۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

۲۔ بیوہ نے جائداد منتقل کی تھی۔ قریبی وارث ایک غیر منکوحہ دختر تھی۔ قرار پایا

سکتا کہ بعید حقدار بازگشت دعوے کر سکتا ہے - کیونکہ دختر اپنے برتاؤ سے نالش کرنے کے قابل نہیں رہی تھی - ۷۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

(ہفتم) یا نالش کرنے سے انکار کرے - مقدمہ حسب ذیل ہے -

جب قریبی وارث انتقال کی نسبت تنازعہ کرنے کے واسطے نالش کرنے سے انکار کرے - تو اس کا پسر جس نے اس کے مرنے کے بعد وارث ہونا ہے - نالش کرنے کا منصب رکھتا ہے - ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء - اجلاس کامل -

(ہشتم) وارث ہونیکا بعید الاتفاق - جب مدعی کے وارث ہونیکا اتفاق بہت بعید ہو تو دعوے دائر نہیں ہو سکتا - کیونکہ یہ حق محض خیالی ہوتا ہے - اس بارہ میں مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- یہ قاعدہ کہ جب قریب ترین وارث سازش وغیرہ کرے تب بعید حقدار بازگشت دعوے دائر کر سکتا ہے ان خیالی دعاوی پر حاوی نہیں ہوتا - جب کہ مدعی کے وارث ہونیکا اتفاق قریباً گم ہو - دعوے اس وقت خارج ہوا تھا - جب کہ یہ قرار پایا تھا کہ مدعی کے جائداد کے خفیف حصہ کے وارث ہونیکا اتفاق بہت بعید ہے - ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء -

۲- بعید حقدار بازگشت کو اُس صورت میں قریب تر وارث کی موجودگی میں نالش کرنے کی بابت منصب حاصل ہونا قرار پایا تھا جب کہ موخرالذکر نے سکوت اختیار کیا تھا - مگر باوصف اس کے دعوے اس وجہ سے خارج ہوا تھا کہ مدعی کے وارث ہونے کا اتفاق بہت بعید تھا - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۳- بعید حقدار بازگشت کا دعوے اس وجہ سے خارج ہوا تھا کہ قریبی حقدار بازگشت مع دو پسروں کے موجود تھا - جن کے حقوق مدعیوں کے حقوق سے مقدم تھے - ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۴- بیوہ نے جائداد منتقل کی قریبی حقدار بازگشت نے رضامند ہونے سے اپنا حق زائل کر دیا - ان حالات میں بعید حقدار بازگشت دعوے دائر کرنے کے قابل خیال کیا گیا تھا - مگر بُعد کے درجہ کا لحاظ رکھنا چاہیئے - اور محض قیاسی دعوے نہیں چل سکتا - ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء -

شرط - مگر شرط یہ ہو کہ اگر آئندہ حقدار بازگشت اپنا حق چھوڑ دے - یا انتقال کی نسبت سکوت اختیار کرے یا اس کی نسبت رضامند ہو - تو بعید حقداران انتقال کے پابند ہو جاتے ہیں -

(الف) جب قریبی وارث اپنا حق ترک کرتا ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- الف نے زمین فروخت کی - ب نے بیع کو بوجہ نہ ہونے ضرورت کے دعویٰ دائر نہ کیا - بلکہ حق شفع کا دعوےٰ دائر کیا - جو خارج ہوا - ج نے ب کا پوتا تھا - بیع مذکور کو بدیں وجہ منسوخ کرانے کے واسطے دعوےٰ دائر کیا - کہ کوئی ضرورت نہیں تھی - قرار پایا تھا کہ ب کا فعل بمنزلہ حق ترک کرنے کے تھا - اور کہ اس کا پوتا ج - ب کے پابند تھا - ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء -

۲- جب حقدار بازگشت نے استقرار کے واسطے دعوےٰ دائر کیا کہ انتقال جائداد منجانب بیوہ باطل اور کالعدم قرار دیا جائے - اور نیک نیتی سے مصالحت کر لی - قرار پایا کہ اس کے جانشین پابند ہیں - اور پسر کی جانب سے اسی قسم کا دعوےٰ بوجہ نزاع فیصل شدہ ممنوع السماعت ہے - ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۳- ایک بیوہ نے جائداد منتقل کی - اور الف نے اس کو کالعدم قرار دلانے کے واسطے دعوےٰ دائر کیا - مگر کچھ جائداد منجانب بیوہ قبول کرنے سے جس سے الف اور اس کا پسر ۳ سال متمتع ہوتے رہے - مصالحت کر لی تھی - اس کے بعد پسر نے دعوےٰ دائر کیا - قرار پایا کہ دعوےٰ دائر نہیں ہو سکتا - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۷ء

۴- جب قریبی وارث انتقال جائداد کی نسبت نیک نیتی سے مصالحت کرے تو اسکا پابند ہوتا ہے - اور اسیطرح بعید جدی بھی ہوتے ہیں - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

(ب) یا بوجہ سکوت رضامند ہو - مقدمات حسب ذیل ہیں :-

۱- جدی کی تبنیت میں باپ کا سکوت اختیار کرنا پسر کو پابند کرتا ہے - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۲- ایک شخص نے زمین فروخت کی اور الف نے داخل خارج کے وقت ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے بیع کی نسبت اعتراض نہ کیا - مگر جائداد کو بذریعہ حق شفع لینے کے واسطے دعوےٰ دائر کیا - مگر اس نے کوئی نالش دائر نہ کی - قرار پایا کہ الف کا

پسر بیع کو منسوخ کرنے کے واسطے دعوے دائر نہیں کرسکتا تھا کیونکہ اس کا باپ رضامند ہو گیا تھا۔ ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۳۔ الف نے اپنی زمین فروخت کی اور ب نے جو آئندہ وارث تھا بیع کی بابت تنازعہ نہ کیا۔ مگر حق شفع کا دعوے دائر کیا جو خارج ہوا۔ ب کے پوتے ج نے استقرار کے واسطے دعوے دائر کیا قرار پایا کہ دعوے دائر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ب کی سکوت کا ج پابند تھا۔ ۱۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

۴۔ جب باپ دعوے کرے اور ناکام رہے۔ تو پسر پابند ہو جاتا ہے۔ اسیطرح اگر باپ دعوے دائر نہ کرے۔ اور اس کا حق بوجہ میعاد زائل ہو جائے۔ تو یہی صورت ہوتی ہے۔ ۶۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۵۔ بے پسر مالک کی جانب سے اس کی دختر کے نام ہبہ جس کی نسبت علانیہ اور نیک نیتی سے اسکے بھائی نے سکوت اختیار کی جو آئندہ وارث تھا۔ اس کے بعد تمام آنیوالوں کے مقابلہ پر جائز قرار پایا تھا۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۶۔ جب حقدار بازگشت بیوہ کی جانب سے انتقال کی نسبت سکوت اختیار کرے تو اس کے پسر پابند ہو جاتے ہیں۔ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

(ج) یا بیع کی نسبت رضامند ہو۔ جب قریبی وارث بیع کی نسبت معقول طور پر اور بلا سازش رضامند ہو تو بعید حقداران بازگشت کا دعوے دائر نہیں ہو سکتا۔ سندات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بے پسر شخص نے دختر کے نام ہبہ کیا تھا۔ جس سے اس کا قریبی وارث رضامند ہو گیا تھا۔ اور جب بعید حقدار بازگشت دعویدار ہوا تھا۔ قرار پایا کہ جب قریبی حقدار بازگشت معقول طور پر اور بلا سازش رضامند ہو تو بعید حقدار بازگشت کو کوئی منصب نہیں رہتا۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء۔

۲۔ مرد کی جانب سے جدی غیر منقولہ جائداد کا ہبہ جو پسر کی رضامندی سے کیا جائے اور یہ خود بھی بے اولاد ہو جاتا ہے۔ اور تمام حقداران بازگشت کو پابند کرتا ہے۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۳۔ جدی رشتہ دار نے انتقال جائداد کی نسبت جو رضامندی نیک نیتی سے دی ہو

اس کے پسروں کو پابند کرتی ہے ۔ جدی دعوے دائر کرنے کے بعد واپس لے سکتا ہے ۔
۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۴۔ جدی کی جانب سے انتقال جائداد کی نسبت نیک نیتی سے رضامندی پسروں کو پابند کرتی ہے ۔ مدعی دعوے دائر کرکے واپس لے سکتا ہے ۔ ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۵۔ پسر اپنے باپ کی جانب سے انتقال کی نسبت رضامند ہو سکتا ہے مگر نیز قدرتی طور پر قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس طرح نہیں کرے گا ۔ جب کہ اس کے پسر کو نقصان پہونچتا ہو ۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۰ ۔

۶۔ الف نے اپنی دختر کے نام ہبہ کیا ۔ اور اس کا برادر ب رضامند ہوا ۔ اور الف کی جانب سے کچھ زمین اپنے نام داخل خارج کرائی ۔ قرار پایا کہ ج جو ب کا پسر ہے اپنے باپ کی رضامندی کا پابند ہے ۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۷۔ حقدار بازگشت انتقال کو منسوخ کرانے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد بھی رضامند ہو سکتا ہے ۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء ۔

۸۔ لیکن بیوہ کی جانب سے بیع کی بابت ایک حقدار بازگشت کی رضامندی مساوی درجہ کے دوسروں کو پابند نہیں کرتی ۔ سالم انتقال اُن حقداران بازگشت کی حقیت تک ناجائز ہے جو رضامند ہوں ۔ ۴۷، ۱۸۸۱ء ۔

۹۔ مگر جب حقیتیں حاصل ہو چکی ہوں ۔ اور ہر حقدار بازگشت کی حقیت معلوم ہو ۔ تو ایک حقدار بازگشت کی حقیت جو رضامند ہو اس کی اپنی حقیت تک پابند ہوتی ہے ۔ مگر دیگر حقدار بازگشت پابند نہیں ہوتے ۔ انتقال منجانب بیوہ تھا ۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۱۰۔ قریب ترین حقدار بازگشت کی رضامندی حسب حالات مقدمہ بعید حقدار بازگشت کو پابند کرتی ہے یا کہ نہیں کرتی رضامندی کی نوعیت اور قریبی حقدار بازگشت کی عمر پر غور کرنا لازم ہے ۔ ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۱۱۔ جب انتقال جائداد کی نسبت سالم جماعت مالکان رضامند ہو تو خرش معاملہ وارث پابند ہوتے ہیں ۔ ۷۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء صفحہ ۱۹۴

۱۲۔ بیوہ نے جائداد منتقل کی ۔ قریبی حقدار بازگشت رضامند ہوا ۔ قرار پایا کہ قریبی وارث کی موجودگی نالش کرنے کی مانع نہیں ۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۱۳۔ بیوہ کی جانب سے ہبہ کی نسبت قریبی حقدار بازگشت کی رضامندی دیگر حقدار بازگشت کو جو مساوی درجہ میں ہو نالش کرنے سے نہیں روکتی۔ ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۱۴۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء میں انتقال جائداد الف کی جانب سے ہوا تھا۔ جس کا برادر ب جو قریبی وارث تھا رضامند ہوا تھا۔ اور ج جو ب کے بعد وارث تھا۔ اس کی تنسیخ کے واسطے دعوے دائر کیا۔ قرار پایا کہ ب کی رضامندی مانع نہیں تھی کیونکہ ب بے اولاد تھا۔

---

# باب (۳۲) سی و دوم

## عام دادرسی

### استقراریہ نالش دائر ہوسکتی ہے

۱۔ جب منتقل کرنیوالے کا اختیار صرف انتقال جائداد محدود ہو۔ تو اس استقرار کی بابت دعویٰ دائر ہوسکتا ہے کہ انتقال مذکور کالعدم ہے۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء۔

۲۔ مگر اس استقرار کے واسطے دعوے دائر نہیں ہوسکتا ہے کہ جو وصیت کی گئی ہو یہ ناجائز ہے ۱۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۳۔ مگر اس استقرار کے واسطے دعوے دائر نہیں ہوسکتا کہ جو وصیت کی گئی ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۳۴۔

۴۔ مگر اس استقرار کے واسطے دعوے دائر نہیں ہوسکتا کہ جو وصیت کی گئی ہے۔ یہ ناجائز ہے۔ ۸۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔

**مگر انتقال تاحیات منتقل کرنے والے کے جائز ہے** ۔ ا۔ جب استقراریہ نالش میں عدالت تجویز کرے کہ انتقال ناجائز ہے۔ تو یہ انتقال کو منسوخ نہیں کرسکتی کیونکہ انتقال مذکور منتقل کرنیوالے کی زیست تک جائز ہوتا ہے ۴۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۲۔ نالش میں جو انتقال کی منسوخی کے واسطے دائر ہو۔ حقدار بازگشت اُس وقت

قبضہ نہیں لے سکتا جب تک بیوہ زندہ ہو۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء۔

۳۔ انتقال کی منسوخی کی بابت نالش میں حقدار بازگشت بیوہ کی زندگی تک قبضہ نہیں لے سکتا۔ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء

۴۔ ایک حقدار بازگشت انتقال کی منسوخی کے دعوے میں اس وقت تک قبضہ نہیں لے سکتا جب تک کہ بیوہ زندہ ہو۔ ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء۔

۵۔ ایک حقدار بازگشت انتقال کی منسوخی کے دعوے میں اس وقت تک قبضہ نہیں لے سکتا جب تک کہ بیوہ زندہ ہو۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

۶۔ ایک حقدار بازگشت انتقال کی منسوخی کے دعوے میں اس وقت تک قبضہ نہیں لے سکتا جب تک کہ بیوہ زندہ ہو۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء

۷۔ ایک حقدار بازگشت انتقال کی منسوخی کے دعوے میں اس وقت تک قبضہ نہیں لے سکتا۔ جب تک کہ بیوہ زندہ ہو۔ ۹۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۲ء

۸۔ جب مرد منتقل کرے اور ایک بیوہ چھوڑ مرے اور حقدار بازگشت انتقال کی منسوخی کے واسطے دعوے دائر کرے وہ اس وقت قبضہ نہیں لے سکتا جب تک کہ بیوہ زندہ ہو۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء۔

۹۔ جب بیوہ زندہ ہو تو حقدار بازگشت کی جانب سے دعوے استقرار کے واسطے ہونا چاہئے۔ اور نہ کہ قبضہ کے واسطے۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

**ڈگری سب کے مفاد کے واسطے ہوتی ہے۔**

۱۔ مدعی کے حق میں استقرار بطور وارث اس کے حق میں استقرار کے مساوی نہیں ہوگا۔ بلکہ محض جائیداد کو اس کے حق میں آزاد کرتا ہے جو فی الواقعہ وارث ہو۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء۔

۲۔ استقرار سب ورثاء کے مفاد کے واسطے ہوتا ہے۔ ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء۔

۳۔ بعد حقدار بازگشت نے ڈگری حاصل کی منتقل کرنے والے کے پسروں نے جو اس ڈگری کے بعد تولد ہوئے بعد وفات منتقل کرنے والے کے وارث ہونیکا دعوے کیا۔ قرار پایا تھا کہ یہ ایسا کرنے کے مستحق ہیں۔ ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

**بائع کا فریق ہونا ضروری نہیں۔**

ایک نالش میں جو انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کیواسطے دائر ہو بائع ضروری فریق نہیں ہوتا
۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

**نوعیت انتقال ضروری** - جب منتقل کرنیکا عام اختیار اسطرح ثابت کیا جائے جسطرح یہ کیا گیا ہو ضروری نہیں ہوتا - ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

**انتقال کی شہادت** - نامون کا داخل خارج فی نفسہ انتقال نہیں تاہم یہ منتقل کرنے کی عمدہ شہادت ہوتا ہے - ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء -

**بیع کو رہن میں تبدیل نہیں کرنا چاہئے** - استقراریہ نالش میں بیع کو محض اس وجہ سے رہن میں تبدیل نہیں کرنا چاہئے کہ زرقیمت کی ایک جزو ضرورت کے واسطے ثابت نہیں کی گئی - جب کہ مالیت ثابت شدہ اس رقم سے بہت کم نہ ہو جو ضرورت کے واسطے ثابت کی جائے ۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

۲- بیع کو رہن میں محض اسوجہ سے منتقل نہیں کرنا چاہئے - کہ زر بدل کی خفیف جزو روان خرچ کیواسطے نقد ادا کیگئی تھی - اور بوجہ ضرورت ادا ہونی ثابت نہیں کیگئی تھی - ۱۳۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۶ء

۳- مگر جب یہ قرار پایا کہ مجمد ۹۵ روپیہ زربدل مشتری بیع مبلغ ۵۶ انڈ پیہ شفعہ دار کی واررکھنے کے واسطے درج کیا گیا تھا - قرار پایا کہ یہ رقم نہیں دلانی چاہئے - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

**جب ایک جزو ضرورت کیواسطے قرار پائے تو اس سے چارج قائم ہوتا ہے** -

۱- جب عدالت یہ قرار دے کہ ایک جزو ضرورت کیواسطے ہے - تو اس کا بار جائداد پر ہوتا ہے - ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء -

۲- جب عدالت تجویز کرے کہ ایک جزو ضرورت کے واسطے ہے تو اسکا بار جائداد پر ہوتا ہے ۹۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۳- جب عدالت تجویز کرے کہ ایک جزو ضرورت کیواسطے ہے تو اسکا بار جائداد پر ہوتا ہے ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۳۹

۴- جب عدالت تجویز کرے کہ ایک جزو ضرورت کیواسطے ہے تو اس کا بار جائداد پر ہوتا ہے ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۱ء

**مشتری ترقیات کا معاوضہ لیسکتا ہے** -

۱- جب مشتری محدود اختیار والے شخص سے خرید کرے تو اس عمارت کا معاوضہ لینے کا مستحق ہوتا ہے جو اسپر تعمیر کرے - اسمقدمہ میں معاوضہ اس وجہ سے نہیں دلایا گیا تھا کہ مدعی نابالغ تھا - اور اس کے مقابلہ پر کوئی قانونی رعایت پیدا نہیں ہوئی تھی - لہذا اس کو ملبہ اُٹھانے کی اجازت دی گئی تھی - ۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

## داب ناجائز کا عذر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

جو حقدار بازگشت ضرورت نہ ہونے کیوجہ سے انتقال کو منسوخ کرانے کے واسطے دعوے کرے وہ منتقل کرنیوالے کے زندہ ہونے کی صورت میں یہ عذر پیش نہیں کر سکتا۔ کہ منتقل الیہ نے اسکو داب ناجائز عمل میں لانے سے یا دھوکا سے لیا ہے کیونکہ یہ عذر منتقل کرنیوالے کو معاملہ کی تنسیخ میں پیش کرنا لازم ہے۔ ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۴۴۔

## ضرورت ثابت ہونے کی صورت میں دعوے خارج ہونا چاہئے

جب جدی انتقال کی تنسیخ کیواسطے دعوے دائر کرے عدالت کو اس صورت میں دعوے خارج کرنا چاہئے۔ جب یہ تجویز کرے کہ کسی رقم کیواسطے ضرورت تھی۔ یہ اس مضمون کی ڈگری نہیں دیسکتی کہ مدعی اسقدر روپیہ ادا کرنے سے جو ضروری معلوم ہو جائداد منتقل شدہ لے سکتے ہیں۔ مدعی کو علیحدہ دعوے دائر کرنا لازم ہے۔ ۶۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

## کئی بنا دعاوی کا اشتمال۔

جب دختر اپنا قانونی حصہ پسر سے لینے کے واسطے دعوے کرے اور منتقل الیہم کی ایک تعداد کو شامل کرے جنہوں نے مختلف تاریخوں پر علیحدہ جائداد خرید کی ہوں تو دعوے بوجہ غلط اشتمال ناقص نہیں ہوتا کیونکہ ایک ہی بنا دعوے ہوتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پسر جائداد خاندان سے اسکے حصے لینے کے حق کو تسلیم نہیں کرتا اور منتقل الیہم ضروری فریق ہوتے ہیں ۷۹ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء

۲۔ جب بعد وفات بیوہ حقداران بازگشت قابض اشخاص پر دعوے کریں اور مختلف منتقل الیہم کو شامل کریں جنہوں نے مختلف تاریخوں پر بیوہ سے خرید کیا ہو تو دعوے بوجہ غلط اشتمال ناقص نہیں ہوتا۔ کیونکہ بنا دعوے یہ ہوتا ہے کہ بیوہ کے انکار کرنے پر حق قبضہ مدعیوں کو حاصل ہو جاتا ہے۔ ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۹ء

۳۔ استقرار کیواسطے نالش جسمیں مدعی انتقالات کی ایک تعداد کو شامل کرے بنا دعاوی اور فریقوں کے غلط اشتمال کیوجہ سے ناقص ہوتی ہے۔ ۲۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۴۔ جہاں مدعی ایک نالش میں کئی انتقالات کی نسبت دعوے دائر کریں جو بیوہ کی جانب سے کئے گئے ہوں اور اس میں کئی منتقل الیہم شامل کئے جائیں تو یہ امر مشتبہ

ہوتاہے کہ آیا بنا ر دعاوی کا غلط استثنا ل ہوا ہے - ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء پریوی کونسل

## حصّہ کی بابت ڈگری جب سالم کی بابت دعوے ہو-

۱-جب دو مدعی دعویدار ہوں اور ایک بوجہ رضامندی دعوے نہ کرسکتا ہو تو دیگر مدعی کا حصّہ نصف ہوتا ہے اور نہ کہ سالم - ۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲۴

۲- ایک مقدمہ میں جہاں مدعی بوجہ وراثت قبضہ کیواسطے دعوے دائر کرے - اور اُس کا دعوے اسوجہ سے خارج ہو کہ یہ وارث نہیں ہے - مگر بعض مدعا علیہم اقبالی ہوں تو اقبال کرنیوالوں کے مقابلہ پر ڈگری ملنی چاہیئے - ۳۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۳۴

۳- بوجۂ وراثت جائداد کے قبضہ کیواسطے نالش میں جبکہ مدعی صرف ایک حصّہ کا مستحق ہو اور جب سالم کی بابت دعوے کرے - اور مدعا علیہ عدالت ماتحت میں کوئی عذر نہ اٹھاوے اور نہ کوئی تنقیح قائم کی جاوے تو چیف کورٹ کو ایک حصّہ کی بابت ڈگری دینے کا اختیار ہے ا پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

## دوران مقدمہ میں مدعی اور منتقل الیہ کی موت

۱- جب وہ بیوہ دوران مقدمہ میں فوت ہو جس نے قبضہ کی بابت دعوے دائر کیا ہو تو مقدمہ ساقط نہیں ہوتا - نالش کرنیکا حق اس وارث کیواسطے قائم رہتا ہے جو اسوقت موجود ہے ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۲-جب مدعی جو حقدار بازگشت ہو اُس انتقال جائداد کی بابت تنازع کرنیوالی نالش کے دوران میں فوت ہو جو بے پسر مالک نے کیا ہو تو اُسکی بیوہ اپنی خاوند کی قائم مقام ہونے کی مستحق ہے - اور نالش کی پیروی کر سکتی ہے - ۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء

۳-جب انتقال کی نسبت تنازع کرنیوالا حقدار بازگشت دوران مقدمہ میں فوت ہو تو دعوے ساقط نہیں ہوتا بلکہ بنا دعوے قریبی حقدار بازگشت کیواسطے قائم رہتا ہے - اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ حقدار بازگشت آخری نرینہ مالک سے یا اُس کی طفیل حق حاصل نہیں کرتا بلکہ رواج کے قاعدے سے ویسا کرتا ہے - ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۴- ۸ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۰ء میں دعوے اُس وقت دائر کیا گیا تھا جبکہ بیوہ زندہ تھی - مگر یہ دوران مقدمہ میں فوت ہو گئی - قرار پایا کہ دعوے اسوجہ سے خارج نہیں کیا جاسکتا کہ حقداران بازگشت وارث ہونے کے مستحق ہیں - کیونکہ نالش کی تاریخ پر قبضہ

کیواسطے بناء دعوے پیدا نہیں ہوا تھا۔

۵۔ جب حقدار بازگشت منتقل کرنیوالے کی بحین حیات میں انتقال کی بابت تنازعہ کرنے کے واسطے دعوے دائر کرے تو نالش کی تاریخ کے بعد منتقل کرنے والے کی وفات دعوے کو اس وجہ سے قابل اخراج نہیں کرتی کہ اس نے نتیجہ کے طور پر دادرسی کیواسطے استدعا نہیں کی تھی حالانکہ عدالت نے اس کو اپنا عرضیہ دعوے ترمیم کرنے کو کہا ہو۔ عدالت کو جو کچھ غور کرنا لازم ہے۔ یہ واقعات کی حالت ہے۔ جو دعوے دائر ہونے کے وقت موجود ہوں۔ ۵۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۲۱۱

**نزاع فیصل شدہ** باپ کیجانب سے جو نالش انتقال کو کالعدم قرار دلانے کیواسطے دائر ہوا اسکا اخراج منتقل کرنیوالے کی وفات پر پسر کیجانب سے قبضہ کیواسطے دوسری نالش کی مانع ہے۔ ۸۰ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء

۲۔ جب انتقال کی بابت تنازع کرنے کے واسطے نالش میں کوئی شخص ضابطہ کے طور پر مدعا علیہ بنایا جائے۔ مگر جہاں تک اسکے حقوق سے تعلق ہے کوئی تصفیہ نہ ہو تو اوس کا پسر انتقال کی بابت تنازع کرنے کے واسطے دعوے کرنے سے منع نہیں ہو جاتا۔ ۹۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۵ء

۳۔ جب حقدار بازگشت کیجانب سے استقرار کیواسطے نالش بوجہ نابالغ ہونے کے خارج کیجائے اور کسی امر متنازع کا فیصلہ نہ ہو۔ تو فیصلہ کرنیوالے کی وفات کے بعد دوسری نالش دائر ہونے میں امر مذکور نزاع فیصل شدہ کا اثر نہیں کرتا۔ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۴۔ بیوہ کیجانب سے ہبہ ہونے پر حقداران بازگشت نے اسکی منسوخی کیواسطے دعوے دائر کیا یہ انکے حق میں فیصل کیا گیا۔ مگر بیٹیاں فریق نہیں بنائی گئی تھیں بیوہ کی وفات پر اونہوں نے قبضہ کیواسطے دعوے دائر کیا اور دختر دعویدار ہوئی۔ مگر ان کی حجت نزاع فیصل شدہ خیال کیگئی تھی۔ قرار پایا کہ چونکہ بیٹیاں شریک نہیں تھیں لہذا سوال نزاع فیصل شدہ نہ تھا۔ ۱۰۷ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۵۔ جب اجنبی اور بیوہ کے مابین نالش کا فیصلہ کیا گیا ہو وہ اس وارث کو پابند نہیں کرتا۔ جو بعد وفات بیوہ وارث ہو۔ کیونکہ فیصلہ مذکور بمقابلہ وارث نزاع فیصل شدہ نہیں ہوتا وجہ یہ ہے کہ وارث اپنا حق بیوہ سے حاصل نہیں کرتے بلکہ آخری نرینہ قابض سے

کرتے ہیں اور چونکہ اس عورت کے قانونی قائم مقام نہیں ہوتے لہذا یہ اس عورت کے مقابلہ پر فیصلہ کے پابند نہیں ہوتے۔ ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۱۰ پر بیٹیاں اپنی ماں کے مقابلہ پر فیصلہ کی پابند قرار نہیں پائی تھیں۔ جو بیوہ قابض تھی۔

۲۔ لیکن اگر بیوہ جائداد پر قابض ہو اور فیصلہ مناسب طور پر حاصل کیا جائے تو یہ پابند ہوتے ہیں۔ دیکھو اسپا۔ دس ۳۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء اور ۲۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء۔

**جب استقرار حق کیواسطے دعوے دائر نہ ہو تو مدعی قبضہ کا دعوے دائر کرسکتا ہے۔**

حقدار بازگشت منتقل کرنیوالے کی وفات پر قبضہ کی بابت دعوے دائر کرنے سے منع نہیں ہو جاتا۔ جبکہ اس نے اسکی حین حیات میں استقرار کیواسطے دعوے دائر نہ کیا ہو ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۳ء اجلاس کامل۔

# باب سی وسوم

## تقسیم

**اوّل۔ پنجاب میں پسر تقسیم کی بابت دعوے دائر نہیں کرسکتا**

باپ کو جدی جائداد کی تقسیم کرنے کے لئے مجبور کرنے کے واسطے دعوے جبکہ اسکی مرضی ایسا کرنے کے واسطے نہ ہو سماعت میں داخل ہے۔ لہذا چیف کورٹ نے تجویز کیا ہے کہ یہاں کوئی ایسا رواج نہیں جس سے نالش کامیاب ہوسکے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پسر اپنے باپ کو جائداد تقسیم کرنیکواسطے مجبور نہیں کرسکتا۔ ا پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء

۲۔ برہمنان پسرور ضلع سیالکوٹ۔ پسر اپنے باپ کو جدی جائداد تقسیم کرنیکواسطے مجبور نہیں کرسکتا۔ ۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۶ء

۳۔ پنجاب میں پسر کو بروئے دھرم شاستر بھی تقسیم کیواسطے مجبور کرنے کا حق

نہیں - کیونکہ یہاں قانون متاکشرا مروج نہیں - ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۳۱۱

۴ - عدالت ماتحت نے ۲۳ نظائر کی رپورٹ کی جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں وقوع میں آئیں جنمیں جدی جائداد کی تقسیم پسروں کی درخواست پر وقوع میں آئی تھی مگر ان سب میں یہ ثابت نہیں ہوا کہ باپ اپنی مرضی کے برخلاف مجبور کیا گیا تھا پسر بیجا اثر سے اخلاقی زور ڈالا تھا - جس کا یہ مقابلہ نہیں کر سکا تھا - مگر یہ سب غیر متعلقہ تھیں کیونکہ یہ واقعی رسم سے بڑھکر مصالحت کے متعلق نظائر تھیں لہذا قرار پایا تھا کہ پسر تقسیم کیواسطے مجبور نہیں کر سکتا - ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء (ہندو راجپوت)

۵ - ہندو ترکھان - صوبہ کے عام رواج کے مطابق پسر کو جائداد جدی تقسیم کرانیکا حق نہیں اور نہ یہ باپ کو اپنی رہائش کیواسطے جدی مکان دینے کیواسطے مجبور کر سکتا ہے - ۷۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۷۹ء

۶ - برہمنان شہر لاہور - دھرم شاستر کا مقولہ جس سے پسر بحیثیت شریک حصہ دار باپ کو تقسیم کیواسطے مجبور کر سکتا ہے - پنجاب میں عادی نہیں ہوتا - ۹۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۸ء

۷ - پسر تقسیم کیواسطے مجبور نہیں کر سکتا - ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء

## دوم - جائداد جدی میں پسر کی حقیت قرق نہیں کیجا سکتی

مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱ - جدی جائداد میں پسر کی حقیت کو پسر کا قرضخواہ قرق اور نیلام نہیں کرا سکتا ۱۵۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء

۲ - پسر کا قرضخواہ جدی جائداد میں پسر کی حقیت کو نیلام اور قرق نہیں کرا سکتا ۱۱ - پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۰ء

۳ - پسر کا قرضخواہ جائداد جدی میں پسر کی حقیت کو قرق اور نیلام نہیں کرا سکتا ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۶ء

## سوم بیوہ اپنے خاوند کی جائداد کو تقسیم کرانیکا دعوٰے نہیں کر سکتی -

جب نرینہ مالک بیوہ چھوڑ مرے جو جائداد کی وارث ہو تو بیوہ دیگر مشترکہ المالکان پر تقسیم کا دعوٰے نہیں کر سکتی - مگر اپنی حقیت کو علیحدہ کرا سکتی ہے - مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جو مسلمان بیوہ حیثیت حیات کی مستحق ہو وہ تقسیم کا دعوےٰ نہیں کر سکتی۔ ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۲۔ سکھ جاٹوں میں بیوہ تقسیم کی بابت دعوےٰ نہیں کر سکتی۔ ۹۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء

نوٹ:۔ یہ صاف عیاں نہیں کہ فیصلہ رواج یا کہ دھرم شاستر کے مطابق تھا اور علاوہ اس کے اس مقدمہ میں عورت ماں تھی اور نہ کہ بیوہ)

۳۔ ایک بیوہ پنجاب میں اپنے خاوند کی جائداد کی تقسیم کا دعوےٰ کر سکتی ہے ۱۳۱ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۱ء

۴۔ پنجاب میں کوئی رواج نہیں جس سے بیوہ اپنے خاوند کا حصہ علیحدہ نہ کرا سکتی ہو۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۵۔ مسلمان بیوہ پنجاب میں کوئی ایسا رواج نہیں جو بیوہ کو اپنے خاوند کا حصہ علیحدہ کرانے سے روکے ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۶۔ بیوہ تقسیم کی نہیں مگر علیحدہ کرانے کی مستحق ہے۔ ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۷۔ بیوہ اپنے خاوند کے جدیوں پر جو متوفی کے ساتھ مشترکہ مالک تھے بروئے رواج اپنے خاوند کے حصہ کی تقسیم کا دعوےٰ نہیں کر سکتی مگر جن مقدمات میں انصاف متقاضی ہو۔ یہ جائداد سے بدرجہ اولیٰ مستفید ہونے کے واسطے اُس کو علیحدہ کرا سکتی ہے ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۸۔ مغلان ضلع راولپنڈی۔ بیوہ اپنے خاوند کا حصہ علیحدہ کرانے کی مستحق ہے۔ ۱۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۹۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء اور ۵۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء بیوگان کیجانب سے تقسیم کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں مگر یہ بروئے رواج نہیں بلکہ دھرم شاستر کے فیصل کئے گئے تھے۔

۱۰۔ گو بیوہ بروئے ایکٹ جمع اراضی اپنے حصہ کی تقسیم کی واسطے دعوےٰ کر سکتی ہے۔ تاہم افسر مال کو درخواست نامنظور کرنے کی نسبت اقتضا رائے عمل میں لانے اور درخواست نامنظور کرنیکا وسیع اختیار ہے بصورتیکہ اُن کی یہ رائے ہو کہ درخواست مذکورہ نامنظور کرنے کے واسطے عمدہ وجہ ہو۔ ۱۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء مال

**استثنا۔** مگر بیوہ اپنے خاوند کا حصہ اسوقت تقسیم کرانے کی مستحق ہے جبکہ تنازع کا مدعا زراعتی زمین نہ ہو۔ بلکہ دوکان یا مکان ہو۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۸ء

**تشریح۔** بیوہ کا تقسیم کا مستحق نہ ہونا بلکہ محض علیحدگی کا استحقاق رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء میں پلوڈن صاحب جج فرماگئے ہیں "پنجاب میں بیوہ بروئے رواج اکثر مشترکہ کھاتہ میں اپنے خاوند کے حصہ کی وارث ہوتی ہے۔ مگر کئی مقدمات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ کامل مالک ملحوظ نہیں ہوتی۔ اور نہ تقسیم کیواسطے مجبور کرنے کی مستحق ہے۔ لہذا بروئے رواج بیوہ بادی النظر میں تقسیم کی مستحق نہیں اور اس قاعدہ کیوجہ سے کہ آیا قانون یا رواج سے قاعدہ حاصل ہوتا ہے ایک ہی معلوم ہوتی ہے یعنے کہ بیوہ کامل مالک نہیں۔ یا کہ نرینہ شریک مالک کے مساوی درجہ پر نہیں ہوتی۔ لیکن گو بیوہ تقسیم کی مستحق نہ ہوتا ہم یہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ان حالات میں علیحدہ حصہ کی مستحق ہے۔ جبکہ حقداران بازگشت اپنے اختیارات ناجائز طور پر استعمال کریں اور اسکو زمین کے منافع نہ دیں۔ چنانچہ جج صاحب موصوف (۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء میں) لکھتے ہیں کہ مقدمات مذکور اور اس قسم کے مقدمات میں جیسا کہ یہ خاص قسم کی دادرسی کا عطا کرنیکی وجہ دھرم شاستر یا کہ رواج نہیں بلکہ عدل انصاف اور نیک نیتی ہے۔ اور اس اختیار کے عمل میں لانیکا بڑا موقع وہ ہے۔ جب قرار پائے کہ وہ لوگ اپنا فرض ادا نہیں کرتے جو بیوہ کو گذارہ دینے کے مستحق ہیں اور بیوہ اُن کے رحم پر چھوڑی گئی ہے۔ اور اسکو ضرر پہنچانے کے واسطے اپنے اختیار کو بُری طرح استعمال کرتے ہیں اس طرح کی بیوہ کو جیسی کہ مدعیہ ہے یہ کہنا کہ اُسکے واسطے چارہ جوئی محض یہ ہے کہ ہر فصل پر پیداوار میں سے اپنے حصہ کی بابت دعوےٰ کیا کرے محض تمسخر اور بے انصافی میں داخل ہے جب تک کہ اس کے خاوند کے رشتہ داروں کو مذموم اور قیمتی تجربہ سے اسکا واجب دینے کی ترغیب و تحریص نہ ہو"

تقسیم اور حصہ کی علیحدگی کے مابین فرق یہ ہے۔ کہ جب تقسیم کیجائے تو حق مالکانہ کی علیحدگی ہوجاتی ہے۔ اور کھاتہ کے جو حصے بخرے کئے جاتے ہیں۔ انپر ہر شخص حصہ دار اپنے حصہ کے مطابق قابض ہوجاتا ہے۔ مگر جہاں محض قبضہ کی علیحدگی ہو اور تقسیم نہ ہو تو سالم کھاتہ سب حصہ داروں کا مشترکہ رہتا ہے۔ اور گو ہر شریک حصہ دار کھاتہ کے علیحدہ علیحدہ حصص

پر قابض رہتا ہے - اور اُس کو اس حصّہ سے مستفید ہونے کی اجازت دیجاتی ہے اور اسکو حصّہ مذکور کا انتظام کرنیکی اجازت دیجاتی ہے - اور یہ سالم پیداوار اپنے تصرف میں لاتا ہے - اور باوصف اس کے جائداد کیسا تھ اس طرح برتاؤ کرنے کا مجاز نہیں ہوتا - کہ جو مشترکہ حقیت مالکانہ کو نقصان رساں ہو - مثلاً یہ تنہا کارروائی کرنے سے اپنے زیر قبضہ جائداد کے حصّہ کو اس طرح منتقل نہیں کرسکتا - کہ یہ کھاتہ کی کسی عام تقسیم میں اسکا مشترکہ وصف قائم رہے تقسیم اور حصّہ کی علیحدگی کے مابین فرق کو مدنظر رکھنے سے ہمیں شک ہے - کہ آیا پنجاب میں رواج ہند بیوہ کو اپنے متوفی خاوند کے حصّہ کی تقسیم کا دعوےٰ کرنے میں اسکو اس امر کا مستحق کرتا ہے کہ یہ سرکاری کاغذات میں اس حصّہ کی کامل مالک دکھائی جائے - جو اس تقسیم سے اُس کے حصّہ میں آئے - مگر ہمیں معلوم نہیں کہ کوئی ایسا عام رواج ہے جس سے یہ عالت مشترکہ کھاتہ میں سے اسقدر حصّہ کی بابت دعوےٰ نہ کرسکے جو اُس کے متوفی خاوند کے حصّہ کے مساوی ہو اور نہ اسکا انتظام شخصی مفاد کے واسطے کرسکتی ہو - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

**تقسیم کی اجازت نہ دینے کی نسبت اعتراض** - چیف کورٹ کے اُن فاضل ججوں کی مناسب تعظیم کے ساتھ جنہوں نے ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۸ء - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء - ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء اور ۱۳۱ پنجاب لا ریپورٹ ۱۹۰۱ء فیصل کئے تھے - ہم یہ خیال کرنے کی جانب مائل ہیں کہ کوئی عمدہ وجہ نہیں کہ کیوں وہ بیوہ جو پنجاب میں بروئے رواج حقیت حیات کی وارث ہو اپنے خاوند کے جدیوں سے اپنے متوفی خاوند کا حصّہ تقسیم کرانے کے قابل نہ ہو - ۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء میں فاضل جج نے جو وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ کامل مالک نہیں ہوتی - لیکن اگر یہ صورت ہو تو کیوں نرینہ مالک اپنے بھائیوں سے اپنا حصّہ تقسیم کرانیکا مستحق ہوتا ہے کیونکہ یہ خود بھی حسب رواج پنجاب کامل مالک نہیں - اس کے اختیارات بیوہ کے اختیارات کی طرح حقداران بازگشت کے زیر اقتدار رہتے ہیں اور یہ آسٹینین مفہوم میں کامل مالک نہیں ہوتا - یہ تسلیم کرنے سے کہ بیوہ کامل مالک نہیں کیوں محدود اختیار والے مالک کو جائداد کی تقسیم حاصل نہیں کرنی چاہئے جو شخص حقیت حیات رکھتا ہو وہ کس اصول پر اپنے حصّہ کی کامل تقسیم کرانے سے منع کیا گیا ہے -

پھر نہیں بنایا گیا ہے۔ گو بیوہ جائداد تقسیم نہیں کرا سکتی تاہم یہ اپنا حصہ علیحدہ کرا سکتی ہے جس سے کھاتہ کی مکمل تقسیم نہ ہو۔ ۱۱۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء میں جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حصہ علیحدہ کرنے کی صورت میں اسکا اپنے حصہ سے جدا ہونا قرین قیاس نہیں ہوتا حالانکہ یہ تقسیم کی صورت میں ایسا کر سکتی ہے مگر یہ عجیب بات ہے کیونکہ یہ بوجہ جائز ضرورت اپنے حصہ کو منتقل کرنیکا اختیار رکھتی ہے جب یہ صورت ہے تو کیوں حصہ کی تقسیم اور علیحدہ کرنے میں یہ نازک تمیز مدنظر رکھنی چاہیئے۔ دلیل کے طور پر قیاس کرنے سے کہ یہ عورت محض حصہ علیحدہ کرنے کی صورت میں اپنا حصہ کسی طرح منتقل نہیں کر سکتی تو اس سکیم سے بہت سختی پیدا ہوگی فرض کرو کہ بیوہ جو اس ناقابلیت کے تابع ہے۔ اس کے پاس اپنے ضروری حوائج کو پورا کرنے کے واسطے کچھ موجود نہیں تو کیا اس صورت میں اس کو بھوکا مرنا چاہیئے۔ یا کہ بوجہ جائز ضرورت منتقل کرنے کے قابل ہوتی ہے؟

---

# باب سی و چہارم ۳۴

# مذہبی سررشتے

**اول۔** ہر مذہبی سررشتہ اپنے قواعد کے تابع ہوتا ہے۔ مذہبی سررشتوں کے متعلق تمام امور کا فیصلہ سب سے پہلے سررشتہ مذکور کے رواج اور دستور کے مطابق ہونا چاہیئے اس بارہ میں سندات یہ ہیں:۔

۱۔ کسی خاص مذہبی سررشتہ کے متعلق فیصلہ اس رواج کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جو اس مذہبی دوارہ میں مروج ہو۔ ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۲۔ عدالت کو قاعدہ سررشتہ کے رسم و رواج کی بابت تحقیقات کرنی چاہیئے ۷۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۳۔ ہر سررشتہ کا رواج فیصلہ پر حاوی ہونا چاہیئے ۷۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۴- اسی بارہ میں دیکھو ۶۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء ۱۰۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۵ء اور ۴۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۷۴-

## دوم جائداد متعلقہ مذہبی سرشتہ مذہبی اغراض کیواسطے وقف ہوتی چاہیئے

- لفظ وقف ایک خاص لفظ ہے۔ جو شرع محمدی میں بعض قسم کی جائدادوں کے ایثار کیواسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو خاص مطلق کی نذر کیگئی ہوں۔ مگر پنجاب کی عدالتوں میں ہر قسم کی زمین کیواسطے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو اہل ہنود میں مذہبی اغراض کیواسطے دیگئی ہوں۔ مگر یہ غلطی ہے۔ کیونکہ صحیح الفاظ مذہبی سرشتے اور مذہبی جائداد ہیں۔ مگر بہرحال جائداد کے وقف ہونے سے پہلے اس کے مالک کی ملکیت زائل ہونی لازم ہے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱- یہ خیال غلط ہے کہ جائداد وقف کی مراد صرف واقعی موقع مسجد۔ مندر۔ یا دیگر مذہبی دوارہ اور وہ زمین ہے۔ جو فی الواقع اُس کے متعلق ہے اور اسکی موجودگی کے واسطے ضروری ہو۔ یہ لفظ اس قدر وسیع ہے۔ کہ اسمیں وہ تمام اراضیات شامل ہیں جو سرشتہ مذکور کی قائمی کے واسطے دیگئی ہوں۔

۲- جو جائداد سرشتہ کے استعمال کیواسطے خصوصیت سے نہ دیگئی ہو۔ وقف نہیں ہے۔ خواہ یہ خانقاہ کے ساتھ ہی شامل کیوں نہ ہو۔ ۷۱ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۸ء

۳- موضع کے مالکوں نے جو زمین اُس شخص کو دی ہو جو مسجد کا امام ہو وقف نہیں اور اس سے صرف اُسوقت تک تمتع اٹھایا جاسکتا ہے جب تک کہ عطیہ دینے والے کی مرضی ہو۔ ۷۷ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۶ء

۴- جائداد کے وقف ہونے سے پہلے قبضہ دینا لازم ہے۔ ۱۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۶ء میں ایک شخص نے دستاویز تحریر کی جس کے رو سے کچھ جائداد امانت میں دیگئی تھی مگر اس کا قبضہ فی الواقعہ نہیں دیا گیا تھا۔ قرار پایا کہ امانت پیدا نہیں کیگئی تھی۔

۵- خانقاہ مذہبی سرشتہ ہو سکتی ہے۔ یا کہ نہیں ہو سکتی ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۹۲ء

۶- جو جائداد وقف ہو جاتی ہے۔ وقف کرنیوالا اس کو واپس نہیں لے سکتا ہے۔ ۱۰۰ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۶۸ء

## سوم- انتظام متولی کے سپرد ہوتا ہے۔

معمولی طور پر مذہبی سرشتہ

کا انتظام متولی کے سپرد ہوتا ہے - یہ مجاوران کو علیحدہ کر سکتا ہے مقدمات حسب ذیل ہیں

۱- عام قیاس یہ ہے کہ صرف مہنت ہی انتظام کرنے کا مستحق ہے اور کہ مریدوں اور چیلوں کو انتظام کرنیکا حق نہیں ہوتا - ۶۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء

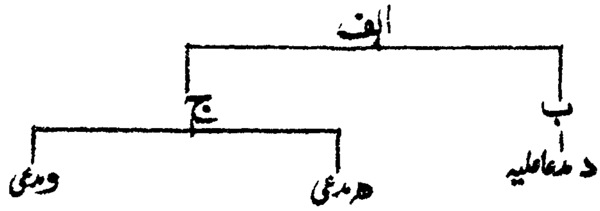
۲- سجادہ نشین اور متولی کے عہدے جُداگانہ ہیں - اوّل الذکر کو روحانی معاملات اور مؤخر الذکر کو دنیاوی سپرد ہوتے ہیں دراصل متولی سررشتہ کا امین ہوتا ہے ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء -

۳- پشاور کی زیارتوں کا متولی مجاوروں کو علیحدہ کر سکتا ہے - ۱۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۴- ضلع اٹک میں متولی کو مجاوروں کے موقوف کرنیکا اختیار ہے مؤخر الذکر کی مدید خدمات یا زیارت کی زمین پر مکان تعمیر کرنا روک ہوتا ہے - یہ صرف ملبہ کی بابت معاوضہ کے مستحق ہوتے ہیں ۶ پنجاب ریکارڈ ۱۹۱۱ء

## چہارم - متولی چڑھاوا اور چیلے صرف گذارہ لیتے ہیں -

۱- جہاں دوارہ میں خاص چڑھاوا پیش ہو اور یہ گرنتھی کے استعمال کے واسطے مدنظر ہو - تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ کیا یہ جُداگانہ گدی نشینوں کو جاتا ہے جو مشترکہ خاندان کے ممبر ہیں - یا کہ یہ ممبروں میں مساوی تقسیم ہوتے ہیں اس سوال کا ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء میں بحق گدی نشین کے جواب دیا گیا ہے - اِس مقدمہ میں شجرہ نسب حسب ذیل تھا -




الف - دربار امرتسر کا گرنتھی تھا جو ۱۸۶۶ء میں فوت ہوا ب اور ج ہر دو الف کی حین حیات میں فوت ہوئے اور دو پسر چھوڑ گئے جو اوپر درج کئے گئے ہیں الف کی حین حیات میں د گرنتھی کے فرائض ادا کرتا تھا - اور اپنے دادا کی وفات کے بعد فی الواقعہ گرنتھی رہا - مگر یہ کبھی استحقاقاً ایسا نہیں ہوا تھا - د کچھ عرصہ مدعیان ھ اور و کے ساتھ چڑھاوے کا حِصّہ لیتا رہا - اور ازاں بعد مدعیان کو حِصّہ دینا بند کر دیا - مدعیان کی نالش

پر اونہوں نے یہ حجت پیش کی کہ وہ معمولی قانون وراثت سے وارث ہوا تھا لہذا یہ مدعیوں کے ساتھ ملکر حصے لے سکتا تھا۔ قرار پایا کہ گدی نشین کا عہدہ نازل ہونیوالی وراثت نہیں اور را درس کا چڑھاوا مشترکہ جائداد خاندان نہیں بلکہ گدی نشین کو علیحدہ ملتی ہے۔

۲۔ چیلا اس دوارہ سے گذارہ لینے کا مستحق ہے جس سے یہ تعلق رکھتا ہو مگر عدالت یہ قرار نہیں دے سکتی۔ کہ اس صورت میں کیا نتیجہ نکلیگا۔ جبکہ مدعی مندر میں رہنے سے انکار کرے۔ ۴۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء

**پنجم۔ عبادت کرانے کا حق**۔ مقدمات حسب ذیل ہیں۔

کانگڑہ کا مندر صرف وہ بہوجکی قائم مقام ہوسکتے ہیں جو کانگڑہ کی بہوجکی ماؤں کے ہیں جو الاکھی ماؤں کی اولاد مندر میں قائم مقام نہیں ہوسکتی۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

**ششم۔ دوارہ میں پرائیویٹ جائداد پر قبضہ**۔ یہ سوال غیر منفصل چھوڑ اگیا تھا کہ آیا سنیاسی جو مذہبی اصولوں کے ممبر ہیں جائداد پیدا کرسکتے ہیں اور آیا جو کچھ اونہوں نے پیدا کیا ہے۔ یہ دوارہ کا ملک ہے یا نہیں ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۷ء

۲۔ ایک سادھ جائداد پیدا کرنے کے لئے ناقابل نہیں۔ جب سادھ جائداد پیدا کرتا ہے۔ اور اسکو وقف نہیں کرتا۔ یہ اسکا تمام و کمال مالک رہتا ہے۔ اور اس کو حسب مرضی خود تصرف میں لاسکتا ہے۔ مگر جو جائداد اسکو دوارہ کی جانب سے ملتی ہے یہ مذہبی جائداد ہوتی ہے۔ ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۳۔ داتا گنج بخش (لاہور) کے مجاور پرائیویٹ جائداد پر قابض ہوسکتے ہیں ۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

**ہفتم۔ مہنت بوجہ ضرورت منتقل کرسکتا ہے** مذہبی دوارہ کے منتظم کلو پوزیشن ٹرسٹی پوزیشن کے منطبق ہے اور یہ محض بوجہ جائز ضرورت اسکو منتقل کرسکتا ہے یعنے اس غرض کیواسطے جس میں ٹرسٹ کا مفاد ہو۔ یہ صرف اس اغراض کے واسطے منتقل کرسکتا ہے۔ جو دوارہ کو اور اوسکے متعلق خیراتوں کو مناسب طور پر قائم رکھنے کے واسطے ہوں۔ مگر جہاں اس جائداد کا انتقال بوجہ جائز ضرورت کیا جائے تو صرف یہی ثابت کرنا کافی نہیں ہوتا۔ کہ روپیہ کسی جائز ضرورت کیواسطے قرض لیا گیا تھا

بلکہ یہ بھی دکھانا لازم ہے کہ ضرورت مذکورہ ایسے باعث سے پیدا ہوئی تھی جو منتقل کرنیوالے کے اختیار سے باہر تھی۔ مثلاً جب دوارہ کی آمدنی تمام مصارف کیواسطے کافی ہو اور منتظم اسکو بے اعتنائی سے خرچ کرے اور دانستہ برباد کرے اور پھر جائز ضرورت کیواسطے قرض لے تو یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر قرضہ دہندہ مناسب حساب کرے۔ اور اپنا اطمینان کرنے کے بعد قرضہ دے تو یہ محفوظ ہوتا ہے سندات حسب ذیل ہیں۔

۱- براہمدتہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں مذہبی دوارہ کے منتظم کی پوزیشن ہندو کی حیثیت کے منطبق ہے۔ زمین کی سب آمد کو اس طرح برباد کرنے کی اجازت نہیں۔ کہ سرکاری معاملہ ادا کرنے کے واسطے کچھ باقی نہ رہے۔ اور پھر اُس کے واسطے قرض لینا پڑے اور اُس کا نام ضروری غرض لیا جائے۔ ۳۹ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۱۸۔

۲- جو اشخاص مذہبی دواروں کے سرگردہ اشخاص کو قرض دیں انکو یہ دریافت کرنا لازم ہے کہ آیا اسوقت جب یہ قرض دیتے ہیں یہ ایسا موقع ہے جبکہ دوارہ کی حالت اُس کو جائز کرے۔ ۳ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۲ء

۳- مذہبی دواروں کے سرگردہ اشخاص کو قرضہ دینے میں صرف یہی ثابت کرنا کافی نہیں کہ جس غرض کیواسطے قرض لئے گئے تھے۔ یہ ضروری اغراض تھیں بلکہ یہ بھی دکھانا لازم ہے کہ قرضہ لینے کے واسطے واقعی ضرورت تھی۔ ۵۴ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۹۰۳ء

۴ مزملہ سادھو امرتسر کا مقدمہ۔ جو چیلا گورو کی جائداد کا وارث ہو یہ بجز ضرورت کے منتقل نہیں کرسکتا۔ ۱۳۶ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۹ء

شرط یہ ہے کہ جائداد مہنت کی پرائیویٹ جائداد ہو تو یہ اُس کو اپنی مرضی کے مطابق منتقل کرسکتا ہے۔ لہٰذا جب جائداد وقف کو منتقل کرنیکا سوال پیش ہو تو سب سے پہلے اس سوال کا فیصلہ کرنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا جائداد منتظم یا چیلوں کی پرائیویٹ جائداد ہے یا کہ اس دوارہ سے متعلق ہے۔ جسکا یہ سرگردہ ہے۔ سندات حسب ذیل ہیں:-

۱- دیکھو ۳۰۔ پنجاب ریکارڈ سنہ ۱۸۸۳ء جس میں پرائیویٹ جائداد کی وراثت معمولی قواعد کے تابع قرار پائی تھی۔

۲- لیکن گو پراویٹ جائداد کسی طرح کسی مذہبی دوارہ کے متعلق نہ ہو تو یہ اصلی پیدا کرنیوالے کی وفات پر جو منتقل کرنے کے بغیر چھوڑ گیا ہو ناقابل انتقال ہو جاتی ہے چیلا قدرتی وارث نہیں ہے بلکہ بہ ترجیح اسکے وارث ہوتا ہے۔ اس صورت میں جائداد وقف ہو جاتی ہے۔ اور صرف ضرورت کے واسطے منتقل ہو سکتی ہے۔

۱۳۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء میں مذہبی دوارہ کے مہنت نے کچھ جائداد خود پیدا کی اور اوسکو یہ اپنی مرضی کے مطابق منتقل کرسکتا تھا۔ مگر یہ قدرتی وارث چھوڑنے کے بغیر فوت ہو گیا۔ اور حسب رواج اس دوارہ کے اُسکا چیلا وارث ہوا جس سے مہنت متوفی متعلق تھا۔ قرار پایا کہ جائداد چیلہ کے قبضہ میں مذہبی تھی۔ اور یہ اسکو ضروری اغراض کے بغیر منتقل نہیں کرسکتا تھا۔

## ہشتم ناواجب انتقال کی بابت تنازع کرنے کا حق

تمام اشخاص جو مذہبی دوارہ کی حفاظت سے دلچسپی رکھتے ہوں جائداد وقف کے ناجائز انتقال کی بابت تنازع کرسکتے ہیں اس بارہ میں مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱- اس محلہ کے باشندے جہاں مندر واقعہ ہو۔ اور اوسکی پرستش کے معاون منتظم کیجانب سے انتقال کی بابت اسوجہ سے اعتراض کرسکتے ہیں کہ انتقال مذکور کے واسطے کوئی جائز ضرورت نہیں تھی۔ ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

۲- جو اشخاص مندر میں پرستش کرتے ہوں اُنکو ناواجب انتقالات کی بابت اعتراض کرنیکا منصب حاصل ہوتا ہے۔ ۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء

۳- ہر مسلمان جو مسجد کو استعمال کرتا ہو یا استعمال کرنے کا حق رکھتا ہو اور نیز پڑوسی اور اُس کا ہوا خواہ ہو۔ وقف زمین متعلقہ وقف سے مداخلت بیجا کرنیوالیکو بیدخل کرسکتا ہے۔ ۸۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۴- دھرم سالہ میں عبادت کرنیوالے جائداد وقف کے ناواجب انتقال کی بابت تنازع کرسکتے ہیں۔ ۶۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء

۵- ۱۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء میں مسجد کے متولی نے مسجد پر مداخلت بیجا کی تھی اور عبادت کرنیوالے اہل محلہ نے اس مداخلت کو دور کرنے کیواسطے دعوے دائر کیا تھا متولی کی جانب سے یہ حجت پیش کیگئی تھی۔ کہ عبادت کرنیوالوں کا حق صرف یہ تھا

کہ یہ مدعاعلیہ متولی کے عہدے سے علیحدہ کرائیں اسپر قرار پایا کہ یہ امر اپیلانٹ کے حق کے متعلق ہے۔ کہ یہ ٹرسٹ پر قائم و برقرار رہے۔ اور مسجد کا متولی رہے اور مسجد میں عبادت کرنیوالے عدالت کے حکم سے اسکو کوئی خاص فعل کرنے سے روکیں اور اپیلانٹ کا اس عہدہ پر قائم رہنا اس قسم کی نالش کا جواب نہیں ہو سکتا۔ اس مقدمہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس قسم کے معاملات میں متولی کے اختیارات بہت وسیع ہیں اور یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسکی بجز اسکے صحیح نہیں کہ مسجد کے واسطے کیا مفید ہے کیونکہ مسجد میں عبادت کرنے والوں میں سے بعض کا خیال اسکی نسبت مختلف ہے جو کچھ کہ مسجد کے واسطے مفید ہے مگر چیف کورٹ نے مقدمہ امور ذیل کی تحقیقات کے واسطے واپس بھیجا تھا۔ (اول)

کیا مسجد کے متولی کو مدعیوں کی رائے کے بغیر اس امر کا فیصلہ کرنیکا اختیار ہے کہ آیا اس قسم کی مداخلت مسجد کے مفاد کے واسطے نہیں۔ اور (دوم) آیا مداخلت زیر بحث جسکی مدعاعلیہ نے اجازت دی ہے۔ مسجد کے مفاد کیواسطے تھی۔ بروئے واقعات قرار پایا تھا کہ متولی کو مسجد کے بڑے حصہ پر مداخلت کرنے کا اختیار نہیں اور اسپر جو عمارت تعمیر کیگئی تھی۔ اُس کو گرانیکا حکم دیا گیا تھا۔

**نہم مذہبی دوارہ کی جانشینی۔** مذہبی سررشتہ یا دوارہ کی جانشینی پنجاب میں ہر سررشتہ کے خاص رواج کے تابع ہے۔ یہ امر قابل تذکرہ ہے۔ کہ ان تمام سررشتوں میں جانشینی کے تین قواعد ہیں

الف۔ آخری مہنت سے نامزد کیا جانا۔ (ب) یہ نامزدگی برادری کی منظوری یا پسندیدگی سے کرنا۔ (جسکو بھیکھ کہتے ہیں) (ج) برادری (بھیکھ) کیجانب سے منتخب کیا جانا اور یہ دریافت کرنے میں کہ خاص سررشتہ پر کونسا قاعدہ حاوی ہوتا ہے۔ یہ تحقیق کرنا لازم ہے کہ جانشینی متنازع سے پہلے وراثت کس قاعدہ سے ہوتی رہی ہے۔ مذہبی دواروں کے عام رواج اس مضمون پر روشنی ڈالنے کیواسطے مناسب ہو سکتے ہیں۔ مگر قطعی نہیں ہوتے۔ مقدمات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مدعی نے لودھیانہ کے ایک مذہبی دوارہ کے مہنت کا بوجہ جانشین ہونیکا دعوے دائر کیا کہ متوفی مہنت کا چیلا تھا۔ مدعاعلیہ کو متوفی نے نامزد کیا تھا لہذا دعوے

خارج کیا گیا تھا - ۴۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء

۲- تمام مقدمات متعلقہ جانشینی مذہبی ادارہ بروئے رواج فیصل کرنے چاہئیں ۵۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۶ء - ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء

۳- مہنت کو اپنا حین حیات جانشین مقرر کرنیکا اختیار ہے مگر یہ ہدایت نہیں دے سکتا کہ اس کے جانشین کی نابالغی میں ایک دوسرا شخص بحیثیت درمیانی ڈائرکٹر گدی کے کام کرے - ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۷ء

۴- بروئے رواج ثابت ہوا کہ دھرم سالہ کی مہنتی کی جانشینی میں قاعدہ یہ ہے کہ جانشین پڑوس کے فقیروں اور موضع کے نمبرداروں نے منتخب کیا تھا اور نہ کہ متوفی مہنت نے اسکو نامزد کیا تھا - ۴۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء

۵- اور مذہبی دوارہ کی ایک عورت مہنت تھی - جبکہ اُس کو مہنت متوفی نے نامزد کیا تھا - اور شرفائے دہلی نے اُس کو پسند کیا تھا - ۷۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۴ء

۶- قادری فقیران خانقاہ شاہ گدا کوئی رواج ثابت نہوا - جس سے چیلا باخراج قدرتی وارثان متوفی گدی نشین وارث ہو - ۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۷- پسر متبنیٰ دربار صاحب امرتسر کے روزینہ مواجب کا وارث نہیں ہوتا - ۹۴ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۹ء

۸- یہ حجت پیش کیگئی تھی کہ نرملا سادھوں میں مہنت کو اپنے چیلوں میں سے کسی کو اپنا جانشین منتخب کرنیکا اختیار ہے - اس مقدمہ میں نامزدگی ناجائز قرار پائی تھی کیونکہ مدعاعلیہ گور بھائی کی رضامندی حاصل نہیں کیگئی تھی - قرار پایا تھا کہ یہ ثابت کرنیکا بار مدعاعلیہ پر ہے - کہ بروئے رواج اسکی رضامندی لینی ضروری تھی جسکو یہ ثابت نہیں کرسکا - ۳۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۱ء

۹- گو چیلا اپنے مہنت کا جانشین ہوتا ہے - تاہم یہ منتخب یا نامزد ہونے کے بغیر استحقاقاً دعوےٰ نہیں کرسکتا - ۳۴ پنجاب لا رپورٹ ۱۹۰۶ء -

۱۰- عدالتیں بروئے قانون کسی خاص شخص کے حقوق مستقر تقرر امام مسجد قرار دے سکتی ہیں - مگر اس سے آگے بڑھکر خود نامزد نہیں کرسکتیں - ۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۱۱- جب مہنت اپنی حین حیات میں جانشین نامزد نہ کرے تو یہ بذریعہ وصیت

ایسا نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں برادری منتخب کریگی۔ ۱۷۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۹ء

۱۲۔ نرملا سادھان امرتسر کی دھرمسالہ۔ مہنت کو جانشین نامزد کرنیکا اختیار ہے مگر اس کو برادری نے پسند کیا ہو۔ اگر نامزدگی نہ ہو تو برادری کے ممبر مقرر کرتے ہیں۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔

۱۳۔ دربار صاحب امرتسر۔ حق القائمی کا اصول اس دوارہ پر حاوی نہیں ہوتا۔ اور گدی نشین کو اپنا وارث منتخب کرنے کا اختیار ہے۔ ۹۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء

۱۴۔ ۱۰۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ اسلامی زیارت کے جانشین کا مقدمہ ہے۔

۱۵۔ ارداس کا چڑھاوا گدی نشین کو ملتا ہے۔ اور نہ کہ خاندان کے سب مشترکہ ممبر اس کے وارث ہوتے ہیں۔ ۴۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۷ء۔

دہم۔ مہنت کی پرائیویٹ جائداد کی وراثت۔ مقدمات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ جب جائداد پرائیویٹ ہو تو اس کی وراثت معمولی قواعد کے تابع ہو گی۔ ۳۸ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء۔ (داتا گنج بخش لاہور کا مقدمہ)

۲۔ قدرتی وارث کی عدم موجودگی میں مہنت کی پرائیویٹ جائداد کا چیلا وارث ہو سکتا ہے۔ ۱۴۳ پنجاب لاء رپورٹ ۱۹۰۶ء صفحہ ۷۷۹۔

۳۔ سنہ وگوسایان ضلع کانگڑہ۔ جائداد مندر کے قابض کی بیوہ اس کی ماں کو خارج کرتی ہے۔ ۱۳۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء۔

۴۔ شہادت کی عدم موجودگی میں یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ مہنت کی پیدا کردہ جائداد دوارہ کا ملک ہے۔ مہنت کے پسر استحقاقاً وارث نہیں ہو سکتے۔ چیلا جانشین ہوتا ہے۔ یہ سیدھ سنیاسیوں کا مقدمہ تھا۔ ۴۱ پنجاب ویکلی رپورٹر ۱۹۱۰ء۔

یازدہم۔ مہنت کی علیحدگی۔ جب مہنت بدچلن ہو تو برادری اس کو خارج کر سکتی ہے۔ ۱۰۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء۔ (نرملے سادھوان کا مقدمہ)

۲۔ گجروں کا مقدمہ۔ پرستش کرنے والے مہنت کو علیحدہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس کا جانشین مقرر کر سکتے ہیں۔ ۱۲۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء۔

# (۳۵)
# باب سی و پنجم

## بُرد - بر آمد

بُرد و بر آمد کے جو مقدمات عدالتوں میں آتے ہیں - ان کی تعداد بہت کم ہے - لہٰذا ان کے متعلق اصولوں پر بحث کرنا یا ان کو واضح کرنا تحقیل لا حاصل ہے - تاہم اس بارہ میں مشتہرہ مقدمات ذیل بشرط ضرورت ملاحظہ ہو سکتے ہیں :-

۱- پھلور اور لودھیانہ کا مقدمہ - بروئے خاص رواج ثابت ہوا کہ جب قابل شناخت زمین دریا ستلج کے دوسرے کنارہ کی جانب بہ جائے - تو اس موضع کے مالک جس کے ساتھ اس کا الحاق ہو مالک ہو جاتے ہیں - ۱۱۳ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۰ء

۲- دریائے چناب کا مقدمہ - جب زمین مجموعی طور پر دریا کے ایک کنارہ سے دوسری جانب جا لگے مالک اس وقت تک اپنا حق زائل نہیں کرتے - جب تک کہ زمین قابل شناخت رہے - محض چند اقطاع کو زیر کاشت لانا اصل مالکوں کے حقوق زائل نہیں کرتا - ۶۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء

۳- اعلیٰ اور ادنیٰ مالک - بروئے رواج ثابت کیا گیا کہ جب ادنیٰ مالک کی زمین دریا بُرد ہو کر پھر بر آمد ہو تو یہ اپنا حق زائل نہیں کرتے - لہٰذا اعلیٰ مالک اجنبیوں کو اس کا اجارہ نہیں دے سکتا - ۱۲۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۴- بندوبست کی مسل میں جو لفظ محاذ استعمال کیا گیا ہے - اس کی مراد یہ ہے کہ بر آمد کے مقدمات میں ہر موضع والے اس زمین کی بابت بحیثیت مالک کے دعوے کر سکتے ہیں جو اس موضع کی محاذ میں واقعہ ہو - ۵۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۸ء -

۵- دریائے بیاس کا مقدمہ - بروئے رواج قرار پایا کہ جب ناگہانی انقلاب یا بر آمد سے زمین دریا کے ایک جانب سے دوسری جانب منتقل ہو تو مالک اپنے حقوق مالکانہ زائل نہیں کرتا - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۰ء -

۶- دریائے سوان کا مقدمہ - یہاں عام رواج مروجہ یہ ہے کہ باشندے

گہری نہر کے قاعدہ کے پابند ہیں - یعنی جب قابل شناخت زمین دریا کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر جا لگے - تو مالک اپنے حقوق زائل نہیں کرتے - عام اس سے انتقال ندکورہ بتدریج یا دفعتاً ہو - ۴۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۷- شاہپور کا مقدمہ - رعیت دخیلکار اپنی اراضیات دخیلکاری کے برُد ہونے سے اپنے حقوق زائل نہیں کرتا - ۱۰۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۳ء

۸ - جو شخص محض مالک قبضہ ہو اس زمین میں اپنے حقوق زائل نہیں کرتا جو زیر تہ آب ہو - ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۰ء

۹- برد برآمد کے سوالات کا بروئے رواج فیصلہ کرنا لازم ہے - اور اگر اس بارہ میں کوئی رواج نہ ہو تو رگیولیشن ۱۱ سنہ ۱۸۲۵ء - ۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۲ء سے ایسا کرنا چاہیئے -

۱۰- جب زمین قابل شناخت ہو - اور یہ کنارہ سے دوسرے کنارہ کی جانب منتقل ہو گئی ہو - تو یہ اصل مالکوں کا ملک رہتی ہے - ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۰ء

۱۱- جب زمین دوسری جانب منتقل ہو جائے - اور اس کی شناخت نہ ہوسکے - تو وہ اشخاص جن کی زمین میں یہ شامل ہو جائے اس کے مالک ہو جاتے ہیں - ۶۵ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء -

۱۲ جب زمین دوسرے کنارے کی جانب چلی جائے - اور اس کی شناخت نہ ہوسکے تو وہ اشخاص جن کی زمین کے ساتھ یہ ملجائے - مالک ہو جاتے ہیں - ۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۳ء

۱۳- قرار پایا کہ موسومہ کشتی بنا یا گہری نہر کا قاعدہ اس مقدمہ میں موجود ہے - جس سے وہ اراضیات جو برُد ہو گئی ہوں - ان اشخاص کی ہو جاتی ہیں جن کے دیہات کی محاذ میں منتقل ہو جائیں - نیز قرار پایا کہ اس قسم کا رواج معاہدہ سے تبدیل کیا جا سکتا ہے - ۵۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۶۹ء -

۱۴- ایک رعیت دخیلکار اپنے حقوق محض اس وجہ سے زائل نہیں کرتا کہ کھاتہ دخیلکاری برُد ہو گیا ہے - ۱۲۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۱۵- ایک رعیت دخیلکار اپنے حقوق محض اس وجہ سے زائل نہیں کرتا -

…ت وخیلکاری زیرِ آب ہے۔ ۹۶ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۱۶۔ جب زمین برآمدگی سے حاصل ہو ملحقہ زمین کے رعیتان وخیلکان ملحقہ رسدی کا دعوےٰ نہیں کرسکتے۔ ۵۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۱۷۔ جو زمین برآمد ہونے سے حاصل ہو اس کو زمین کے سرحدی تنازعات میں شامل نہیں کرنا چاہیئے۔ جب دیہات دریا کے ایک ہی جانب واقع ہوں تو یہ سوال کہ زمین کس کی ہے صرف سرحد کا سوال ہوتا ہے۔ ۲۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۶ء

۱۸۔ برٹش اور دیگر خودمختار ممالک کے مابین جو قانون برآمد پر حاوی ہوتا ہے۔ یہ گہری نہر کا قاعدہ ہے۔ ۱۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۱ء

۱۹۔ جب زمین قابلِ شناخت ہو۔ تو گہری نہر کا قاعدہ حاوی نہیں ہوتا۔ اور مالک اس کو لینے کا مستحق ہوتا ہے۔ ۸۴ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۲۰۔ جب اراضیات معافی زیرِ آب ہوں تو حقوق زائل نہیں۔ ۶۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۹ء

۲۱۔ رعیت وخیلکار زمین کے بُرد ہونے سے اپنے حق سے محروم نہیں ہے۔ ۱۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء۔

۲۲۔ مگر جب اراضیات چھوڑ دی جائیں۔ تو برآمد ہونے پر حق زائل ہو جاتا ہے۔ ۸۳ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

۲۳۔ رعیتان وخیلکار اس صورت میں اپنا حق زائل کرتے ہیں۔ جب یہ زمین کو چھوڑ دیں یا اس کے برآمد ہونے پر واپس لینے میں توقف کریں۔ ۱۳۲ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۶ء

۲۴۔ رواج ثابت ہوا جس سے رعیتان وخیلکار کا حق بُرد ہونے پر زائل ہو جاتا تھا۔ ۸۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۸ء۔

۲۵۔ رعیت وخیلکار بُرد ہونے پر حق زائل نہیں کرتا۔ تاوقتیکہ یہ عمداً ترک نہ کرے۔ اس مقدمہ میں امر مذکور ثابت نہ کیا گیا۔ ۵۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۸۴ء

تمام شد

# شرح ایکٹ مزارعان پنجاب

## نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء

# شرح ایکٹ مالگذاری پنجاب

چھپ کر تیار ہیں (مطبوعہ سنہ ۱۹۱۱ء) چھپ کر تیار ہیں

اردو میں آج تک کسی صاحب نے ایسی شرح ان ہردو

کی نہیں لکھی

کاغذ - لکھائی - چھپائی اعلیٰ قسم ہے

قیمت ہر دو کتب ۶ روپے

رعایتی - - - ۸ روپے

رکھی گئی ہے

المشتہر - دیوان عطر سنگھ مالک مطبع آفتاب پنجاب لاہور